مدبره اولدیغی بن چتکو آغا نه یدیا جوکه مدیریتکه توازدی پیر ادریک نیدیکوکیتی بو چتکو آغانه نیه کیدیا جو اگر تدی التقدر دیبه دیدی

چتکو آغا ارک حلالو محرر

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

ب.
(۲۱)

ان
سما

ص عوام روزگار یعنی

ی محفوظ و حق مطبع ہذا

ر مطبوا
ع ہو

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنہ کہ ربع ثالث فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علمائے عرب و عجم مفید خواص و عوام روزگار یعنی

جلد اول غایۃ الاوطار
ترجمہ اردو در المختار

جسکا ترجمہ مولوی محمد خرم علی صاحب مرحوم نے لکھا اور تتمہ ولی حاجی مدلی کے حوالے سے لکھا گیا سابار دوم تصحیح مولوی احسان اللہ صاحب فرنگی محلی حق تحفظ و حق مطبع ہذا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوکر مطبوع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب فقہ اُردو فارسی و عربی و اصول فقہ عربی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب فقہ اُردو

راہ نجات - از مولوی محمد علی مسائل نماز و روزہ و طریقۂ نکاح خوانی مع خطبۂ نکاح -

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری

حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالۂ بے نمازان از مولوی عبداللہ۔

کشف الحاجات - ترجمۂ اُردو مالابدمنہ از مولوی نورالدین۔

ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ۔
(۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد وسی مسئلہ (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالی (۵) حلیہ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل - مولفہ مولوی عبداللہ بن عبدالسلام -

شرح محمدی منظوم - مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری -

تنبیہ الغافلین - مسائل دینیہ از مولوی سید محمد و مولوی محمد طیب -

حیرۃ الفقہ - مسائل مشکلۂ فقہ از مولوی محمد ابراہیم حسین ہنگلوری -

جواب السائلین - تحقیقات مسائل بطور استفتا مولفۂ مولوی لال محمد -

تحفۃ المومنین - از مولوی قربان علی

نورالہدایۃ - اُردو ترجمۂ شرح وقایہ جلدین اولین عبادات مین از مولوی وحیدالزمان -

ایضاً - اُردو ترجمہ جلدین اخیرین شرح وقایہ کہ معاملات ہین -

کنز الدقائق اُردو مسمیٰ بہ تحفۃ العجم - از مولوی محمد سبحان -

رسالۂ چار باب - اُردو ترجمہ از مولوی کفایت اللہ -

چہل مسائل فقہ - از مولوی محمد ابراہیم حسین ہنگلوری -

اشرف المسائل معروف بہ جواہر اشرف از مولوی اشرف علی خان -

رسالہ تجہیز و تکفین میت - از محمد عمران -

احسن المسائل ترجمۂ کنز الدقائق - جو مسائل ضروریۂ فقہ مین بہت مستند ہی کتاب الطہارت سے کتاب الفرائض تک کے لابدی اور ضروری مسئلے صاف صاف عبارت اُردو مین مرقوم ہین مترجمۂ مولوی محمد احسن صدیقی -

فقہ فارسی

بدائع منظوم - از مولوی ناظم علی -

نام حق - از شرف الدین بخاری -

مائۃ مسائل - از مولوی احمد اللہ -

شرح وقایہ فارسی مع حاشیہ ملتقی الابحر از مولوی عبدالحق سجادلی و حاشیہ از مولوی ابراہیم -

شرح مختصر وقایہ کو رمیری - فارسی از جلال الدین سمرقندی -

مسلک المتقین منظوم - علماے ولایت نے اسمین مسائل فقہ حنفیہ کے کارآمد ضروری مندرج کیے ہین مصنفۂ مولوی الہ یار خان -

فتاواے برہنہ - اسمین مسائل فقہیہ ہین مصنفۂ مفتی محمد نصیرالدین -

بناء الاسلام فی احکام الصیام - مذہب امامیہ کی کتاب ہی

ہدایہ - مع ترجمہ و شرح حامل المتن منقول از مطبوعہ کلکتہ جو چند علماے نامدار نے باتفاق راے مدون کیا یہ کتاب مختاران و وکلا کے لیے مفید ہی چار جلد مین -

۱ - جلد اول - کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک -
۲ - جلد دوم - کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک - جلد اول و دوم یکجائی -
۳ - جلد سوم - کتاب البیوع سے کتاب الغصب تک
۴ - جلد چہارم - کتاب الشفعہ سے مسائل شتی تک - جلد سوم و چہارم یکجائی -

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library
Acc. No 30.5.816
Dated 4-7-88
7-5-88

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنة کہ ربع اول فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علمار عرب و عجم مفید خواص و عوام روزگار یعنی

جلد پہلی غایۃ الاوطار
ترجمہ اردو در المختار

جسکا ترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے طحطاوی اور حاشیہ مدنی کے احوال کے ساتھ کیا تصحیح و تکمیل تحفظ حق تصنیف افضل العلما جناب محمد احسن صدیقی نانوتوی

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوکر مطبوع ہوا

فہرست جلد اول غایۃ الاوطار ترجمہ درّ المختار

تمت

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنۃ کہ ربع اول فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علماء عرب و عجم مفید خواص و عوام روزگار یعنی

جلد پہلی غایۃ الاوطار

ترجمہ اردو در المختار

جسکا ترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے طحطاوی اور حاشیہ مدنی کے اقوال کے ساتھ کیا تھا تصحیح و تکمیل بتحفظ حق تصنیف افضل العلماء جناب محمد احسن صدیقی نانوتوی

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباجہ ازطرف مطبع اودھ اخبار

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ اُردو ترجمہ **درمختار** جسکو عالم المعی فاضل لوذعی مولوی **خرم علی** صاحب مرحوم نے طحطاوی اور حاشیہ مدنی کے ساتھ
ترجمہ کیا تھا لیکن حکم قادر مختار سے کسی کو چارہ نہین منظور الٰہی نہ تھا کہ ترجمہ اتمام کو پہونچتا قضا نے وقفہ ایکدم کا ندیا کہ مولوی صاحب نے انتقال فرمایا
اور ترجمہ ناتمام پڑا رہا ورثاے مولویصاحب مرحوم اس مطبع سے خواستگار ہوئے کہ اس ناتمام ترجمہ کا حق تصنیف ہمکو دین لیکن بوجہ
غیر مکمل ہونے ترجمہ مذکور کے یہ تجویز ملتوی رہی اِلا اُس زمانہ مین جناب اکمل الفضلا افضل العلما حاجی مولوی **محمد احسن** صاحب صدیقی
نانا توی مدرس اول بریلی کالج نے معرفت مولوی حاجی **الہ یار خانصاحب** تاجر کتب بریلی روہیلکھنڈ کے حق تصنیف خرید کیا اور
اپنی سعی موفور اور کوشش بلیغ سے موقع مناسب جہان ضرورت تکملہ کی تھی درست فرمایا اور حسن اہتمام اور انصرام سے باعانت جناب
مستطاب معلی القاب حاجی الحرمین الشریفین **نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر** فرمان فرماے مصطفےٰ آباد عرف رامپور
پر سرور حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ کیا باآنکہ بوجہ عجلت جیسا اہتمام حسب مرضی اور پسند خاطر مبارک ممدوح چاہیئے تھا عمدہ کاغذ اور طبع کا
نہین ہوا مگر تاہم یہ نسخہ نہایت صحیح چھپا اور قدردانی شائقان اور برکت اعانت خدام فلک بارگاہ نواب صاحب بہادر محتشم الیہ سے اسقدر
جلد فروخت ہو کہ مقامات دور و نزدیک سے اُنکی خواستگاری اور تلاش ہوئی جب تجارت کے کاروبار مین اطراف واکناف سے اِس
عمدہ ترجمہ کی طلب و خواہش ہوئی تو معرفت مولوی حاجی الہیار خانصاحب تاجر کتب متذکرہ بالا کے اس مطبع نے پیشکش بیبہا و معاوضہ
لائق کے ساتھ حق تصنیف اس ترجمہ کا خرید کیا ۔ امید ہے کہ جب یہ نادر الوجود ترجمہ اس مطبع سے شائع ہوگا تو صفائی چھاپہ اور عمدگی طبع سے
خریداران بنقد دل ہاتھون ہاتھ لینگے اور نوبت مکرر سہ کرر طبع کی عنایت ایزدی سے بر روے کار آویگی انشاء اللہ تعالیٰ

العبد خاکسار نول کشور عفی عنہ مالک مطبع اودھ اخبار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباجہ از طرف مترجم ثانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَکْمَلَ الْحَمْدِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ فِی الْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الشَّرَفِ وَالْکَمَالِ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الرَّجْفِ وَالزِّلْزَالِ

بعد حمد و صلوٰۃ کے احقر العباد **محمد احسن صدیقی نانوتوی** عرض کرتا ہے کہ کتاب **درالمختار** شرح **تنویر الابصار فقہ** امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ کی جنکا مذہب ہندوستان مین مروج ہی اس فن مین نہایت معتبر ہی اس زمانہ کے سب علما اسبات پر متفق ہین کہ جس طرح کی تنقیح مسائل اور تصحیح دلائل اس کتاب کے مؤلف **محمد علاء الدین** حصکفی علیہ الرحمۃ نے کی ہے دوسری کتابون مین نہین پائی جاتی جتنے کہ یہ کتاب باوجود فتاویٰ ہونے کے مدار مذہب ٹھہر گئی اور سب علما نے اسکی روایات کو مستند جانا اور اسیوجہ سے بڑے بڑے عالم مثل علامہ حلبی اور علامہ طحطاوی اور شیخ رحمتی اور محمد عابد سندی مدنی اور ابن عابد بن شامی وغیرہم نے اس کتاب پر حواشی لکھے فتاوون مین سے اور کوئی اسطرح کا نہین جسپر اسقدر حاشیے اول سے آخر تک ہون یا اُسکے مسائل مثل متون کے متصور ہون اس کتاب جلیل الشان کو مولوی **خرم علی صاحب** مرحوم بلہوری نے حسب فرمایش نواب صاحب بہادر مبرور والی باندہ ۱۲۵۸ھ ہجری مین کتاب النکاح سے اُردو مین ترجمہ کرنا شروع کیا متواتر تیرہ برس ترجمہ کرکے رجب ۱۲۷۰ھ ہجری مین آخر کتاب تک پہونچا دیا پھر محرم ۱۲۷۱ھ ہجری تک کتاب الحج کا ترجمہ پورا کرکے شروع کتاب سے باب الاذان تک لکھنے پائے تھے کہ یکایک رہگرائے عالم بقا ہوئے اس عاجز نے بنظر رفاہ عام ترجمۂ مذکورہ کو مترجم مرحوم کے ورثہ سے لیکر جسقدر باقی رہ گیا تھا اُسکی تکمیل اُسی طرح پر کرکے قصد چھپوانے کا کیا اور ازانجاکہ خود اسقدر مایہ نرکھتا تھا کہ تنہا اسکا متکفل ہوتا لہذا چند احباب کو اسمین شریک کیا ایک جلد بھی اسکی چھپنے نپائی تھی کہ بعض شرکا حوادث آسمانی کے باعث شرکت سے دست بردار ہوگئے اُسوقت جو کیفیت میرے دل پر گذرتی تھی اُسکو خدا ہی جانتا ہے رات دن بعجز التجا اور تضرع کے جناب باری مین دوسرا کار نتھا اسی عرصہ مین ایک اشتہار اسکے طبع کا مشتہر کیا کہ شاید اُس سے طبع مین کچھ مدد ملے قدرت قادر مطلق کو دیکھئے کہ جب اشتہار مذکور جناب مستطاب معلی القاب اعظم الامرا امیر الکبیر عظمامنلۃ

ذروۂ شہامت وجلالت نقطۂ دائرہ امارت وایالت موید مراسم سیاست وعدالت مقوی ارکان ابہت وبسالت حامی دین متین ناصر اہل یقین ملجا العلما ملاذ الفضلا ممہد قواعد خیر وسخا موسس قوانین علم وہدی **بیت** قطرۂ از لطف او سرمایۂ دریا وکان ✽ پرتوے از رای او پیرایۂ خورشید وماہ یعنی جناب **نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر** والی رامپور دامت دولتہ وزید النعم وطالت مدتہ فی نشر آثار الکرم کے ملمس انامل فیض شوامل سے مشرف ہوا تو احقر کے حاضر ہونے کا حکم دیا کمترین اسکو تائید غیبی جانکر بہ تعمیل ارشاد شرف ملازمت سے مشرف ہوا بکمال قدردانی حال اس کتاب کے طبع کا استفسار فرمایا عاجز نے سب کیفیت مفصل عرض کی اُسیوقت ارشاد ہوا کہ تم خاطر جمع رکھو کہ اسکے تکمیل کی صورت بادولت فرمائینگے چنانچہ دوسرے ہی روز جسقدر کمی کہ عاجز نے عرض کی تھی اُسکی وہانید کا ارشاد فرمایا غرضکہ صرف ادنی توجہ جناب ممدوح سے یہ کتاب انجام کو پہونچی اس کتاب کا فخر اتنا ہی بس ہی کہ اسکا دیباچہ ایسے امیر کبیر کے نام سے قرین ہوا کریم کارساز حقیقی نے یہ مجدت جاودانی جناب مفخم الیہم کے واسطے مقرر فرمائی **بیت** این سعادت بزور بازو نیست ✽ تا نہ بخشد خدای بخشندہ ✽ یہ کمترین اسکے شکریہ مین بجز اسکے کہ صدق دل سے دعا کرے اور کیا کر سکتا ہی **بیت** از دست فقیر بے نوا آید ہیچ ✽ جز آنکہ بصدق دل دعائی بکند ✽ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِي الدُّنْيَا وَاجْعَلْ سَدَّتَهٗ مُلْتَزَمَ اَهْلِ الْمُنٰى وَاٰخِرَتَهٗ خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى بِجَاهِ مِنْهُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهِ الْمُجْتَبٰى

اب چند باتین متعلق اس ترجمہ کے عرض کرتا ہون **اول** یہ کہ چونکہ مترجم اول کو مہلت سب کتاب کے پورا کرنے کی بھی نملی اسلئے اس ترجمہ کا نہ کوئی دیباچہ لکھنے پائے اور نہ نام رکھنے پائے اور از انجا کہ مترجم مرحوم نے ترجمہ کا شروع ۱۲۵۰ھ ہجری مین کیا اور ۱۲۷۱ھ تک سلسلہ ترجمہ کا جاری رہا اس لحاظ سے مین نے اسکا نام تاریخی **غایۃ الاوطار** رکھا جسمین ۱۲۶۴ھ ہجری نکلتے ہین جو ۵۰ھ اور ۷۱ھ کا درمیانی سال ہی عجب نہین کہ مترجم کی روح کو اس نام سے تازگی ہو **دوم** یہ کہ عبارت درمختار اور تنویر الابصار کی بخط نسخ لکھوائی گئی اور متن پر خط سیاہی کا کھینچدیا گیا **سوم** یہ کہ عبارت نسخ عنوانون کی جو قلم جلی سے لکھی گئی ہی وہ متن کی عبارت ہی ہان شارح نے جو فروع ہر باب کے آخر مین لکھے ہین تو لفظ فروع کو بھی قلم جلی سے لکھا ہی اور اُسکے بعد ترجمہ مین لکھ دیا ہی کہ یہ مسائل جزئیہ شارح نے اضافہ کئے ہین اسیطرح لفظ فائدہ جو کلام شارح مین کہین آیا ہی اسکو بھی جلی لکھا ہی اور اگر عبارت عنوان کی قلم جلی سے نہین لکھی گئی تو مقدار متن پر لکیر کردیگئی ہی **چہارم** یہ کہ مترجم اول نے جہان کہین اقوال محشیون کے نقل کئے تھے تو اُنکے شروع مین یہ جملہ لکھا تھا۔ مترجم کہتا ہی مین نے اس جملہ کی جگہ صرف میم جلی قلم سے لکھوا دیا ہی البتہ ہر جلد کے شروع مین ایک دو جگہ وہ جملہ بھی لکھدیا ہی تاکہ ناظرین جان جائین کہ میم جلی مختصر جملہ مذکور کا ہی **پنجم** یہ کہ ترجمہ مین مترجم مرحوم نے اکثر جگہ فروگذاشت کردی تھین اور حاشیہ پر لکھ دیا تھا کہ اس عبارت کا ترجمہ بعد تامل لکھا جاویگا اُسکو اس عاجز نے پورا کردیا اور جس وجہ سے اُنہین تامل تھا کتب متداولہ کے دیکھنے سے اُسکو صاف کردیا **ششم** یہ کہ بعض جا عبارت درمختار کی بالکل فروگذاشت ہوگئی تھی یا تو سہو سے رہ گئی ہو یا جس نسخہ سے مترجم نے ترجمہ کیا تھا اُسمین نہو بہرحال مین نے مقابلہ کے وقت ایسی عبارتونکو داخل ترجمہ کردیا ہی **ہفتم** یہ کہ نظر ثانی کا اتفاق واقعی مترجم سے نہونے پائی اسوجہ سے بعض جا خود ترجمہ غلط ہوگیا تھا ایسے مقامات کو اکثر مین نے بدل دیا ہی اور جہان نہین بدلا وہان حاشیہ پر اشارہ کردیا ہی کہ مترجم اول سے اس جگہ تسامح ہوا **ہشتم** یہ کہ مترجم موصوف نے اکثر جا محاورۂ اردو کے لحاظ سے تذکیر وتانیث مین غلطی کی تھی اور کہین الفاظ غیر مانوس داخل ترجمہ کردئے تھے اُن سبکو مین نے حال کے بول چال کے موافق صحیح کردیا ہی **نہم** یہ کہ اثناء ترجمہ مین جو عبارت عربی کی یا الفاظ مشکل نظر آئے اُنکے معانی حاشیہ پر یا لفظون کے نیچے لکھ دئے ہین **دہم** یہ کہ اثناء ترجمہ مین کوئی آیت قرآنی یا کوئی دعا بخط نسخ آگئی ہی تو اُسکے دونون طرف خط مقوس کھینچدیا ہی اسطرح ( ) تاکہ

کوئی اُسکو عبارت درمختار کی نہ سمجھے **یازدھم**[11] یہ کہ ہم دونوں مترجموں نے اسبات کا التزام کیا ہی کہ عبارت اُردو کا محاورہ بھی ہاتھ سے نجانے پائے
اور حتی الوسع الفاظ عربی کی رعایت بھی ملحوظ رہے اسی جہت سے بشتر تقدیم وتاخیر کرنی پڑی ہی مثلاً شارح نے مبتدا اور خبر یا فعل اور فاعل کے درمیان مین
کوئی قید بڑھادی تو ہمنے ترجمہ مین اول پورے جملہ کا ترجمہ کیا ہی اُسکے بعد شارح کی تحقیق کو بیان کیا ہی اور جس مقام پر ایک مبتدا کی کئی خبرین
یا ایک شرط کی کئی جزائین واقع ہوئی ہین تو اُن مقامون مین ترجمہ کے اندر لفظ مبتدا یا شرط کو فہم مطلب کے لئے مکرر لکھا ہی اسیطرح مقدرات
اور محذوفات کو اکثر ترجمہ مین ظاہر کردیا ہی حتے کہ ضمیرون کی جگہ نکے مرجع لکھدیے ہین تاکہ عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ مین آوے اور
کسی طرح کی گنجلک مسئلہ مین باقی نرہنے پاوے **دوازدھم**[12] یہ کہ حواشی کی پوری عبارت کا ترجمہ ہمنے نہین کیا بلکہ اتنی باتون کا لحاظ رکھا ہی
۱ توضیح مطلب مسئلہ ۲ ترکیب نحوی اور اشتقاق کلمات اگر مشکل ہو ۳ شارح کا تسامح جسجگہ واقع ہوا ہو ۴ کسی بیان کی تفصیل جسکو شارح نے
مجمل بیان کیا ہی ۵ جن مسائل کا حوالہ شارح نے دوسری کتابون پر کیا ہی اُنکا نقل کرنا بشرطیکہ کوئی خاص فائدہ اُسسے متعلق تصور کیا ہی ۶ اگر
شارح نے کسی مسئلہ مین قول ضعیف لکھدیا ہی تو اسمین روایت قوی کتب مروجہ سے ۷ جس جگہ شارح نے لکھدیا ہی کہ اس مسئلہ کا حکم مین نے
نہین دیکھا اُسکی تصریح کتابون سے ۸ تطبیق شارح کے اقوال مین اگر بظاہر مختلف معلوم ہوئے ۹ عنوان باب کے مناسب کوئی مسئلہ ضروری
جو حواشی مین نظر پڑا ۱۰ دلیل مسائل کی کتاب اور سنت اور اصول سے خواہ دلیل عقلی ۱۱ اختلاف نسخون کا ذکر ۱۲ جس مسئلہ کو شارح نے اصح
اور اراجح لکھا ہی اُسکا مقابل نقل کیا ہی اور اسکی صحت یا مرجوح ہونے مین فقہا کے قول نقل کئے ہین **سیزدہم**[13] یہ کہ کہین کہین ایسا بھی ہوا ہی کہ
حواشی مین ایک عبارت دوسرے مقام کے نیچے لکھی ہوئی تھی اور ہمنے اُسکو اور مقام پر ترجمہ کرنا مناسب جانا اسلئے ہمنے یہ التزام نہین کیا کہ ہر قول کا
حاشیہ اُسی کے ذیل مین رہے دوسری جگہ نہو **چہاردہم**[14] یہ کہ اثناے ترجمہ مین اگر کوئی قید ہمنے زیادہ کی ہی تو جس کتاب مین وہ قید
نظر پڑی ہی اُسکا حوالہ اثناے ترجمہ مین کردیا ہی مثلاً اگر بحرالرائق سے نقل کیا تو اُس قید کے بعد کذا فی البحر لکھکر باقی عبارت کا ترجمہ کیا ہی
پانزدھم[15] یہ کہ جس حاشیہ سے ہمنے نقل کیا ہی آخر کو اُسکا نام اور حوالہ کردیا ہی جیسے کذا فی الشامی یا قالہ الشامی اور کذا فی الطحطاوی
اور ان محشیون نے جن کتابون سے نقل کیا ہی بعض جا اُنکا بھی حوالہ کردیا ہی مثلاً کذا فی الشامی عن الحلبی اور کہین صرف اُن کتابون کے نام پر
اکتفا کیا ہی مثلاً کذا فی العینی اور کذا فی الہدایہ **شانزدھم**[16] یہ کہ عبارت حاشیہ کی اگر ہمنے طویل دیکھی ہی تو اُسمین سے بقدر اپنے التزام کے
لکھکر حوالے کے بعد مختصراً لکھدیا ہی اور کسی جگہ اور قسم کا تصرف بھی کرنا پڑا ہی تو وہان حوالے کے بعد بتصرف یا ملتقطاً بڑھادیا ہی اور بعض جا ایسا بھی
ہوا ہی کہ صورت مسئلہ یا تحقیق کو سواے حواشی کے اور کتابون مین پایا ہی تو وہان اُن کتابون کا نام لکھدیا ہی **ہفتدھم**[17] یہ کہ بعض موضع مین
جن کتابون سے محشیون نے کوئی مضمون لیا ہی ہمنے بدون رجوع اصل کتاب کے بہ تبعیت محشیون کے حوالہ لکھا ہی **ہیجدہم**[18] یہ کہ جس
عبارت مین شارح کی کوئی سقم محشیون نے بیان کیا ہی اُسکا ترجمہ ہمنے اُن لفظون کے لحاظ سے کیا ہی جنکو محشیون نے صحیح قرار دیا ہی اور
جابجا اسکی تصریح بھی کردی ہی کہ لفظ غلط کو چھوڑکر ہمنے صحیح لفظ کا ترجمہ کیا ہی **نوزدھم**[19] یہ کہ مترجم اول نے اکثر اقوال حاشیہ
طحطاوی اور مدنی سے لئے ہین اگر کسی جگہ سہو کاتب سے حوالہ رہگیا ہو تو ناظرین جان لین کہ یہ مسئلہ انھین دو حاشیون مین سے کسی مین
ہوگا اور مترجم ثانی ترجمہ کے وقت اکثر پیش نظر حاشیہ شامی رکھتا تھا تو میرے ترجمہ مین جس جا حوالہ متروک ہو اُسکو قول شامی کا تصور فرمائین
کمتر جگہ ایسی ہین جہان ہمنے اپنی طرف سے کچھ لکھا ہو اور جس جگہ لکھا ہی سیاق عبارت یا آواز بلند کہہ رہا ہی کہ ہماری بحث ہی نہ محشیون کا
قول **بستم**[20] یہ کہ بعض جا ایسا بھی ہوا ہی کہ ایک تقریر کو شامی نے اور طرح لکھا ہی اور طحطاوی نے دوسری طرح تو مین نے اُس تقریر کا

ترجمہ ایسی طرح کیا ہی کہ دونون حاشیون کی تحریر کو شامل ہو اور ایسی جگہ حوالہ مین دونون کتابون کا نام لکھدیا ہی اور اسیطرح جو مسئلہ دونون مین یکسان نظر آیا ہی اسکے حوالہ مین بھی دونون کا نام مندرج کردیا ہی **بست و یکم** یہ کہ جو مسائل مفید اور فوائد عجیب کتاب مین نظر پڑے ہین اُنکا اشارہ حاشیہ پر **ف** لکھکر کردیا ہی اور نیز ایسے مسائل کو فہرست مین بھی لکھدیا ہی تاکہ ناظرین کو اُنکی تلاش مین وقت نہو **بست و دوم** یہ کہ اس کتاب کی تکمیل مین مجھکو میرے برادر بھائی جناب مستطاب معلی القاب مولانا مولوی **محمد مظہر صاحب** نے بہت سی مدد دی اللہ تعالے اُنکی اور میری سعی کو مشکور فرماوے **بست و سوم** یہ کہ حتی الوسع تصحیح کتاب اور تنقیح مسائل مین مین نے بہت جان فشانی کی ہی اور باانیہمہ اپنی قلت بضاعت کا معترف ہون اگر کسی جگہ غلطی ہوتی ہو تو ناظرین عالی ہمم سے راجی کرم ہون **بیت** نناز م بسرمایۂ فضل خویش ✤ بدریوزہ آوردہ ام دست پیش ✤ اور اللہ تعالے سے توقع رکھتاہون کہ جیسے اُسنے اصل کتاب کو عرب وعجم کے باشندون مین مقبول اور مختار فرمایا ایسے ہی اس ترجمہ کو پسند ارباب دین اور اصحاب یقین فرمائے اور ہمارے لئے اسکو باقیات صالحات مین کرے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اٰمِيْنَ ؁



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہون مین اللہ تعالی کے نام پاک سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

مترجم کہتا ہی شارح رح نے دُرالمختار کو شروع بہ تسمیہ کیا باتباع کلام مجید و بفحواے حدیث مشہور کہ جو امر ذیشان شروع بہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہو وہ ابتر اور بے برکت ہی حَمْدًا لَکَ یَا مَنْ شَرَحْتَ صُدُوْرَنَا بِاَنْوَاعِ الْهِدَایَةِ سَابِقًا ہم تیری ستایش کرتے ہین ای وہ ذات مقدس کہ تو نے ہمارے سینون کو اول کشادہ کردیا طرح طرح کی ہدایت سے وَنَوَّرْتَ بَصَائِرَنَا بِتَنْوِیْرِ الْاَبْصَارِ لَاحِقًا اور بعد اُسکے ہمارے باطن کی بینائیون کو تو نے نورانی کردیا ظاہر کی آنکھین روشن کرکے وَاَفَضْتَ عَلَیْنَا مِنْ اَشِعَّةِ شَرِیْعَتِکَ الْمُطَهَّرَةِ بِحَارًا رَائِقًا اور تو نے اپنی پاک شریعت کی شعاعون سے ہم پر صاف غیر مکدر دریا بہادیا وَاَغْدَقْتَ لَدَیْنَا مِنْ بِحَارِ مِنَحِکَ الْمُوَفَّرَةِ نَهْرًا فَائِقًا اور تو نے اپنی بخشش کے بہت بھرے دریاؤن سے ہمارے نزدیک نہر عالیقدر کو بکثرت روان کردیا ہم شارح نے حمد الٰہی مین بطور براعت استہلال کے کتب فقہ کو ذکر کیا یعنے ہدایہ اور تنویر الابصار جو متن ہی دُرالمختار کا اور بحر الرائق اور نہر الفائق جو کنز الدقائق کی شرحین ہین اور منح الغفار شرح تنویر الابصار متن کی شرح بالجملہ اگر انکے معانی لغویہ پر نظر کیجئے تو بھی مطلب صحیح ہی چنانچہ ترجمہ مین مذکور ہوچکا اور اگر کتابین مراد لیجئے تو بھی مدعا درست ہی کہ اُنسے خلق اللہ کو بڑا فیض حاصل ہوا تو اس نعمت کا شکر واجب ہوگیا وَاَتْمَمْتَ نِعْمَتَکَ عَلَیْنَا حَیْثُ یَسَّرْتَ اِبْتِدَاءَ تَبْیِیْضِ هٰذَا الشَّرْحِ الْمُخْتَصَرِ تُجَاهَ وَجْهِ مَنْبَعِ الشَّرْعِ والا رسا اور تو نے اپنا احسان پورا کیا ہمپر اسواسطے کہ اس شرح مختصر کی ابتدا تبییض تو نے آسان کردی ذات مقدس منبع شریعت اور دُرر کے سامنے یعنے مدینہ طیبہ میں روضہ مطہرہ کے سامنے شارح نے دُرالمختار کو مسودے سے صاف کرنا شروع کیا ہم عرف مولفین مین تبییض اس سے عبارت ہی کہ کتاب محرر مرقوم ہو غیر محرر لکھنے کے بعد غالبا اور دُرر یعنی موتیون سے مراد احکام فقہیہ مین اور اسمین اشارہ ہی اُس کتاب کا جسکا نام دُرر ہی کذا فی الطحاوی وَضَجِیْعَیْهِ الْجَلِیْلَیْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اور رسول کریم کے دو ساتھ لیٹنے والے جلیل القدر کے سامنے یعنی ابی بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بَعْدَ الْاِذْنِ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دُرالمختار کی تبییض شروع ہوئی رسول کریم کے اذن کے بعد حق تعالیٰ اُس ذات مقدس پر رحمت خاص نازل کرے اور سلام ہم دُرالمختار کی منقبت مین اسقدر کافی ہی کہ باذن نبوی مولف ہوئی اور یہ کتاب لائق ہی مدح کے اسواسطے کہ اہل مذہب سے اسطرح کی کتاب نہین ہوئی یعنے مصنفین نقل خلاف اور اقوال کثیرہ مین اور قول ضعیف کو قول قوی سے ممتاز نہین کرتے اور بعضے اقوال اہل مذہب اور اُنکے مخالفین کے استدلال پر مائل ہین اور بعضون نے عبارت مین کمال بسط کردیا کہ افراط تک نوبت پہونچی اور اس کتاب مین شارح علامہ نے اختصار غیر مخل کا ارتکاب کیا اور اقوال معتمدہ کا التزام کیا یا تو ایک ہی قول پر اختصار کیا یا ایسے دو قول پر جو دونون صحیح ہین اور کثرت استدلال سے اسمین تعرض نہین کیا کیونکہ مقلد پر دلیل کا مطالبہ نہین اسواسطے کہ دلیل قائم کرنا مجتہد کا کام ہی اور اسیطرح

اس شرح کے متن کے واسطے بڑی فضیلت ثابت ہو چکی ہے یعنے ماتن نے خواب مین دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میرے گھر مین تشریف لائے اور
زبان مبارک کو میرے منھ مین داخل کیا بعد اس خواب کے ماتن نے تالیف اس متن کی شروع کی سو یہ مزیت ماتن اور شارح کے کمال اخلاص کا ثمرہ ہے کذا فی الطحطاوی
مختصراً وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ الَّذِيْنَ حَازُوْا مِنْ مِنَحِ فَتْحِ كَشْفِ فَيْضِ فَضْلِكَ الْوَافِيْ حَقَائِقًا اور رحمت خاص نازل ہو انکے آل اور اصحاب پر جنھوں نے تیرے فضل
وافی کے فیض کے عطایاے نصرت کاشفہ مظفرہ سے امور متحققہ کو جمع کیا اور گھیر لیا اور شارح نے اسمین اُن فقہ کی کتابون کی طرف اشارہ کیا جنسے شارح وغیرہ نے
روایات کو نقل کیا یعنے منح الغفار اور فتح القدیر اور کشف اور فیض اور وافی اور حقائق وَبَعْدُ فَيَقُوْلُ فَقِيْرُ رَحْمَةِ ذِي اللُّطْفِ الْخَفِيِّ مُحَمَّدٌ عَلَاءُ الدِّيْنِ
الْحَصْكَفِيُّ اور حمد وصلوۃ کے بعد کہتا ہے صاحب لطف خفی کی رحمت کا محتاج محمد علاء الدین حصکفی یا حصن کیفی کا رہنے والا امام طحطاوی نے لب لباب سے
نقل کیا کہ حصکف ایک شہر ہے دیار بکر مین انتہی اور بعضون نے کہا یہ نسبت ہے حصن کیفی کیطرف جو واقع ہے آمد اور جزیرۂ ابن عمر کے مابین مین شارح کا نام محمد ہے اور
علاء الدین لقب ہے رحمۃ اللہ علیہ ابْنُ الشَّيْخِ عَلِيٍّ الْإِمَامِ بِجَامِعِ بَنِيْ أُمَيَّةَ ثُمَّ الْمُفْتِيْ بِدِمَشْقَ الْمَحْمِيَّةِ الْحَنَفِيِّ محمد علاء الدین بیٹا شیخ علی کا جو بنی امیہ کے جامع مسجد کا
امام پھر مفتی محروسہ دمشق کا حنفی مذہب ہم شارح کا نسب یون ہے محمد علاء الدین بن الشیخ علی بن الشیخ محمد بن الشیخ علی بن الشیخ عبد الرحمن بن الشیخ محمد بن الشیخ جمال الدین
بن الشیخ حسن ابن الشیخ زین العابدین الحصنی ثم الدمشقی والخطیب الحنفی کذا فی الطحطاوی لَمَّا بَيَّضْتُ الْجُزْءَ الْأَوَّلَ مِنْ خَزَائِنِ الْأَسْرَارِ وَبَدَائِعِ الْأَفْكَارِ فِيْ شَرْحِ تَنْوِيْرِ
الْأَبْصَارِ وَجَامِعِ الْبِحَارِ قَدَّرْتُهٗ فِيْ عَشْرِ مُجَلَّدَاتٍ كِبَارٍ جبکہ پہلا جز خزائن الاسرار الی آخرہ کا مسودے سے کاغذ سادہ مین مین نے صاف کیا تو مین نے اس شرح کا بڑے بڑے
دس مجلد مین اندازہ کیا ہم شارح نے اس متن کی پہلے ایک شرح لکھی جسکا نام خزائن الاسرار وبدائع الافکار فی شرح تنویر الابصار وجامع البحار رکھا پھر جب وہ صاف کیا
تو اول ہی جز کے صاف کرنے سے تمام کتاب کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ بڑی بڑی دس جلدین ہونگی فَصَرَفْتُ عِنَانَ الْعِنَايَةِ نَحْوَ الْاِخْتِصَارِ وَسَمَّيْتُهٗ
بِالدُّرِّ الْمُخْتَارِ فِيْ شَرْحِ تَنْوِيْرِ الْأَبْصَارِ سو پھیری مین نے اجتہاد اور کوشش کی باگ اختصار کیطرف اور اس شرح مختصر کا نام درالمختار فی شرح تنویر الابصار
مین نے رکھا ہم یعنی خوف تطویل سے شرح کو مختصر کیا اور دس جلد کا مطلب ایک جلد مین کر دیا لہٰذا درالمختار نہایت دقیق ہوا شرح نہین بلکہ متن متین ہو گیا اختصار
عبارت ہے تقلیل لفظ اور تکثیر معنے سے اَلَّذِيْ فَاقَ كُتُبَ هٰذَا الْفَنِّ فِي الضَّبْطِ وَالتَّصْحِيْحِ وَالْاِخْتِصَارِ وہ تنویر الابصار جو فائق اور عالیقدر ہے اس فن مین
یعنے فن فقہ کی کتابون سے ضبط اور تصحیح اور اختصار عبارت مین ہم ضبط عبارت ہے تحریر اور محافظت فروع سے یعنی تمام مسائل محتاج الیہا کا جمع کر دینا اور تصحیح
عبارت ہے اقوال صحیحہ کے ذکر کرنے سے یا تصحیح تراکیب سے کذا فی الطحطاوی وَلَعَمْرِيْ لَقَدْ أَضْحَتْ رَوْضَةُ هٰذَا الْعِلْمِ بِهٖ مُفَتَّحَةَ الْأَزْهَارِ مُسَلْسَلَةَ الْأَنْهَارِ
اور قسم اپنی زندگی کی کہ بیشک اس علم فقہ کا باغ اس متن کے ہونے سے کھلی کلیون والا روان انہار ہو گیا یعنے مسائل فقہیہ جو کلیو نکے مانند مغلق اور سربستہ تھے وہ پھولو نکے
مانند شگفتہ ہو گئے ماتن کے بیان واضح سے مِنْ عَجَائِبِهٖ ثَمَرَاتُ التَّحْقِيْقِ تُجْتَنٰى وَمِنْ غَرَائِبِهٖ ذَخَائِرُ التَّدْقِيْقِ تُجْتَبَى الْأَفْكَارُ اس متن کے عجائب سے تحقیق کے پھل
پکے کٹے جاتے ہین اور اُسکے غرائب سے تدقیق کے وہ ذخیرے ہین جنسے عقول حیرت ناک ہین لِشَيْخِ شَيْخِنَا شَيْخِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التُّمُرْتَاشِيِّ الْحَنَفِيِّ
الْغَزِّيِّ عُمْدَةِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ الْأَخْيَارِ وہ متن موصوف بصفات مذکورہ تصنیف ہے ہمارے استاد کے استاد کا یعنے شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی مذہب غزی کا
جو عمدہ ہے علماء متاخرین صالحین مین ہم تمرتاش بضم تا و میم و سکون را مہملہ و تا و شین معجمہ خوارزم کا قریہ ہے کذا فی الطحطاوی اور غزہ ایک شہر ہے شام مین اُسکو غزہ ہاشم
کہتے ہین قاموس مین ہے کہ غزہ شہر ہے فلسطین مین وہان امام شافعی رح پیدا ہوئے اور ہاشم بن مناف وہان مر گئے انتہی نسب ماتن کا یون ہے محمد بن عبد اللہ
بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب کذا فی المنح شرح الماتن ہم معلوم کرنا چاہیئے کہ ماتن رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف ہے از انجملہ یہ متن اور اُسکی شرح ہے مسمے
بمنح الغفار اور منظومہ فقہ مین مسمیٰ بہ تحفۃ الاقران اور حاشیہ دُرر غُرر کا اور شرح کنز اور شرح زاد الفقیر اور شرح وقایہ در مجلد اور فتاوی دو مجلد اور شرح منار کے اصول مین
اور شرح منظومہ ابن وہبان اور معین المفتی علی جواب المستفتی وغیر ذلک من المصنفات المعتمدۃ علم فقہ کا خلاصہ کیا شیخ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق اور امین الدین

منح الغفار شرح ہے مصنف کی اور فتح القدیر شرح ہدایہ کی ابن ہمام کی اور کشف شرح منار نسفی کی اور فیض کرکی کی اور وافی متن کافی نسفی کا اور حقائق شرح منظومہ نسفی کی ۱۲

بیان تصنیفات ماتن

ابن العال سے اور بہت علماء نامدار نے ان سے علم حاصل کیا از انجملہ شیخ صالح محشی اشباہ و نظائر خلف الرشید ان کے انتقال کیا انہون نے ایک ہزار اور چھ سال ہجری مین غزہ ہاشم مین اور وہین مدفون ہوئے غفر اللہ لہ کذا فی الطحطاوی ملخصا فانی ارویہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی عن المصنف الغزی عن ابن نجیم المصری بسندہ الی صاحب المذہب ابی حنیفۃ بسندہ الی النبی المصطفی المختار عن جبریل عن اللہ الواحد القہار کما ہو مبسوط فی اجازتنا بطرق عدیدۃ عن المشائخ المتبحرین الکبار سو مین روایت کرتا ہون اس فن کو یعنے علم فقہ کو اپنے استاد شیخ عبد النبی خلیلی سے وہ روایت کرتے ہین مصنف یعنی عبد اللہ غزی سے وہ ابن نجیم مصری سے وہ روایت کرتے ہین اپنی اُس سند سے جو متصل ہی امام ابو حنیفہ صاحب مذہب تک وہ روایت کرتے ہین اپنی اُس سند سے جو متصل ہی نبی برگزیدہ پسندیدہ تک اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہین جبرئیل علیہ السلام سے وہ روایت کرتے ہین اللہ واحد قہار سے جل جلالہ چنانچہ سند مذکور شرح اور مفصل مذکور ہی ہماری اجازت مین بہت طریقون سے اساتذہ کثیر العلم عظیم الشان سے ہم شعرانی میزان مین ائمہ اربعہ کی یون سند مذکور کی ہی امام ابو حنیفہ عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل عن اللہ عز وجل امام مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل عن اللہ عز وجل امام شافعی عن مالک الی آخر السند امام احمد بن حنبل عن الشافعی عن مالک الی آخر السند کذا فی الطحطاوی وما کان فی الدر الغرر لم اعزہ الا ما ندر وما زاد عن نقلہ عزوتہ لقائلہ وما اللہ خیصا اور جو قول کہ دُرر غرر سے نقل کیا اُسکو دُرر غرر کیطرف منسوب نہین کیا بقصد اختصار مگر بضرورت کبھی بیان بھی کر دیا اور جو زائد ہی دُرر غرر سے وہ اُسکے قائل کیطرف منسوب کر دیا ہی ہم یعنے دُر المختار منقول ہی مذہب حنفی کی کتب معتمدہ سے مگر بعض کتب سے نقل زیادہ ہی چنانچہ ملا خسرو کی درر غرر سے تو اختصار کے واسطے اسکے ہر قول مین شارح نے یہ نہین کہا کہ یہ درر غرر سے منقول ہی اُسکے سوا اور کتابون سے اُسقدر بکثرت نقل نہین تو وہان نسبت کر دیا کہ یہ قول فلانی کتاب سے ہی اور شارح کی غرض دیانت پر دلیل ہی اور عدم ادعاے ریاست علمی پر رحمۃ اللہ علیہ مامولی من الناظر فیہ ان ینظر بعین الرضا والاستبصار وان یتلافی تلافیہ بقدر الامکان او یصفح عنہ عالم الاسرار والاضمار اور میری امید اس کتاب کے ناظر سے یہ ہی کہ اسکو بچشم رضا اور تامل کے دیکھے اور یہ کہ اسکے عیب و نقصان کا تدارک کرے بقدر اپنی استطاعت اور قدرت کے یا درگذر کرے عیب گوئی سے تا کہ اُسکے عیوب سے درگذر کرے بھید اور چھپی چیز کا جاننے والا ہم چشم رضا کی قید اسواسطے لگائی کہ جو غضب اور بدگمانی کی آنکھ سے دیکھتا ہی اُسکو حق باطل معلوم ہوتا ہی ۵ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ❊ عیب نماید ہنرش در نظر ❊ ولعمری ان السلامۃ من ہذا الخطر لامر یعز علی البشر اور قسم ہی اپنی حیات کی کہ سلامت رہنا سہو اور غفلت کے امر عظیم سے البتہ وہ امر ہی جو آدمی پر نادر اور عسیر ہی ولا غرو فان النسیان من خصائص الانسانیۃ والخطاء والزلل من شعائر الآدمیۃ اور عدم سلامت کچھ عیب نہین اسواسطے کہ بھولنا انسانیت کے مخصوصات سے ہی اور چوکنا اور لغزش قدم آدمیت کی نشانیون سے ہی استغفر اللہ مستعیذا بہ من حسد یسد باب الانصاف ویرد عن جمیل الاوصاف اور اللہ تعالی سے مغفرت مانگتا ہون اُس خطا سے جو اس کتاب مین واقع ہوئی پناہ بخدا طلب کرکے اُس حسد سے جو منصفی کے دروازہ کو بند کرے اور حاسد کو اوصاف جمیلہ سے پھیرے ہم حسد اُسکو کہتے ہین کہ آدمی غیر کی نعمت کا زوال چاہے اور تمنا کرے کہ وہ مجھکو ملے یا مطلق زوال چاہے خواہ اسکو ملے یا نہ ملے اور وہ سخت مرض ہی کہ نیکیون کو کھاتا ہی جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہی چنانچہ یہ مضمون حدیث مین وارد ہی اور گاہے حسد آدمی کو کفر تک پہونچا دیتا ہی اسواسطے کہ حسد کا انجام کار اعتراض ہی خدا پر کہ کیون اسکو نعمت دی اعوذ باللہ من الحسد ومن کل القبائح الا وان الحسد حسبک من تعلق بہ ہلک آگاہ رہنا بیشک حسد وہ کانٹا ہی کہ جسکو لگا وہ ہلاک ہوگیا وکفی للحاسد ذما آخر سورۃ الفلق فی اضطرابہ بالفلق حاسد کی مذمت مین پچھلی آیت سورہ قل اعوذ برب الفلق کی کفایت کرتی ہی اُسکے جل بھن جانے مین فلق کے سبب سے ہم سورہ فلق کی پچھلی آیت مین حق تعالی نے حاسد کیطرف شر کو نسبت کیا اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کیا کہ اُس سے پناہ مانگے تو حسد کی کونسی مذمت اس سے زیادہ ہوگی للہ در الحسد ما اعدلہ بدا بصاحبہ فقتلہ خدا بھلا کرے حسد کا کیا خوب منصف ہی اول اپنے صاحب یعنی حاسد کو قلق دیا پھر اسکو مار ڈالا ۵

وَمَا اَنَا مِنْ كَيْدِ الْحَسُوْدِ بِاٰمِنٍ ۔ وَلَا جَاهِلٍ يُزْرِيْ وَلَا يَتَدَبَّرُ ۔ اور مین حسد کرنیوالے کے مکر اور فریب سے نڈر نہین اور اس جاہل کے مکر سے جو عیب جوئی کرے (یعنے میری کتاب مین) اور تامل نکرے ۔ ھ یہ بیت ہی قصیدہ ابن وہبان کی ابن شحنہ اسکے شارح نے کہا سبب اسکا یہ ہی کہ صاحب قصیدہ حاسدون کے حسد اور معاندون کے مکر مین مبتلا ہوا بعضے کہتے تھے کہ وہ بانیہ کتاب ہی اور بعضے کہتے تھے کہ یہ کتاب قدیم ہی ابن وہبان نے اپنی طرف نسبت کر لی انتہی اسیطرح شارح مغفور بھی سہام طعن حاسدین کا نشانہ ہوا کذا فی الطحطاوی وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ ؎ هُمْ يَحْسُدُوْنِيْ وَشَرُّ النَّاسِ كُلِّهِمْ ۔ مَنْ عَاشَ فِي النَّاسِ يَوْمًا غَيْرَ مَحْسُوْدٍ ۔ اور خدا بھلا کرے اس بیت کے قائل کا حاسد میرا حسد کرتے ہین اور سب آدمیون مین بدتر وہ شخص ہی جو ایکدن بھی غیر محسود جیا یعنی جسپر کسی نے حسد نکیا ہو غیر محسود اسواسطے بدتر ہوا کہ حسد اُسی کا ہوتا ہی جسمین اوصاف حمیدہ ہوتے ہین تو جسپر حسد لوگون نے نکیا تو معلوم ہوا کہ اسمین کچھ خوبی نہین چنانچہ شارح اسکے آگے اشارہ کرتا ہی اِذْ لَا يَسُوْدُ سَيِّدٌ بِدُوْنِ وُدُوْدٍ وَحَسُوْدٍ يَنْقُدُ ۔ اسواسطے کہ کوئی سردار سرداری نہین پاتا بدون اُس دوست کے جو اُسکی خوبی بیان کرے اور بدون اُس حاسد کے جو بدگوئی کرے ۔ھ جب آدمی نے اپنی بدگوئی سنی اور اُسپر تحمل کیا اور چشم پوشی کی تو اُسکی عالی ظرفی اور سرداری ثابت ہو گئی لِاَنَّ مَنْ زَرَعَ الْاِحَنَ حَصَدَ الْمِحَنَ اسواسطے کہ جسنے کینون کا کھیت بویا رنجون کو خرمن کیا فَاللَّئِيْمُ يَفْضَحُ وَالْكَرِيْمُ يُصْلِحُ سو کمینہ لو کم ظرف فضیحت کرتا ہی اور شریف صاحب کرم اصلاح دیتا ہی اور درست کر دیتا ہی ھ جب کلام سابق سے معلوم ہوا کہ آدمی دو قسم کے ہوتے ہین لئیم اور کریم سو لئیم تو عیب جوئی مین رہتا ہی اور کریم اصلاح کرتا ہی اگر کچھ خلل پاتا ہی بشرط قدرت یا چشم پوشی کرتا ہی لٰكِنْ يَا اَخِيْ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْحَالِ وَالْاِطِّلَاعِ عَلٰى مَا حَرَّرَهُ الْمُتَاَخِّرُوْنَ كَصَاحِبِ الْبَحْرِ وَالنَّهْرِ وَالْفَيْضِ وَالْمُصَنِّفِ وَجَدِّنَا الْمَرْحُوْمِ وَعَزْمِيْ زَادَه وَاَخِيْ زَادَه وَسَعْدِيْ اَفَنْدِيْ وَالزَّيْلَعِيْ وَالْاَكْمَلِ وَالْكَمَالِ وَابْنِ الْكَمَالِ لیکن اے بھائی خطا اس کتاب کی تلافی کرنا چاہیے بعد واقف ہونے کے حقیقت حال پر اور بعد مطلع ہونے کے علماء متاخرین کی تحریر اور تنقیح پر مانند صاحب بحر اور نہر اور فیض اور مصنف اور ہمارے جد مرحوم اور عزمی زادہ اور اخی زادہ اور سعدی افندی اور زیلعی اور اکمل اور کمال اور ابن الکمال کے ۔ھ یعنی تدارک خلل بعد مطلع ہونے کے کتب مذکورہ پر چاہیے اور بجرد خطو فلک کے اسپر جرات مناسب نہین صاحب بحر الرائق زین ابن نجیم مصری ہی اور صاحب نہر الفائق شیخ عمر بن نجیم بھائی صاحب بحر کا اور شاگرد نہر الفائق کو تصنیف کیا بھائی کی موت کے بعد اور بھائی پر اکثر مسائل مین مواخذہ کیا یون عذر بیان کر کے کہ بھول چوک سے محفوظ رہنا آدمی پر دشوار ہی اور عزمی زادہ محشی ہی درر کا اور اکمل عنایہ شرح ہدایہ کا مصنف ہی اور کمال الدین ابن الہمام صاحب فتح القدیر محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید اسکندری ہی ہمام لقب ہی عبد الواحد کا ۔ھ تَحْقِيْقَاتٍ سَنَحَ بِالْبَالِ وَتَلَقَّيْتُهَا عَنْ فُحُوْلِ الرِّجَالِ ساتھ ملاحظہ اُن تحقیقات کے کہ بعض کو میرے دل نے پیدا اور ظاہر کیا اور بعض کو مین نے کامل مردون سے حاصل کیا ھ اگر کوئی کہے کہ شارح جیسے عالمون کی تحقیقات کا مسائل فقہ مین کچھ دخل نہین اسواسطے کہ وہ مجتہد مذہب اور صاحب فتویٰ نہین اور قیاس کرنے کا بھی اہل نہین اسواسطے کہ قیاس کرنا ہجری چار سو برس کے بعد مفقود ہو گیا پھر شارح کی تحقیقات سے کیا حاصل جواب اسکا یہ ہی کہ تحقیقات سے مراد نظائر کو جمع کرنا ہی اور معتمد کے قول کو لانا اور اشکالات کو عبارات لطیفہ سے دفع کرنا یا اُسکا جواب دیا جاوے بموجب اُس قول کے کہ قوت مدرک کا اعتبار ہی اور اُسکے اہل پیدا ہوا کرتے ہین قدرت کاملہ سے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی وَيَاْبَى اللّٰهُ الْعِصْمَةَ لِكِتَابٍ غَيْرِ كِتَابِهٖ اور حق تعالیٰ ہر کتاب کی عصمت کو مکروہ رکھتا ہی سوا اپنی کتاب کے یعنی کلام اللہ کے سوا آدمی کی کتاب ایسی لازم العصمۃ نہین کہ اسمین خطا کا احتمال نہو یہ شارح نے اپنی بھول چوک کا عذر بیان کیا وَالْمُنْصِفُ مَنِ اغْتَفَرَ قَلِيْلَ خَطَاءِ الْمَرْءِ فِيْ كَثِيْرِ صَوَابِهٖ اور منصف وہ ہی جو آدمی کی تھوڑی خطا کو اُسکی بہتیری درست گوئی مین چھپا ڈالے یعنی جب آدمی کا اکثر کلام حق اور ثواب ہوا تو اُسکی خطاء قلیل پر نظر نکرنا منصفون کا کام ہی اور فقط خطا کو پکڑ لینا اور اُسکی صواب گوئی سے چشم پوشی کرنا ظلم صریح اور خیانت ہی وَمَعَ هٰذَا فَمَنْ اَتْقَنَ كِتَابِيْ هٰذَا فَهُوَ الْفَقِيْهُ الْمَاهِرُ اور ساتھ اسکے یعنی باوجود عدم عصمت کے جو شخص کہ خوب سمجھ لیگا میری اس کتاب کو تو وہ فقیہ ماہر ہی یعنے مسائل فقہ کا خوب واقف ہوگا وَمَنْ ظَفِرَ بِمَا فِيْهِ فَسَيَقُوْلُ بِمِلْءِ فِيْهِ كَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ اور جو خبردار ہوگا اس کتاب کے مطلب سے وہ اپنا منہ بھر کے کہیگا کہ بہت مطالب کو اگلا پچھلے کیواسطے چھوڑ گیا ھ یعنی متقدمین نے اکثر اشیا کی تصریح نہین کی اور متاخرین نے اُسپر

ل یہان مترجم اول سے ترجمہ مین تسامح ہوا طحطاوی مین یہ عبارت ہی العبرة بقوة المدرک ویکون اللہ تعالیٰ اہلا لذلک تو اسکا ترجمہ یون چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شارح کو اہل اُس قوت کا پیدا کیا تھا ۱۲

اگاہ کردیا اسواسطے کہ حوادث متجدد ہوتے جاتے ہین زمانون کے تجدد سے موفی الواقع کہ کتاب درّ المختار ضبط ربط مسائل اور حسن اختصار مین عدیم المثال ہے ولذا اعجز
وعجم مین مطرح انظار رجال ہے ومن حصّلہ فقد حصل لہ الحظ الوافر لانہ البحر لکن بلا ساحل والوابل القطر غیر انہ متواصل اور جسنے اس کتاب کو حاصل کیا اسکو
اسکو بہت حصہ ملا اسواسطے کہ وہ سمندر ہے لیکن بے کنارہ اور بڑی بوندون کا مینھ ہے برسہ لگاتار ہے ہم اس صنع عبارت کو تاکید المدح بما یشبہ الذم کہتے ہین نسخ عبارات
ودرمز اشارات وتنقیح معانی وتحریر مبانی حالانکہ کتاب میری یا اسکی تحقیقات خوبی عبارات اور پوشیدہ اشارات و منقح کرنے معانی اور آراستہ کرنے
الفاظ سے ملکئی ہے یعنے اسکی عبارت الجھی نہین تعقیدات لفظیہ و معنویہ اور تطویل لاطائل سے معرا ہے ولیس الخبر کالعیان ویستقر بہ بعد التامل العینان
اور خبر دیکھنے کی برابر نہین اور تامل کرنیکے بعد دونون آنکھین اس کتاب سے ٹھنڈی ہونگی ہم یعنے دیباچہ کتاب مین ہمنے توصیف کر اس کتاب کا خبر ہے اور خبر محتمل ہوتی ہے
صدق اور کذب کی مگر جب تو مطالع ہوگا اس کتاب کے تیرے نزدیک اسکا خود مشاہدہ ہو جاویگا ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ تو یہ تعلیل ہے مدعا محذوف کی ؎ خذ ما نظرت
من حسن روضتہ الاسمی ؛ ودع ما سمعت عن الحسن سلمی ہوا اسکو جو تو دیکھ چکا ہے اس کتاب عالیہ بدایع کی خوبصورتی کو اور اسکو جو تونے خوبصورتی و سلمی کی حکایت سنی ہے
ہم سلمہ معشوقہ کا نام ہے یعنے حسن ظاہری کیطرف التفات نکر حسن معنوی اس کتاب پر نظر کر ؎ خذ ما نظرت ودع شیئا سمعت بہ ؛ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک
عن زحل یعنے اسکو جو تونے دیکھا اور چھوڑ اسکو جو تونے سنا آفتاب کے طلوع ہونے مین وہ روشنی ہے جو تجھکو بے پرواہ کرتی ہے زحل کی روشنی سے ہم زحل کم روشن ایک ستارہ ہے جسکو فارسی مین
کیوان اور ہندی مین سنیچر کہتے ہین ھذا وقد صنعت اعراض المصنفین اغراض سہام السنۃ الحساد لوجہ اسکو مقرر اہل تصانیف کی ابرین اہل
حسد کی زبانون کی تیرون کی نشانہ ہوگئین ہین ونفائس تصانیفہم معرضۃ بایدیہم تنتہب فوائدہا ثم ترمیہا بالکساد اور اہل تصانیف کے
عمدہ مصنفات اہل حسد کے ہاتھون مین پڑے ہین انکے فوائد کو لوٹتے ہین پھر انکو کھوٹا کرکے پھینکتے ہین ؎ اخا العلم لا تعجل بعیب مصنف ؛ ولم
یتیقن لہ منہ تعرف ای صاحب علم شتابی نکر مصنف کی عیب جوئی مین حالانکہ تجھکو اسکی خطا کا یقین نہین ہوا جان تو جھکر ؎ فکم افسد الراوی
کلاما بعقلہ ؛ وکم حرف الاقوال قوم وصحفوا بہت بگاڑا ہے روایت کرنے والے نے کلام کو اپنی عقل ناقص سے اور بہتیرے قولونکی تحریف کی ہے ایک قوم نے اور تصحیف
کی ہے ہم تحریف عبارت ہے تغییر اور تبدیل سے خواہ تبدیل ایک لفظ سے ہو یا ایک حرف کی دوسرے حرف سے اور کبھی تحریف بمعنی تاویل آتا ہے یعنے غیر مراد کا ارادہ
کرنا اور تصحیف عبارت ہے خطا فی الصحیفہ سے یعنی لکھنے مین چوکنا کذا فی الطحطاوی یعنی جب افساد راوی اور خطاء کاتب کا دخل ہوا تو مصنف کی خطا پر یقین نہین ہو سکتا الا بعد
دیگر تو عیب گوئی مین عالم کو عجلت مناسب نہین ؎ وکم ناسخ اضحی لمعنی مغیرا ؛ وجاء بشیء لم یردہ المصنف اور بہت کاتبون نے معنے کو بدل ڈالا اور وہ چیز لائے
جسکا مصنف نے ارادہ نہین کیا وما کان قصدی من ھذا ان یدرج ذکری بین المحررین من المصنفین والمؤلفین بل الفضل لباقتہ النبیہۃ وحفظ الفروع الصحیحۃ
مع رجاء الغفران ودعاء الاخوان اور اس تصنیف سے میرا قصد نہ تھا کہ میرا ذکر داخل ہو اہل تحریر مین کہ مصنفین اور مولفین ہین بلکہ مقصود ذہن کی مشق ہے اور محفوظ
رکھنا صحیح مسائل کا بتوقع بخشش ربانی اور دعا برادران دینی وما علی من اعراض الحاسدین عنہ حال حیاتی فستلقونہ بالقبول ان شاء اللہ تعالی
بعد وفاتی اور مجھکو کچھ رنج نہین حاسدونکی روگردانی کا اس کتاب سے میری زندگی مین کیونکہ وہ عنقریب اسکو قبول کرینگے انشاء اللہ تعالی میری موت کے بعد کما قیل
؎ تری الفتی ینکر فضل الفتی ؛ لوما وخبثا فاذا ما ذہب ؛ لج بہ الحرص علی نکتۃ ؛ یکتبہا عنہ بماء الذہب ؛ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے دیکھتا ہے
تو ایک جوان کو کہ دوسرے جوان کے کمال کا انکار کرتا ہے کم ظرفی اور خباثت کی راہ سے پھر جبکہ وہ جاتا رہا یعنے مر گیا بیقرار کرتی ہے اسکو حرص مسئلہ باریک کہ لکھتا ہے اس
کامل محسود کے کلام کو سونے کے پانی سے فیا اکہ مولفا مہد بالمیمات ھذا الفن مظہر الدقائق استعملت الفکر فیما اذا ما اللیل جن متحریا
ارجح الاقوال واوجز العبارۃ معتمدا فی دفع الایراد الطف الاشارۃ سوای مخاطب کے اس فن کے آراستہ مجموعی کو جو ظاہر کرنیوالا ہے باریکیون کو جنمین
مین نے اپنی فکر کو استعمال کیا جبکہ رات چھائی تھی ارجح تر اقوال و مختصر عبارت کے تلاش کرتا و دفع کرنے اعتراض مین لطیف تر اشارات کو قصد کرنا ہے اخلاف فی حکم

اور دلیل ضسب من لا اطلاع لہ ولا فہم عند وکم عن السبیل پھر کبھی تو مین نے مسئلہ متن مین مخالفت کی یا دلیل مین جسکو اطلاع نہین اور نہ فہم اسنے گمان کیا راہ سے بہکنا یعنی ناواقفی سے میری مخالفت کو گمراہی سمجھا وربما غیرت تبعا للشارح علیہ المصنف کلمۃ او حرفا وما دریٰ ان ذلک لنکتۃ تدق عن نظرہ وتخفی اور کاہین نے مصنف کی شرح کی پیروی سے کسی لفظ یا حرف کو بدل ڈالا اور حالانکہ اُس معترض کو معلوم نہین کہ یہ بدلنا اُس سخن باریک کے سبب سے ہی جو اسکی نظر تاریک اور پوشیدہ ہی وقد انشد نی شیخی الحبر السامی والبحر الطامی واحد زمانہ وحسنۃ اوانہ شیخ الاسلام الشیخ خیر الدین الرملی اطال اللہ تعالیٰ بقاءہ اور البتہ اشعار آیندہ سُنائے مجھکو میرے استاد علامہ عالی قدر دریا کبالب نے زمانیکے یکتا اور اپنے وقت کے خوب فاضل نے یعنی شیخ الاسلام شیخ خیر الدین رملی کن ملہ نے اللہ تعالیٰ انکی عمر کو دراز کرے ہم رملہ شہری فلسطین مین وہین اُنکا انتقال ہوا اُنکی تصانیف عمدہ بہت ہین از انجملہ فتاوی خیریہ ہی سے قل لمن لم یر المعاصر شیئا + ویری للاوائل التقدیما + ان ذاک القدیم کان حدیثا + وسیبقی ھذا الحدیث قدیما کہہ اُس شخص سے جو ہمعصر کو کچھ نہین سمجھتا اور اگلے لوگونکو پچھلون سے مقدم سمجھتا ہی کہ مقررہ وہ پُرانا بھی اپنے وقت مین نیا تھا اور آگے یہ نیا بھی پُرانا ٹھیریگا مم فی الواقع معاصر کتنا ہی کامل الوجود ہو لوگون کی نظرون مین نہین آتا اور بعد مدت کے وہی معتمد اور مقتدا ٹھہرتا ہی چنانچہ صاحب درالمختار اپنے معاصرین حاسدین سے کسقدر تنگ ہی اور اس زمانے مین عرب اور عجم مین درالمختار اعجوبہ روزگار متداول علماء کبار ہی علے ان المقصود والمراد ما انشدنی شیخی وبرکتی وولی نعمتی راس المحققین والنقاد محمد افندی المحاسنی وقد اجاد علاوہ برین اس شرح کے لکھنے سے مقصود و مراد وہ مضمون ہی جو شعر مین پڑھکر سنایا ہی میرے استاد اور میری برکت اور میرے ولی نعمت محققین اور پرکھنے والون کے سردار یعنی محمد افندی محاسنی نے اور البتہ بہت خوب کہا ہی ہم محاسنی نسبت ہی محاسن کیطرف یعنی خوبیون الا اور افندی کا لفظ بمعنے بزرگوار مستعمل ہی کذا فی الطحطاوی سے لکل بنی الدنیا مراد ومقصد + وان مرادی صحۃ وفراغ + لابلغ فی علم الشریعۃ مبلغا + یکون بہ لی فی الجنان بلاغ ہر ایک اہل دنیا کا کچھ مراد اور مقصد ہی اور البتہ میرا مقصد صحت اور فارغ البالی ہی تاکہ مین علم شریعت مین اُس درجے کو پہونچون جسکے سبب سے بہشتون مین میرا پہونچنا ہو سے ففی مثل ھذا فلینافس اولو النہی + وحسبی من الدنیا الغرور بلاغ تو ایسے مقصد عظیم الشان مین چاہیئے کہ حرص کرین صاحبان عقول اور کافی ہی مجھکو دغا باز دنیا سے بلاغ یعنی قدر کفایت یعنی حطام دنیا سے قلیل کافی ہی تو کوشش کرنا چاہیئے اُسمین جس سے نعیم موبد اور سرور دائمی حاصل ہو کذا فی الطحطاوی سے فما الفوز الا فی نعیم مؤبد + بہ العیش رغد والشراب یساغ سو نہین ہی فتحیابی مراد کی مگر دائمی نعمت مین جسکے سبب سے معاش کی کشایش ہی اور حلق مین شربت خوشگوار ہی **مقدمہ** اہل تصانیف کی عادت ہی کہ قبل از شروع مقصود اُن امور کو ذکر کرتے ہین جنسے ناظر کتاب کو بصیرت حاصل ہو اسکو مقدمہ کہتے ہین حق علے من حاول علما ان یتصور بحدہ او رسمہ ویعرف موضوعہ وغایتہ واستمدادہ کہ جو شخص کسی علم کے شروع کرنے کا قصد کرے اسپر حق اور لازم ہی کہ اُس علم کی حد یا رسم کو تصور کرے اور اُسکے موضوع اور غایت اور استمداد کو پہچانے ہم حد اُس تعریف کو کہتے ہین جسمین ذاتیات مذکور ہون چنانچہ انسان کی تعریف مین کہنا کہ جاندار گویا اور رسم وہ ہی جسمین تعریف بعرض لازم ہو جیسا کہ انسان کو ضاحک یا کاتب بولنا مقدمہ مین دس چیزین مذکور ہوتی ہین اُنمین سے شارح نے چار کو مذکور کیا تعریف علم اور موضوع اور غرض اور استمداد سو باقی چھ امور یہ ہین واضع علم اور نام علم کا اور حکم شارع کا اور تصور مسائل اور فضیلت اور نسبت سو چیزون کو خود شارح نے بیان کیا بلکہ فضیلت کو بھی باقی کا بیان یون ہی کہ واضع علم فقہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہین اور نام علم کا فقہ ہی اور شارع کا حکم یہ ہی کہ فقہ کا حاصل کرنا بقدر ضرورت کے واجب ہی اور مسائل اس علم کے ہر ایک وہ جملہ ہی جسکا مبتدا مکلف کا فعل ہی اور احکام خمسہ اُسکی خبر ہی چنانچہ یہ فعل واجب ہی یا حرام مثلاً اور فضیلت علم فقہ کی یہ ہی کہ سوائے علم عقائد اور تفسیر اور حدیث اور اصول فقہ کے باقی علوم سے فقہ کا علم افضل ہی اور نسبت یہ ہی کہ علم فقہ ظاہر کی اصلاح کرتا ہی جیسے عقائد اور تصوف باطن کی اصلاح کرتے ہین کذا فی الحلبی ثم خص نا لفقہ لغۃ العلم بالشی ثم خص بعلم الشریعۃ تو فقہ لغت عرب مین دریافت کرنا ہی شی کا پھر عرف مین فقہ مخصوص بعلم شریعت ہی وفقہ بالکسر فقہا علم اور فقہ بکسر قاف صیغہ ماضی کا بمعنے علم ہی یعنی دریافت کیا اور جانا اور فقہ بکسر اول و سکون ثانی اسکا مصدر ہی بمعنی علم و فہم

وَفَقِهَ بِالْقَصْرِ فَقَاهَةً صَادَ فَقِيْهًا اور فقہ بضم قاف جسکا مصدر فقاہت ہے اُسوقت بولتے ہین جب آدمی فقیہ ہوجائے خلاصہ یہ ہے کہ فقہ لغوی کا ماضی مکسور القاف ہے اور اصطلاحی کا مضموم القاف ہے کذا ذکرہ صاحب البحر الرائق عن الکرمانی اور صاحب قاموس نے فقیہ کے ماضی مین کسر بھی نقل کیا ہے وَاصْطِلَاحًا عِنْدَ الْاُصُوْلِیِّیْنَ الْعِلْمُ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ الْفَرْعِیَّةِ الْمُکْتَسَبِ مِنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِیْلِیَّةِ اور علماء اصول فقہ کی اصطلاح مین فقہ عبارت ہے احکام شرعی فرعی کے اُس علم سے جو حاصل ہوا ہو احکام کے دلائل مفصلہ سے ہم احکام فرعی وہ ہین جو عمل کرنے سے متعلق ہین اور جو اعتقاد سے متعلق ہین اُنکو احکام اصلی کہتے ہین شارح نے احکام شرعی کی قید اسلئے لگائی کہ اس قید سے احکام عقلی اور حسی اور اصطلاحی فقہ کی تعریف سے نکل گئے جیسے اُنکا علم کہ عالم حادث ہے اور آگ جلانیوالی ہے اور فاعل مرفوع ہے معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس فقہ کے دلائل تفصیلی ہین اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اصولیون کے نزدیک فقیہ حقیقی فقط مجتہد ہے یا مانند اسکے اسواسطے کہ مقلد پر دلائل سے استدلال کرنا ضرور نہین وَعِنْدَ الْفُقَهَاءِ حِفْظُ الْفُرُوْعِ وَاَقَلُّهُ ثَلٰثٌ اور فقیہون کے نزدیک فقہ نام ہے مسائل کے یاد رکھنے کا اور کمتر مرتبہ حفظ مسائل کا یہ ہے کہ تین مسئلے یاد ہون ہم ماتن اور شارح نے کتاب الوصیت مین کہا کہ اگر ثلث مال کی وصیت کی فقیہون کیواسطے تو اسمین وہ داخل ہوگا جو مسائل شرعی مین نظر دقیق رکھتا ہو اگرچہ تین ہی مسئلون کو اُنکے دلائل کے ساتھ جانتا ہو اسسے تو معلوم ہوا کہ جسکو ہزارون مسئلے بدون دلائل کے یاد ہون وہ فقیہ نہین وَعِنْدَ اَهْلِ الْحَقِیْقَةِ الْجَمْعُ بَیْنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ اور اہل حقیقت یعنی صوفیہ کرام کے نزدیک فقہ عبارت ہے علم اور عمل کی جامعیت سے ہم حقیقت مغز ہے شریعت کا اور حقیقت شریعت سے باہر نہین اور نہ شریعت حقیقت سے جدا ہے اور جو حقیقت کو شریعت سے جدا جانتا ہو اسپر کفر کا خوف ہے کذا فی الطحطاوی حضرت امیر خسرو دہلوی رحمہ نے مطلع الانوار مثنوی مین فرمایا ہے ع عین حقیقت بشریعت درست + شرع اگر عین نباشد شکست + ہر کہ نگ از شرع فراتر زدہ + اللہ و یارب ہمہ زد عربدہ + اور خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا کہ حقیقت دریاست و شریعت کشتی از دریا بجز توان گذشت بکشتی جب منجملہ صوفیہ صافیہ کے شاہدین عادلین کے کلام سے شریعت اور حقیقت مین اتحاد یا تلازم ثابت ہوا تو صاف معلوم ہوگیا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ شریعت اور ہے اور حقیقت اور ہے وہ صوفیہ کرام کے طریقہ سے گمراہ ہین لِقَوْلِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ اِنَّمَا الْفَقِیْهُ الْمُعْرِضُ عَنِ الدُّنْیَا الزَّاهِدُ فِی الْاٰخِرَةِ الْبَصِیْرُ بِعُیُوْبِ نَفْسِهٖ بدلیل قول خواجہ حسن بصری رضہ کے کہ فقیہ نہین ہے مگر روگردان دنیا سے رغبت کرنے والا آخرت مین اپنے عیوب ذاتی کا دانا ہم یعنی عارف فقیہ کی عبادت فقط خدا ہی کیواسطے ہوتی ہے نہ دوزخ کے خوف سے اور نہ بہشت کی طمع سے یہ لوگ جو بہشت کو مانگتے ہین تو تلذذ کیواسطے نہین بلکہ پروردگار کی دیدار کے لیے چنانچہ کسی عارف نے کہا ہے ع لَیْسَ قَصْدِیْ مِنَ الْجِنَانِ نَعِیْمًا + غَیْرَ اَنِّیْ اُرِیْدُهَا لِاَرَاکَ + کذا فی الطحطاوی وَمَوْضُوْعُهٗ فِعْلُ الْمُکَلَّفِ ثُبُوْتًا اَوْ سَلْبًا اور فقہ کا موضوع عاقل بالغ کا فعل ہے ثبوت کی راہ سے یا سلب کی راہ سے ہم موضوع اُسکو کہتے ہین جسکے عوارض ذاتی کی اُس علم مین بحث اور گفتگو ہے جیسا چہ کلمہ اور کلام موضوع ہے علم نحو کا یعنے اول سے آخر تک اسکے حالات کی گفتگو ہے اسیطرح فقہ کا موضوع مکلف کا فعل ہے ثبوت کی راہ سے چنانچہ فعل کا صحیح ہونا اور فرض ہونا اور واجب ہونا اور مستحب اور مباح ہونا اور سلب کی راہ سے چنانچہ صحیح نہونا فعل کا اور عدم فرضیت اور حرام ہونا اور مکروہ ہونا تو غیر مکلف یعنی صغیر اور مجنون کا فعل علم فقہ کا موضوع نہین اور ضمان متلفات اور نفقہ زوجات کے ادا کرنے مین ولی مخاطب ہے نہ صغیر اور مجنون وَاسْتِمْدَادُهٗ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْاِجْمَاعِ وَالْقِیَاسِ اور فقہ کی استمداد اور مددگاری کتاب یعنی قرآن مجید اور سنت نبوی اور اجماع اور قیاس سے ہے ہم یعنی امور اربعہ مذکورہ فقہ کے ماخذ اور اصول ہین دریافت کرنا چاہئے کہ قبل از اسلام کے شریعت غیر منسوخہ قرآن مجید کے تابع ہے اور سنت سے قول اور فعل اور تقریر رسول کریم صلعم کی مراد ہے تقریر اُس سے عبارت ہے کہ کوئی امر حضرت صلعم کے سامنے ہوا اور حضرت نے اسکو جائز رکھا اُسپر انکار نکیا اور صحابہ کرام رضہ کے اقوال تو سنت مین داخل ہین اور اجماع سے مراد ان لوگون کا اجماع ہے جنکا اجماع شمار کے لائق ہے چنانچہ صحابہ کرام رضہ اور تمام مجتہدین عصر کا اتفاق اور تعامل ناس یعنی لوگون کا عمل رائج تو اجماع کا تابع ہے اور قیاس سے مراد وہ قیاس ہے جو کتاب و سنت اور اجماع سے مستنبط ہوا اور تحری اور استصحاب حال تو قیاس کا تابع ہے قیاس مستنبط من الکتاب کی مثال حرمت لواطت کا قیاس ہے وطی فی الحیض کی حرمت پر جو ثابت ہے

لقوله تعالی قُلْ هُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِی الْمَحِیْضِ اور علت مشترکہ مقیس اور مقیس علیہ مین اذا ہی اور قیاس مستنبط من السنۃ کی مثال حرام ہونا چنے کے ایک پیمانہ کا بعوض دو پیمانون کے ہے بقیاس حرمت گیہون کے ایک پیمانہ گیہون کے دو پیمانون سے جو ثابت ہی اس حدیث سے کہ اَلْحِنْطَۃُ بِالْحِنْطَۃِ مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا اور علت مشترک یہان اتحاد جنس اور مقدار ہی اور قیاس مستنبط من الاجماع کی مثال قیاس کرنا ہی وطی حرام کا وطی حلال پر چنانچہ مادر مزنیہ کے وطی کی حرمت کو قیاس کیا ہی اور کنیز موطوہ کی حرمت پر جو اجماع سے ثابت ہی یعنے جب اپنی لونڈی سے وطی کی تو اس لونڈی کی مان کا حرام ہونا اجماع سے ثابت ہوا اسمین کوئی نص نہین ہی کتاب اور سنت سے بلکہ اصحاب المذاہب یعنے خود شد امنون مین بلا اشتراط وطی کے نص وارد ہی کذا فی الطحطاوی بتصرف وَغَایَتُہُ الْفَوْزُ بِسَعَادَۃِ الدَّارَیْنِ اور فقہ کی غرض اور علت غائی سعادت دارین کی ظفریابی ہی وَاَمَّا فَضْلُہٗ فَکَثِیْرٌ شَہِیْرٌ اور فقہ کی بزرگی اور فضیلت تو بہت مشہور ہی جامع ترمذی مین ابو امامہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی شخص پر مقرر اللہ تعالی اور اسکے فرشتے اور اہل سموات اور اہل ارض یہان تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچھلیان دریا مین بھلائی چاہتے ہین انکی جو لوگون کو خیر کی تعلیم کرتے ہین اور ترمذی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر سخت تر ہی ہزار عابد سے کذا فی تیسیر الوصول الی جامع الاصول وَمِنْہُ مَا فِی الْخُلَاصَۃِ وَغَیْرِہَا اَلنَّظْرُ فِی کُتُبِ اَصْحَابِنَا مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ اَفْضَلُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ اور منجملہ فضائل کے وہ قول ہی جو خلاصہ وغیرہا مین ہی کہ نظر کرنا ہمارے اصحاب کی کتابون مین بدون سماع یعنی فقہ کی کتابون کو مطالعہ کرنا بدون اسبات کے کہ استاد سے سنا ہو تہجد کی نماز سے بہتر ہی وَتَعَلُّمُ الْفِقْہِ اَفْضَلُ مِنْ تَعَلُّمِ بَاقِی الْقُرْاٰنِ اور فقہ کا سیکھنا افضل ہی باقی قرآن کے سیکھنے سے ہم یعنے زائد از حاجت فقہ کا سیکھنا غیر کے نفع کیواسطے باقی قرآن کے سیکھنے سے افضل ہی اسواسطے کہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہی وجہ افضلیت کی یہ ہی کہ اسوقت مین تعلم فقہ کا فرض کفایہ ہی اور قرآن کا تعلم سنت ہی اور فرض افضل ہی سنت سے مگر یہ مسلم نہین اسواسطے کہ تمام قرآن کا سیکھنا بھی فرض کفایہ ہی یا افضلیت کی یہ وجہ ہی کہ جمیع فقہ محتاج الیہ ہی اسواسطے کہ وقائع کا حدوث ہوتا ہی فقہ کے ہر باب مین بخلاف قرآن کے اسواسطے کہ قرآن مین ایک آیت کا سیکھنا تو فرض ہی اور سورہ فاتحہ اور تین آیتون کا سیکھنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی وَجَمِیْعُ الْفِقْہِ لَابُدَّ مِنْہُ اور تمام فقہ سے چارہ نہین یعنی ضرور ہی اگرچہ بطریق فرض کفایہ کے ہو کما قال فقیہ بجمیع انواع خود آدمیون کو ضرور ہی سو طہارت اور نماز اور روزے کا دریافت کرنا تو علی العموم سبکو فرض ہی اور زکوۃ اور حج اور نکاح اور طلاق اور عتاق وغیر ذلک کا معلوم کرنا اسپر فرض ہی جو انکا حاجتمند ہو یعنی اگر مالدار ہی تو زکوۃ اور حج کے مسائل کا معلوم کرنا اسپر فرض ہی وعلی ہذا القیاس نکاح کرنے والا اور طلاق دینے والا وَفِی الْمُلْتَقَطِ وَغَیْرِہٖ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا یَنْبَغِیْ لِلرَّجُلِ اَنْ یُعْرَفَ بِالشِّعْرِ وَالنَّحْوِ لِاَنَّ اٰخِرَ اَمْرِہٖ اِلَی الْمَسْئَلَۃِ وَتَعْلِیْمِ الصِّبْیَانِ وَلَا بِالْحِسَابِ لِاَنَّ اٰخِرَ اَمْرِہٖ مِسَاحَۃُ الْاَرَضِیْنَ وَلَا بِالتَّفْسِیْرِ لِاَنَّ اٰخِرَ اَمْرِہٖ اِلَی التَّذْکِیْرِ وَالْقَصَصِ بَلْ یَکُوْنُ عِلْمُہٗ فِی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمَا لَابُدَّ مِنْہُ اور ملتقط وغیرہ مین محمد بن حسن رح سے منقول ہی کہ مرد کو لائق نہین کہ شعر گوئی اور نحوانی مین مشہور ہو اسلئے کہ اسکا انجام گداگری ہی اور لڑکون کا پڑھانا اور نہ حساب دانی مین مشہور ہو کہ اسکا انجام کار پیمایش ہی آراضی کی اور نہ تفسیر دانی مین مشہور ہو اسواسطے کہ اسکا انجام کار وعظ گوئی اور قصہ خوانی ہی بلکہ لائق یہ ہی کہ اسکا علم ثابت ہو حلال و حرام مین اور اسمین جس سے چارہ نہین ہم گداگری کو شعر گوئی کا انجام اسواسطے کہا کہ اکثر شاعر دنیاے فانی کے طلب کیواسطے جو مدح کے لائق نہین انکی مدح کرتے ہین اور گاہے ہجو کرتے ہین اسکی جو مستحق مذمت کا نہین اور انکے اکثر اوقات مضامین تازہ کاذبہ کی تلاش مین سرگردانی سے برباد ہوتے ہین کما قیل شعر اِذَا مَا اعْتَزَّ ذُوْ عِلْمٍ بِعِلْمٍ ✚ فَعِلْمُ الْفِقْہِ اَوْلٰی بِاعْتِزَازٍ ✚ فَکَمْ طِیْبٍ یَفُوْحُ وَلَا کَمِسْکٍ ✚ وَکَمْ طَیْرٍ یَطِیْرُ وَلَا کَبَازٍ چنانچہ نظم مین کسی نے کہا ہی کہ جب فخر کرے صاحب علم کسی علم کے سبب سے تو فقہ کا علم مقدم تر اور اولی بافتخار ہی سو بہت سے خوشبوئین مہکتی ہین اور نہین مہکتی مشک کے مانند اور بہت سی چڑیان اوڑتی ہین اور نہین اڑتی باز کے مانند یعنی فقہ اور علوم سے ایسا افضل ہی جیسے مشک اور خوشبوؤن سے اور باز اور پرندون سے وَقَدْ مَدَحَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِتَسْمِیَتِہٖ خَیْرًا بِقَوْلِہٖ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَقَدْ فَسَّرَ الْحِکْمَۃَ زُمْرَۃُ اَرْبَابِ التَّفْسِیْرِ بِعِلْمِ الْفُرُوْعِ الَّذِیْ ہُوَ عِلْمُ الْفِقْہِ اور اللہ حقتعالی نے فقہ کی مدح کی ہی اسکو مسمی بخیر کرکے اپنے اس قول مین وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ الخ یعنے جسکو حکمت دی گئی اسکو بہت خیر دیگئی اور مقرر مفسرین کے ایک گروہ نے

ف ۱ گیہون کا بدلہ گیہون سے یکسان وزن اور دست بدست ہونا چاہئے اور دو پا دونی سود ہوگی ۱۲

ف ۲ یعنے جس عورت سے زنا کیا ہو اسکی ماں [illegible] حرام ۱۲

ف ۳ باقی قرآن سے یہ مراد ہی کہ [illegible] ۱۲

حکمت کو تفسیر بعلم فروع کیا ہی جو فقہ کا علم ہی ؎ وَمِنْ هٰهُنَا قِيْلَ ؎ وَخَيْرُ عُلُوْمٍ عِلْمُ فِقْهٍ لِاَنَّهٗ ٭ يَكُوْنُ اِلٰى كُلِّ الْمَعَانِيْ تَوَسُّلَهٗ ٭ فَاِنَّ فَقِيْهًا وَّاحِدًا مُتَوَرِّعًا ٭
عَلٰى اَلْفِ ذِيْ زُهْدٍ تَفَضَّلَ وَاعْتَلٰى ٭ اور اسی جگہ سے کسی نے کہا ہی نظم میں اور سب علموں سے بہتر فقہ کا علم ہی اسواسطے کہ وہ سب مراتب عالیہ کیطرف وسیلہ ہوتا ہی کیونکہ ایک
فقیہ متقی ہزار زاہدوں پر بزرگ اور عالیقدر ہوتا ہی مراد یہ ہی کہ فقیہ اُن زاہدون سے افضل ہی جو فقہ کو نہیں جانتے ہیں وَهُمَا مَأْخُوْذَانِ مِمَّا قِيْلَ لِلْاِمَامِ مُحَمَّدٍ ؎
تَفَقَّهْ فَاِنَّ الْفِقْهَ اَفْضَلُ قَائِدٍ ٭ اِلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاَعْدَلُ قَاصِدٍ ٭ وَكُنْ مُسْتَفِيْدًا كُلَّ يَوْمٍ زِيَادَةً مِّنَ الْفِقْهِ وَاسْبَحْ فِيْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ ٭
فَاِنَّ فَقِيْهًا وَّاحِدًا مُتَوَرِّعًا ٭ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ٭ اور وہ دونوں شعر جو گذر گئیں ماخوذ ہیں اس نظم آیندہ سے جو امام محمدؒ کیطرف منسوب ہی
وہ یہ ہی کہ فقہ کو سیکھہ اسواسطے کہ فقہ افضل کھینچنے والا ہی نیکی اور پرہیزگاری کیطرف اور معتدل تر قریب مقصد ہی یعنی اعدل طریق مقرب مقصود ہی اور ہو تو ہر روز حاصل کرنیوالا
زیادتی کا فقہ سے اور پیر اکر فوائد کے دریاؤں میں اسواسطے کہ ایک فقیہ متقی سخت تر ہی شیطان پر ہزار عابد سے ہم نظم سابق اور یہ نظم امام محمدؒ کا اس حدیث مرفوع سے ماخوذ ہی
عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ چنانچہ اسکا ترجمہ عنقریب مذکور ہو چکا وَمِنْ كَلَامِ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎ مَا الْفَضْلُ اِلَّا لِاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ ٭ عَلَى الْهُدٰى لِمَنِ اسْتَهْدٰى اَدِلَّاءُ ٭ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے کلام سے یہ نظم ہی کہ بزرگی
نہیں مگر اہل علم کیواسطے کیونکہ وہ ہدایت پر ہیں اور طالب ہدایت کے رہنما ہیں وَقَدْرُ كُلِّ امْرِئٍ مَّا كَانَ يُحْسِنُهٗ ٭ وَالْجَاهِلُوْنَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَعْدَاءُ ٭
اور وزن یعنی قدر اور خوبی ہر مرد کی موافق اُسکی خوب کرداری کے ہی اور جاہل لوگ اہل علم کے دشمن ہیں ہم تو صانع کی قدر اُسکے حسن صنعت کی مقدار پر ہی اور جسنے
علوم آداب کو خوب سیکھے تو اسکی قدر اُنھیں کی مقدار پر ہو گی اور جسنے علم فقہ کا خوب حاصل کیا تو اسکی قدر عظیم ہو گی بسبب عظمت فقہ کے آر تحاصل جو شخص کسی چیز کو
خوب حاصل کریگا تو اُسکا مرتبہ اُسکی مقدار پر ہو گا کذا فی الطحطاوی فَفُزْ بِعِلْمٍ وَّلَا تَجْهَلْ بِهٖ اَبَدًا ٭ اَلنَّاسُ مَوْتٰى وَاَهْلُ الْعِلْمِ اَحْيَاءُ ٭ پس تو کامیاب ہو علم کے
سبب سے اور علم سے جاہل نہ رہیو ہمیشہ یعنی اسباب جہل سے اجتناب رکھیو سب آدمی مردے ہیں اور علم والے زندے ہیں ہم یعنی جاہل مردوں کے مانند ہیں لائق شمار کے
نہیں اور اُنسے کچھ فائدہ نہیں اور اہل علم زندہ ہیں یعنی اُنکی زندگی سے اُنکو اور لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہی تو علماء دین کا وجود رحمت اور نور ہی کیوں نہو کہ وہ وارث ہیں
انبیاء علیہم السلام کے اور منجملہ جہالت کے اسباب جہل اور نسیان کا ارتکاب ہی چنانچہ جہالت کا بڑا سبب کاہلی ہی اور کاہلی پیدا ہوتی ہی کثرت بلغم سے اور کثرت بلغم کی
ہوتی ہی بہت پانی پینے سے اور پانی بہت پینا ہوتا ہی بہت کھانے سے تو مدار فساد کثرت اکل ٹھہرا اور تقلیل اکل کا طریقہ یہ ہی کہ قلت اکل کے منافع کو آدمی غور کرے
از انجملہ ایک فائدہ یہ ہی کہ آدمی تندرست رہتا ہی اور زیادہ کھانیوالا گران تن اور اکثر بیمار ہو جاتا ہی اور بہت کھانے والا حقتعالی کو ناپسند ہی اور دوسرا فائدہ قلت
اکل کا ایثار ہی یعنے کھانے میں غیر کو مقدم رکھنا اور بہت کھانے والے کو دوسرے کا کھلانا دشوار ہوتا ہی اور منجملہ اسباب نسیان کے معاصی اور کثرت ذنوب ہی اور امور
دنیا کی تشویشات اور کثرت اشتغال اور زیادتی علائق کے اور ہرا دھنیا کھانا اور مصلوب کو دیکھنا اور الواح قبور کو پڑھنا اور اونٹوں کی قطار میں چلنا اور زندہ جوں
زمین پر ڈالنا اور گدی پر پچھنے لگانا اور منجملہ اسباب مورثہ حفظ و حافظہ کوشش کرنا ہی اور ہمیشہ اکرہ رکھنا اور کم کھانا اور تہجد کی نماز پڑھنا اور قرآن کو دیکھکر پڑھنا اور بہت
درود پڑھنا اور شہد کا پینا اور کندر کو شکر کے ساتھ کھانا اور اکیس[21] مویز سرخ کا نہار منھ کھانا اور جو چیز بلغم اور رطوبات کو کم کرے وہ حفظ کو زیادہ کرتی معلوم کرنا
چاہئے کہ طالب علم کو علم نہیں آتا اور نہ اُس سے فائدہ حاصل ہوتا ہی جب تک کہ علم کی اور اہل علم کی اور استاد کی تعظیم اور توقیر نکرے اسواسطے کہ کوئی کمال تو نہیں
پہونچا مگر حرمت کرنے سے اور کوئی نے نصیب نہیں رہا مگر ترک حرمت سے علی مرتضی رض نے فرمایا کہ میں اُسکا غلام ہوں جسنے مجھکو ایک حرف بتایا چاہے بیچ ڈالے اور چاہے
آزاد کرے ہارون رشید بادشاہ نے اپنے فرزند کو اصمعی کے پاس بھیجا تا کہ وہ علم اور ادب سیکھے تو بادشاہ نے ایکدن دیکھا کہ اصمعی وضو کرتے ہیں اور شاہزادہ پانی ڈالتا ہی تو بادشاہ نے
اُسپر عتاب کیا اس امر میں اور کہا کہ میں نے اُسکو اسواسطے بھیجا ہی کہ آپ اُسکو علم اور ادب سکھائیے آپنے اُس سے یوں کیوں نفرمایا کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے
اور دوسرے ہاتھ سے آپکا پانوں دھووے اور منجملہ تعظیم علم کے کتاب کی تعظیم ہی تو طالب علم کو لائق ہی کہ کتاب کو ہاتھ نہ لگا دے بدون طہارت کے شمس الائمہ

فـ بیان اسباب جہل ونسیان

فـ اسباب مورثہ حفظ

فـ کتاب کو بے طہارت نہ چھونا

سرخسیؒ کو ایکرات اسہال عارض ہوا اور وہ اپنے سبق کی تکرار کرتے تھے تو اس رات کو سترہ بار وضو کیا اسواسطے کہ وہ سبق کی تکرار بدون وضو کے نکرتے تھے وجہ
اسکی یہ ہی کہ علم نور ہی اور وضو بھی نور ہی تو علم کا نور وضو سے دو چند ہوجاتا ہی اور منجملہ تعظیم واجب کے یہ ہی کہ کتاب کیطرف پاؤن نہ پھیلائے اور کتاب کی تعظیم ایک
یہ ہی کہ خوشخط و صحیح لکھے اور بہت باریک نہ لکھے امام اعظم رح نے ایک کاتب کو دیکھا کہ باریک لکھتا تھا تو فرمایا کہ باریک مت لکھ کہ شاید تو زندہ رہا تو پچتائیگا اور اگر مر گیا
تو تجھکو لوگ برا کہینگے یعنی اگر تو پیر ہوگا اور تیری بصارت ضعیف ہوگی تو اس باریک تحریر پر تجھکو ندامت ہوگی اور منجملہ تعظیم علم کے ہم سبق بھائیونکی تعظیم ہی اور
چاپلوسی معیوب چیز ہی مگر طلب علم مین مذموم نہین اسواسطیکہ استاد اور ہم سبقونکی چاپلوسی کرنا لائق ہی تاکہ انسے فائدہ حاصل ہو کذا فی الطحطاوی مختصراً وَقَدْ قِيلَ الْعِلْمُ
وَسِيلَةٌ اِلٰى كُلِّ فَضِيلَةٍ اور کہا گیا ہی یعنے علماء مجربین نے فرمایا ہی کہ علم وسیلہ ہی ہر بزرگی اور کمال کا یعنے ترقیات دارین کا سبب ہی اَلْعِلْمُ يَرْفَعُ الْمَمْلُوكَ اِلٰى مَجَالِسِ الْمُلُوكِ
علم بلند مرتبہ کرتا ہی غلام کو بادشاہونکی مجالس تک یعنی نہایت حقیر شخص علم کی جلالت شان سے بادشاہونکا ہم صحبت و جلیس ہوجاتا ہی لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَهَلَكَ
الْحُكَّامُ اگر عالم نہوتے تو امیر ہلاک و برباد ہوجاتے وجہ اسکی یہ ہی کہ امیر خلق اللہ کے حاکم ہین تو اگر فصل خصومات مین علماء دین کیطرف رجوع نکرتے تو گمراہ ہوتے اور
عذاب آخرت مین گرفتار ہوتے باوجود اسکے علماء دین کو لائق نہین امیرونکے پاس جانا اور دنیائے فانی کے حاصل کرنیکے واسطے عالم کو چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل نکرے بلکہ مقسوم پر راضی
رہے ہمت کو عالی رکھے لوگونکے مال مین طمع نکرے زمانہ سابق مین دستور تھا کہ اول لوگ پیشہ سیکھتے پھر علم حاصل کرتے تھے تا خلق اللہ کے مال مین طمع کی مجال باقی نرہے اور
جبکہ عالم طامع ہوا تو اُسکے علوم کی حرمت باقی نہین رہتی اور وہ حق گوئی سے بھی کنیاتا ہی ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین انس رض سے حدیث روایت کی کہ میری امت کی خرابی ہی
علماء بدکردار سے اس علم کو تجارت قرار دینگے اُسکو بیچین گے اپنے زمانیکے امیرونسے اپنی منفعت کیواسطے خدا اُنکی تجارت مین نفع نہ بخشے اور مروی ہی کہ بدتر علماء وہ ہین جو
امیرونکے پاس جاتے ہین اور بہتر امیر وہ ہین جو عالمونکے دروازون پر آتے ہین اور مروی ہی کہ دو قسم آدمیونمین سے جب آراستہ ہوئے تو سب لوگ آراستہ ہوجاتے ہین اور جب بگڑے تو
سب لوگ بگڑجاتے ہین علماء اور امراء کذا فی الطحطاوی ملتقطاً وَاِنَّمَا الْعِلْمُ لِاَرْبَابِهِ وِلَايَةٌ لَيْسَ يَلْحَقُهَا عَزْلُ اور سوائے اس بات کے نہین ہی کہ علم صاحبان علم کیواسطے وہ منصب
دائمی ہی جسکی معزولی نہین یعنی بادشاہ اُن منصب کو نہین چھین سکتا اِنَّ الْاَمِيرَ هُوَ الَّذِي يُضْحِي اَمِيرًا عِنْدَ عَزْلِهِ اِنْ زَالَ سُلْطَانُ الْوِلَايَةِ فَهُوَ فِي سُلْطَانِ فَضْلِهِ
الْبَتَّةَ اصلی امیر وہ ہی جو امیر رہتا ہی اپنے معزول ہونیکے وقت اگر قوت منصب کی زائل ہوگئی تو وہ اپنے کمال کی قوت مین ثابت ہی وَاعْلَمْ اَنَّ تَعَلُّمَ الْعِلْمِ يَكُونُ فَرْضَ عَيْنٍ وَهُوَ
بِقَدْرِ مَا يَحْتَاجُ لِدِينِهِ اور معلوم کرائی مخاطب کہ علم کا سیکھنا فرض عین ہوتا ہی یعنے ہر شخص پر اور فرض عین اسقدر علم ہی جسکی طرف آدمی حاجتمند ہو اپنے دین کیواسطے تعلیم
متعلم مین ہی کہ مسلمان پر ہر علم کا حاصل کرنا فرض نہین ہی بلکہ علم حال کی طلب فرض ہی یعنے آدمی جس حال مین واقع ہو اس حال کا علم سیکھنا فرض ہی مثلاً جسپر نماز روزہ فرض
ہوا اُسپر صوم و صلوٰۃ کے مسائل کا دریافت کرنا فرض ہی اور اگر مال حاصل ہوا تو زکوٰۃ اور حج کے مسائل کا سیکھنا فرض عین ہی اور سودا گر پر علم بیوع فرض ہی بالجملہ جو جس
چیز کا شغل رکھتا ہو اُسپر اُسکا علم فرض ہی تاکہ اسمین ارتکاب حرام سے محفوظ رہے اور علم واجب وہ ہی جسقدر سے امر واجب ادا ہو کذا فی الطحطاوی مختصراً وَفَرْضُ كِفَايَةٍ
اور علم سیکھنا فرض کفایہ ہوتا ہی فرض کفایہ وہ ہی کہ ہر شخص پر فرض نہین بلکہ بعض کا سیکھنا ایک شہر مین سب کیطرف سے کفایت کرتا ہی وَهُوَ مَا زَادَ عَلَيْهِ لِنَفْعِ غَيْرِهِ
اور فرض کفایہ وہ علم ہی جو اپنی حاجت سے زیادہ ہو غیر کے نفع کیواسطے یعنی ناواقفونکے بتانے کو تاکہ وہ لوگ جہالت اور محرمات سے بچین تو ایک عالم ہر نواحی مین ضرور ہی کہ عوام
مسلمین کو ضروریات دین کے سکھاوے نہین تو عوام ضائع ہونگے وَمَنْدُوبًا وَهُوَ التَّبَحُّرُ فِي الْفِقْهِ وَعِلْمِ الْقَلْبِ اور علم سیکھنا مستحب ہوتا ہی اور مستحب علم تبحر اور مہارت کا حاصل
کرنا ہی فقہ مین اور دل کے علم مین اور علم قلب سے علم اخلاق مراد ہی یعنے جس علم سے انواع فضائل اور اُنکے حاصل کرنیکی کیفیت معلوم ہو اور اقسام رذائل اور انسے بچنے کی کیفیت دریافت ہو
تعلیم متعلم مین ہی اسیطرح فرض ہی علم احوال قلوب جیسے توکل اور انابت اور خوف الٰہی اور رضا بالقضا اسواسطیکہ یہ سب احوال مین واقع ہی اور بزرگی اس علم کی کسی پر مخفی نہین ہی اور
اسیطرح اخلاق مین معرفت جود اور بخل اور تکبر اور تواضع اور عفت اور اسراف اور تقتیر وغیرہا کی فرض ہی اسواسطیکہ بخل اور نامردی اور تقتیر حرام ہی اور اس سے بچنا بدون اُنکے علم اور اسکی
ضد کے ممکن نہین ہی تو علم قلب فقہ پر عطف ہی نہ تبحر پر تو مطلب یہ ہی کہ اصل علم اخلاق فرض ہی اور اسمین تبحر پیدا کرنا مستحب ہی اور اگر تبحر پر عطف کیجیے تو تعلیم متعلم کے

مخالف ہوگا یعنی علم اخلاق مستحب ٹھہرےگا نہ فرض وَحَرَامٌ وَهُوَ عِلْمُ الْفَلْسَفَةِ وَالشَّعْبَذَةِ وَالتَّنْجِيْمِ وَالرَّمْلِ وَعُلُوْمُ الطَّبَايِعِيِّيْنَ وَالسِّحْرِ وَالْكَهَانَةِ
اور علم سیکھنا حرام ہوتا ہے اور وہ حرام علم یونانیونکی حکمت ہے اور شعبدہ یعنی دست چالاکی بازیگری مین بھان متی کے مانند اور نجوم اور رمل اور اہل طبائع کے
علوم یعنی علم طبعی اور جادو اور کہانت ہم یونانی حکمت اسواسطے حرام ہوئی کہ اسمین عالم کا قدیم ہونا وغیر ذلک مِنَ الْمُكَفِّرَاتِ وَالْمُحَرَّمَاتِ داخل ہین اور علم نجوم مین
اوضاع فلکیہ سے حوادث سفلیہ پر استدلال کرتے ہین تعلیم متعلم مین ہے کہ نجوم کا علم بمنزلہ مرض کے ہے تو اسکا سیکھنا حرام ہے کیونکہ وہ مضر ہے نافع نہین اسلیئے کہ قضا و
قدر سے بچنا غیر ممکن ہے تو مسلم کو چاہیئے کہ ذکر اللہ اور دعا اور تضرع مین مشغول رہے اور حق تعالی سے عافیت مانگا کرے اسواسطے کہ داعی محروم لاجابت
نہین ہوتا پھر اگر بلا مقدر ہے تو ضرور پہونچیگی لیکن داعی کو حقتعالی صبر عطا کریگا دعا کی برکت سے لیکن تعلیم نجوم کا بقدر قبلہ شناسی اور اوقات نماز کے جائز ہے انتہی اور کہانت
یہ ہے کہ شیاطین سے راہ پیدا کرے تاکہ وہ اخبار آئندہ بتائین اور یہ جو لوگ علم جفر کو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کیطرف نسبت کرتے ہین سو غلط ہے اسکی کچھ اصل نہین شارح نے
علم طب کو بیان نہین کیا لیکن تعلیم متعلم مین یون مذکور ہے کہ طب کا سیکھنا جائز ہے اسواسطے کہ اسباب مین سے ایک یہ بھی سبب ہے تو اسکا سیکھنا جائز ہے باقی اسباب
کیطرح اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے بھی علاج کیا ہے اور امام شافعی رحمہ سے منقول ہے کہ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْأَبْدَانِ وَعِلْمُ الْأَدْيَانِ علم فقہ دین کیواسطے ہے اور علم طب
بدن کیواسطے کذا فی الطحطاوی وَلِيَتَأَمَّلْ وَدَخَلَ فِي الْفَلْسَفَةِ الْمَنْطِقُ اور حکمت یونانی مین منطق کا علم داخل ہے یعنے حرام ہے ہم حموی محشی اشباہ نے کہا بعضے فاضلون نے
کہا کہ مین نے اپنے مذہب کے علما کی کتابونمین تحریم منطق کا قول نہین دیکھا اگر صاحب اشباہ نے دیکھا تھا تو اسکا نقل کرنا مناسب تھا ہان شافعی مذہب کی کتابونمین اسکی بہت
تصریح ہے اور بعضے منع عمر کو اگرچہ حرمت قرار دیجیے تو امید نہین اور یہ بھی ہے جو منطق سے اشتغال رکھتا ہے وہ غالباً فلسفہ کی طرف مائل ہوجاتا ہے تو منع کرنا
از قبیل سد ذرایع کے ٹھہرا اور الا منطق مین وہ نہین جو شرع سے کے مخالف ہو اور بعضے فاضلون نے کہا کہ شاید منطق سے مراد فلاسفہ کی منطق ہے نہ اہل اسلام
کی منطق اسواسطے کہ اسمین تو اعداسلام کے مخالف کوئی چیز نہین اور امام غزالی رحمہ نے منطق کو معیار العلوم کہا ہے اور فرمایا کہ جسکو منطق کی معرفت نہین اسکے علم پر اعتماد نہین اور
بوعلی سینا نے منطق کو خادم العلوم کہا ہے انتہی طحطاوی نے کہا ظاہر منطق سے وہ منطق مراد ہے جو شبہات اہل اعتزال سے مملو ہے تو وہ داخل فلسفہ ہے وَمِنْ هٰذَا الْقِسْمِ
عِلْمُ الْحُرُوْفِ وَالْمُوْسِيْقٰى اور حرام کی قسم سے حرف اور راگ کا علم ہے ہم شاید کہ علم حرف سے کاف کا حرف مراد ہو جیسے کیمیا کیطرف اشارہ ہے اور اسکی حرمت مین کچھ کلام
نہین کیونکہ اسمین عمر اور مال دونون برباد ہو جاتے ہین یا مراد حرف کا جمع کرنا ہے جس سے حرکات پر دلالت خارج ہو اور احتمال ہے کہ علم اسرار حروف مراد ہو اور فاق اور استخدام عیز الیٰ
سے کذا فی الطحطاوی مین کہتا ہون کہ ظاہر اعلم حرف سے جفر کا علم مراد ہے کہ اُس سے وقائع آئندہ کا استخراج کرتے ہین نجوم کے مانند اور حالانکہ علم غیب مخصوص بعلام
الغیوب ہے واللہ اعلم وَمَكْرُوْهٌ وَهُوَ اَشْعَارُ الْمُوَلَّدِيْنَ مِنَ الْغَزَلِ وَالْبَطَالَةِ اور ہوتا ہے مکروہ اور وہ غزل اور بیہودہ گوئی اُن شاعرونکی جو عرب مین بعد اسلام کے
پیدا ہوئے ہم مولد وہ لوگ ہین جو عرب مین پیدا ہوئے اور حالانکہ وہ عرب کی قوم سے نہین چنانچہ ابونواس وغیرہ قاموس مین ہے کہ معاذلہ انسا عبارت ہے عورتونکے ساتھ
بات چیت کرنے سے وَمُبَاحٌ كَاَشْعَارِهِمُ الَّتِيْ لَا سُخْفَ فِيْهَا كَذَا فِيْ فَوَائِدَ شَتّٰى مِنَ الْاَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ اور ہوتا ہے علم مباح یعنی اُسکا فعل اور ترک برابر ہے
چنانچہ مولدین کے وہ اشعار جنمین نامعقول مضمون نہین اسیطرح مذکور ہے اشباہ اور نظائر کے فوائد شتی مین ہم مولدین کی قید اسواسطے لگائی کہ انکے اشعار مین اکثر
مضامین سخیفہ واہیہ ہوا کرتے ہین برخلاف عرب خالص کے کہ ابن عباس اکثر اشعار عرب کی طرف التفات رکھتے تھے قرآن اور حدیث کے الفاظ پر استدلال کرنے کو کذا
فی الطحطاوی ثُمَّ نَقَلَ فِيْ مَسْئَلَةِ الرُّبَاعِيَّاتِ مُحَصِّلُهَا اَنَّ الْفِقْهَ هُوَ ثَمَرَةُ الْحَدِيْثِ پھر صاحب اشباہ نے مسئلہ رباعیات مین کلام طویل نقل کیا اور
اسکا خلاصہ مقصود یہ ہے کہ مقرر فقہ حدیث کا ثمرہ ہے یعنے حدیث سے مستخرج ہے وَلَيْسَ ثَوَابُ الْفَقِيْهِ اَقَلَّ مِنْ ثَوَابِ الْمُحَدِّثِ اور نہین ہے فقہ کا ثواب محدث کے ثواب سے
کم وَفِيْهَا كُلُّ اِنْسَانٍ غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَعْلَمُ مَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ وَبِهٖ لِاَنَّ اِرَادَتَهٗ تَعَالٰى غَيْبٌ اِلَّا الْفُقَهَاءَ فَاِنَّهُمْ عَلِمُوْا اِرَادَتَهٗ تَعَالٰى بِهِمْ بِحَدِيْثِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ
مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اور اشباہ مین ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہین ہے کہ اللہ تعالی کا کیا ارادہ ہے اُسکے ساتھ دارین مین

اسواسطیکہ حقتعالی کا ارادہ غیب ہی مگر فقیہ اسکو جانتے ہین اسواسطیکہ وہ جان گئے ہین حقتعالی کے ارادے کو جو انکے ساتھ ہی رسول صادق مصدق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جسکے ساتھ اللہ تعالی خیر کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین مین فقیہ کرتا ہی یعنے امر دین مین فہیم عالم عطا کرتا ہی ہم غور کرنا چاہیے کہ فقیہ سے مراد وہ ہی جو بطلاع فقہای بیان تک کہ جو تین مسئلے یاد رکھے وہ بھی فقیہ ٹھہرے یا اصطلاح اصولیون کا فقیہ یعنی مجتہد مراد ہی اور ظاہر مراد وہ ہی جو فقہ مین مشتغل ہو نہ وہ جو فروع قلیلہ کو یاد رکھتا ہو مین کہتا ہون یہ استدلال اُسوقت تمام ہو جبکہ لسان شرع مین فقیہ کا اطلاق فقط اسی پر متعین ہو سو یہ کیونکر ہو اسواسطیکہ فقیہ کی تعریف مین اختلاف کثیر واقع ہی یہان تک کہ غزالی نے اسکو علم تصوف پر محمول کیا ہی کذا فی الطحطاوی وَفِيهَا كُلُّ شَيْءٍ يُسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا الْعِلْمَ لِاَنَّهُ طَلَبَ مِنْ نَبِيِّهٖ اَنْ يَطْلُبَ الزِّيَادَةَ مِنْهُ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا فَكَيْفَ يُسْأَلُ عَنْهُ اور اشباہ کے فوائد مین ہی کہ ہر چیز سے بندہ پوچھا جائیگا قیامت کے دن مگر علم سے اسواسطے کہ حقتعالی نے اپنے نبی کریم سے یہ طلب کیا کہ علم کی زیادت طلب کرے بدلیل اس آیت کریمہ کے (وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا یعنے او کہہ اے میرے پروردگار مجھکو زیادہ علم دے) سو کیونکر سوال ہوگا علم سے یعنی بعد طلب کے ہم یہ دلیل مدعا کی مفید نہین اسواسطیکہ یہ امر خیر علم ہو یا سوائے اسکے شرع مین مطلوب الزیادہ ہی علامہ ابو سعود نے کہا اس استدلال مین اعتراض ہی اسواسطیکہ حدیث مین وارد ہی کہ بندے کے دونون قدم قیامت مین نہ ہٹینگے یہان تک کہ اُس سے چار چیزونکا سوال ہوگا اُسکی عمر سے سوال ہوگا کہ کس امر مین اُسکو فنا کیا اور اُسکی جوانی سے سوال ہوگا کہ کس مین اُسنے کھپائی اور اُسکے مال سے سوال ہوگا کہ کونسی چیز سے اسکو حاصل کیا یعنے بوجہ حلال یا حرام اور اُسکے علم سے سوال ہوگا کہ اُسنے اُسمین کیا کیا یعنے علم کے موافق عمل کیا یا نہین وفی تمام البیان فی الطحطاوی وَفِيهَا اِذَا سُئِلْنَا عَنْ مَذْهَبِنَا وَمَذْهَبِ مُخَالِفِنَا قُلْنَا وُجُوْبًا مَذْهَبُنَا صَوَابٌ يَحْتَمِلُ الْخَطَاءَ وَمَذْهَبُ مُخَالِفِنَا خَطَاءٌ يَحْتَمِلُ الصَّوَابَ اور اشباہ کے فوائد مین نسفی سے منقول کہ جب ہمسے سوال کیا جائے ہمارے مذہب سے یعنی حنفی مذہب سے اور ہمارے مخالف کے مذہب سے یعنی شافعی یا مالکی یا حنبلی مذہب سے کہ کون مذہب حق ہی فروع مین تو ہم اس سوال کے جواب مین کہینگے وجوبًا یعنے ہمپر واجب ہی یون کہنا کہ ہمارا مذہب صواب ہی یعنے حق ہی مطابق واقع کے احتمال رکھتا ہی خطا کا یعنے چوکنے کا اور ہمارے مخالف کا مذہب خطا ہی محتمل ہی صواب کا ہم یہ جواب اسواسطے متعین ہوا کہ یہ تقلید ہی اور تقلید کسی شخص کی نہین چاہیے اسکو خاطی جانکر اور صواب کا یقین قطعًا اسواسطے نکیا کہ اگر قطعی یقین کیا جائے تو مجتہدین کا یہ قول صحیح نکرے کہ اَلْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ یعنی مجتہد استنباط احکام مین خطا بھی کرتا ہی اور صواب بھی ولہذا مخالف کے مذہب کی خطا پر یقین کر لینا جائز نہوا خلاصہ مقام یہ ہی کہ یہ کلام نظر بمجتہد ہی یعنے جسطرف ہمارے امام اعظم رح گئے ہین وہ اُنکے نزدیک صواب ہی مع احتمال الخطا اسواسطیکہ مجتہد مصیب ہی اور گاہے نفس الامر مین خطا بھی کرتا ہی اور باعتبار ہم مقلدون کے چارون امام حق پر ہین اپنے اجتہاد مین مصیب ہین تو ہر امام کا مقلد یہی عبارت جواب مین کہیگا جبکہ اُسکے مذہب سے سوال ہوگا اپنے امام کیطرف سے جسکا وہ مقلد ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ ہر مقلد اُسکا مکلف ہی کہ دوسرے امام کی خطا کا معتقد ہو اسواسطے کہ ایک امام کی تقلید جائز نہین ہوتی مگر بقدر ضروری ہونے تقلید کے اور تقلید کی ضرورت یہ ہی کہ مقلد اجتہاد کی لیاقت نہین رکھتا کہ احکام ظنیہ کا استنباط دلائل شرعیہ سے کر سکے تو ایک امام کی تقلید فقط عمل مین کرتا ہی اگر کوئی کہے کہ وہ عمل کے ساتھ اعتقاد کرنیکا بھی مکلف ہی نہین تو ادای تکالیف مع اعتقاد عدم صحت لازم آتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ لازم نہین آتا ہی مگر جبکہ مسائل تقلید کے عدم صحت کا معتقد ہو اور ہم یہ نہین کہتے ہین بلکہ مقلد ظاہر صواب یہ ہی کہ اُسنے وہ کیا جو اُسپر واجب تھا بدلیل قولہ تعالی (فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) یعنے اخذ بقول مجتہد جو بموجب اس آیہ کریمہ کے اُسپر واجب تھا سو اُسنے کیا اور مقلد اُسکا مکلف نہین ہی کہ اپنے خلاف مذہب کا تخطیہ کرے یعنی اُسکی خطا کا معتقد ہو ایسا خلاصہ کیا ہی ہمارے اُستاد نے ابن ملا فروخ مکی حنفی کے قول سے کذا فی الطحطاوی عن مفتی الروم ابی سعود وَاِذَا سُئِلْنَا عَنْ مُعْتَقَدِنَا وَمُعْتَقَدِ خُصُوْمِنَا قُلْنَا وُجُوْبًا الْحَقُّ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ وَالْبَاطِلُ مَا عَلَيْهِ خُصُوْمُنَا اور جب کوئی ہمسے سوال کرے ہمارے عقائد سے یعنے اہل سنت کے عقائد سے اور ہمارے مخالفین کے عقائد سے یعنی معتزلہ و خارجی اور رافضی کے عقائد سے کہ کون اُنمین سے حق پر ہی تو ہم جواب مین وجوبًا کہینگے کہ مطابق واقع کے حق وہی عقائد ہین جن پر ہم ہین اور باطل مخالف نفس الامر وہ عقائد ہین جنپر ہمارے مخالفین ہین وَفِيهَا الْعُلُوْمُ ثَلٰثَةٌ عِلْمٌ نَضِجَ وَمَا احْتَرَقَ وَهُوَ عِلْمُ النَّحْوِ وَالْاُصُوْلِ اور اشباہ کے

فوائد میں ہے کہ علوم تین قسم میں ایک وہ علم ہے کہ پختہ ہوگیا اور محترق نہیں ہوا یعنے کمال کو نہیں پہونچا اور وہ نحو اور اصول کا علم ہے هم نضج علم سے مراد یہ ہے کہ قواعد اسکے مقرر ہوئے اور قواعد پر جزئیات متفرع ہوئے اور دفع اعتراضات اور تفصیل تاویل اور توضیح مشکلات ہوگئی اور احتراق سے مراد غایت اور نہایت کا پہونچنا اور یہ تفسیر ہی مراد کی نہیں تو احتراق مفسد اشیاء ہے کذا فی الطحطاوی تو علم نحو اور علم اصول کے اگرچہ قواعد مدوّن ہوگئے لیکن انکے فروع مستنبطہ ہنوز کمال کو نہیں پہونچے بلکہ انکے اماموں میں مختلف ہیں اور یہ ظاہر ہے اس شخص پر جو اصول اور نحو کی کتابوں میں تامل کرتا ہے کذا فی الحموی وَعِلْمٌ لَا نَضِجَ وَلَا احْتَرَقَ وَهُوَ عِلْمُ الْبَيَانِ وَالتَّفْسِيرِ اور ایک علم وہ ہے جو نہ پختہ ہے اور نہ محترق اور وہ بیان اور تفسیر کا علم ہے هم بیان سے مراد باعتبار تینوں علم یعنے علم معانی اور بیان اور بدیع حموی نے بعض فضلا سے نقل کیا کہ علم بیان تو ذوق کیطرف راجع ہے تو اسکی کچھ نہایت نہیں کیونکہ آدمی آپس میں مختلف ہیں اور علم تفسیر کے عدم کمال کی وجہ یہ ہے کہ موضوع علم تفسیر کا فہم مراد ربانی ہے باعتبار معانی اور وجوہ اعجاز اور مواقع مناسبات وغیر ذلک کے جنکا کوئی محیط نہیں ہو سکتا سوائے علام الغیوب کے سو اسکی نہایت کس طرح ہو سکے انتہی ملخصا وَعِلْمٌ نَضِجَ وَاحْتَرَقَ وَهُوَ عِلْمُ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ اور ایک علم وہ ہے جو پختہ ہوا اور کمال کو بھی پہونچ گیا اور وہ علم حدیث اور علم فقہ کا ہے هم علم حدیث نہایت رتبہ کمال کو پہونچا اسواسطے کہ محدثین نے جزاہم اللہ خیرا اسماء رجال اور انکے نسب اور طبقات میں کتابیں تصنیف کیں اور قوی الحفظ اور ضعیف الحفظ اور فاسد الروایۃ اور صحیح الروایۃ کو بیان کردیا اور بعضے ایک لاکھ اور بعضے تین لاکھ حدیثوں کے حافظ ہوئے اور صحابہ کرام میں جو راوی تھے انکو حصر کردیا اور مراد اور احکام احادیث کو ہر مجتہد کی فہم کے موافق بیان کیا اور فنون احادیث میں طرح طرح کی کتابیں لکھیں کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رکھی اور فقہ کی تکمیل تو ظاہر ہے کہ مجتہدین نے قرآن اور حدیث میں امعان نظر کرکے بال کی کھال نکالی قواعد مقرر کئے اور انپر جزئیات متفرع کئے اور خلائق کے حوادث باوجود انکے اختلاف مواقع کے بعینہا لکھدئے یا جو ان حوادث پر دلالت کرے بلکہ فقہا نے ان امور میں حکم کیا جو کبھی واقع نہیں ہوتے اس تصور سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو مسلمان حیران نہوں اور جو جزئی منصوص نہیں وہ نادر ہے کمیاب اور اگر ہے منصوص بھی ہوتا ہے لیکن ناظر اسکے محل سے قاصر ہے فہم کا قصور ہے سر امر فقہا میں کمی کو رہی خواہ بمفہوم خواہ بمنطوق کذا فی الطحطاوی ملخصا اگر اہل اسلام انصاف کریں تو حضرت مجتہدین اور فقہا کے احسان کی شکرگذاری سے آپکو عاجز جانیں اللہم فارحم المجتہدین وفقہاء الدین واجزہم عنا خیر الجزاء یا ارحم الراحمین وَقَدْ قَالُوا الْفِقْهُ زَرَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَسَقَاهُ عَلْقَمَةُ وَحَصَدَهُ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَدَاسَهُ حَمَّادٌ وَطَحَنَهُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَعَجَنَهُ اَبُوْ يُوْسُفَ وَخَبَزَهُ مُحَمَّدٌ وَسَائِرُ النَّاسِ يَأْكُلُوْنَ اور البتہ فقیہوں نے کہا کہ فقہ کا کھیت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا اور علقمہ نے اسکو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اسکو کاٹا اور حماد نے اسکو ماڑا یعنے اناج جدا کیا بھوسی سے اور ابوحنیفہ نے اسکو پیسا اور ابو یوسف نے اسکو گوندھا اور محمد بن حسن نے اسکی روٹیاں پکائیں اور باقی لوگ اسکے کھانے والے ہیں هم ابو یوسف اور محمد شاگرد ہیں ابوحنیفہ کے اور ابوحنیفہ شاگرد ہیں حماد کے اور حماد ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی علقمہ کے اور علقمہ عبداللہ بن مسعود صحابی کے تو خلاصہ یہ ہے کہ اجتہاد اور استنباط احکام کا طریقہ ابن مسعود سے شروع ہوا اور فقہ کی ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ امام اعظم نے کمال کو پہونچایا اور محمد بن حسن نے امام کی روایات کو جمع کرکے فروع کو منقح کیا اور جس قول سے امام نے رجوع کیا اسکو بیان کردیا اور حوادث انکے وقت میں بکثرت ہوئے تو انھوں نے فقہ کو مدوّن کیا اور کتابیں تصنیف کیں کہ ایک عالم کو فائدہ حاصل ہوا معلوم کرنا چاہئے کہ فقہ مذکور سے وہ فقہ مراد ہے جو ابوحنیفہ کے طریق سے مروی ہے اسواسطے کہ امام مالک کی فقہ مروی ہے نافع سے عن ابن عمر اور شافعی کی فقہ مروی ہے امام مالک سے اور احمد بن حنبل کا طریق مروی ہے شافعی سے اور یہ مطلب نہیں کہ فقہ میں کلام نہیں کیا مگر ابن مسعود اور ابوحنیفہ نے وَقَدْ نَظَمَ بَعْضُهُمْ فَقَالَ ؎ اَلْفِقْهُ زَرْعُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَلْقَمَةُ * حَصَّادُهُ ثُمَّ اِبْرَاهِيْمُ دَوَّاسُ نُعْمَانُ طَاحِنُهُ يَعْقُوْبُ عَاجِنُهُ * مُحَمَّدٌ خَابِزٌ وَالْاٰكِلُ النَّاسُ اور البتہ بعضے علما نے اسکو نظم کیا ہے کچھ بدل کر یوں کہا ہے کہ فقہ کو ابن مسعود نے بویا اور علقمہ اسکا کاٹنے والا ہے پھر ابراہیم مانندہ والا نعمان یعنی ابوحنیفہ اسکا پیسنے والا ہے اور یعقوب یعنی ابو یوسف اسکا گوندھنے والا ہے اور محمد بن حسن روٹی پکانے والا اور لوگ کھانے والے ہیں وَقَدْ ظَهَرَ عِلْمُهُ بِتَصَانِيْفِهِ كَالْجَامِعَيْنِ وَالْمَبْسُوْطِ وَالزِّيَادَاتِ وَالنَّوَادِرِ حَتّٰى قِيْلَ اِنَّهُ صَنَّفَ فِي الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعِيْنَ كِتَابًا اور بیشک محمد بن حسن کا علم ظاہر ہوگیا

انکی تصنیفات سے چنانچہ جامع صغیر اور جامع کبیر و مبسوط اور زیادات و نوادر یہان تک کہ کہا گیا ہے کہ البتہ انھون نے دین کے علوم مین نوسو ننانوے کتابین تصنیف کی ہین
ہم جامع صغیر مین محمد رح روایت کرتے ہین ابو یوسف رح سے اور وہ امام اعظم رح سے اور جامع کبیر مین محمد رح روایت کرتے ہین امام رح سے بلا واسطہ وَمِنْ تَلَامِذَتِهِ الشَّافِعِيُّ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَزَوَّجَ بِأُمِّ الشَّافِعِيِّ وَفَوَّضَ إِلَيْهِ كُتُبَهُ وَمَالَهُ فَبِسَبَبِهِ صَارَ الشَّافِعِيُّ فَقِيهًا اور شافعی رح محمد بن حسن رح کے شاگردون مین سے ہین اور نکاح کیا تھا
شافعی رح کی مان سے اور اپنی کتابین اور اپنا مال انکو سپرد کیا تھا سو اسی سبب سے شافعی فقیہ ہوگئے ہم یہ قول ظاہر اما ول ہے حلبی نے کہا ہان یون کہنا صحیح ہے کہ محمد رح کی کتابون سے
شافعی کو ان مسائل پر اطلاع ہوئی جنسے انکو قبل اسکے آگاہی نتھی اسواسطے کہ محمد رح سے کثرت سے استخراج مسائل کی ابتدا ہوئی ورنہ شافعی تو بغداد کے داخل ہونے اور محمد رح سے
ملنے سے پہلے بھی فقیہ مجتہد تھے اور اجتہاد مطلق کیونکر مستفاد ہوا اُس شخص سے جسکو اجتہاد مطلق حاصل نہین نتھی مجتہد مطلق وہ ہے جو اصول و فروع مین دوسرے کا تابع نہو
چنانچہ چارون امام اور مجتہد مقید وہ ہے جو اصول مین دوسرے کا تابع ہو نہ فروع مین جیسے ابو یوسف و محمد و زفر رحمۃ اللہ علیہم وَلَقَدْ أَنْصَفَ الشَّافِعِيُّ حَيْثُ قَالَ مَنْ أَرَادَ
الْفِقْهَ فَلْيَلْزَمْ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ فَإِنَّ الْمَعَانِيَ قَدْ تَيَسَّرَتْ لَهُمْ وَاللّٰهِ مَا صِرْتُ فَقِيهًا إِلَّا بِكُتُبِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ اور تقریر انصاف کیا ہے شافعی نے جہان
یون کہا ہے کہ جو شخص فقہ حاصل کرنیکا ارادہ کرے سو اُسکو چاہیے کہ ابو حنیفہ رح کے شاگردون کا ساتھ پکڑے اسواسطے کہ معانی دقیقہ تو انکو آسان اور سہل ہوگئے ہین خدا کی
قسم ہے کہ مین فقیہ نہین ہوگیا مگر محمد بن حسین شیبانی کی کتابون سے ہم یعنے مزید بصیرت فروع فقہیہ مین مجھکو حاصل نہین ہوئی مگر انکی کتابون سے کذا فی الحلبی المحشی الدر المختار
وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ لَهُ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ قَالَ غَفَرَ لِي ثُمَّ قَالَ لَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُعَذِّبَكَ مَا جَعَلْتُ هٰذَا الْعِلْمَ فِيكَ فَقُلْتُ
لَهُ فَأَيْنَ أَبُو يُوسُفَ قَالَ فَوْقَنَا بِدَرَجَتَيْنِ قُلْتُ فَأَبُو حَنِيفَةَ قَالَ هَيْهَاتَ ذٰلِكَ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ اور اسمعیل بن ابی رجا نے کہا کہ مین نے محمد بن حسین کو
خواب مین دیکھا سو اُنسے کہا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا اُنھون نے کہا کہ مجھکو بخشدیا پھر حقتعالی نے فرمایا کہ اگر مین تیرے عذاب کرنیکا ارادہ کرتا تو یہ علم تجھکو نہ دیتا پھر مین نے
کہا تو ابو یوسف رح کہان ہین کہا کہ ہمسے وہ دو درجے اوپر ہین مین نے کہا تو ابو حنیفہ کہان ہین کہا دور ہین وہ تو علیین کے اوپر ہین ہم علیین جنت مین بالاتر مکان ہے سو یہ بلندی رتبہ
اضافی ہے یعنے بہ نسبت صاحبین کے نہ مطلقا اسواسطے کہ انبیا اور صحابہ امام سے قطعا درجہ مین بلندتر ہین كَيْفَ وَقَدْ صَلَّى الْفَجْرَ بِوُضُوءِ الْعِشَاءِ أَرْبَعِينَ سَنَةً
امام کا بلند مرتبہ اسقدر کیونکر نہو حالانکہ امام نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی چالیس برس ہم مسعر بن کدام نے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ کی مسجد مین گیا تو مین نے دیکھا کہ فجر کی
نماز پڑھکے لوگونکو تعلیم علم کیا کئے یہان تک کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک تعلیم مین مشغول رہے پھر مغرب تک درس فرماتے رہے پھر اسطرح عشا تک پھر بعد نماز عشا گھر مین
گئے سو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس مرد کی مشغولی تو یہ ہے مطالعہ کب ہوتا ہوگا مین اسکا تجسس کرونگا جب لوگونکی آمد و رفت بند ہوئی تو امام مسجد مین آئے سو نماز مین
قائم رہے طلوع فجر تک جب صبح ہوئی گھر مین گئے پھر کپڑے پہنکر مسجد مین آئے اور فجر کی نماز پڑھی اور اسیطرح عشا تک تعلیم مین مشغول رہے پھر گھر مین گئے سو مین نے اپنے جی مین کہا
کہ آج رات تو آرام کرینگے آج بھی اسکا تجسس کرونگا جب آمد و رفت بند ہوئی تو مسجد مین آئے اور رات گذشتہ کیطرح نماز مین صبح کے طلوع ہونے تک مشغول رہے پھر گھر مین جاکر کپڑے پہنکر نماز
کیواسطے مسجد مین آئے اور نماز پڑھکر اسیطرح تا عشا تعلیم و ارشاد مین رہے پھر گھر مین گئے تو مین نے کہا کہ آج البتہ آرام کرینگے آج بھی تجسس کرونگا سو رات انہون نے بھی ویسا ہی کیا صبح
تک تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین انکا ساتھ نچھوڑونگا یہان تک کہ انکا انتقال ہو یا میرا سو مین نے انکی ملازمت کی انکی مسجد مین ابن معاذ نے کہا کہ مسعر بن کدام ابو حنیفہ رح کی
مسجد مین مر گئے سجدے کے اندر حفص بن غیاث نے امام ابو حنیفہ رح سے پوچھا کہ طاعت پر کونسی چیز نے قوی کر دیا کہا کہ مین نے حقتعالی سے دعا کی بواسطے اسکے اسما طاہرہ کے تہجی کے حروف
اور وہ دعا مقدمہ غزنویہ مین مذکور ہے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین کہا کہ خطیب بغدادی محدث نے حفص بن عبد الرحمن سے روایت کی کہ مین نے مسعر بن کدام سے
سنا کہتے تھے کہ ایک رات مین مسجد مین گیا ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا مجھکو اُسکی قرأت پسند آئی سو اُسنے قرآن کا ساتوان حصہ پڑھا مین بولے کہا کہ اب رکوع کریگا پھر اُسنے تہائی
قرآن پڑھا مین نے کہا کہ اب رکوع کریگا پھر اُسنے آدھا قرآن پڑھا سو اسیطرح پڑھتا رہا یہان تک کہ تمام قرآن ختم کیا ایک رکعت مین پھر مین نے جو انکو دیکھا تو وہ ابو حنیفہ تھے
اور روایت کی خطیب نے خارجہ بن زید مصعب سے کہ قرآن کو ایک رکعت مین ختم کیا چار بزرگون نے انمین سے ایک امام ابو حنیفہ رح ہین اور خطیب نے یحیی بن نصر سے

روایت کی کہ ابو حنیفہؒ قرآن کو رمضان مین ساٹھ بار اکثر ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی کہ مین نے اسد بن عمرو سے سُنا کہتے تھے کہ ابو حنیفہ رحمہ نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر شب تمام قرآن کو ایک رکعت مین پڑھتے تھے اور جس مکان مین اُنکی وفات ہوئی ستر ہزار بار قرآن کو ختم کیا اور خطیب نے حماد بن ابی حنیفہ رحمہ سے روایت کی کہ جب ہمارے والد کا انتقال ہوا تو مین نے حسن بن عمارہ سے کہا کہ تم اُنکو غسل دو جب اُنھون نے نہلایا تو کہا اللہ تجھپر رحم کرے اور تیری مغفرت کرے تونے افطار نہین کیا تیس برس سے اور تیری آنکھین نہین جھپکین چالیس برس سے مقرر تونے اپنے بعد مشقت مین ڈالا اور قاریون کو فضیحت کیا اور خطیب نے ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ مین چلا جاتا تھا ابو حنیفہ کے ساتھ مین نے سُنا ایک مرد دوسرے سے کہتا تھا کہ یہ ابو حنیفہ ہین کہ رات کو نہین سوتے ہین تو امام نے کہا واللہ لوگ میرا حال وہ کہین جو مین نہین کرتا ہون اور اُنکو انکی عادت تھی نماز اور دعا اور تضرع کی کذا فی الطحطاوی وَحَجَّ خَمْسًا وَّخَمْسِيْنَ حَجَّةً اور امام نے پچپن حج کئے وَرَأَى رَبَّهٗ فِى الْمَنَامِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَلَهَا قِصَّةٌ مَّشْهُوْرَةٌ اور اپنے پروردگار جلشانہ کو خواب مین سو بار دیکھا اور رویت کا ایک قصہ مشہور ہے حافظ نجم الدین غیطی نے وہ قصہ یون مذکور کیا ہے کہ امام رحمہ نے رب العزت کو خواب مین ننانوے بار دیکھا سو اپنے جی مین کہا اگر اب سو بار دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق اُسکے عذاب سے قیامت کے دن کس چیز سے نجات پائیگی کہا امام رحمہ نے پھر مین نے حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا تو عرض کیا ای پروردگار عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَاؤُكَ کس چیز سے نجات پائیگی خلائق تیرے عذاب سے قیامت کے دن تو فرمایا کہ جو صبح و شام یون کہا کریگا سُبْحَانَ الْاَبَدِىِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَاءِ بِغَيْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰى مَاءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ يَنْسَ اَحَدًا سُبْحَانَ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ وہ شخص میرے عذاب سے نجات پاویگا کذا فی الطحطاوی وَفِىْ حَجَّتِهِ الْاَخِيْرَةِ اسْتَاْذَنَ حَجَبَةَ الْكَعْبَةِ بِالدُّخُوْلِ لَيْلًا فَقَامَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ الْيُسْرٰى عَلٰى ظَهْرِهَا حَتّٰى خَتَمَ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِهَا حَتّٰى خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا سَلَّمَ بَكٰى وَنَاجٰى رَبَّهٗ وَقَالَ اِلٰهِىْ مَا عَبَدَكَ هٰذَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ حَقَّ عِبَادَتِكَ لٰكِنْ عَرَفَكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ فَهَبْ نُقْصَانَ خِدْمَتِهٖ لِكَمَالِ مَعْرِفَتِهٖ فَهَتَفَ هَاتِفٌ مِّنْ جَانِبِ الْبَيْتِ يَا اَبَا حَنِيْفَةَ قَدْ عَرَفْتَنَا حَقَّ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ خَدَمْتَنَا فَاَحْسَنْتَ الْخِدْمَةَ وَقَدْ غَفَرْنَا لَكَ وَلِمَنِ اتَّبَعَكَ مِمَّنْ كَانَ عَلٰى مَذْهَبِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور امام رحمہ نے اپنے اخیر حج مین کعبہ شریفہ کے خادمون سے ایک رات داخل ہونیکی اجازت لی تو کھڑے ہوئے نماز مین بیت اللہ کے دو ستونون کے درمیان داہنے پانون پر اور بایان پانون داہنے کی پشت پر رکھا یہان تک کہ آدھا قرآن ختم کیا پھر رکوع اور سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے بائین پانون پر اور داہنا پانون اسکی پشت پر رکھا یہان تک کہ قرآن کو ختم کیا پھر جب سلام پھیرا تو روئے اور مناجات کی اپنے رب سے اور کہا الٰہی تیرے اس بندہ ضعیف نے تیری عبادت نہین کی جیسی کہ تجھکو لائق ہے لیکن تجھکو جانا جیسے کہ تیرے جاننے کا حق ہے تو اسکی خدمت کے نقصان کو اُسکے کمال معرفت کے سبب سے بخشدے یعنی کمال عرفان کو نقصان خدمت کا کفارہ کر تو بیت اللہ کے ایک جانب سے آواز غیبی آئی کہ ای ابو حنیفہ رحمہ تونے ہمکو جانا جیسا کہ حق معرفت تھا اور البتہ تونے ہماری خدمت کی تو خوب ہی خدمت کی اور مقرر ہمنے تجھکو بخشا اور اسکو بخشا جو تیرا تابع ہوا اُن لوگون مین سے جو تیرے مذہب پر ہین قیامت تک م شرنبلالی نے ذکر کیا کہ تراوح افضل ہی بعض قدمین سے تراوح کی حقیقت یہ ہی کہ ایک بار ایک پانون پر اعتماد کرے اور دوسری بار دوسرے پانون پر اور یہی محل ہی امام کے فعل مذکور کا انتہی لیکن احتمال بعید ہی اسواسطے کہ ایک پانون کا دوسرے پانون کی پشت پر رکھنا منقول ہی اور ضیاء معنوی مین مذکور ہی کہ ایک پانون پر فرائض مین کھڑا ہونا بدون عذر کے مکروہ ہی اور نوافل مین جائز ہی اور حق معرفت کا عرفان جو مذکور ہوا تو اُسکا مطلب یہ ہی کہ امام حق تعالیٰ کی اُن صفات کے بالیقین عارف تھے جو اُسکے کبریا اور جلال پر دلالت کرتے ہین اور یہ مراد نہین کہ کُنہ ذات اور صفات ربانی کے عارف تھے اسواسطے کہ وہ تو محال ہی بدلیل مَا عَرَفْنٰكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور تابعین امام کی مغفرت کی جو بشارت ہوئی تو اُسکا مطلب یہ ہی کہ جو امام کے مذہب پر چلے یعنی اُسکے حلال و حرام اور فرض اور واجب و سنت و مستحب پر بموافقت سنت و کتاب عمل کرے اور تعصب باطل و کجروی سے بچے اور یہ امر

نہین ہی کہ جو کوئی مین حنفی مذہب ہون اُسکی مغفرت ہو جائے کذا فی الطحطاوی مختصراً وَقِیلَ لِاَبِی حَنِیفَۃَ بِمَ بَلَغْتَ مَا بَلَغْتَ قَالَ مَا بَخِلْتُ بِالْاِفَادَۃِ وَمَا
اسْتَنْکَفْتُ عَنِ الْاِسْتِفَادَۃِ اور امام ابوحنیفہ سے کہا گیا کہ کس چیز سے تم اس مرتبہ کو پہونچے کہا کہ مین نے بخل نہین کیا غیر کے بتانے سے اور نہ عار کی سیکھنے سے ہم امام سے
کسی نے ایک بار پوچھا کہ یہ علم آپکو کیونکر حاصل ہوا جواب دیا کہ محنت اور شکر گذاری سے حاصل ہوا جب مین نے کسی حکمت اور فقہ کو سیکھا تو مین نے کہا الحمد للہ یعنے خدا کا
شکر ہی جسنے مجھکو اس فہم کی توفیق دی تو میرا علم اس محنت اور شکر گذاری سے بڑھتا گیا یعنے اسواسطے کہ شکر مزید نعمت کا باعث ہی وَقَالَ مِسْعَرُ بْنُ کِدَامٍ مَنْ
جَعَلَ اَبَا حَنِیفَۃَ بَیْنَہُ وَبَیْنَ اللّٰہِ رَجَوْتُ اَنْ لَا یَخَافَ اور مسعر بن کدام نے کہا کہ جو امام ابوحنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان حق تعالیٰ کے کرے یعنی
انکو وسیلہ کرے اور اُنکے مذہب پر چلے مین امید رکھتا ہون کہ اُسکو کچھ خوف نہو وَقَالَ فِیہِ ۔ حَسْبِی مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُہُ ؛ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِی رِضَی الرَّحْمٰنِ ؛
دِیْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ؛ ثُمَّ اعْتِقَادِی مَذْھَبُ النُّعْمَانِ ؛ اور مسعر بن کدام نے امام کی مدح مین کہا کفایت کرتی ہی مجھکو قیامت کے دن نیکیون سے وہ چیز
جو مین نے طیار کر رکھی ہی رحمٰن کی رضامندی مین سو وہ چیز دین ہی نبی محمد کا جو تمام خلق سے بہتر ہین پھر بعد اسکے میرا اعتقاد نعمان کے مذہب کا یعنے ابوحنیفہ رحمہ
مقدمہ غزنوی مین یہ دونون بیتین ابو یوسف رح کی طرف منسوب ہین تو مسعر نے یہ کہا بطور حکایت عن الغیر کذا فی الطحطاوی مسعر بن کدام استاد ہین سفیان ثوری اور
سفیان بن عیینہ کے کذا فی القاموس اور یہ دونون بزرگ اور مجتہد استاد المحدثین ہین رحمۃ اللہ علیہم وَعَنْہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اٰدَمَ افْتَخَرَ بِی وَاَنَا اَفْتَخِرُ
بِرَجُلٍ مِنْ اُمَّتِی اِسْمُہُ نُعْمَانُ وَکُنْیَتُہُ اَبُو حَنِیفَۃَ ھُوَ سِرَاجُ اُمَّتِی اور روایت ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ مقرر آدم نے میری سبب سے فخر کیا اور مین فخر کرتا ہون
ایک مرد کے سبب سے جو میری امت مین ہی نام اُسکا نعمان ہی اور کنیت اُسکی ابوحنیفہ ہی وہ میری امت کا چراغ ہی وَعَنْہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ سَائِرَ الْاَنْبِیَاءِ
یَفْتَخِرُوْنَ بِی وَاَنَا اَفْتَخِرُ بِاَبِی حَنِیفَۃَ مَنْ اَحَبَّہُ فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَبْغَضَہُ فَقَدْ اَبْغَضَنِی کَذَا فِی التَّقَدُّمَۃِ شَرْحِ مُقَدِّمَۃِ اَبِی اللَّیْثِ اور نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے روایت ہی کہ تمام انبیا میرے سبب سے فخر کرتے ہین اور مین ابوحنیفہ رح کے سبب سے فخر کرتا ہون جو اُسکے ساتھ محبت رکھے سو مقرر اُسنے میرے ساتھ محبت رکھی
اور جو اُسکے ساتھ دشمنی رکھے سو البتہ اُسنے میرے ساتھ دشمنی رکھی اسیطرح یہ دونون حدیثین تقدمہ مین مذکور ہین جو شرح ہی مقدمہ ابواللیث کی ہم طحطاوی نے کہا اگر کوئی
کہے کہ صحابہ کرام یقیناً افضل ہین ابوحنیفہ رض سے تو وہ حضرات احق بالافتخار ہین اسکا جواب یہ ہی کہ ابوحنیفہ اُس زمانہ مین موجود ہوے کہ صحابہ کا زمانہ منقطع ہوگیا تھا اور
سنت مین کچھ ضعف طاری تھا تو انکا وجود خلق کے واسطے رحمت ہوگیا اور احکام دینی کے فہم مین نفع عظیم حاصل ہوا قَالَ فِی الضِّیَاءِ الْمَعْنَوِیِّ وَقَوْلُ ابْنِ
الْجَوْزِیِّ اِنَّہُ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّہُ رُوِیَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَۃٍ ضیاء معنوی مین کہا اور ابن جوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکور موضوع ہی یعنے دروغ بستہ ہی تعصب اور ناانصافی
ہی اسواسطے کہ روایت اسکی اسناد مختلفہ سے ثابت ہی ہم ضیاء معنوی مقدمہ غزنوی کی شرح ہی یعنے جبکہ روایت حدیث کی اسانید متعددہ سے ہوئی تو اُسکو
موضوع کہنا ناانصافی ہی زیادہ برین نیست کہ ضعیف بھی نہ کہ موضوع علاوہ یہ ہی کہ جب ضعیف حدیث کے طرق متعدد ہوتے تو وہ مرتبہ حسن کے قریب ہو جاتی ہی کذا فی الطحطاوی
وَرَوَی الْجُرْجَانِیُّ فِی مَنَاقِبِہِ بِسَنَدِہِ لِسَھْلِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ التُّسْتَرِیِّ اَنَّہُ لَوْ کَانَ فِی اُمَّۃِ مُوْسٰی وَعِیْسٰی مِثْلُ اَبِی حَنِیفَۃَ لَمَا تَھَوَّدُوْا وَلَمَا تَنَصَّرُوْا
اور جرجانی نے مناقب نعمانیہ مین اپنے مسند کے ساتھ سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی کہ اگر امت موسوی اور عیسوی مین ابوحنیفہ رح کے مانند عقل و دیانت مین
کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ یہودی اور نصرانی نہوتے یعنی دین کی تحریف اور تبدیل نکرتے وَمَنَاقِبُہُ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰی اور امام اعظم کے مناقب اور فضائل حصر
کرنے سے زیادہ تر ہین یعنی حصر نہین ہو سکتے ہم جلال الدین سیوطی شافعی رح نے تبییض الصحیفہ مین کہا کہ علما نے ذکر کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک رح کی بشارت دی
اس حدیث مین جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ عنقریب لوگ سفر طویل اختیار کرینگے علم کے حاصل کرنیکے واسطے تو مدینہ کے عالم سے کسیکو عالم تر نپاوینگے اور امام شافعی رح کی بشارت
دی اس حدیث مین جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ قریش کو برا نہ کہو سواسطے کہ قریش کا عالم طبقۂ زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ نبی صلعم نے امام ابوحنیفہ رح کی بشارت
دی اس حدیث مین جسکو ابونعیم نے حلیہ مین ابوہریرہ رض سے روایت کی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم لَوْ کَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَہُ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ یعنی حضرت نے فرمایا

حاشیہ: ... مسعر بن کدام بکسر میم ...

کہ اگر علم ثریا پر ہوتا تو البتہ چند مرد ابناء فارس کے اُسکو پا جاتے اور حدیث ابوہریرہؓ کی صحیح بخاری اور مسلم مین ان الفاظ سے ہی لو کان العلم عند الثریا لناله رجال من فارس
اور صحیح مسلم مین یون ہی لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله اور اسی مضمون کی حدیث شیرازی نے القاب مین اور معجم طبرانی نے کبیر مین
روایت کی ہی تو یہ اصل صحیح معتمد علیہ ہی بشارت و فضیلت مین اسکے ہوتے خبر موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی ماقال السیوطی اور منجملہ مناقب امام وہ روایت ہی جو
خطیب بغدادی شافعی نے روایت کی ابو یحیی حمانی سے کہ مین نے ابوحنیفہؒ سے سنا کہتے تھے کہ مین نے ایک خواب دیکھا سو اُسنے مجھکو بہت پریشان کیا مین نے
دیکھا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کھودتا ہون سو مین بصرہ مین گیا مین نے ایک شخص سے کہا کہ محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر دریافت کرے تو
انھون نے کہا کہ یہ مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی احادیث کو نشر اور مشہور کریگا اور خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت کی کہ مین نے عبداللہ بن مبارک سے
سُنا کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالی میری فریاد رسی نکرتا ابوحنیفہؒ اور سفیانؒ کے سبب سے تو مین بھی اور آدمیون کے مانند ہوتا اور خطیب نے حجر بن عبدالجبار سے روایت کی
کہ قاسم بن معین بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم ابوحنیفہؒ کے شاگردون مین داخل ہونے سے راضی ہو انھون نے کہا کسیکی مجلس
لوگونکو ابوحنیفہؒ کی مجالس سے زیادہ ترنافع نہین اور روح بن عبادہ سے روایت ہی کہ مین ابن جریج کے پاس تھا ۱۵۰ ہجری مین کہ ابوحنیفہؒ کی موت کی خبر آئی
تو استرجاع کیا اور کہا ای علم ذہب یعنی بہت بڑا علم جاتا رہا اس شخص کے مرنے سے اور خطیب نے ابن الوزیر مروزی سے روایت کی کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ جب
سفیانؒ اور ابوحنیفہؒ یکجا ہون تو اُنکے آگے کون شخص فتوی دے سکتا ہی اور کہتے تھے کہ جب یہ دونون بزرگ ایک شی پر اتفاق کرین تو وہی حق ہی اور عبداللہ
بن داود نے کہا کہ جب تو آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہی اور جبکہ تو ان دقائق اور موشگافیون کا ارادہ کرے تو ابوحنیفہؒ ہی اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی
کہ مین نے عبداللہ بن داود سے سُنا کہتے تھے کہ اہل اسلام پر اپنی نماز مین ابوحنیفہؒ کیواسطے دعا کرنا واجب ہی کہ انھون نے لوگون کیواسطے سنن اور فقہ کو محفوظ کر دیا اور خطیب نے
احمد بن محمد بلخی سے روایت کی کہ مین نے شداد بن حکیم سے سُنا کہتے تھے کہ مین نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ تر عالم نہین دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے روایت کی کہ مین نے
مکی بن ابراہیم سے سنا کہتے تھے کہ ابوحنیفہؒ اپنے اہل زمانہ مین سب سے زیادہ تر عالم تھے اور خطیب نے یحیی بن معین سے روایت کی کہ مین نے یحیی بن سعید قطان سے سُنا
کہتے تھے کہ ہم دروغ نہین کہتے ہین ہمنے ابوحنیفہؒ کی راے سے بہتر نہین سنا اور اُنکے اکثر اقوال کو ہمنے لیا ہی اور خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی کہ مین نے مکی بن
ابراہیم سے سنا کہتے تھے کہ مین علماء کوفہ کی مجلس مین بیٹھا سو اُنمین سے کسی کو اورع یعنی متقی تر ابوحنیفہؒ سے نہین دیکھا اور خطیب نے علی بن حفص بزار سے روایت
کی کہ حفص بن عبدالرحمن تجارت مین امام کے شریک تھے سو انھون نے حفص بن عبدالرحمن کے پاس کپڑے مین متاع کو بھیجا یعنے تھانون کی گٹھری بھیجی اور
اطلاع کی کہ فلانے فلانے کپڑے مین نقصان ہی جب بیچنا تو مشتری کو اسکا عیب بتا دینا سو حفص نے اُسکو بیچا اور مشتری سے اسکا عیب بتانا بھول گئے جب
ابوحنیفہؒ کو حال معلوم ہوا تو تمام مال کی قیمت خیرات کر دی کذا فی الطحطاوی عن السیوطی ہم عبداللہ بن مبارک اور ابن جریج اور عبداللہ بن داود اور شداد بن حکیم اور
یحیی بن سعید اور مکی بن ابراہیم وغیرہم اہل اجتہاد اور اہل حدیث اور محدثین کے استاد ہین اُنکے اقوال مسندہ مذکورہ سے زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار ہونا اپنے وقت مین امام
ابوحنیفہ کا ثابت ہوا تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی حدیث مذکور لو کان العلم عند الثریا لناله رجال من فارس کا محمل صحیح امام اعظم اور اُنکے اصحاب ہین کیونکہ اہل
فارس مین اُنسے زیادہ تر کوئی عالم عالی فہم دقیقہ رس نہین ہوا تو امام کے واسطے یہ بشارت اور فضیلت عظیم الشان ہی وصنف فیہا سبط ابن الجوزی مجلدین
کبیرین وسماه الانتصار لامام ائمة الامصار اور ابن جوزی محدثؒ کے پوتے نے مناقب امام اعظم مین دو مجلد بڑے بڑے تصنیف کئے اور اُسکا نام رکھا
الانتصار لامام ائمة الامصار یعنے پیشوایان بلاد کے پیشوا کیلئے انتقام لینا ہم امام کو امام الائمہ اسواسطے کہا کہ اُنکا اجتہاد سب مجتہدین مشہورین سے مقدم ہی اور
اجتہاد کا دروازہ انھین نے کھولدیا کما لایخفی علی العلماء وصنف غیره اکثر من ذلك اور اُسکے سوا اور علما نے اُنکے فضائل اور مناقب مین اس سے زیادہ بہت
کچھ تصنیف کیا بعض مختصر مین اور بعضے بسوط والحاصل ان اباحنیفة النعمان من اعظم معجزات المصطفی بعد القرآن اور حاصل کلام یہ ہی کہ بیشک

امام ابوحنیفہ رحمہ نعمان معجزات مصطفوی مین سے قرآن کے بعد بڑا معجزہ ہی ہم معجزہ کہا امام کو اسواسطے کہ انکی خبر دی قبل انکے وجود کے ان احادیث مین جو مذکور ہوچکین عنقریب اسواسطے کہ احادیث علم ثریا امام اعظم پر قطعاً محمول ہین بخلاف عالم قریش کی حدیث کے کہ اسکو بعضون نے ابن عباس پر محمول کیا ہی اور عالم مدینہ کی حدیث کو اور علماء مدینہ پر محمول کیا ہی بخلاف حدیث مذکور کے کہ اسکا کوئی محمل واقعی صحیح نہین سوائے ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کے اور یہان معجزات سے مراد معجزات حقیقیہ نہین ہین اسواسطے کہ معجزہ وہ ہی جو مقترن بتحدی ہو بلکہ معجزات سے مراد کرامات ہین کذا فی الطحطاوی وَحَسْبُكَ مِنْ مَنَاقِبِهِ اشْتِهَارُ مَذْهَبِهِ مَا قَالَ قَوْلًا إِلَّا أَخَذَ بِهِ إِمَامٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ اور امام کے مناقب سے تجھکو کفایت کرتا ہی انکے مذہب کا مشہور ہونا امام نے کوئی قول ایسا نہین کہا جسکو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو ہم اخذ سے مراد موافقت ہی اجتہاد مین نہ تقلید اسواسطیکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کرتا وَقَدْ جَعَلَ اللهُ الْحُكْمَ لِأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ مِنْ زَمَنِهِ إِلَى هٰذِهِ الْأَيَّامِ إِلَى أَنْ يَحْكُمَ بِمَذْهَبِهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اور البتہ حق تعالی نے ٹھہرایا ہی حکم شریعت و سیاست کا تصرف مین امام کے اصحاب اور اتباع کے امام کے زمانے سے ان دنون تک تا اینکہ امام کے مذہب کے موافق عیسے علیہ الصلوۃ والسلام حکم کرینگے ہم یعنے احکام مذہب حنفی کے روم اور توران کی سلطنت مین تا زمان شارح بلکہ ابتک جاری ہین اور یہ جو کہا کہ حضرت عیسی بھی اسی مذہب کے موافق عمل کرینگے سو جلبی محشی نے اسکا مطلب یون بیان کیا ہی کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور انکا اجتہاد ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد شافعی کے مدعی ہونگے انتہی اور سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام جلبی کے کہا مین کہتا ہون کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ بولنا ہرگز لائق کہ ایسے امور سے منقبت نہین ہمت قائل کی ثابت ہوتی ہی ذخائر رہمات کے مصنف نے صاحب اشاعت سے نقل کیا کہ بعضے جہال حنفیون نے دعوی کیا کہ عیسے اور مہدی دونون بزرگ مذہب حنفی کے مقلد ہونگے اور ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی مین اسکو خوب رد کیا ہی اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہی لیکن صاحب فتوحات انکے اجتہاد کے منکر ہین کیونکہ انکو احکام شریعت کے خدا کی طرف سے تعلیم ہونگے بواسطہ ملک اور منجملہ دلائل استحالہ تقلید ان حضرات کے یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام نبی معصوم ہین مطلقاً اور امام مہدی معصوم ہین احکام مین اور ابوحنیفہ رحمہ مجتہد ہین اور مجتہد قد یخطی و یصیب لہذا انکے صاحبین نے اکثر مین ثلث احکام سے انکا خلاف کیا ہی تو کیونکر تقلید کرے وہ شخص جو معصوم ہی کبھی خطا نہین کرتا اس شخص کی جسکی صفت یخطی و یصیب ہی مطمح نظر جاہلونکا فرط تعصب اور عناد سے کچھ نہین مگر ابوحنیفہ رحمہ کی تفضیل اگرچہ نے اصل چیز سے ہو گو وہ کلام مؤدی الی الکفر ہو اور ان جاہلون کو علم نہین امام اعظم رحمہ کے ان فضائل جمیلہ حقہ کا جنمین علماء محققین نے کتابین تصنیف کی ہین و لہذا انھون نے اس کذب اور افترا کو پسند کیا ہی جس سے اللہ اور اسکا رسول راضی نہین بلکہ خود ابوحنیفہ رحمہ راضی نہین اور اگر ابوحنیفہ رحمہ ایسے افترا کو سنتے تو قائل کے کفر کے قائل ہوتے امام کے دوستونکو انکے فضائل واقعیہ کافی ہین اثبات تفضیل کیواسطے ایسے اقاویل کاذبہ کی حاجت نہین جنسے تنقیص انبیاء علیہم السلام کی لازم آوے فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ تو اے مخاطب تو اپنے اوپر اتباع سنت غرا لازم کر کہ وہ پناہ ہی ہوا پرستی سے اور سپر ہی سہام شیطانی سے اور چھوڑ تعصب و ناحق جانبداری کو کہ وہ باب عظیم ہی ابواب شیطانیہ سے کذا فی الطحطاوی ملتقطاً حاشیہ طحطاوی مین ملحدین کی جوڑی ایک حکایت طویل منقول ہی خلاصہ اسکا یہ ہی کہ احکام شرعی کو خضر علیہ السلام نے ابوحنیفہ رحمہ سے تیس برس مین حاصل کیا پھر تین سال مین ابوالقاسم قشیری کو تعلیم کیا انھون نے مذہب حنفی مین ہزار کتابین تصنیف کین اور صندوق مین بند کرکے نہر جیحون مین امانت رکھین جب عیسی علیہ السلام قرب قیامت کے نزول کرینگے تو انکی کتابونکو نکال کر انکے موافق عمل کرینگے ملا علی قاری اور صاحب اشاعت نے اس دروغ بیفروغ کو تفصیل تمام رد کیا ہی خوف تطویل سے اتنے پر اختصار کیا جو اسکی تفصیل کا طالب ہو وہ طحطاوی کی طرف رجوع کرے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيْطِ ع دوستی نے خرد خود دشمنی ست وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَمْرٍ عَظِيْمٍ اخْتُصَّ بِهِ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ الْعُلَمَاءِ الْعِظَامِ اور یہ یعنی وفور مناقب مذکورہ اس امر عظیم پر دلالت کرتا ہی جو مخصوص با امام ہی باقی علماء عظام کے مابین سے كَيْفَ لَا وَهُوَ كَالصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَهُ أَجْرُهُ وَأَجْرُ مَنْ دَوَّنَ الْفِقْهَ وَأَلَّفَهُ وَفَرَّعَ أَحْكَامَهُ عَلٰى أُصُوْلِهِ الْعِظَامِ إِلٰى يَوْمِ الْحَشْرِ وَالْقِيَامِ امام بین العلماء کیونکر مخصوص بامر عظیم نہو حالانکہ امام تو صدیق کے مانند ہی اسکو اپنی ذات کے عمل کا ثواب ہی اور

اُس شخص کے برابر ثواب ہی جسنے فقہ کو مدون اور جمع کیا اور فقہ کے احکام کو فقہ کے اصول عظام پر متفرع کیا قیامت تک ہم ہر دون میں اول سب سے صدیق اکبر ایمان لائے اور
نبوت کی تصدیق کی تو انکو اپنے ایمان لانے کا ثواب ہوا پھر اُنکے بعد جو ایمان لاتا گیا اُسکے ثواب کے برابر صدیق کو ثواب ملیگا اسواسطے کہ حدیث میں وارد ہی کہ جسنے نیک طریقہ نکالا
تو اُسکو اُسکا ثواب ملیگا اور اُس شخص کے برابر ثواب ملیگا جو اُس نیک طریق پر چلیگا قیامت تک اسیطرح امام ابوحنیفہ رح نے اول تدوین فقہ اور استخراج فروع کی راہ نکالی تو انکو
اسکا ثواب ملیگا اور باقی مجتہدونکے برابر ثواب حاصل ہوگا خوارزمی نے مجموعہ مسانید امام مین کہا کہ امام نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب پر مرتب کیا اور پھر
اُنکے بعد امام مالک نے موطا مین وہی طریقہ اختیار کیا اس باب مین ابوحنیفہ رح سے کسی نے سبقت نہین کی اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین نے علم شریعت مین ابواب کرکے
کوئی تصنیف نہین کی اُنکو اپنی یاد پر اعتماد تھا سو امام نے جب علم کو منتشر دیکھا اور متاخرین کے سوء حفظ سے ڈرے کہ مبادا علم ضائع ہو جائے تو تدوین مستحسن جانی
پھر تدوین مین طہارت سے ابتدا کی پھر صلوٰۃ سے پھر صوم سے پھر باقی عبادات سے پھر معاملات سے پھر خاتمہ کیا مواریث پر کذا فی الطحطاوی وَقَدْ اتَّبَعَهُ عَلٰى مَذْهَبِهِ
كَثِيْرٌ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ مِمَّنِ اتَّصَفَ بِثَبَاتِ الْمُجَاهَدَةِ وَرَكَضَ فِيْ مَيْدَانِ الْمُشَاهَدَةِ كَاِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَدْهَمَ وَشَقِيْقٍ الْبَلْخِيِّ وَمَعْرُوْفٍ
الْكَرْخِيِّ وَاَبِيْ يَزِيْدَ الْبُسْطَامِيِّ وَفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ وَدَاؤُدَ الطَّائِيِّ وَاَبِيْ حَامِدٍ اللَّفَّافِ وَخَلَفِ بْنِ اَيُّوْبَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ
وَوَكِيْعِ بْنِ الْجَرَّاحِ وَاَبِيْ بَكْرٍ الْوَرَّاقِ وَغَيْرِهِمْ مِمَّنْ لَا يُحْصٰى لَهٗ عَدَدٌ اَنْ يُسْتَقْصٰى کسطرح ممتاز ہوا اور علما سے حالانکہ امام کے مذہب کے تابع
اور مقلد ہوئے آئے ہین اکثر اولیاے کرام اُن حضرات مین سے جو متصف بصفات مجاہدہ ہین اور موصوف بہ تیز روی میدان مشاہدہ چنانچہ ابراہیم ادہم اور شقیق بلخی اور
معروف کرخی اور ابو یزید بسطامی اور فضیل عیاض اور داؤد طائی اور ابو حامد لفاف اور خلف بن ایوب اور عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح رحمہم اللہ تعالیٰ
اور انکے سوا جنکا شمار نہایت سے باہر نہین فَلَوْ وَجَدُوْا فِيْهِ شُبْهَةً مَا اتَّبَعُوْهُ وَلَا اقْتَدَوْا وَلَا وَافَقُوْهُ سو اگر یہ اولیاء کاملین امام مین کچھ شبہہ پاتے
تو اُنکے تابع اور مقتدی نہوتے اور نہ اُنکی موافقت کرتے یعنی حقیت مذہب امام کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ ارباب کشف اور شہود کے اُنکے تابع اور مقتدی ہین وَقَدْ
قَالَ الْاُسْتَاذُ اَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَيْرِيُّ فِيْ رِسَالَتِهٖ مَعَ صَلَابَتِهٖ فِيْ مَذْهَبِهٖ وَتَقَدُّمِهٖ فِيْ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةِ سَمِعْتُ الْاُسْتَاذَ اَبَا عَلِيٍّ
الدَّقَّاقَ يَقُوْلُ اَنَا اَخَذْتُ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةَ مِنْ اَبِي الْقَاسِمِ النَّصْرَابَادِيِّ وَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ اَنَا اَخَذْتُهَا مِنَ الشِّبْلِيِّ وَهُوَ اَخَذَهَا مِنَ السَّرِيِّ
السَّقَطِيِّ وَهُوَ مِنْ مَعْرُوْفٍ الْكَرْخِيِّ وَهُوَ مِنْ دَاؤُدَ الطَّائِيِّ وَهُوَ اَخَذَ الْعِلْمَ وَالطَّرِيْقَةَ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اور مقرر کیا ہی استاد
ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین باوجود انکی صلابت کے اپنے مذہب مین یعنی مذہب شافعی مین اور باوجود اُنکے مقدم ہونے کے اس طریقہ تصوف مین
کہ مین نے سُنا استاد ابو علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ مین نے یہ طریقہ لیا ابوالقاسم نصر آبادی سے اور ابوالقاسم نے کہا کہ مین نے اُسکو لیا شبلی رح سے اور شبلی نے
لیا سری سقطی سے اور سری سقطی نے لیا معروف کرخی سے اور معروف کرخی نے لیا داؤد طائی سے اور داؤد طائی نے علم اور طریقہ تصوف کا لیا ابوحنیفہ رح سے
ہم زرقانی نے شرح مواہب مین کہا کہ عبدالکریم ابوالقاسم قشیری مفسر اور فقیہ نحوی اور لغوی اور ادیب اور کاتب اور شجاع جامع تھے انواع محاسن کے ایسا
کامل شخص دیکھنے والون نے نہین دیکھا شافعی مذہب تھے ۳۷۶ ہجری مین پیدا ہوئے حدیث کی سماعت کی حاکم وغیرہ سے اور خطیب وغیرہ نے انسے روایت کی اور
بہت تصانیف اُنسے مشہور ہین اور ۴۶۵ ہجری مین وفات پائی کذا فی الطحطاوی وَكُلٌّ مِنْهُمْ اَثْنٰى عَلَيْهِ وَاَقَرَّ بِفَضْلِهٖ فَعَجَبًا لَكَ يَا اَخِيْ اَلَمْ يَكُنْ لَكَ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
فِيْ هٰؤُلَاءِ السَّادَةِ الْكِبَارِ كَانُوْا مُتَّهَمِيْنَ فِيْ هٰذَا الْاِقْرَارِ وَالْاِفْتِخَارِ وَهُمْ اَئِمَّةُ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةِ وَاَرْبَابُ الشَّرِيْعَةِ وَالْحَقِيْقَةِ اور ہر ایک نے اُن اکابر سے ثنا کی ہی
امام پر اور اُنکی فضیلت کا اقرار کیا ہی سو تعجب کرتا ہون تجھسے اے بھائی کیا تجھکو نیک پیروی نہ تھی ان بزرگون مین کیا انپر جھوٹ بولنے کا گمان تھا اس اقرار
اور افتخار مین اور حالانکہ وہ حضرات امام اور پیشوا ہین اس طریقہ تصوف اور درویشی کے اور وہ شریعت و حقیقت والے لوگ ہین ہم شارح کا یہ خطاب اُن لوگون سے ہی
جو امام کے امر مین منکر یا متردد ہین وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَلَهُمْ تَبَعٌ وَكُلُّ مَا خَالَفَ مَا اعْتَمَدُوْهُ مَرْدُوْدٌ وَمُبْتَدَعٌ اور جو اہل کمال کہ ان حضرات کے بعد مین شریعت اور

طریقت اور حقیقت مین اُنکے تابع ہین اور جوبات کہ ان بزرگونکی سمجھ بوجھ کے مخالف ہو وہ مردود اور ایجاد ناپسندیدہ ہے فلیس ابو حنیفۃ فی زھدہ وورعہ وعبادتہ
وعلمہ وفھمہ بمشارک اور حاصل کلام اور قول مجمل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے زہد اور تقویٰ اور عبادت اور علم اور فہم مین دوسرا کوئی شریک نہین یعنی بے نظیر ہین
وکما قال فیہ ابن المبارک ؎ لقد زان البلاد ومن علیھا ٭ امام المسلمین ابو حنیفۃ اور منجملہ ان مدائح کے جو عبداللہ بن مبارک نے امام کی مدح مین کہا ہے
یہ ابیات ہین البتہ زینت دی شہرونکو اور شہر والونکو مسلمانون کے امام ابو حنیفہ نے ؎ باحکام واثار وفقہ ٭ کآیات الزبور علی الصحیفۃ زینت دی بسبب احکام
شرعی اور احادیث و فقہ کے جیسے زبور کی آیات ورق پر مرقوم ہین ؎ فما فی المشرقین لہ نظیر ٭ ولا فی المغربین ولا بکوفۃ ٭ سو نہین ہے دونون
مشرق مین اُسکا نظیر اور نہ دونون مغرب مین اور نہ کوفہ مین مع دونون مشرق یعنے ایک جاڑے کی مشرق اور دوسری گرمی کی مشرق اسیطرح دو مغرب کو دریافت کرنا چاہیے
مراد اس سے تمام دنیا ہے ؎ یبیت مشمرا سھر اللیالی ٭ وصام نھارہ للہ خیفۃ ٭ رات کاٹتا ہے امام دامن چڑھائے یعنی مستعد عبادت راتون مین جاگتا
اور دن مین روزہ رکھتا ہے اللہ کے خوف سے مع چالیس برس تمام رات کی بیداری کی اور اس سے پہلے نصف شب کی اور تیس برس برابر روزہ رکھا کذا فی الطحطاوی
؎ فمن کابی حنیفۃ فی علاہ ٭ امام للخلیقۃ والخلیفۃ ٭ سو کون ہے ابو حنیفہ رح کے مانند بلند رتبگی مین امام خلق کا اور بادشاہ کا ؎ رایت العائبین لہ
سفاھا ٭ خلاف الحق مع حجج ضعیفۃ ٭ دیکھا مین نے اسکے عیب کرنے والونکو بیوقوف اور حق کے مخالف دلائل ضعیفہ کے ساتھ ؎ وکیف یحل ان یؤذی
فقیہ ٭ لہ فی الارض اثار شریفۃ ٭ اور کیونکر حلال ہو اُس فقیہ کا ایذا دینا جسکے آثار شریفہ زمین مین ثابت ہین ؎ فقد قال ابن ادریس مقالا ٭ صحیح
النقل فی حکم لطیفۃ ٭ سو البتہ محمد بن ادریس شافعی نے ایک قول صحیح النقل کہا ہے لطیف حکمتون مین ؎ بان الناس فی فقہ عیال ٭ علی فقہ الامام
ابی حنیفۃ ٭ امام شافعی کا وہ قول یہ ہے کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنے بال بچے ہین امام ابو حنیفہ رح کی فقہ کے مع خطیب نے ربیع سے روایت کی کہ مین نے شافعی سے
سنا کہتے تھے الناس عیال علی ابی حنیفۃ فی الفقہ یعنے لوگ ابو حنیفہ رح کے عیال ہین فقہ مین اور خطیب نے حرملہ بن یحیی سے روایت کی کہ مین نے محمد بن ادریس
شافعی سے سنا کہتے تھے کہ لوگ ابو حنیفہ رح کے عیال ہین فقہ مین ابو حنیفہ اُن مین ہے جسکو فقہ کی توفیق دی گئی کذا فی الطحطاوی عن تبییض الصحیفۃ للسیوطی
الشافعی ؎ فلعنۃ ربنا اعداد رمل ٭ علی من رد قول ابی حنیفۃ ٭ سو لعنت ہے ہمارے رب کی بقدر شمار ریگ کے اسپر جو ابو حنیفہ رح کے قول کو رد کرے
مع حلبی نے کہا مراد یہ ہے کہ جو ابو حنیفہ رح کے قول کو رد کرے اُنکو حقیر جانکر اُنکے اجتہاد کا منکر ہو سو اسواسطے کہ ائمہ اجتہاد بعضون کے قول کو ہمیشہ رد کرتے رہے ہین اور
وہ اسپر مستحق ثواب ہین اسوجہ سے کہ انھون نے نصرت حق کی اپنے گمان کے موافق تو ناظم کو یون کہنا اسلم تھا علی من حط قدر ابی حنیفۃ انتہے طحطاوی نے کہا
جو امام کے قول کو رد کرے بصفت متقدمہ تو اُسکا غایت رتبہ یہ ہے کہ وہ حرام کا مرتکب ہوا حالانکہ مرتکب حرام پر لعنت نہین بلکہ کافر مخصوص پر بھی لعنت جائز نہین کہ شاید
اُسکا خاتمہ بخیر ہو ہان مجملاً کفار پر لعنت جائز ہے انتہے مین کہتا ہون یواقیت ملتمعہ مین زکریا قزوینی کی کتاب آثار البلاد سے ابیات عبداللہ بن مبارک نقل کی ہین
لیکن لعنت کے بیت اُسمین نہین تو اغلب کہ یہ بعض متعصبین کے ملحقات سے ہے اسواسطے کہ علم اور ورع ابن مبارک سے اسقدر بیباکی نہایت مستبعد ہے واللہ اعلم
وقد ثبت ان ثابتا والد الامام ادرک الامام علی بن ابی طالب فدعا لہ ولذریتہ بالبرکۃ اور مقرر یہ بات ثابت ہے کہ امام اعظم رح کے والد ماجد
یعنے ثابت نے امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو پایا یعنے اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے سو آپ نے ثابت اور اُنکی اولاد کیواسطے برکت کی دعا کی مع حافظ
جمال الدین نے کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال مین احمد بن عبداللہ بن شاذان مروزی سے روایت کی کہ میرے والد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مین نے اسمعیل
بن حماد بن ابی حنیفہ سے سنا کہتے تھے کہ مین اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہون مرزبان اہل فارس احرار کے فرزندون سے قسم خدا کی
ہم پر قط یعنی کسی کا مملوک ہونا واقع نہین ہوا میرا جد یعنی امام اعظم رح پیدا ہوا ہجری اسی برس مین اور اُسکا باپ اُسکو لیگیا علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے
پاس اور وہ صغیر تھا سو آپ نے دعا کی برکت کی اُسکے واسطے اور اُسکی اولاد کیواسطے اور ہم اس دعا کی قبولیت کی امید رکھتے ہین کذا فی الیواقیت الملتمعۃ فی مناقب الائمۃ

الاربعۃ طحطاوی نے اس قول کو خطیب کی روایت سے تمام سند کے ساتھ نقل کیا اور اسمین خلل ہی کہ ولادت امام کی ۸۰ سنہ ہجری مین ثابت ہی اور وفات علی مرتضیٰ کی تیس سال سے پہلے ہی ہو چکی ہے میں کہتا ہون تو امام کا لیجانا حضور مرتضوی مین ہم کسی راوی کا ثابت کا جانا اور انکی اولاد کیواسطے دعا کرنا ثابت ہی وصح ان اباحنیفۃ سمع الحدیث من سبعۃ من الصحابۃ کما بسط فی اواخر منیۃ المفتی وادرک بالسن نحو عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء اور یہ قول صحیح ہی کہ ابو حنیفہ رح نے سات صحابیون سے حدیث سُنی چنانچہ اواخر منیۃ المفتی مین مشرح ہی اور بیس صحابیون کا زمانہ پایا عمر کے حساب سے چنانچہ ضیاء معنوی کے اوائل مین مذکور ہی ہم سیوطی نے تبییض الصحیفۃ مین کہا امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی رح نے ایک جزء تالیف کیا امام ابو حنیفہ رح کی روایت مین چار صحابیون سے انتہی ابن حجر نے کہا اسواسطے کہ ابو حنیفہ پیدا ہوئے کوفہ مین ۸۰ سنہ ہجری مین اور وہان اُسوقت عبد اللہ بن ابی اوفی صحابی موجود تھے بالاتفاق اور بصرہ مین انس صحابی تھے اسواسطے کہ وہ ۹۰ سنہ ہجری مین یا بعد اسکے مرے اور ابن سعد رح نے بسند قابل اعتبار روایت کی کہ ابو حنیفہ نے انس رض کو دیکھا اور ان دونون صحابیون کے سوا اور صحاب شہرون مین زندہ تھے تو ابو حنیفہ رح اس اعتبار سے طبقہ تابعین مین داخل ہین اور ائمہ امصار معاصرین ابو حنیفہ رح کو یہ امر ثابت نہین چنانچہ اوزاعی کو شام مین اور حمادی کو بصرہ مین اور ثوری کو کوفہ مین اور مالک کو مدینہ مین اور مسلم بن خالد زنگی کو مکہ مین اور لیث بن سعد کو مصر مین انتہی ما قال السیوطی الشافعی اور خوارزمی حنفی رح نے مسند امام مین کہا کہ علما متفق ہین کہ امام نے اصحاب رسول اللہ صلعم سے روایت کی لیکن انکے عدد مین اختلاف ہی بعضون نے کہا چھ مرد اور ایک عورت سے روایت کی اور بعضون نے پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضون نے کہا سات مرد اور ایک عورت سے سو پہلے قول پر انس بن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن ابی اوفی اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد رضوان اللہ علیہ ہین اور ثالث قول پر معقل بن یسار زائد ہین اور ثانی قول پر جابر رض اور معقل داخل نہین اور ہر قول مین ابو الطفیل مذکور نہین کذا فی الطحطاوی شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت اور اسکے حاشیہ مین کہا کہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے کوفہ مین ۸۶ سنہ یا ۸۷ سنہ مین انتقال کیا اور انس بن مالک نے بصرہ مین ۹۱ سنہ یا ۹۲ سنہ یا ۹۳ سنہ ہجری مین وفات پائی اور سہل بن سعد ساعدی نے مدینہ مین ۹۱ سنہ یا ۹۸ سنہ مین انتقال کیا اور ابو الطفیل رض نے ۱۱۰ سنہ ہجری مین وفات پائی جناب جامع الاصول مین ہی صاحب جامع الاصول نے کہا کہ ابو حنیفہ رح کی ملاقات اصحاب سے اور حدیث کی روایت اُنسے ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہین اور ابو حنیفہ رح کے اصحاب کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح نے چند اصحاب کو پایا اور اُنسے روایت کی انتہی مین کہتا ہون واقع مین عقل کے حساب سے یہ بات بہت دور ہی کہ رسول کریم صلعم کے اصحاب امام کے زمانہ مین موجود ہون اور وہ انکی ملاقات کا قصد نکرین باوجودیکہ ہونا امام کا اور جانا امام کا اُن شہرون مین جہان اصحاب تھے ثابت ہی اور بیس برس کی مدت امام کی زندگی سے زمانہ اصحاب مین گذری اسواسطے کہ سو برس کے آخر تک وجود صحابہ رض کا ثابت ہی تو اصحاب ابو حنیفہ رض کا قول حق ہی جو کہتے ہین کہ امام نے جماعۃ صحابہ کو پایا انتہی ما قال الدہلوی ہم حق بجانب حنفیہ ہی روایت اور درایت کی راہ سے اسواسطے کہ حنفیہ ملاقات اور روایت کے مثبت ہین اور ایک جماعت نافی حالانکہ یہ قاعدہ اہل علم مین مسلم ہی کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہی اور اثبات بھی فقط حنفیہ مین منحصر نہین بلکہ طبری شافعی اور ابن حجر شافعی بشہادت جلال الدین سیوطی شافعی کے بجانب اثبات یا تجویز کے ہین نہ بجانب انکار واللہ اعلم تو امام کا تابعی ہونا باعتبار زمانے کے بالاتفاق ثابت ہوا اور باعتبار ملاقات و روایت کے عند التحقیق وقد ذکر العلامۃ شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی فی منظومتہ الالفیۃ المسماۃ بجواہر العقائد ودرر القلائد ثمانیۃ من الصحابۃ ممن یروی عنہم الامام الاعظم ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور تحقیق ذکر کیا علامہ شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اپنے منظومہ الفیہ مین جسکا نام جواہر عقائد اور درر قلائد ہی آٹھ صحابیون کو جنسے روایت کی امام اعظم ابو حنیفہ رض نے خدا کی رحمت اُنپر اور اُن سب پر حیث قال ؎ معتقدا مذہب عظیم الشان ✽ ابی حنیفۃ الفتی النعمان ✽ التابعی سابق الائمۃ ✽ بالعلم والتقی سراج الامۃ ✽ بجمع من اصحاب النبی ادرکا ✽ اثرہم قد اقتفی وسلکا ✽ طریقۃ واضحۃ المنہاج ✽ سالما من الضلال الداجی

علامہ مذکور نے جس مقام میں یہ کہا ہی کہ مین کہتا ہون معتقد ہو کر عظیم الشان کے مذہب کا یعنی ابو حنیفہ رح جو امام نعمان کا جو تابعی ہی مقدم سب اماموں سے علم اور دین میں امت محمدی کا چراغ ایک جماعت کو نبی کے اصحاب سے اُسنے پایا اب تک اُنکا پیرو ہو گیا اور چلا وہ طریقہ جسکی راہ کھلی ہی سالم ہی تاریک گمراہی سے ۱ رَوَى عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى كَذَا عَنْ عَامِرٍ اور تحقیق روایت کی امام نے انس اور جابر اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے اور اسیطرح عامر سے ھم تبیض الصحیفہ میں عامر کے بدلے معقل بن یسار مذکور ہی خوارزمی نے کہا کہ عامر سے روایت کرنے مین کلام ہی اسواسطے کہ عامر کا انتقال ہوا معاویہ کی ریاست مین ابو معاویہ کا انتقال ہوا سنہ ہجری مین پھر کیونکر اُنکی روایت متصور ہو کذا فی الطحطاوی ۵ أَعْنِي أَبَا الطُّفَيْلِ وَابْنَ وَاثِلَةَ وَابْنَ أُنَيْسٍ الْفَتَى وَوَاثِلَةَ مراد عامر سے وہ ابو الطفیل ہی جو واثلہ کا بیٹا ہی اور روایت کی عبد اللہ بن اُنیس جہنی المرد سے اور واثلہ بن اسقع سے ۵ عَنِ ابْنِ جَزْءٍ قَدْ رَوَى الْإِمَامُ + بِنْتِ عَجْرَدٍ هِيَ التَّمَامُ روایت کی امام نے عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے اور عائشہ بنت عجرد سے اسی پر آٹھ کا شمار تمام ہوا ہم ابن جزء بفتح جیم و سکون زاء معجمہ اور ہمزہ وہ عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی ہی امام اعظم رح سے مروی ہی کہ مین نے اپنے والد کے ساتھ سنہ ۹۶ ہجری مین حج کیا تو مین نے قریب کعبہ حلقہ دیکھا مین نے والد سے کہا کہ کیا ہی جواب دیا کہ یہین ایک صحابی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ حدیث بیان کرتا ہی تو مین نے جاکر سنا کہتا تھا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۲ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنے وہ صحابی ابن جزء زبیدی تھے اور امام کے مسند مین خوارزمی نے ابن جزء سے اس حدیث کی روایت کی ہی ۳ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ابن شاہین نے کہا سماعت امام کی جابر بن عبد اللہ رض سے صریح وہم ہی کیونکہ جابر باتفاق روایات ستر اور چند سال مین مر گئے اور اُسی تک زندہ نہین ہے جسمین امام پیدا ہوئے انتہی اسکا جواب یون ممکن ہی کہ بعضے اہل تاریخ کے نزدیک امام کی ولادت سنہ ہجری مین ہی تو ہر جب اس قول کے سات یا نو برس کی عمر مین سماع حدیث ممکن ہی کذا فی الطحطاوی للخصاد تَوَفَّى بِبَغْدَادَ وَقِيلَ فِي السِّجْنِ لِيَلِيَ الْقَضَا وَلَهُ سَبْعُونَ سَنَةً بِتَارِيخِ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ اور امام نے وفات پائی بغداد مین ایک سو پچاسوین سال ہجری مین اور اُنکی عمر ستر برس کی تھی بعضون نے کہا بندی خانہ مین انتقال کیا اسواسطے محبوس ہوئے تھے کہ عہدہ قضا کو قبول کرین ھم ابن خلکان وغیرہ مورخین نے کہا کہ ابو حنیفہ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ستر برس زندہ رہے اور سنہ ۱۵۰ ہجری مین وفات پائی اور بعضون نے کہا ستر مین اور بعضون نے کہا اکہتر مین پیدایش ہی لیکن پہلا قول صحیح تر ہی پیدا ہوئے صحابہ کرام کے زمانہ مین اور فقیہ ہوئے تابعین کے زمانہ مین رجب یا شعبان مین انتقال ہوا قید خانہ مین اور قضا کا منصب قبول نہ کیا اور مقبرہ خیزران مین دفن ہوئے کذا فی الیواقیت شہرستانی کے ملل اور نحل مین مذکور ہی کہ منصور دوانقی نے امام کو اسواسطے قید کیا تھا کہ اُنھون نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی سے بیعت کی تھی یعنی حسن بن علی بن ابی طالب کے پر پوتے سے بیعت کی تھی طحطاوی نے کہا ممکن ہی کہ عدم قبول قضا اور بیعت اہل بیت دونون سبب ہوئے ہون محبوس کرنیکے قِيلَ وَيَوْمَ تُوُفِّيَ وُلِدَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعُدَّ مِنْ مَنَاقِبِهِ بعضون نے کہا کہ جسدن امام ابو حنیفہ رح نے وفات پائی اُسی دن امام شافعی رح پیدا ہوئے تو یہ ابو حنیفہ یا شافعی کے مناقب مین شمار کیا گیا ھم امام اعظم کی منقبت اسواسطے ہوئی کہ حق تعالی نے اس جہان کو ایسے امام کے مانند سے خالی نہ رکھا کذا فی الطحطاوی اور شافعی رح کی منقبت یہ ہوئی کہ ایسے کامل کے خلیفہ ٹھہرے وَقَدْ قِيلَ الْحِكْمَةُ فِي مُخَالَفَةِ تَلَامِذَتِهِ لَهُ أَنَّهُ رَأَى صَبِيًّا يَلْعَبُ فِي الطِّينِ فَحَذَّرَهُ عَنِ السُّقُوطِ فَأَجَابَهُ بِأَنْ اِحْذَرْ أَنْتَ مِنَ السُّقُوطِ فَإِنَّ فِي سُقُوطِ الْعَالِمِ سُقُوطَ الْعَالَمِ فَحِينَئِذٍ قَالَ لِأَصْحَابِهِ إِنْ تَوَجَّهَ لَكُمْ دَلِيلٌ فَقُولُوا بِهِ فَكَانَ كُلٌّ يَأْخُذُ بِرِوَايَةٍ عَنْهُ وَيُرَجِّحُهَا وَهٰذَا مِنِ احْتِيَاطِهِ وَوَرَعِهِ وَعِلْمِهِ بِأَنَّ الْاِخْتِلَافَ مِنْ آثَارِ الرَّحْمَةِ فَمَهْمَا كَانَ أَكْثَرَ كَانَتِ الرَّحْمَةُ أَوْفَرَ كَمَا قَالُوا اور البتہ کہا گیا ہی کہ شاگردان امام کے مخالفت مین حکمت یہ ہی کہ امام اعظم رح نے ایک لڑکا کھیلتے دیکھا کیچڑ مین سو اُسکو ڈرایا رپٹ پڑنے سے سو لڑکے نے امام کو جواب دیا کہ تم رپٹ پڑنے سے بچو اسواسطے کہ عالم کے رپٹنے سے تمام جہان کا رپٹنا ہی تو اُسوقت سے امام نے اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر تمھارے سامنے دلیل آوے یعنے اگر دلیل شرعی کتاب اور سنت سے تمپر ظاہر ہو تو اُسپر عمل کرو تو ہر شاگرد امام کی ایک روایت کو لیتا تھا اور اسکو ترجیح دیتا تھا یعنے اُسکو قوی کرتا تھا او دلیل سے اور یہ اجازت خلاف کرنیکی

---

۱ ایک نسخہ مین اور نسخہ شامی مین ان اشعار کے بعد یہ شعر مذکور ہی عَنْهُمْ فَحَسْبُ اللّٰهُ الْكَرِيمُ وَاتَّاهُ عَنْهُمْ وَعَنْ كُلِّ الصِّحَابِ الْعُظَمَا رضی اللہ تعالے راضی ہو اُنسے ہمیشہ اور سب صحابہ کبار سے ۱۲ × × × ×

۲ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ڈھونڈنا علم کا فرض ہی ہر مسلمان پر ۱۲

۳ جو شخص سمجھ پیدا کرتا ہی اللہ کے دین مین تو اللہ تعالی اُسکے غم دور کرتا ہی اور اُسکو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہی کہ اُسکو معلوم نہو ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

امام کی نہایت احتیاط اور تقویٰ سے ہی اور اس اجازت سے معلوم ہوا کہ اختلاف یعنی مجتہدین کا اختلاف من جہتہ الدلیل رحمت الٰہی کی نشانیون سے ہی تو جسقدر
اختلاف برہانی ہوگا زیادہ تر ہوگی رحمت ربانی وافر بدلیل قول علماء امام نے لڑکے کے کلام سے بندلی یہی شان ہی عارفون کی کہ اشارات لطیفہ عبارات بعیدہ
سے سمجھ لیتے ہین مسند خوارزمی مین سبقت الائمہ سابلی سے منقول ہی کہ یہ بات مشہور ہی کہ امام نے چار ہزار استادون کی علماء تابعین سے شاگردی کی اور علم فقہ کا حاصل کیا
لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سے فتویٰ نہ دیا یہان تک کہ انھون نے اجازت دی تو کوفہ کی جامع مسجد مین مجلس کے اندر بیٹھے اور ہزار شاگرد امام کے جمع ہوئے
اُنمین سے بزرگ تر اور فاضل تر چالیس شاگرد تھے جو رتبہ اجتہاد کو پہونچے تھے سو اُنکو اپنا مقرب کیا اور کہا کہ تم میرے رازدان اور غمگسار ہو مین اس
فقہ کے گھوڑے کو تمھارے واسطے طیار کر دیا ہی لگام دیکر اور زین کسکر سو تم میری مدد کرو اسواسطے کہ لوگون نے مجھکو جہنم کا پُل بنایا ہی غیر لوگ پار ہوتے ہین اور
بوجھ میری پیٹھ پر ہی یعنے لوگ تقلید سے نجات پاوینگے مواخذہ مجھسے ہوگا اگر عرق ریزی اجتہاد مین کچھ تساہل ہوگا تو امام رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب
کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد شاگردون سے مشورہ اور مناظرہ اور گفتگو کرتے اور اُنسے پوچھتے اور جو احادیث اور آثار شاگردون کے پاس تھے اُنکو سُنتے اور جو
آپ کو معلوم تھے اُسکو فرماتے اور مجتہد شاگرد امام کے ساتھ مہینا مہینا بھر بلکہ زیادہ رد و بدل اور مناظرہ کرتے یہان تک کہ آخر کو ایک بات ٹھہر جاتی تو اُسمین
قول محقق کو ابو یوسف رحمۃ اللہ ثابت کرتے یعنی لکھتے یہانتک کہ تمام اصول فقہ کو اسی طرح شوریٰ کر کے ثابت کیا امام اعظم اور امامون کیطرح بذات خود متفرد نہین ہوئے
انتہی روایۃ الخوارزمی اختلاف کو آثار رحمت کہنا ثابت ہی اس حدیث سے کہ اِخۡتِلَافُ اُمَّتِیۡ رَحۡمَۃٌ اور بحر الرائق مین تتارخانیہ سے یون منقول ہی کہ اختلاف ائمۃ الہدیٰ
توسعۃ للناس کذا فی الطحطاوی رَسۡمُ الۡمُفۡتِیۡ یہ نشانی ہی مفتی کیواسطے یعنی اب وہ علامات مذکور ہوتے ہین جو مفتی کو فتویٰ دینے پر دلالت کرین اصولیون کے
نزدیک مفتی مجتہد ہی بحر الرائق مین تتارخانیہ سے منقول ہی کہ ابو یوسف نے کہا کہ فتویٰ دینا حلال نہین مگر مجتہد کو اور محمد نے فتویٰ دینا جائز رکھا ہی اگر مرد کا صواب
اُسکی خطا سے زیادہ ہو اور اسبیجابی سے منقول ہی کہ شہر کے بڑے عالم کو ترک فتویٰ جائز نہین فتح القدیر مین کہا ہی کہ اہل اصول کی راے اسپر مستقر ہوگئی ہی کہ
مفتی وہی مجتہد ہی اور غیر مجتہد جو مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہو وہ مفتی نہین ہی تو غیر مجتہد پر واجب ہی کہ جب اُس سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ مجتہد کے قول کو بطریق
حکایت نقل کرے تو معلوم ہوا کہ جو ہمارے زمانہ مین فتویٰ دیتے ہین وہ درحقیقت فتویٰ نہین ہی بلکہ وہ نقل ہی مفتی کے کلام کی تاکہ مستفتی اسپر عمل کرے اور نقل فتویٰ کی
دو صورتین ہین یا ناقل کے پاس سند ہو اُس امر مین یا ناقل نے وہ مسئلہ لیا ہو اُس کتاب معروف سے جو متداول ہی محمد بن حسن کی کتابون سے اور مانند اُنکے
اور تصنیفات مشہورہ سے اسواسطے کہ کتاب معروف بمنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہی انتہی کذا فی الطحطاوی اِعۡلَمۡ اَنَّ مَا اتَّفَقَ عَلَیۡہِ اَصۡحَابُنَا فِی الرِّوَایَۃِ
الظَّاهِرَةِ عَنۡهُمۡ يُفۡتٰی بِهٖ قَطۡعًا یہ معلوم کر کہ جسپر ہمارے اصحاب یعنی امام اعظم اور اُنکے اصحاب متفق ہوگئے اُس روایت مین جو ظاہر ہی اُنسے تو مفتی اُسکا
فتویٰ دے یقیناً ہم ظاہر الروایۃ کی قید لگائی اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ کے سوا اور روایات مرجوع عنہا ہین یعنی مطروح ہین یا غیر مشہور نامعتبر ہین
اور ظاہر الروایۃ کی کتابین زیادات اور سیر اور مبسوط اور جامع صغیر اور جامع کبیر مین محمد بن حسن کی تصنیفات سے اور ظاہر الروایۃ کے معنی یہ کہ اُسکی روایت
امام اعظم یا اُنکے اصحاب سے ظاہر ہی ثقات اور معتمدین کے نقل کرنے سے نقل خواہ بتواتر ہو یا بشہرت کذا فی الطحطاوی متون فقہ یعنی وقایہ اور قدوری وغیرہ
بھی ظاہر الروایۃ ہین اسواسطے کہ امام محمد کی کتب مذکورہ سے مستخرج ہین وَاخۡتُلِفَ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ وَالۡاَصَحُّ كَمَا فِی السِّرَاجِيَّةِ وَغَيۡرِهَا اَنَّهٗ يُفۡتٰی
بِقَوۡلِ الۡاِمَامِ عَلَی الۡاِطۡلَاقِ اور اسمین اختلاف کیا گیا ہی جسمین ہمارے اصحاب مختلف ہین اور صحیح تر قول چنانچہ سراجیہ وغیرہا مین ہی یہ ہی کہ فتویٰ دیا جائے
امام اعظم کے قول پر یعنی ہر طرح اگرچہ دوسرے کی دلیل قوی ہو ثُمَّ بِقَوۡلِ الثَّانِیۡ ثُمَّ بِقَوۡلِ الثَّالِثِ ثُمَّ بِقَوۡلِ زُفَرَ وَالۡحَسَنِ بۡنِ زِيَادٍ پھر اگر امام اعظم کا
قول نہو تو ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا جاے پھر محمد کے قول پر فتویٰ دیا جاے پھر زفر اور حسن بن زیاد کے قول پر فتویٰ دیا جاے طحطاوی نے کہا یہ صورت
باقی رہی کہ اگر صاحبین متفق ہون اور امام اعظم منفرد ہون سو بعضون نے کہا ہی کہ مفتی مختار ہی چاہے صاحبین کے قول پر فتویٰ دے چاہے امام کے قول پر انتہی

قاضی خان کے فتاوی مین ہی کہ درصورت اختلاف اگر امام کے ساتھ ابو یوسفؒ اور محمدؒ ہین تو دونون کے متفق قول پر فتوی دیا جاوے کیونکہ دونون مین فور شرائط اور ادلے
ثواب کا استجماع ہی اور اگر صاحبینؒ کا قول امام کے مخالف ہو تو اگر انکا اختلاف بوجہ اختلاف عصر اور زمان کے ہو چنانچہ قضا بظاہر عدالت تو صاحبین کا قول مفتی
لے اور مزارعت اور معاملت مین اور انکے مانند مین بھی صاحبینؒ کے قول کو اختیار کرے کیونکہ متاخرین کا اسپر اجماع ہی اور اسکے سوا مین بعضون نے کہا کہ مفتی
مجتہد مختار ہی اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ فقط امام کا قول لے اور مجتہد یعنی مجتہد مقید کی تعریف مین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ جو دس سوالات کے
جواب مین آٹھ سوال کا جواب ٹھیک دے اور دو جوابون مین چوک جاوے وہ مجتہد ہی اور بعضون نے کہا کہ اجتہاد کیواسطے حفظ مبسوط اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور محکم اور
ماول کی اور لوگونکے عادات اور عرف کا علم ضرور ہی انتہی مافی الخانیۃ وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک اور حاوی قدسی مین قوت دلیل کی تصحیح کی ہی
ھم مدرک بصیغہ اسم مفعول یعنی دلیل ہی اور یہ قول ترتیب مراجیہ کے مخالف ہی طحطاوی نے کہا یعنے جس قول کی دلیل قوی تر ہو یعنی امام کا قول ہو یا ابو یوسفؒ یا محمدؒ کا
وہی قول مقدم ہی اور وجہ توفیق ان دونون مختلف قولون مین یہ ہی کہ جس شخص کو قوت دلیل کی ادراک کی طاقت ہو وہ قول قوی المدرک پر فتوی دے اور نہین تو
مراجیہ کی ترتیب مقدم پر فتوی دے وفی وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدھما اور کتاب الوقف بحر الرائق
وغیرہ مین ہی کہ جب ایک مسئلہ مین دو قولون کی تصحیح واقع ہوئی تو ان دونون قولون مین سے ایک قول پر قاضی کو حکم دینا اور مفتی کو فتوی دینا جائز ہی طحطاوی نے کہا ظاہر
عبارت اسپر دلالت کرتی ہی کہ جب دو قول کی تصحیح ہوئی خواہ تصحیح بلفظ اصح کی ہو دونون مین یا بلفظ صحیح کی یا ایک مین اصح کا لفظ ہو اور دوسری مین صحیح کا ہر صورت ایک
قول پر قضا اور افتا جائز ہی وفی اول المضمرات اما العلامات للافتاء فقولہ وعلیہ الفتوی او بہ یفتی او بہ ناخذ وعلیہ الاعتماد وعلیہ عمل الیوم وعلیہ
عمل الامۃ وھو الصحیح او الاصح او الاظھر او الاشبہ او الاوجہ او المختار ونحوھا مما ذکر فی حاشیۃ البزدوی انتہی اور مضمرات کے اول مین ہی کہ فتوی دیکے
علامات بارہ الفاظ مین علیہ الفتوی سے مختار تک اور مانند ان الفاظ کے جو حاشیہ بزدوی مین مذکور ہین انتہی مافی المضمرات ھم الفاظ مذکورہ کا ترجمہ یون ہی وعلیہ الفتوی
اور اسی قول پر فتوی ہی وبہ یفتی اور اسی قول کا فتوی دیا گیا وبہ ناخذ اور اسیکو ہم لیتے ہین وعلیہ الاعتماد اور اسی قول پر اعتماد ہی وعلیہ عمل الیوم اور اسی پر عمل ہی آجکے دن کا
وعلیہ عمل الامۃ اور اسی پر امت کا عمل ہی وھو الصحیح اور یہی قول صحیح ہی او الاصح یا صحیح تر ہی او الاظھر یا ظاہر تر ہی او الاشبہ یا حق مشابہ تر ہی او الاوجہ یا موجہ تر ہی او المختار یا پسندیدہ
ہی اور ان الفاظ کے مانند وعلیہ العمل الیوم وبہ جری العرف وھو المتعارف وبہ اخذ العلماء قال شیخنا الرملی فی فتاواہ وبعض الالفاظ اکد من بعض فلفظ الفتوی
اکد من لفظ الصحیح والاصح والاشبہ وغیرھا اھ استاد خیر الدین رملی نے اپنے فتاوی مین کہا اور بعضے الفاظ فتوی کے موکد تر ہین بعض سے تو فتوی کا لفظ موکد تر ہی صحیح
اور اصح اور اشبہ وغیرہا کے الفاظ سے چنانچہ احوط اور اظہر سے ھم وجہ تاکید یہ ہی کہ فتوی جاری نہین ہوتا مگر اس امر کے سبب سے جو مقتضی ہی فتوی کا چنانچہ اسافی یا الذیت
اور لفظ فتوی ہی اسکے حروف اصلیہ مراد ہین کسی صیغہ مین پائے جائین کذا فی الطحطاوی ولفظ بہ یفتی اکد من الفتوی علیہ اور بہ یفتی کا لفظ موکد تر ہی الفتوی
علیہ کی لفظ سے اسواسطے کہ تقدیم مفعول سے حصر ثابت ہوتا ہی اور اسیطرح لفظ علیہ الفتوی کا الفتوی علیہ سے موکد تر ہی والاصح اکد من الصحیح
والاحوط اکد من الاحتیاط انتہی اور اصح کا لفظ موکد تر ہی صحیح کے لفظ سے اور احوط کا لفظ موکد تر ہی احتیاط کے لفظ سے انتہی قول الرملی ظاہرا اسم تفضیل کے
سب صیغون کا یہی حکم ہی قلت لکن فی شرح المنیۃ للحلبی عند قولہ لا یجوز مس المصحف الا بغلافہ اذا تعارض امامان معتبران وعبر احدھما بالصحیح
والاخر بالاصح فالاخذ بالصحیح اولی لانھما اتفقا علی انہ صحیح والاخذ بالمتفق اوفق فلیحفظ شارح نے کہا مین کہتا ہون لیکن حلبی کی شرح
منیہ مین ماتن کے اس قول کے باب مین کہ جائز نہین مصحف کا چھونا مگر اسکے غلاف کے ساتھ یہ قول ہی کہ جب مقابل اور مخالف ہون ترجیح اقوال مین دو امام معتبر اس طرح
کہ ایک امام کہے کہ یہ قول صحیح ہی اور دوسرا امام کہے کہ یہ قول اصح ہی تو صحیح پر عمل کرنا اولی ہی اسواسطے کہ دونون اماموں نے اس قول کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا یعنی
اور اصحیت مین اتفاق نہین بلکہ ایک امام کا تفرد ہی اور حالانکہ قول متفق علیہ پر عمل کرنا موافق تر باحتیاط ہی تو اس سند کو یاد رکھنا ثم رایت فی رسالۃ ادب

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library

المُفتی اِذَا ذُیِّلَت رِوَایَۃٌ فی کتابٍ مُعتَمِدٍ بِالاصحّ اوالاولیٰ والاوفق ونحوھا فلہ اَن یُفتِی بِھَا وبِمُخالفھا ایضًا اَیًّا شَاءَ پھر مین نے دیکھا رسالہ اداب المفتی مین کہ
جب کسی معتمد مین روایت مذیل بالاصح ہو یعنی روایت کے بعد لکھا ہو کہ یہ اصح ہی یا اولیٰ یا اوفق ہی اور مانند اسکے چنانچہ اوجہ اور احوط تو مفتی کو اختیار ہی کہ اُس روایت کا
فتویٰ دے اور اُسکے مخالف دوسری روایت کا بھی فتویٰ دے جسکا چاہے دونون مین سے ھم اسواسطے کہ اسم تفضیل اسپر دلالت کرتا ہی کہ مقابل اسم تفضیل کا بھی مرجح ہی
کذا فی الطحطاوی وَاِذَا ذُیِّلَت بِالصحیح اوالماخوذ بہ وبہ یفتی وعلیہ الفتوی لم یُفتِ بمُخالِفِہٖ اور جبکہ روایت کے بعد صحیح یا ماخوذ بہ یا بہ یفتی یا علیہ الفتوی لکھا ہو تو
اُسکے مخالف روایت کا فتویٰ نہ دے ھم اسواسطے کہ صحیح کا مقابل ضعیف اور ماخوذ بہ کا مقابل غیر ماخوذ بہ اور بہ یفتی اور علیہ الفتوی کا مقابل غیر مفتی بہ ہی اِلّا اِذَا کان
فی الھدایۃ مثلًا ھو الصحیح وفی الکافی بمخالفِہٖ ھو الصحیح فیخیر ویختار الاقوی عندہ والالیق والاصلح انتھی فلیحفظ مگر جبکہ ہدایہ مین روایت کے ذیل مین
ہو الصحیح ہو اور کافی مین اُسکے مخالف روایت کی ذیل مین ہو الصحیح ہو تو مفتی مخیر ہی اور وہ اس روایت کو اختیار کرے جو اُسکے نزدیک قوی تر اور لائق تر اور صالح تر ہو انتہے
ما فی الرسالۃ تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے ھم قوی تر کا اختیار کرنا حاوی قدسی کی عبارت سابقہ پر مبنی ہی یعنے در صورت اختلاف قوت دلیل کا اعتبار ہی کذا فی الطحطاوی
حاصل ما ذکرہ الشیخ قاسم فی تصحیحہ انہ لا فرق بین المفتی والقاضی اِلّا اَنّ المفتی مخبر عن الحکم والقاضی ملزم بہ اور جو شیخ قاسم نے اپنی تصحیح مین ذکر کیا ہی اسکا حاصل مطلب
یہ ہی کہ کچھ فرق نہین درمیان مفتی اور قاضی کے یعنی بموجب تفصیل مذکور کے قاضی بھی انھین علامات فتاپر عمل کرے مفتی کے مانند مگر اتنا فرق ہی کہ مفتی حکم شرعی کا بتا دینے والا ہی
اور قاضی حکم مذکور کا لازم کرنے والا ہی بحکومت حبس اور تعزیر سے اگر کوئی عمل نکرے اور اُسکو اختیار ہی اقامت حدود اور قصاص کا کذا فی الطحطاوی وَاَنّ الحکم
والفُتیا بالقول المرجوح جھلٌ وخرقٌ لِلاجماع اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کا پھاڑنا ہی یعنے حرام اور باطل ھم
قول مرجوح چنانچہ صاحبین رح کے قول پر عمل کرنا حالانکہ اُس قول کی تصحیح نہین ہوئی یا اُسکی وجہ کی تقویت نہین ہی اور اولی بالبطلان ہی ظاہر الروایہ کے مخالف فتویٰ
دینا بلا ثبوت تصحیح اور اسی طرح قول مرجوع عنہ پر فتویٰ دینا کذا فی الحلبی وَاَنّ الحکم المُلفّق باطلٌ بالاجماع اور یہ کہ حکم ملفق یعنی ملا جلا چند مذاہب سے ایک حکم
مرکب کرنا بالاجماع باطل ہی چنانچہ وضو مین ایک سر کے بال کا مسح کیا بمذہب شافعی پھر مقتدی ہوکر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کے بموجب مذہب امام اعظم رح کے کذا
فی الطحطاوی شافعی رح مذہب پر نماز اسواسطے نہوئی کہ فاتحہ پڑھنا واجب تھا سو اُسنے ترک کیا اور حنفی مذہب پر اسواسطے نہوئی کہ وضو کا فرض ترک ہوا
یعنی چوتھائی سر کا مسح تو کسی مذہب پر نماز درست نہوئی وَاَنّ الرجوع عن التقلید بعد العمل باطلٌ اتفاقًا وھو المختار فی المذھب اور یہ کہ پھر جانا تقلید سے
عمل کر چکنے کے بعد بالاتفاق باطل ہی اور یہی قول مختار ہی مذہب مین ھم مثلًا قاضی حنفی نے ثبوت نکاح بغیر شہود مین امام مالک رح کی تقلید کی پھر اُس تقلید سے
رجوع کرنیکا قصد کیا یعنے چاہا کہ اپنے مذہب کے موافق زوج پر عدم لزوم مہر کا حکم کرے تو یہ اُسکو جائز نہین معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مطلب نہین ہی کہ یہان جواز
تقلید کی مطلقًا نفی ہی بلکہ اسی صورت مذکورہ مین اسواسطے کہ یہان تقلید مذکور سے پھرنے سے غیر کا ضرر لازم آتا ہی اور اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ حنفی کو
مثلًا شافعی کی تقلید کرنا ایک مسئلہ مین عبارت ہی شافعی رح کے قول پر عمل کرنے سے باوجود باقی رہنے کے اپنے مذہب پر اُسی مسئلہ مین یہان تک کہ اگر اُسی مسئلہ
خاص مین جسمین حنفی نے شافعی کی تقلید کی ہی سوال کرے بطریق استفتا کے تو جواب دے مگر اپنے امام کے مذہب کے موافق اور بقا علی مذہبہ کا مطلب یہ ہی کہ اُس مسئلہ
مین عمل کے وقت بمذہب شافعی اپنے امام کی متابعت کے اعتقاد پر باقی ہی یعنی اگر زمان مستقبل مین ویسی ہی صورت جسپر عمل کرچکا ہی بمذہب شافعی پیش آویگی تو اپنے امام کے مذہب پر
عمل کریگا اگر کوئی کہے کہ اپنے مذہب پر باقی رہنا اور جواب مستفتی کو ندینا مگر اپنے امام کے قول پر پھر جانا ہی شافعی کی تقلید سے مسئلہ متقلد فیہا مین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اُسی
واقعہ مخصوصہ متعقضہ سے رجوع کرنا ممنوع ہی نہ اُس واقعہ سے جو بعد اسکے اسی جنس کا حادث ہوا اور تقلید مذکور کے جواب مین دو قول ہین قول مختار یہ ہی کہ تقلید جائز ہی اور
وجہ اُسکی یہ ہی کہ اتنا کفایت کرتا ہی کہ جس مجتہد کے قول کی تقلید کی وہ اُسکے نزدیک صواب اور راجح ہی باحتمال خطا اور یہی بعینہ جواب ہوسکتا ہی اس سوال کا کہ
حنفی کو تقلید شافعی مین عمل بالخطا لازم آتا ہی اسواسطے کہ حنفی شافعی کے مذہب کو خطا محتمل الصواب جانتا ہی یہ خلاصہ ہی یحیی بن سیف الدین سیرامی حنفی کے جواب کا

اور بعضیان مصر نے بھی اسپر اتفاق کیا ہے اور اس تقریر سے نکلا ہے کہ تقلید واجب ہے ایک امام کی بالتعیین اور دو امام کی تقلید یا تو نہیں جائز نہیں اسطرح کہ حنفی اور حنبلی
ایک آن میں ہو اور اسکو درکھنا چاہیے کہ جب حنفی مثلاً شافعی کی تقلید کرے مسائل مخصوصہ میں تو اُسپر واجب ہے کہ اُس مسئلہ کی جمیع متعلقات میں مذہب شافعی کی
رعایت کرے تاکہ تلفیق باطل لازم نہ آوے کذا فی الطحطاوی عن شیخ الاسلام ابی سعود مختصراً وَاَنَّ الخلافَ خاصٌ بالقاضی المجتهد اور یہ خلاف مخصوص بقاضی
مجتہد ہے یعنے امام اور صاحبین کا خلاف اسمین کہ جب قاضی اپنے مذہب کے سوا اور مذہب پر حکم کرے تو اُسکا حکم نافذ ہوگا یا نہیں تو صاحبین نے کہا کہ اُسکا حکم نافذ نہوگا
اور امام نے کہا کہ اگر مذہب کے مخالف بھول کر حکم کریگا تو نافذ ہوگا اور عمد میں امام سے دو روایتیں ہیں اور بزازی نے کہا کہ صاحبین نفاذ حکم میں امام کے موافق ہیں اور
قاضیخان نے کہا کہ مخالف ہیں کذا فی الطحطاوی وَاَمَّا المقلد فلا ینفذ قضاؤه بخلاف مذهبه اصلاً کما فی القنیه اور مقلد قاضی کا حکم تو برخلاف اپنے مذہب کے
اصلاً نافذ نہیں ہوتا چنانچہ قنیہ میں ہے ہم شرح طحطاوی وغیرہ کی عبارت قنیہ کے صریحاً مخالف ہے کما فی الطحطاوی قلت ولا سیما فی زماننا فان السلطان ینص فی
منشوره علی نهیه عن القضاء بالاقوال الضعیفة فکیف بخلاف مذهبه فیکون معزولاً بالنسبة بغیر المعتمد من مذهبه فلا ینفذ قضاؤه فیه وینقض
کما بسط فی قضاء الفتح والبحر والنهر میں کہتا ہوں اور خصوصاً ہمارے زمانہ میں حکم مخالف مذہب نافذ نہوگا اسلیے کہ بادشاہ اپنے فرمان میں تصریح کردیتا ہے قاضی
روکدینے پر اقوال ضعیفہ کے ساتھ حکم کرنے سے پھر خلاف مذہب پر حکم کرنا کیونکر درست ہوگا تو قاضی بہ نسبت قول غیر معتمد اپنے مذہب کے معزول ٹھہریگا تو اُسکا حکم کرنا اپنے
مذہب کے غیر معتمد میں نافذ نہوگا اور وہ حکم توڑا جائیگا چنانچہ فتح القدیر اور بحر الرائق اور نہر الفائق کی کتاب القضا میں یہ قول مشرح مذکور ہے قال فی البرهان وهذا
صریح الحق الذی یعض علیه بالنواجذ علامہ طرابلسی نے برہان شرح مواہب الرحمن میں کہا اور یہ قول مذکور وہ حق صریح ہے جسکو دانتوں سے پکڑنا چاہیے نعم امر الامیر متی
صادف فصلاً مجتهداً فیه نفذ امره ہان حاکم کا حکم جب فصل مجتہد فیہ کو پاوے یعنی مختلف فیہ صورت پر جسمین اجتہاد مجتہدین کو گنجائش ہے حاکم کا حکم صادر ہو
تو وہ حکم نافذ ہوجائیگا کما فی سیر التتارخانیة وشرح السیر الکبیر فلیحفظ اسیطرح مذکور ہے تاتارخانیہ کی کتاب السیر اور سیر کبیر کی شرح میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
وقد ذکروا ان المجتهد المطلق قد فقد اور البتہ علمانے ذکر کیا ہے کہ مجتہد مطلق یعنی جو اصول اور قواعد میں دوسرے مجتہد کا پیرو نہو وہ مفقود ہوگیا یعنے اب ایسا
کوئی مجتہد نہیں ہے ہم طحطاوی نے کہا مجتہد مطلق جائز الوجود ہے یعنے ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی کا فضل کسی زمانہ میں مقید اور منحصر نہیں انتہی حافظ شیرازی نے
فرمایا ہے ؏ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ٭ دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ٭ واما المقید فعلی سبع مراتب مشهورة اور مجتہد مقید کے تو سات مرتبے مشہور ہیں
ہم مراتب سبعہ کا یون بیان ہے کہ پہلا طبقہ مجتہدین شرع کا ہے چنانچہ چاروں امام اور انکے مانند جنھوں نے اصول اور قواعد کو موسس اور مقرر کیا اور احکام فروع کو
دلائل اربعہ یعنی کتاب و سنت و اجماع اور قیاس سے مستنبط کیا اور وہ اسمین کسیکے مقلد نہیں ہیں دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا چنانچہ ابو یوسف اور
محمد وغیرہما من اصحاب ابی حنیفہ جنہوں نے احکام کو نکالا ادلۂ اربعہ سے بموجب اُن قواعد کے جو امام اعظم نے ٹھہرائے اگرچہ صاحبین وغیرہما نے بعض احکام فروع میں
امام کا خلاف کیا لیکن قواعد اور اصول میں انکے تابع ہیں اور اسیوجہ سے امام شافعی وغیرہ سے ممتاز ہیں تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا چنانچہ خصاف اور
طحطاوی اور ابو الحسن کرخی اور شمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ حلوائی اور فخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خان اور مانند انکے اور علما جو امام کی مخالفت پر
قادر نہیں نہ اصول میں نہ فروع میں لیکن وہ اُن احکام اور مسائل کا استنباط کرتے ہیں امام کے قواعد سے جنمیں امام سے روایت نہیں ہے چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کا
مقلدین سے ہے چنانچہ رازی وغیرہ یہ لوگ اجتہاد پر اصلاً قادر نہیں لیکن حافظ اصول اور ضبط ماخذ سے امام یا اصحاب امام کے قول مجمل ذو وجہین اور حکم مبہم محتمل الامرین
یعنے پہلو دار قول کی تفصیل پر قادر ہیں انکے امثال اور نظائر پر قیاس کرکے ہدایہ میں جو بعض مواقع میں تخریج رازی کا ذکر آیا ہے سو اُسکا یہی مطلب ہے پانچواں طبقہ
اصحاب ترجیح کا مقلدین سے ہے چنانچہ ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ اور مانند انکے انکا رتبہ یہ ہے کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر تفضیل دیتے ہیں اسطرح کہ یہ قول
اولی ہے یا اصح ہے درایت کی راہ سے یا اوضح ہے روایت کی راہ سے وهذا اوفق للقیاس هذا ارفق للناس چھٹا طبقہ اُن مقلدوں کا ہے جو مابین اقوی اور قوی اور ضعیف اور

ظاہر مذہب اور ظاہر الروایۃ اور روایت نادرہ کی امتیاز کرنے پر قادر ہین چنانچہ متون اربعہ کے مصنف یعنی صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع انکا رتبہ یہی کہ اپنی کتابون مین اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نقل نہین کرتے ساتوان طبقہ اُن مقلدونکا جو تمیز روایات پر قادر نہین لاغر اور فربہ مین فرق نہین کرتے شمالی کو یمین سے ممتاز نہین کرتے بلکہ جمع کرتے ہین روایات کو جو پاتے ہین حاطب اللیل کے مانند افسوس ہی اُنپر اور اُنکے مقلدون پر یہ کہا ہی شیخ الاسلام علامہ کمال پاشا نے کذا فی طبقات محمود بن سلیمان الکفوی المسماۃ بکتاب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار اور اسی طرح مراتب سبعہ کو طحطاوی نے ابن کمال پاشا کے رسالہ وقف نبات سے مختصر نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ مجتہد مطلق بھی ان طبقات مین داخل ہی اور صریح کلام شارح اسکے مخالف ہی اور سبکو مجتہد مقید کہتے ہین یہ خلل ہی کہ طبقہ سابعہ بلکہ سادسہ بھی مقلد محض ہین کچھ بھی اجتہاد پر قادر نہین وَاَمَّا نحن فعلینا اتباع مَا رجحوہ وما صححوہ کما لو افتوا فی حیٰوتھم اور ہم لوگون پر تو پیروی اُس قول کی لازم جسکو علماء مرجحین اور مصححین نے ترجیح دی ہی اور تصحیح کی ہی جیسے اُس صورت مین ہمپر پیروی اُنکی لازم تھی کہ اگر وہ ہمارے زمانہ مین زندہ ہوتے اور فتوی دیتے ہم ترجیح اور تصحیح سے افتاکی تمام علامات مذکورہ مراد ہین نہ فقط لفظ ترجیح یا تصحیح کا فَاِنْ قُلْتَ قَدْ یَحکُونَ اَقْوَالًا بِلَا تَرْجِیْحٍ وَقَدْ یَخْتَلِفُوْنَ فِی التَّصْحِیْحِ پھر اگر تو اے سائل یون کہے کہ کبھی ایسے اقوال کو بدون ترجیح کے نقل کرتے ہین اور کبھی تصحیح مین اختلاف کرتے ہین ہم حاصل سوال کا یہ ہی کہ اتباع مرجح کا نہین ہو سکتا جبتک کہ ایک قول کی ترجیح ہو اور جبکہ اصلا ترجیح نہوئی یا ترجیح مین اختلاف ہوا تو اب اتباع کیونکر ہوگا قُلْتُ یُعْمَلُ بِمِثْلِ مَا عَمِلُوْا کَمَا مِنْ اعْتِبَارِ تَغَیُّرِ الْعُرْفِ وَاَحْوَالِ النَّاسِ وَمَا ھُوَ الْاَرْفَقُ وَمَا ظَھَرَ عَلَیْہِ التَّعَامُلُ وَمَا قَوِیَ وَجْھُہٗ وَلَا یَخْلُو الْوُجُوْدُ مِمَّنْ یُمَیِّزُ ھٰذَا حَقِیْقَۃً لَا ظَنًّا وَعَلٰی مَنْ لَّمْ یُمَیِّزْ اَنْ یَّرْجِعَ لِمَنْ یُمَیِّزُ لِبَرَاءَۃِ ذِمَّتِہٖ مین سوال مذکور کا جواب دیتا ہون کہ صورت مذکورہ مین عمل کیا جائے جس طرح علماء سابقین نے عمل کیا یعنی اعتبار کرنا عرف کے بدل جانیکا اور لوگون کے احوال کا اور اعتبار کرنا اُس قول کا جو لوگون پر آسان تر ہو اور جسپر لوگونکا عمل جاری ہوگیا ہو اور جس قول کی دلیل مضبوط ہو اور وجود خالی نہوگا حقیقت مین نہ فقط گمان مین ایسے شخص سے جو تمیز کرے اسکو یعنی تغیر عرف اور ارفق اور تعامل کو اور جسکو اسکی تمیز نہو اُسپر لازم ہی کہ اہل تمیز کیطرف رجوع کرے اپنے بری الذمہ ہونیکے واسطے ہم تعامل یعنی رواج کا مرجع عرف کیطرف ہی تو یہ تکرار ہی اور قوت دلیل کا اعتبار کرنا حاوی قدسی کے قول پر مبنی ہی اور مشہور ترتیب سابق ہی اور شخص ممیز کیطرف رجوع کرنا گاہے دشوار تر ہوتا ہی کیونکہ وہ شہر بعید مین ہی تو انضبط اور محکم وہی ترتیب ہی جو سراجیہ سے منقول ہو چکی یعنی امام کے قول پر فتوی علی الاطلاق پھر ابو یوسف کے الخ کذا فی الطحطاوی فنسال اللّٰہ تعالی التوفیق والقبول بجاہ الرسول سو اب ہم سوال کرتے ہین اللہ تعالی سے امر خیر کی مددگاری اور مقبولیت اس کتاب کی بوسیلہ مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کیف لا وقد یسر اللّٰہ تعالی ابتداء تبییضہ فی الروضۃ المحروسۃ والبقعۃ المانوسۃ تجاہ وجہ صاحب الرسالۃ وحائز الکمال والبسالۃ وضجیعیہ الجلیلین الضرغامین الکاملین رضی اللّٰہ عنہما وعن سائر الصحابۃ اجمعین ووالدینا ومقلدیہم باحسان الی یوم الدین اور کیونکر یہ کتاب مقبول نہو حالانکہ حق تعالی نے ابتدا صاف کرنے اس کتاب کے مسودہ سے مبیضہ کیطرف میسر کردی روضہ محفوظ اور مکان مانوس مین سامنے چہرہ مبارک صاحب رسالت اور جامع کمال اور شجاعت کے اور سامنے رسول کریم کے دو ہمخوابون کے جو جلیل القدر اور دو شیر کامل الوجود ہین یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق راضی ہو اللہ تعالی اُن دونون سے اور باقی تمام اصحاب سے اور ہمارے باپ دادون سے اور اصحاب کے نیک پیرؤون سے قیامت کے دن تک ثم تجاہ الکعبۃ الشریفۃ تحت المیزاب وفی الحطیم والمقام واللّٰہ تعالی المیسر للتمام پھر ابتدا صاف کرنے کی ہوئی کعبہ شریفہ کے سامنے میزاب رحمت کے نیچے اور حطیم اور مقام ابراہیم مین اور اللہ تعالی تمامی کتاب کا آسان کرنے والا ہی ہم تو ابتداء حقیقی تبییض اس کتاب متبرک کی مدینہ منورہ مین روضہ مقدسہ کے اندر مواجہہ شریف نبوی مین ہوئی اور ابتداے اضافی بیت اللہ مین ہوئی وھذا من اول علامات القبول اگر کریم علی الاطلاق مترجم دور افتادہ ہند کے ترجمہ کو بجاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مقبول کرلے تو اُنکی رحمت بے علت سے کچھ دور نہین ع بد انرا بہ نیکان ببخشد کریم

بعد فراغ خطبہ و مقدمہ ابشارح رحمۃ اللہ علیہ متن کی شرح مین شروع کرتا ہی اور مترجم اسکے ترجمہ کرنے مین

کتاب الطہارۃ

یہ کتاب ہی طہارت کی یعنی پاک صاف ہونیکے مسائل قُدِّمَتِ العِبَادَاتُ عَلیٰ غَیرِهَا اِهتِمَامًا بِشَانِهَا عبادات مقدم کی گئی غیر عبادات پر شان عبادات کی رعایت کے
ہم دین کا مدار اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور مزاجر اور آداب پر ہی لیکن اعتقادات اور آداب کی بحث فقہ مین داخل نہین اور عبادات پانچ قسم ہین نماز زکوٰۃ روزہ حج جہاد
اور معاملات بھی پانچ قسم ہین معاوضات مالیہ مناکحات مخاصمات امانات شرکات اور مزاجر بھی پانچ قسم ہین قتل نفس کا مزجرہ اور اخذ مال کا اور ہتک ستر کا اور ہتک عزت کا
اور قطع طریق وغیرہ کا سوا اہل تصانیف نے فقہ کی کتابون مین اکثر عبادات کو معاملات وغیرہا پر مقدم ذکر کیا ہی اسواسطے کہ اُنکو شان عبادات کا اہتمام منظور ہوا
نہر الفائق مین ہی کہ کثرت احتیاج باعث ہی اس اہتمام کی یعنی مکلف کو عبادات کی بہت حاجت ہی نسبت بمعاملات وغیرہا آگے شارح اور عبادات پر تقدیم نماز کی وجہ
بیان کرتا ہی وَالصَّلوٰۃُ تَالِیَۃٌ لِلاِیمَانِ اور نماز ایمان کے پیچھے لگی ہوئی ہی یعنے قرآن اور حدیث مین ایمان کے بعد نماز کا ذکر ہی قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِینَ یُؤمِنُونَ
بِالغَیبِ وَیُقِیمُونَ الصَّلوٰۃَ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہین کہ ایمان بالغیب لاتے ہین اور نماز کو قائم کرتے ہین اب آگے شارح نماز پر تقدیم طہارت کی وجہ بیان کرتا ہی
وَالطَّهَارَۃُ مِفتَاحُهَا بِالنَّصِّ اور طہارت نماز کی مفتاح یعنے کنجی ہی کہ افتتاح نماز کا بدون طہارت کے نہین ہوتا حدیث شریف کی دلیل سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مِفتَاحُ الصَّلوٰۃِ الطُّهُورُ وَتَحرِیمُهَا التَّکبِیرُ وَتَحلِیلُهَا التَّسلِیمُ کذا فی الطحطاوی عن القرمانی وَشَرطٌ بِهَا مُختَصٌّ لَازِمٌ لَهَا فِی کُلِّ الاَرکَانِ اور طہارت شرط ہی مخصوص بنماز
لازم ہی نماز کو اُسکے تمام ارکان مین یعنی طہارت کا بیان جو نماز پر مقدم کیا تو دو وجہ سے ایک یہ کہ طہارت نماز کی مفتاح ہی دوسرے یہ کہ طہارت ایسی شرط ہی نماز کی کہ نماز ہی
کو خاص ہی اور اُسکے تمام ارکان کو لازم ہی اور شرط ہر شی کی مقدم ہوتی ہی اُسکے مشروط پر بالطبع تو اُسکو بالوضع بھی مقدم کیا بر خلاف باقی شروط صلوٰۃ کے اسواسطے
وقت اور نیت کا لازم ہونا اول نماز سے آخر تک ضرور نہین ہی اور طہارت کا ہونا ضروری ہی الا بعذر وقت کا ہونا تحریمہ کیوقت کافی ہی اور اسی طرح نیت کا علاوہ
یہ ہی کہ نیت مخصوص بنماز نہین بلکہ جمیع عبادات کے خصائص سے ہی اور استقبال قبلہ جانور پر نماز پڑھنے سے ساقط ہوجاتا ہی تو ہر نماز کو لازم نہ ٹھہرا اگر کوئی کہے
کہ طہارت مخصوص بنماز نہین ہی اسواسطے کہ مس مصحف اور طواف مین بھی طہارت شرط ہی طحطاوی نے کہا کہ اُسکا جواب یون ہو سکتا ہی کہ طہارت نماز کیواسطے فرض ہی
اور مس مصحف اور طواف کیواسطے واجب ہی تو خصاص افتراض کی جہت سے وَمَا قِیلَ قُدِّمَت لِکَونِهَا شَرطًا لَا یَسقُطُ اَصلًا وَلِذَا فَاقِدُ الطَّهُورَینِ یُؤَخِّرُ الصَّلوٰۃَ
وَمَا اُورِدَ مِن اَنَّ النِّیَّۃَ کَذٰلِکَ مَردُودٌ کُلُّ ذٰلِکَ اور وہ جو کہا گیا ہی کہ طہارت مقدم ہوئی بسبب ہونے طہارت کے ایسی شرط جو اصلا ساقط نہین ہوتی یعنے
عذر کے ہوتے بھی اور اسیواسطے فاقد الطہورین یعنی پانی اور مٹی کا نہ پانے والا نماز کو تاخیر کرتا ہی اور وہ اعتراض جو اس توجیہ پر وارد کیا گیا ہی کہ نیت بھی ایسی ہی کہ
ہر گز ساقط نہین ہوتی سو یہ تینون دعوی مردود ہین پہلا دعوی یہ ہی کہ طہارت ایسی شرط ہی کہ اصلا ساقط نہین ہوتی اسواسطے مقدم ہوئی نماز پر دوسرا دعوی اسی محل پر
متفرع ہی کہ فاقد الطہورین نماز کو تاخیر کرتا ہی بوجہ عدم سقوط طہارت تیسرا دعوی یہ ہی کہ نیت بھی طہارت کیطرح اصلا ساقط نہین ہوتی پھر تقدیم طہارت کی کیا وجہ ہی
شارح نے ان تینون دعوونکو غیر مرتب رد کیا فاقد الطہورین کیصورت یہ ہی کہ مثلاً ایک شخص ایسے مکان مین محبوس ہوا جہان پانی نہین اور اسکی زمین اور دیوارین
نجس ہین اَمَّا النِّیَّۃُ فَفِی القُنیَۃِ وَغَیرِهَا مَن تَوَالَت عَلَیهِ الهُمُومُ تَکفِیهِ النِّیَّۃُ بِلِسَانِهِ نیت کا جواب یہ ہی کہ قنیہ وغیرہا مین ہی کہ جس شخص پر ہجوم تشویشات کا
برابر ہو اُسکو زبان سے نیت کرنا کفایت کرتا ہی ہم ارادہ دل کا نام نیت ہی نہ زبان سے بولنے کا تو دیکھو کہ یہان پریشان دل سے نیت کرنا ساقط ہو گیا تو نیت
عدم سقوط مین طہارت کے برابر نہ ٹھہری یہ رد ہی تیسرے دعوی کا ابو سعود نے کہا کہ قنیہ کی روایت مین کلام ہی اسواسطے کہ اسمین الفاظ زبانی کو نیت کا
بدلا ٹھہرانا مفہوم ہوتا ہی اور حالانکہ یہ ممنوع ہی حموی نے اسکا جواب دیا کہ یہان بدل کا ٹھہرنا مفہوم نہین ہوتا بلکہ جبکہ پریشان دل نیت دلی پر قادر نہوا تو ذکر لسانی
اصل ہو گیا نہ بدل کذا فی الطحطاوی اور بعضون نے کہا کہ صاحب ہموم کو جسقدر نماز کا ارادہ دل مین آیا اسیقدر حصول نیت مین کافی ہی جیسے خیالات کا نماز کے اندر
آنا نیت کو باطل نہین کرتا اور ذکر لسانی کا کافی ہونا قطع وسواس کیواسطے ہی اور یہ نہین کہ فقط الفاظ زبانی کافی ہین وَاَمَّا الطَّهَارَۃُ فَفِی الظَّهِیرِیَّۃِ وَغَیرِهَا

مَنْ قُطِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَبِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِلَا وُضُوءٍ وَلَا تَيَمُّمٍ وَلَا يُعِيدُ فِي الْاَصَحِّ اور طہارت کا حال تو یہ ہی کہ ظہیریہ وغیرہ مین ہی کہ جس شخص کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹے ہوئے ہون اور اُسکے چہرہ پر زخم ہو تو وہ شخص بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نکرے صحیح تر قول مین یعنی چہرہ درست ہونیکے بعد اُسپر اعادہ نماز کا نہین ہم یہ دیکہ پہلے دعوے کا یعنی اس صورت مین طہارت ساقط ہوگئی ظہیریہ مین سر کا ذکر کرنے سے سکوت کیا اسواسطے کہ اکثر اعضا مجروح ہین تو ایسی صورت مین تیمم کا حکم ہی لیکن تیمم بھی ساقط ہو گیا ہاتھ نہونے سے وَاَمَّا فَاقِدُ الطَّهُوْرَيْنِ فَفِي الْفَيْضِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ يَتَشَبَّهُ بِالْمُصَلِّيْنَ عِنْدَهُمَا وَاِلَيْهِ صَحَّ رُجُوْعُ الْاِمَامِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى اور فاقد الطہورین کا تو حال یہ ہی کہ فیض وغیرہ مین ہی کہ فاقد الطہورین نمازیونکے مانند نماز کے افعال قیام قعود رکوع سجود کرے صاحبین رح کے نزدیک یعنی بوجہ حرمت وقت اور اسی قول کیطرف امام اعظم کا رجوع کرنا صحیح ہی اور اسی قول پر فتوی ہی هم یہ جواب دعوی ثانیہ کا ہی ان افعال کو نماز نکہا مشابہ نماز کے کہا اسواسطے کہ جب پانی ملیگا تو اعادہ نماز کا واجب ہوگا تو حقیقت مین یہ جواب نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ نماز کی صورت ہی نہ حقیقت نماز کی اگر حقیقت مین نماز ہوتی تو اعادہ واجب نہوتا قُلْتُ بِهِ ظَهَرَ اَنَّ تَعَمُّدَ الصَّلٰوةِ بِلَا طُهْرٍ غَيْرُ مُكَفِّرٍ كَصَلٰوتِهِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ اَوْ مَعَ ثَوْبٍ نَجِسٍ وَهُوَ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ مین کہتا ہون اور ظہیریہ کے مضمون گذشتہ سے یہ ظاہر ہوا کہ بدون طہارت کے قصداً نماز کا پڑھنا آدمی کو کافر نہین کر دیتا جیسے غیر قبلہ کیطرف یا ناپاک کپڑیکے ساتھ نماز پڑھنا کافر نہین کرتا اور یہی یعنی عدم تکفیر ظاہر مذہب ہی چنانچہ خانیہ یعنی فتاوی قاضی خان مین ہی هم تینون صورتون مین عدم تکفیر مشروط بعدم استحلال و عدم استخفاف ہی اور مسئلہ ظہیریہ سے تعمد صلوۃ بلا طہارت کو قیاس کرنا صحیح نہین اسواسطے کہ ظہیریہ کا مسئلہ ضرورت مین مفروض ہی تو حالت اختیار کو اُسپر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا وَفِي سِيَرِ الْوَهْبَانِيَّةِ وَفِي كُفْرِ مَنْ صَلّٰى بِغَيْرِ طَهَارَةٍ مَعَ الْعَمْدِ خُلْفٌ فِي الرِّوَايَاتِ يُسْطَرُ اور وہبانیہ کی کتاب السیر مین ہی اور اُس شخص کے کفر مین جو بدون طہارت کے قصداً نماز پڑھے اختلاف ہی روایات مین کہ کتابون مین مرقوم ہی هم یعنی علماء مذہب کا اسمین اختلاف ہی اور عدم تکفیر کا قول معتمد ہی چنانچہ یہی ظاہر مذہب ہی بلکہ فقہانے فرمایا ہی کہ اگر ستر روایتین متفق پائی جاوین ایک مومن کے کفر پر اور ایک روایت عدم تکفیر کی ہو اگرچہ وہ ضعیف روایت ہو تو مفتی اور قاضی اُسی ضعیف روایت پر عمل کرے نہ اور قوی روایتون پر كَذَا فِي الطَّحْطَاوِيِّ ثُمَّ هُوَ مُرَكَّبٌ اِضَافِيٌّ پھر ہم کہتے ہین کہ کتاب الطہارۃ کا لفظ مرکب اضافی ہی یعنے دونون لفظون سے مرکب ہی پہلی لفظ مضاف کہتے اور دوسری کو مضاف الیہ عربی زبان مین مضاف مقدم ہوتا ہی مضاف الیہ پر اور ہندی مین مضاف الیہ مقدم ہوتا ہی مضاف پر اور کا یا کی کا لفظ دونونکے بیچ مین آتا ہی چنانچہ کتاب الطہارۃ یعنے طہارت کی کتاب اور غلام زید یعنی زید کا غلام مُبْتَدَاٌ اَوْ خَبَرٌ اَوْ مَفْعُوْلٌ لِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ کتاب الطہارت مبتدا ہی یا خبر یا فعل محذوف کا مفعول هم جملہ اور کلام دو قسم ہی جملہ اسمیہ اور فعلیہ اگر پہلا جزو اسم ہی تو وہ اسمیہ ہی اور اگر فعل ہی تو فعلیہ ہی سو اسمیہ کے پہلے جزو کو مبتدا کہتے ہین اور دوسرے جزو کو خبر چنانچہ زید قائم زید مبتدا ہی اور قائم اُسکی خبر اور جملہ فعلیہ کے پہلے جزو کو فعل کہتے ہین اور دوسرے کو فاعل اور جسپر فاعل کا فعل واقع ہو وہ مفعول ہی تو اگر کتاب الطہارۃ کو مبتدا قرار دیجئے تو خبر اُسکی محذوف ہی یعنی کتاب الطہارۃ ہذا اور اگر اُسکو خبر کہئے تو مبتدا محذوف ہی یعنی ہذا کتاب الطہارت اور اگر اسکو مفعول فرض کیجئے تو فعل اور فاعل اُسکا محذوف ٹھہریگا چنانچہ خُذْ كِتَابَ الطَّهَارَةِ یا اِقْرَأْ كِتَابَ الطَّهَارَةِ یعنے لے کتاب الطہارۃ کو یا پڑھ اسکو مبتدا اور خبر ہونے کی صورت مین آخر کتاب پر رفع یعنی پیش ہوگا اور مفعول ہونے مین نصب یعنے زبر ہوگا یہ سب اُس تقدیر پر ہی جب کتاب الطہارۃ کو پورا کلام قرار دیجئے فَاِنْ اُرِيْدَ بِهِ التَّعْدَادُ بُنِيَ عَلَى السُّكُوْنِ پھر اگر کتاب الطہارۃ کی لفظ سے شمار کا ارادہ کیا جائے تو آخر کتاب کا حرف یعنی بے پر سکون اور جزم ہوگا هم یعنی جو کتابین متن مین مذکور ہین اُنکو کوئی شخص بطور اعداد گنے تو حرف اخیر کتاب کا مبنی علی السکون ہوگا کیونکہ وہ حرف کا مشابہ ٹھہرا عدم اعراب مین وَكُسِرَ تَخَلُّصًا مِنَ السَّاكِنَيْنِ اور اُسی حرف اخیر کو شمار کی صورت مین کسرہ یعنے زیر دیا جاتا ہی تاکہ التقاء ساکنین سے مخلصی حاصل ہو پہلا ساکن بائے موحدہ ہی اور دوسرا ساکن طاء اولی مشددہ وَاِضَافَتُهُ لَامِيَّةٌ اور کتاب الطہارۃ کی اضافت لام والی ہی نہ من والی هم اضافت تین قسم ہی اسواسطے کہ مضاف الیہ مضاف کا مباین ہی یا عین ہی یا ظرف ہی اگر مباین ہی تو وہان اضافت بمعنی لام ہی جو اختصاص پر دلالت کرتا ہی چنانچہ غلام زید یعنی وہ غلام جو زید کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہی اور اگر عین ہی مضاف کا تو وہان اضافت بمعنی من بیانیہ جارہ کے ہوتی ہی

چنانچہ خاتم فضۃ یعنی چاندی کی انگوٹھی اور اگر ظرف ہی تو وہاں اضافت بمعنی فی ظرفیہ کے ہوتی ہے چنانچہ صوم الیوم یعنے روزہ جو دن کے اندر واقع ہے تو جبکہ اضافت کتاب الطھارۃ کی لامی ہوئی تو تقدیر یون ٹھہری کہ کتاب وضع لبیان مسائل الطھارۃ یعنے وہ کتاب جو بیان مسائل طہارت کیواسطے موضوع ہے اور چونکہ طہارت عین کتاب نہین لہذا شارح علیہ الرحمۃ نے اسکی نفی کی اسطرح کہ یہ اضافت من والی نہین ہے اور ماتن کی شرح مین جسکا منح الغفار نام ہے کہا ہے کہ یہان اضافت بمعنی فی موجہ تر ہے تو مطلب ہوگا کہ یہ کتاب ہے مسائل طہارت کے بیان مین وھل یتوقف حدہ لقبا علی معرفۃ مفردیہ اور کتاب الطھارۃ کی تعریف جبکہ وہ نام اور لقب ہو ان مسائل کا اسکے دونون مفرد یعنی کتاب اور طہارت کی شناخت پر موقوف ہے یا نہین ہم یہ سوال ہے شارح اسکا جواب آگے دیتا ہے الراجح نعم قول راجح یہ ہے کہ ہان موقوف ہے ہم مرکب جبکہ نام ہو کسی چیز کا تو اسمین دو قول ہین قول ضعیف مرجوح یہ ہے کہ اسکی تعریف اسکے اجزا کے معلوم ہونے پر موقوف نہین اسواسطے کہ نام رکھنے سے اسکے معنی افرادی مسلوب ہوگئے چنانچہ عبداللہ کسیکا نام رکھا اور قول راجح قوی یہ ہے کہ البتہ اجزا کے علم پر مرکب کا علم موقوف ہے مزید توضیح کی وجہ سے علے الخصوص جبکہ نام مین معنی وصفی کا لحاظ ہو چنانچہ عمدہ باغ کا کوئی بہشت نیا نام رکھے اب آگے شارح قول راجح پر بنی کرکے دونون مفرد یعنی مضاف و مضاف الیہ کا بیان شروع کرتا ہے فالکتاب مصدر بمعنی الجمع لغۃ تو کتاب کا لفظ لغت عرب مین مصدر ہے بمعنے جمع یعنے ملانا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اور صاحب بحر وغیرہ نے جو کتاب کے معنے جمع حروف کیے ہین تو خصوصیت مقام کا لحاظ کیا ہے نہ لغوی معنی کا اور جیسے کتاب مصدر ہے کتب کا ویسی ہی کتابت اور کتب بھی اسکا مصدر ہے کذا فی الطحطاوی مصدر وہ ہے جس سے ماضی مضارع امر نہی وغیرہ مشتقات نکلین اور اسکے ہندی معنی مین نا کا لفظ چنانچہ جلوس بیٹھنا قیام کھڑا ہونا جعل شرعا عنوانا للمسائل المستقلۃ بمعنی المکتوب اور اصطلاح اہل شرع مین کتاب کو مسائل مستقلہ کا سرنامہ اور لقب قرار دیا ہے بمعنے مجموع ہم یعنے جمع کرنا ان الفاظ کا جو مسائل مجموعہ پر دلالت کرین یہی مراد ہے کتاب سے اور استقلال مسائل کا مطلب یہ ہے کہ ان مسائل کا تصور کرنا موقوف نہین اس شی پر جو اس سے پہلے اور پیچھے ہے سو کتاب الطھارۃ باین معنی مستقل ہے یعنے کتاب الصلوۃ پر اسکے مسائل کا فہم موقوف نہین اور استقلال کا یہ مطلب نہین کہ وہ اصل ہے کسیکا تابع نہین کیونکہ یہ مطلب صحیح نہین اسواسطے کہ طہارت تابع ہے صلوۃ کی مسائل کی قید سے ان حروف اور کلمات کا جمع کرنا خارج ہوگیا جو مسائل نہین ہین اور استقلال کی قید سے کتاب کی حقیقت سے باب اور فصل نکلگئی کیونکہ دونون مستقل نہین ہر کتاب کی تحت مین داخل ہین تو فصل وہ صنف ہے جو داخل ہے اس صنف کے تحت مین جسکا باب نام ہے اور باب اس صنف کے تحت مین ہے جسکا نام کتاب ہے اور کتاب اس صنف کے تحت مین ہے جو مسمی بالعلم ہے تو علم مدون صنف عالی ہے اور کتاب اور باب اور فصل اسکے اصناف سافلہ ہین درجہ بدرجہ اور تعریف کتاب کی شامل ہے اسکو جسکے مسائل کی ایک ہی نوع ہے چنانچہ کتاب اللقطہ اور اسکو جسکی بہت انواع ہین چنانچہ کتاب البیوع اور کتاب کو جو شارح نے بمعنی مکتوب کہا تو اسوجہ سے کہ مصدر بمعنی مفعول ہے یا کہ فعال کا صیغہ ہے بمعنے مفعول آتا ہے جیسے لباس بمعنی ملبوس کذا فی نہر الفائق والطحطاوی ملتقطا منہما والطھارۃ مصدر طھر بالفتح وبالضم بمعنی النظافۃ لغۃ اور لغت مین طہارت بمعنی پاکیزگی مصدر ہے طہر کا جو فعل ماضی مفتوح العین ہے اور مضموم العین بھی آیا ہے یعنے بقلت ہم صاحب قاموس نے عین ماضی کا فتحہ اور ضمہ برابر ذکر کیا ہے اور طہارت کو ضد نجاست کہا ہے ولذا افردھا اور ماتن نے اسیواسطے طہارت کو مفرد ذکر کیا ہے یعنی چونکہ طہارت کا لفظ مصدر ہے اور اصل مصدر مین افراد ہے لہذا مصنف نے اسکو مفرد لایا نہ جمع اگر طہارت کے انواع بہت ہین چنانچہ وضو اور غسل اور تیمم اسواسطے کہ مصدر قلیل اور کثیر سب پر مستعمل ہوتا ہے وشرعا النظافۃ عن حدث او خبث اور شرع مین طہارت پاک صاف ہونا ہے نجاست حکمی یا نجاست حقیقی سے ودمن جمعھا نظرا الی انواعھا اور جو طہارت کو بصیغہ جمع لایا یعنے جس مصنف نے کتاب الطہارات کہا اسنے طہارت کے اقسام پر نظر کی دھی کثیرۃ اور اقسام طہارت کے بہت ہین چنانچہ وضو اور غسل پانی سے یا مٹی سے اور کپڑے یا مکان کی طہارت وحکمھا اشھیرا اور طہارت کی حکمتین مشہور ہین یعنے جن امور کیواسطے طہارت مشروع ہوئی وہ اہل دین مین مشہور ہین از انجملہ گناہون کا جھڑنا اور شیطان سے محفوظ رہنا وحکمھا استباحۃ ما لا یحل بدونھا اور حکم طہارت کا یعنے وہ اثر اور ثمرہ جو طہارت پر مترتب ہوتا ہے مباح کر لینا ہے اس عمل کا جو حلال نہین بدون طہارت چنانچہ نماز کا پڑھنا اور مصحف کا چھونا ہم ثواب کو طہارت کا حکم نہ کہا اسواسطے کہ طہارت مین

تو اسکا لازم نہیں کیونکہ مشقت ہوتی ہی نیت یا ارادہ سبب طہارت میں شرط نہیں وسببہا ای سبب وجوبہا ما لا یحل فعلہ فرضا کان او غیرہ کالصلوۃ ومس المصحف الا بہا ای بالطہارۃ
اور طہارت واجب ہونیکا سبب وہ فعل ہی جو حلال نہیں ہوتا بدون طہارت کے خواہ وہ فعل فرض ہو جیسے نماز یا فرض نہو جیسے مصحف کا چھونا صاحب البحر قال بعد سرد الاقوال نقل کلام الکمال
الظاہر ان السبب ہو الارادۃ فی الفرض والنفل بحر الرائق کے مصنف یعنی زین الدین ابن نجیم مصری نے بعد ذکر کرنے اقوال علما کے سبب طہارت میں اور نقل کرنے کلام کمال الدین بن
ہمام صاحب فتح القدیر مجتہد یہ کہا کہ قول ظاہر یہ ہی کہ طہارت کا سبب ارادہ کرنا ہی نماز فرض اور نفل کا ہم طہارت کے سبب میں چار قول ہیں پہلا قول سرخسی کا کذا فی المنح یہ ہی کہ
نجاست حکمی یا حقیقی سبب ہی طہارت کا دوسرا یہ کہ اقامت صلوۃ سبب ہی تیسرا یہ ہی کہ ارادہ نماز کا سبب ہی چوتھا یہ کہ وجوب صلوۃ سبب ہی نہ وجود صلوۃ صاحب فتح القدیر نے
تیسرے قول پر یہ شبہہ کیا کہ اگر ارادہ نماز کا سبب ہو طہارت کا تو اسکا مقتضی یہ ہی کہ جب نفل نماز کا ارادہ کرے اور وضو نکرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ نماز پڑھے حالانکہ
ایسا نہیں ہی یعنے اگرچہ نماز کا ارادہ موقوف کرے تو بھی چاہئے کہ وضو نہ کرنیسے گنہگار ہو اسکا جواب شارح نے آگے بطریق استدراک کے دیا لکن بترک
ارادۃ النفل یسقط الوجوب ذکرہ الزیلعی فی الظہار یہ سبب طہارت کا ارادہ نماز ہی لیکن نفل کا ارادہ ترک کرنے سے وجوب طہارت کا ساقط ہوجاتا ہی
ایسا ذکر کیا ہی زیلعی شارح کنز نے باب الظہار میں ہم زیلعی نے کہا کہ جب نفل نماز کا ارادہ کیا تو طہارت اُسپر واجب ہوئی پھر جبکہ نفل پڑھنے سے دل ہٹا تو طہارت
بھی ساقط ہوگئی اسلئے کہ طہارت کا وجوب تو نماز ہی کیواسطے تھا کذا فی الطحطاوی وقال العلامۃ قاسم فی تکملتہ الصحیح ان سبب وجوب
الطہارۃ وجوب الصلوۃ او ارادۃ ما لا یحل الا بہا اور علامہ قاسم نے اپنے تکملہ میں کہا کہ اقوال مذکورہ میں سے صحیح قول یہ ہی کہ وجوب طہارت کا سبب واجب
ہوتا ہی نماز کا یا ارادہ کرنا اُس فعل کا جو حلال نہیں بدون طہارت کے ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ قول یعنی وجوب نماز کو سبب کہنا طہارت کا نماز نفل کی
طہارت کو شامل نہیں اسواسطے کہ یہاں وجوب نہیں جو سبب ٹھہرے طہارت کا مگر یہ کہ اسکو ارادہ ما لا یحل کے تحت میں مع ملاحظہ استدراک داخل کیجئے
وقیل سببہا الحدث فی الحکمیۃ اور بعضوں نے کہا کہ طہارت کا سبب حدث ہی نجاست حکمیہ میں ہم نجاست حکمی وہ جو شرع کے حکم سے اُسکی نجاست ثابت ہوئی
ظاہر میں کوئی نجاست بدبو محسوس نہیں وہو وصف شرعی یحل فی الاعضاء یزیل الطہارۃ اور وہ یعنے حدث شرعی صفت ہی کہ اعضا میں ساری اور طاری
ہوجاتی ہی طہارت کو دور کردیتی ہی ہم وصف اور صفت لغت میں مترادف مصدر ہیں لیکن اصطلاح میں صفت عبارت ہی اُس معنی سے جو موصوف میں قائم ہی اور وصف
ذکر کرنا ہی موصوف کی صفت کا مگر اطلاق وصف کا صفت پر جائز ہی کذا فی الفتح وما قیل انہ مانعیۃ شرعیۃ قائمۃ بالاعضاء الی غایۃ استعمال المزیل
فتعریف بالحکم اور یہ جو کسی نے حدث کی تعریف اسطرح کی ہی کہ حدث مانعیت شرعی ہی یعنے بحکم شرع مانع ہی نماز وغیرہ کو وہ مانعیت قائم ہی اعضا میں تا حد
استعمال مزیل یعنی جبتک پانی یا خاک کا استعمال نہو وہ قائم ہی تو یہ تعریف ثمرہ حدث ہی یعنے مانع نماز وغیرہ ہونا حدث کا اثر اور ثمرہ ہی اور حقیقت حدث
کی وہی ہی جو مذکور ہو چکی یعنے وصف شرعی مزیل طہارت والخبث فی الحقیقیۃ اور طہارت کا سبب نجاست جسم کی ہی نجاست حقیقی میں وہو عین مستقذرۃ شرعا
اور وہ یعنی خبث جرم ناپاک گھن والی ہی شرع کے حکم سے چنانچہ بول و براز اور شراب شرع کی قید سے طاہر متنفر طبعی خارج ہوگیا چنانچہ بلغم اور رینٹ وقیل
سببہا القیام الی الصلوۃ اور بعضوں نے کہا کہ طہارت کا سبب قائم ہونا ہی نماز کیواسطے یہ تیسرا قول ہی اقوال مذکورہ سے اور شارح کے بیان میں چوتھا
ونسبا الی اہل الظاہر وفسادہما ظاہر اور وہ دونوں قول یعنی حدث اور خبث کا سبب ہونا اور قیام صلوۃ کا سبب ہونا اہل ظاہر کی طرف نسبت کیا گیا ہی اور
دونوں قولوں کا ناکارہ اور بے حقیقت ہونا ظاہر ہی ہم اہل ظاہر وہ علما ہیں جو قرآن اور حدیث کے ظاہر مطلب پر عمل کرتے ہیں اجتہاد کے منکر ہیں از انجملہ داؤد ظاہری
ہی وجہ فساد قول اول کی یہ ہی کہ حدث اور خبث طہارت زائل کرتے ہیں پھر کس طرح اُسکے وجود کے خواہاں ہونگے اسواسطے کہ ایک چیز وجود اور عدم کا سبب
نہیں ہوسکتی اسکا جواب یہ دیا ہی کہ حدث اور خبث طہارت سابقہ کے ناقص ہیں اور طہارت لاحقہ کے موجب ہیں تو کچھ منافات نہیں اور قول ثانی کی وجہ فساد یہ ہی
کہ ایک وضو چند نماز ونکے واسطے کافی ہی اور اگر قیام کو سبب طہارت کا قرار دیجئے تو لازم آتا ہی کہ ہر نماز کیواسطے تازہ وضو واجب ہو وقولہ تعالی اذا قمتم الی

الصلوٰۃ فاغسلوا الآیۃ کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ارادہ کرو نماز کا اور بے وضو ہو تو وضو کرو ومن شاء مزید التوضیح فلیرجع الی المطولات واعلم ان اثر الخلاف انما
یظہر فی نحو التعالیق اور اسکو دریافت کر کہ طہارت کے سبب مین اختلاف کا اثر ظاہر نہین ہوتا ہے مگر تعلیقات کی مانند مین ہم تعلیق یہ کہ ایک چیز کا ہونا دوسری
چیز پر معلق ہو چنانچہ مثال آیندہ سے معلوم ہوگا نحو ان وجب علیک طہارۃ فانت طالق چنانچہ اس تعلیق مین کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تجھپر طہارت
واجب ہوگی تو تجھپر طلاق ہے ہم تو ہر قائل کے نزدیک جب سبب طہارت کا متحقق ہوگا تو طلاق واقع ہوگی چنانچہ صاحب بحر کے نزدیک ارادہ نماز سے اور حدث و
جنث سے سرخسی کے نزدیک ور قیام الی الصلوٰۃ سے ظاہریون کے نزدیک اور وجوب نماز سے علامہ قاسم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی دون الاثم للاجماع
علٰی عدمہ بالتاخیر عن الحدث ذکرہ فی التوشیح اس اختلاف کا ثمرہ گناہ مین ظاہر نہوگا کیونکہ سب کا اتفاق ہے گناہ کے نہونے مین بسبب تاخر ہونے وضو اور غسل کے
حدث سے ایسا ذکر کیا ہے توشیح مین وبہ اندفع ما فی السراج من اثبات الثمرۃ من جہۃ الاثم بل وجوبہا موسع بدخول الوقت کالصلوٰۃ فاذا ضاق الوقت
صار الوجوب فیہما مضیقاً اور توشیح کے کلام مذکور سے دفع ہوگا وہ جو سراج وہاج مین ہے ثمرہ اختلاف کا ثابت کرنا گناہ مین بلکہ وجوب طہارت وسعت کے ساتھ ہے وقت کے
آنے سے جیسے نماز کے ادا کرنے مین وسعت ہے پھر جبکہ وقت تنگ ہوا تو طہارت اور نماز مین وجوب تنگی کے ساتھ ہوگا یعنے جب وقت تنگ ہوگا تو تاخیر طہارت
اور نماز کی گنجایش نرہیگی وشرائطہا ثلث عشرۃ علٰی ما فی الاشباہ اور طہارت کی شرطین تیرہ ہین بنابر اُس بیان کے جو اشباہ مین ہے ہم شرائط جمع ہے شرط
کی اور شرط یعنی شرط ہے اور شرط وہ ہے جسکے عدم سے عدم مشروط کا لازم آوے اور اسکے وجود سے مشروط کا نہ وجود لازم ہو نہ عدم کذا فی الطحطاوی شرائط وجوبہا
تسع از انجملہ وجوب طہارت کی نو شرطین ہین ہم شرائط وجوب کی انکو کہتے ہین کہ جب وہ شرطین مجتمع ہون تو آدمی پر طہارت کرنا واجب اور لازم ہو وشرائط
صحتہا اربع اور صحت طہارت کی شرطین چار ہین ہم شرائط صحت انکو کہتے ہین کہ طہارت بدون اُن شرطون کے صحیح نہو اور یہ لازم نہین کہ جب وجوب کی شرط
موجود نہو تو صحت کی بھی شرط موجود نہو جیسے لڑکا جبکہ طہارت کرے تو اُسکی طہارت صحیح ہوگی حالانکہ طہارت کرنا صغیر پر واجب نہین ونظمہا شیخ مشایخنا
العلامۃ علی المقدسی شارح نظم الکنز فقال ؎ شرط الوجوب العقل والاسلام ÷ وقدرۃ ماء والاحتلام اور اُن شرائط کو نظم کیا ہمارے استاد کے
استاد علامہ علی مقدسی کنز منظوم کے شارح نے سو یون کہا کہ وجوب طہارت کی شرط عقل ہے اور اسلام اور قادر ہونا مطہر کے استعمال پر اور پانی کا ہونا اور احتلام یعنی بالغ ہو
ہم تو مجنون پر اور کافر پر اور مقطوع الیدین والرجلین پر اور فاقد الطہورین یعنے جسکو پانی اور خاک پاک نملے اور صغیر پر طہارت واجب نہین ؎ وحدث ونفی حیض
وعدم ÷ نفاسہا وضیق وقت قد ہجم اور وجود حدث کا اصغر ہو یا اکبر اور عدم حیض اور عدم نفاس اور تنگی وقت کی جبکہ ہجوم کر آئے یہ نو شرطین ہین وجوب
طہارت کی ہم تو متوضی غیر جنب پر اور حیض اور نفاس والی عورت پر اور وقت صلوٰۃ کے وسعت مین طہارت واجب نہین ؎ وشرط صحتہ عموم البشرہ ÷
بمائہ الطہور ثم فی المرہ ÷ فقد نفاسہا وحیضہا وان ÷ یزول کل مانع عن البدن اور صحت طہارت کی شرط تمام ظاہر جلد پر مطہر پانی کا گذرنا پھر
دوسری اور تیسری شرط عورت کے حق مین منقطع ہونا اُسکے نفاس اور حیض کا اور چوتھی شرط صحت کی دور ہونا مانع طہارت کا بدن سے چنانچہ آنکھ کا کیچڑ یا موم بدن پر
چپکا ہو ہم طحطاوی نے کہا کہ عدم حیض و نفاس وجوب طہارت کی بھی شرطین ہین اور صحت طہارت کی بھی لیکن جہت مختلف ہے تو وجوب ہے خطاب کی وجہ سے اور
صحت ہے ادائے واجب کی وجہ سے وجعلہا بعضہم اربعاً اور بعضے عالمون نے طہارت کی شرطون کو چار قسم ٹھہرایا ہے شروط وجودہا الحسیۃ ایک قسم طہارت کی وجود
محسوس کی شرط ہے یعنے وہ شرط کہ طہارت بدون اُسکے خارج مین محسوس اور مشاہد نہو سو اسمین تین شرطین ہین وجود المزیل والمزال عنہ والقدرۃ
علی الازالۃ ایک تو پایا جانا اُس چیز کا جو نجاست کو زائل کر دے چنانچہ پانی مثلاً دوسرے ہونا اس چیز کا جس سے نجاست دور کیجاوے چنانچہ بدن اور کپڑا مثلاً تیسرے
قادر ہونا ازالہ پر یعنی مزیل نجاست کو استعمال کر سکنا وشروط وجودہا الشرعی دوسری قسم طہارت کی وجود شرعی کی شرط ہے یعنے وہ شرط کہ طہارت کا وجود شریعت مین
معتبر نہو بدون اُسکے کذا فی الطحطاوی کون المزیل مشروع الاستعمال فی مثلہ شرط مذکور یہ ہوتا ہے مزیل کا مشروع الاستعمال اُسیطرح کی مشروع ہین

جو زیادہ توضیح کا خواہان ہو وہ بڑی کتابون کی طرف رجوع کرے [illegible]

چنانچہ طاہر مطہر پانی کا استعمال کرنا وضو اور غسل مین مشروع ہی خلاصہ یہ ہی کہ جس مزیل کو جس مزال عنہ کیواسطے شریعت مین مقرر کیا ہی اُسی سے وہان طہارت حاصل ہوگی نہ اور چیز سے مثلاً خشک ہو نیسے زمین اور عمارت اور درخت پاک ہوگا نہ کپڑا اور بدن اور برتن و شرط وجوبہا التکلیف والحنث تیسری قسم وجوب طہارت کی شرط مکلف ہونا یعنے عاقل بالغ مسلم ہونا اور محدث ہونا ھم یہ چار شرطین ہین عقل بلوغ اسلام حدث و شرط صحتہا صدورہ المطہر من اھلہ فی محلہ مع فقد مانعہ چوتھی قسم صحت طہارت کی شرط صادر ہونا ہی طاہر کرنے والی چیز کا اہل تطہیر سے اُسکے محل مین مانع تطہیر کے نہونیکے ساتھ ھم اہل تطہیر سے مراد یہ ہی کہ حائض اور نفسا نہو اور محل طہارت سے مراد عموم بشرہ ہی اور عدم مانع سے مراد یہ ہی کہ اثناء طہارت مین ناقص نہو کذافی الطحطاوی ونظمہا فقال ۵ تعلم شروطا للوضوء مہمۃ مقسمۃ فی اربع وثمان اور بعض مذکورین نے شرائط طہارت کو نظم کیا اور کہا اے مخاطب سیکھ لے وضو کی ضروری شرطونکو جو منقسم ہین چار اور آٹھ یعنے بارہ شرطین ہین ۵ فشرط وجود الحس منہا ثلثۃ + سلامۃ اعضاء وقدرۃ امکان لمستعمل الماء القوح وہو محکوا ہین سے وجود حسی کی تین شرطین ہین ایک تو اعضا کا سلامت ہونا جسکو سابق نثر مین وجود المزال عنہ کہا تھا اور دوسری شرط قدرت ممکنہ خالص پانی کے استعمال کرنے کیواسطے اور وہ پانی تیسری شرط ہی شرطین مذکورین کے ساتھ جسکو نثر مین مزیل تعبیر کیا تھا ۵ وشرط وجود الشرع خذہا بامعان + مطلق ماء مع طہارتہ وہم طہوریتہ القیا فقد بیان اور وجود شرعی کی شرط کو لے غور اور تامل سے سو وہ مطلق پانی ہی اُسکے پاک ہونیکے ساتھ اور اُسکے پاک کر دینے کے بھی ساتھ سو ظفر یاب ہوا اس بیان سے ھم حاصل مطلب یہ ہی وجود شرعی طہارت کی تین شرطین ہین ایک تو پانی کا مطلق ہونا دوسرے اسکا پاک ہونا تیسرے اُسکا مطہر ہونا یعنے پاک کرنے والا ان شرطون کو نثر مین کون المزیل مشروع الاستعمال فی مثلہ کے ضمن مین تعبیر کیا پانی مطلق وہ ہی جو بدون اضافت کے بولا جائے اُسکے مقابل پانی مقید ہی جو اضافت کے ساتھ بولا جاتا ہی چنانچہ ماء الورد یعنی گلاب کا پانی یا ماء البطیخ یعنی تربوز کا پانی سو پانی مقید سے وضو اور غسل درست نہین چنانچہ آگے معلوم ہوگا ۵ وشرط وجوب وہو اسلامہ بالغ مع الحدث التمییز بالعقل باعانۃ اور وجوب طہارت کی شرط اسلام ہی جوان کا حدث کے ساتھ اور تمیز کرنا عقل سے اے مخاطب فوائد کے قصد کرنے والے ھم یعنے وجوب طہارت کی چار شرطین ہین اسلام بلوغ عقل حدث ھم دریافت کرنا چاہیے کہ بعض نسخے در المختار مین بجائے باعانی کے بایمان مکتوب ہی سو ظاہرا صحیح نہین وزن کے برہم ہونے سے اور طحطاوی اور حلبی در المختار کے محشیون نے یاعانی کی تصریح کی ہی اور اسکی تفسیر یا قاصد القوائد کی ہی طحطاوی نے کہا تو عانی اسم فاعل ہوا اعنی یعنی عنایہ کا اور حلبی نے اسکو بمعنی اسیر کہا ہی ۵ وشرط التصحیح الوصول دوامہا بعد ایصال المیاہ من ادران کشمع رمص ثم انحلال الخ وضوءمنا باعظم ذوی الشان یہ پہلے شرط زائل ہونا اُس میل کچیل کا پانی کو بدن پر نہ پہونچنے دے چنانچہ موم اور آنکھ کا کیچڑ پھر دوسری شرط یہ ہی دوام کیا تصحیح ہی کہ وضو کے اندر کوئی ناقص نہ آوے اے مخاطب بڑے رتبے والے ۵ وزید علے ہذین ایضا تقاطر مع الغسل لیس ہذا الثانی اور ان دونون شرطون پر دھونیکے ساتھ پانی کا ٹپکنا بھی زیادہ کیا گیا ہی یہ شرط امام ثانی یعنی ابو یوسف کے نزدیک نہین ہی مگر تقاطر کا قول معتمد ہی ھم مذہب حنفی کی کتابون مین امام بولتے ہین امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رح کو اور ثانی کہتے ہین قاضی ابو یوسف یعقوب رح کو جو بڑے شاگرد ہین امام کے اور ثالث کہتے ہین محمد بن حسن رح شیبانی کو جو دوسرے درجہ کے شاگرد ہین امام رح کے اور شیخین رح بولتے ہین امام اور ابو یوسف رح کو اور طرفین کہتے ہین امام اور محمد کو اور صاحبین رح کہتے ہین ابو یوسف رح اور محمد کو اس اصطلاح کو یاد رکھنا چاہئے صفتہا فرض للصلوٰۃ اور صفت طہارت کی یہ ہی کہ وضو فرض ہی نماز کے لیے خواہ نماز فرض ہو خواہ نفل واجب للطواف اور واجب ہی کعبہ معظمہ کے طواف کیواسطے قیل ومس المصحف للقول بان المطہرین الملائکۃ اور بعضون نے کہا اور وضو واجب ہی مصحف کے چھونے کیواسطے اس قول کیوجہ سے کہ مطہرین سے ملائکہ مراد ہین ھم یعنی اس آیت مین کہ (لا یمسہ الا المطہرون) ہاتھ نہین لگاتے کتاب کو مگر پاک لوگ دو قول ہین ایک قول یہ ہی کہ مطہرین سے ملائکہ مقربین مراد ہین اور کتاب سے لوح محفوظ مراد ہی اور دوسرا قول یہ ہی اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہین کہ کتاب سے مراد قرآن ہی جو الفاظ سے مرکب ہی جسپر نقوش دلالت کرتے ہین اور مطہرین سے مراد پاک آدمی ہین دو قول ہونے سے ظاہر ہوا کہ آیت کی دلالت قطعی نہین ہی یعنے ظنی ہی جس سے فرض

ثابت نہین ہوتا واجب ثابت ہوتا ہی تو جو شخص کہتا ہی کہ مس مصحف کیواسطے طہارت فرض ہی تو مراد اسکی یہ ہی کہ فرض عملی ہی کذا فی الطحطاوی بایضاح وسنۃ للنوم
اور وضو سنت ہی سورہنے کیوقت ہم فتاوی قاضی خان مین ہی کہ جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کرنا مستحب ہی اور شارح نے اسکو سنت کہا ہی ومندوب
فی نیف وثلثین موضعا ذکرتہا فی الخزائن منہا بعد کذب وغیبۃ وقہقہۃ وشعر واکل جزور وبعد کل خطیئۃ وللخروج من خلاف العلماء
اور وضو مستحب ہی تیس اور کئی مقام مین جنکو مین نے خزائن مین مذکور کیا ہی ازانجملہ بعد کذب اور غیبت اور قہقہہ مار کے ہنسنے اور شعر خوانی اور اونٹ کے گوشت
کھانے کے بعد اور ہر گناہ کے بعد صغیرہ ہو یا کبیرہ اور عالمون کے اختلاف سے بچنے کے واسطے ہم وہ شعر خوانی مراد ہی جو حکمتون سے اور مدح نبوی سے خالی ہی
اور بعضون کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو کرنا واجب ہی ظاہر حدیث کی دلالت سے اختلاف علما کی مثال جیسا کہ مس ذکر اور مس عورت
امام شافعیؒ کے نزدیک وضو کا ناقض ہی لیکن ہمارے نزدیک ناقض نہین تو اگر ہاتھ وہان لگجائے تو مستحب یہ ہی کہ پھر وضو کرلے تاکہ بالاتفاق نماز ادا ہو کذا فی
الطحطاوی صاحب دلائل الاسرار نے کہا مین نے خزائن کیطرف رجوع کیا وہان فقط وضو کی مداومت اور وضو پر وضو کرنا مذکور ہی لیکن شرنبلالی نے مستحبات مذکورہ کیون
نقل کیا ہی کہ مستحب ہی سونے کے بعد بیدار ہوکر اور وضو پر مداومت اور وضو پر وضو کرنا جبکہ مجلس بدلے اور میت کے غسل دینے کو اور اُسکے اٹھانے کو اور
نماز کے ہر وقت مین وضو کرنا اور جنابت کے غسل سے پہلے وضو کرنا اور کھانے اور پینے اور سونے اور جماع کیوقت اور غصہ کرنیکے سبب سے اور قرآن اور
حدیث کے پڑھنے کیواسطے اور حدیث کی روایت اور علم کے درس کے لیے اور اذان اور اقامت اور خطبہ پڑھنے کیواسطے اگرچہ نکاح کا خطبہ ہو اور رسول
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زیارت کیواسطے اور وقوف عرفات اور سعی کیواسطے اور کتب شرعیہ کے چھونے کے لیے اُنکی تعظیم کی جہت سے انتہی اور
نہر الفائق مین ہی اور عورت کے محاسن دیکھکر اور مطلق ذکر کیواسطے اور ہر نماز کیواسطے اگرچہ وضو موجود ہو کہ شاید غیبت اور کذب صادر ہوا ہو سو اگر وضو نہو سکے
تو تیمم ہی کرلے اور گناہ دور ہونے کی نیت کرے ایسا ہی فتاوی صیرفیہ مین ہی تو شارح کی مذکورات کے ساتھ تیس اور کئی مقام ہین جنمین وضو مستحب ہی
انتہی ما فی دلائل الاسرار ورکنہا غسل ومسح وزوال نجس اور طہارت کا رکن دھونا ہی اور مسح کرنا اور نجاست کا دور ہوجانا ہم بحر الرائق مین ہی کہ طہارت کے
ارکان حدث اصغر مین تین عضو کا دھونا اور چوتھائی سر کا مسح کرنا اور حدث اکبر مین سارے بدن کو دھونا اور نجاست مین سارے بدن کا دھونا اور نجاست
حقیقی مین جو نظر آتی ہو تو اُسکے جسم کو دور کرنا اور جو نظر نہ آتی ہو تو اسکی جگہ کو تین بار دھونا اور ہر بار نچوڑنا اور اگر اُسکا نچوڑنا ممکن نہو تو ہر بار دھوکر خشک کرنا
انتہی سو شارح کے بیان مین یہ سب آگیا اور نچوڑنے اور خشک کرنے کو شارح نے اسواسطے بیان نکیا کہ وہ دونون رکن طہارت کے نہین ہین بلکہ طہارت کی شرطین
ہین کذا فی الطحطاوی والتہ ماء وتراب ونحوہما اور طہارت کا ہتھیار یعنے جس سے طہارت حاصل ہو وہ پانی اور مٹی ہی اور مانند اُنکے چنانچہ زمین کا خشک ہونا
اور موزہ رگڑنا چنانچہ آگے اسکا ذکر آویگا ودلیلہا ایۃ اذا قمتم الی الصلوۃ اور وجوب طہارت کی دلیل اذا قمتم الی الصلوۃ کی آیۃ ہی ہم پوری آیت یون ہی
یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّہَّرُوْا
وَاِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْہِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ
مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَہِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ یعنی اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو اپنے چہرے اور
ہاتھ کہنیون تک اور مل لو اپنے سرونکو اور پاؤن کو ٹخنون تک اور اگر تمکو جنابت ہو یعنی غسل کی حاجت ہو تو خوب طرح پاک صاف ہو اور اگر تم بیمار ہو یا مسافر
یا کوئی شخص تم مین سے آیا ہی جائے ضرور سے یا ہاتھ لگایا تمنے عورتونکو یعنی اُنسے صحبت کی پھر نپایا پانی تو قصد کرو زمین پاک کا اور مل لو اپنے چہرے اور ہاتھ
وہان سے اللہ نہین چاہتا کہ تمپر کچھ مشکل رکھے لیکن چاہتا ہی کہ تمکو پاک کرے اور اپنا احسان پورا کیا چاہتا ہی تمپر شاید کہ تم احسان مانو تو یہ آیت مقدسہ
طہارت ہی صغری اور کبری یعنی وضو اور غسل کو اور طہارت آبی اور خاکی سب کو شامل ہی دھی مدنیۃ اجماعا اور وہ آیت مدنی ہی یعنے مدینہ منورہ مین

فصل ستائیس مقامون مین وضو مستحب ہی

نازل ہوئی بہ اتفاق مفسرین ہم یہ آیت سورۂ مائدہ مین ہی اور وہ سورت قرآن مین پیچھے نازل ہوئی ہی سیوطی نے اتقان مین کہا کہ مدنی وہ ہی جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی اگرچہ غیر مدینہ مین اسکا نزول ہوا ہو اور مکی وہ ہی جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی اگرچہ غیر مکہ مین اسکا نزول ہوا ہو یہی قول صحیح تر ہی کذا فی الطحطاوی واجمع اہل السیر ان الوضوء والغسل فرضا بمکۃ مع فرض الصلوۃ بتعلیم جبریل علیہ السلام اور اہل سیر یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور احوال کے بیان کرنے والون نے اتفاق کیا ہی اسپر کہ وضو اور غسل مکہ معظمہ مین فرض ہوئے نماز کے فرض ہونے کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم سے وانہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یصل قط الا بوضوء اور اسپر اتفاق کیا ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی نماز بدون وضو کے نہین پڑھی ہم یہ جواب ہی اُس سوال کا کہ شاید آنحضرت نے بدون وضو کے نماز پڑھی ہو بوجہ عدم فرضیت وضو بل ہو شریعۃ من قبلنا بدلیل ہذا وضوئی ووضوء الانبیاء من قبلی بلکہ وضو کرنا شریعت ہی ہمسے پہلے لوگون کی اس حدیث کی دلیل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وضو کرکے فرمایا کہ یہ میرا وضو ہی اور اُن پیغمبرونکا جو مجھسے پہلے تھے وقد تقرر فی الاصول ان شرع من قبلنا شرع لنا اذا قصہ اللہ تعالی ورسولہ من غیر انکار ولم یظہر نسخہ اور البتہ اصول علم کے علم مین یہ امر ثابت ہو چکا ہی کہ اگلون کی شریعت ہماری بھی شریعت ہی یعنی اہل اسلام کو بھی اُسپر عمل کرنا چاہیے بشرطیکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اور اُسکے رسول نے حدیث مین اُسکا بیان کردیا ہو بدون انکار کے یعنی ناپسند کیا ہو اُسکو اور اُسکا منسوخ ہونا ظاہر نہوا ہو ہم شریعت سابقہ کا بیان قرآن مین کقولہ تعالی وکتبنا علیہم ان النفس بالنفس اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا احادیث مین چنانچہ صوم عاشورا کا بیان کرنا چاہیئے کہ یہان ایک سوال وارد ہوتا ہی تقریر اُسکی یہ ہی کہ جب فرض ہو چکا مکہ معظمہ مین نماز کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم سے اور یہ شریعت سابقہ غیر منسوخہ بھی ہی تو مدت کے بعد مدینہ منورہ مین آیت وضو کے نازل کرنیکا کیا فائدہ ہی اسکا جواب شارح نے اگلے قول مین دیا فقال فائدۃ نزول الآیۃ تقریر الحکم الثابت وتائید اختلاف العلماء الذی ہو رحمۃ تو فائدہ نزول آیت وضو کا جو ثابت کردیتا ہی اُس حکم کا جو قبل نزول کے ثابت تھا اور دوسرا فائدہ حاصل ہونا عالمون کے اختلاف کا جو رحمت ہی امت کیواسطے ہم چونکہ وضو خود عبادت مستقل نہین بلکہ تابع نماز کے تو احتمال تھا کہ امت کے لوگ اسکی شان کا اہتمام نکرین اور اُسکی شرائط اور ارکان کی مراعات مین تساہل کرین طول عہد اور انقراض ناقلین کیوجہ سے برخلاف اُسکے جبکہ اثبات وضو کا اُس نص متواتر سے ہوا جو ہر زمانے مین اور ہر زبان مین باقی ہی تو احتمالات مذکورہ کی گنجائش نہوگی اور علما کا اختلاف ہی آیت مذکورہ کے عدد فرائض مین سو بعضے عالم کہتے ہین کہ فرض چار ہین اور بعضے زیادہ کہتے ہین اور بعضے لامستم کو جماع پر حمل کرتے ہین اور بعضے فقط ہاتھ لگانے پر اور جس عضو کے مسح کرنیکا حکم ہی اُسمین اختلاف ہی کہ کل عضو کا مسح مراد ہی یا چوتھائی کا یا اُس سے بھی کم کذا فی الطحطاوی اور اختلاف علما کا رحمت ہونا دیباچۂ کتاب مین مذکور ہو چکا کیف وقد اشتملت علی نیف وسبعین حکما مبسوطۃ فی تیمم الضیاء عن فوائد الہدایۃ کیونکر فائدہ نہو آیت طہارت کے نزول مین حالانکہ وہ آیت شامل ہی ستر اور کئی حکمونپر جو ضیا کے باب التیمم مین فوائد ہدایہ سے مشروحا مذکور ہین وعلی ثمانیۃ امور کلہا مثنیٰ اور حالانکہ آیت مذکورہ شامل ہی آٹھ چیزون پر کہ ہر ایک اُنسے دو دو ہین یعنی ہر واحد مین دو دو شئی ہین تو سب سولہ ہوئے طہارتین الوضوء والغسل شامل ہی دو طہارت پر کہ وضو اور غسل ہی ومطہرین الماء والصعید اور دو پاک کرنیوالی چیزونپر کہ پانی اور خاک ہی وحکمین الغسل والمسح اور دو حکمونپر کہ دھونا اور مسح کرنا ہی وموجبین الحدث والجنابۃ اور طہارت کے دو موجب پر کہ حدث اور جنابت ہی ومبیحین المرض والسفر اور تیمم کے دو مباح کرنیوالون پر کہ بیماری ہی اور مسافری ودلیلین التفصیلی فی الوضوء والاجمالی فی الغسل اور دو دلیلونپر دلیل تفصیلی وضو مین اور دلیل اجمالی غسل مین ہم وضو مین دھونے اور مسح کرنیکے اعضا مین مفصل بتایا اور غسل مین اسیقدر مجمل فرمایا کہ فاطہروا یعنی طہارت کرو اعضا کی تفصیل نفرمائی وکنایتین الغائط والملامسۃ اور دو کنایہ پر کہ غائط اور ملامسہ ہی ہم کنایہ وہ لفظ ہی کہ معنے مراد صریحا دلالت نکرے سو غائط لغت مین پست مکان کو کہتے ہین یہان قضاء حاجت بشری مراد ہی اسلئے کہ عرب جب قضاء حاجت کا ارادہ کرتے تو پست مکان کی طرف جاتے اور ملامست لغت مین ہاتھ لگانے کو بولتے ہین یہان مراد جماع سے ہی

اسلئے کہ جو جماع کا ارادہ کرتا ہی تو وہ بوس و کنار سے شروع کرتا ہی کذا فی الطحطاوی وکرامتین تطہیر الذنوب واتمام النعمۃ ای بموتہ شہیدا لحدیث من
داوم علے الوضوء مات شہیدا ذکرہ فی الجوہرۃ اور دو بزرگیون ہی یعنے حق تعالی نے اپنے مومن بندون کو طہارت مین دو طرح کی بزرگی عطا کی ایک تو گناہون سے پاک
کردینا فی قولہ تعالی لیطہرکم یہ اور نعمت کو پورا کردینا فی قولہ تعالی لیتم نعمتہ علیکم تمام نعمت ہی اُسکے شہید ہو کر مرنے سے اس حدیث کی دلیل سے کہ جو وضو
کرنے پر ہمیشگی کریگا وہ شہید مریگا ایسا ذکر کیا ہی جوہرہ مین قدوری کی شرح ہی انما قال امنوا بالغیبۃ دون اٰمنتم لیعم کل من امن الی یوم القیمۃ
قالہ فی الضیاء وکانہ مبنی علی ان فی الایۃ التفاتا والتحقیق خلافہ اور نہین فرمایا آمنوا غائب کے صیغہ سے نہ آمنتم مخاطب کے صیغہ سے مگر اسواسطے کہ
خطاب شامل ہے ہر ایک اُس شخص کو جو ایمان لاتا جائے قیامت تک یون کہا ہی ضیاء مین اور شاید کہ یہ قول اسپر مبنی ہی کہ آیت وضو مین التفات ہی حاضر سے
غائب کیطرف اور قول محقق اسکے مخالف ہی ہم التفات اسکو کہتے ہین کہ غائب بولنے کے مقام پر حاضر بولا جائے اور حاضر کے موقع پر غائب سو بعضے عالم یا
ایہا الذین آمنوا کو التفات کے قبیل سے سمجھتے ہین اسواسطے کہ آمنوا غائب کا صیغہ ہی اور آمنتم حاضر کا صیغہ ہی اور حق منادی کا مخاطب ہونے کیوجہ سے
یہ ہی کہ اسکی تعبیر حاضر کی ضمیر سے ہو اور قول صحیح یہ ہی کہ یہان التفات نہین ہی اسلئے کہ آمنوا صلہ ہی الذین کا اور موصولات بمنزلہ غائب کے ہین اور جو ضمیر کہ صلہ سے
راجع ہوتی ہی موصول کیطرف وہ نہین ہوتی ہی مگر غائب کذا فی العینی شرح الہدایۃ خلاصہ یہ ہی کہ صنعت التفات اُسوقت ہوتی کہ حاضر کے محل مین غائب کا
صیغہ ہوتا سو یہان غائب کا صیغہ اپنے محل مین ہی واتی فی الوضوء باذا التحقیقیۃ وفی الجنابۃ بان التشکیکیۃ للاشارۃ الی ان الصلوۃ من الامور
اللازمۃ والجنابۃ من الامور العارضۃ اور حق تعالی وضو کے بیان مین اذا کا لفظ لایا جو محقق اور ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہی اور جنابت مین اِن کا
لفظ لایا جو مشکوک اور متردد ہونے پر دلالت کرتا ہی تا کہ اسکی طرف اشارہ ہو کہ قیام الی الصلوۃ امور لازمہ سے ہی اور جنابت امور عارضہ سے ہم
اِذا اور اِن شرط جزا پر آتے ہین تو اگر وقوع شرط کا یقین ہو یا امید قوی ہو تو وہان اِذا کا لفظ بولتے ہین اور اگر وقوع شرط کا یقین نہو یعنے
تردد ہونے اور نہونے مین تو وہان اِن کا لفظ بولتے ہین جب یہ معلوم ہوا تو دریافت کرنا چاہیئے کہ وضو مین حق تعالی نے اذا قمتم الی الصلوۃ
فرمایا اسواسطے کہ نماز کیواسطے اٹھنا امور لازمہ سے ہی اور نظر دیانت مسلم غالبا موجود ہی کہ رات دن مین پانچ بار نماز فرض ہی اسواسطے کہ اذا کا
لفظ جو امر ثابت پر دلالت کرتا ہی مذکور کیا اور جنابت مین اِن کنتم جنبا فرمایا کہ وہ بہ نسبت نماز کے قلیل الوجود ہی اور امور عارضہ متردد سے ہی کہ ہویا نہو اسوجہ سے کہ
اِن کا لفظ جو شک اور تردد پر دلالت کرتا ہی ارشاد کیا کذا فی العینی وصرح بذکر الحدث فی الغسل والتیمم دون الوضوء لیعلم ان الوضوء سنۃ وفرض
والحدث شرط الثانی لا الاول فیکون الغسل علی الغسل والتیمم علی التیمم عبثا والوضوء علی الوضوء نورا علی نور اور حق تعالی نے حدث کو صریحا ذکر کیا غسل اور تیمم مین وضو
مین تا معلوم ہو کہ البتہ وضو سنت ہی بدون حدث کے اور فرض ہی حدث کے ساتھ اور حدث ثانی کی شرط ہی نہ اول کی یعنی فرض وضو کی شرط ہی نہ سنت وضو کی تو ایک
غسل پر دوسرا غسل کرنا اور ایک تیمم پر دوسرا تیمم کرنا عبث اور بیفائدہ ہوگا اور ایک وضو پر دوسرا وضو کرنا نور علی نور ہی ہم طحطاوی نے کہا شارح کے کلام سے
نکلتا ہی کہ تیمم اور غسل نہین ہوتے ہین مگر فرض اسمین خلل یہ ہی کہ غسل چند مواضع مین مستحب ہوتا ہی اور چند مواضع مین سنت اور اسیطرح تیمم کے وضو کے قائم مقام
ہوتا ہی یعنے عدم فرضیت مین چنانچہ سونے کیوقت اور مسجد مین جانے کیواسطے تو غسل اور تیمم کا فقط فرض ہونا ثابت نہوا ارکان الوضوء اربعۃ وضو کے
رکن چار ہین ہم لغت مین رکن رکھتے ہین ہر چیز کیجانب قوی کو اور وضو ماخوذ ہی وضاءت سے جو بمعنی لطافت اور حسن کے ہی اور وضو بالضم مصدر ہی اور بالفتح
وہ پانی ہی جس سے وضو کرتے ہین اور اصطلاح شرع مین وضو عبارت ہی اعضاء ثلثہ کے دہونے اور سر کے مسح کرنے سے عبر بالارکان لانہ افید
مصنف نے ارکان کہا فرض نہ کہا اور مصنفون کے مانند اسواسطے کہ رکن کہنا مفید تر ہی ہم اسلئے کہ رکن اخص ہی فرض سے اور تا کہ معلوم ہو کہ جن
کتابون مین فروض الوضوء مذکور ہی وہان فروض سے ارکان مراد ہین کذا فی شرح المصنف رکن فرض ہی اسلئے خاص ہوا کہ رکن اس فرض کو کہتے ہین جو ماہیت

یعنے شی کی حقیقت مین داخل ہو برخلاف فرض کہ داخل اور خارج ماہیت کو یعنی رکن اور شرط دونون کو فرض بولتے ہین مع سلامتہ عما یقال ان ارید
بالفرض القطعی یرد تقدیر المسوح بالربع وان ارید العملی یرد المغسول اوجود سلامت رہنے اس تعبیر کے اُس اعتراض سے جسکا بیان یون ہی کہ جن کتابون مین تعبیر بفرض وضو ہی
اگر فرض سے فرض قطعی مراد ہی تو اعتراض وارد ہوتا ہی جو چہائی مقدار معین کرنیکا عضو ممسوح مین کیونکہ یہ قطعی نہین ولہذا اسمین اختلاف ہی اہل اجتہاد کا اور اگر فرض سے
فرض عملی مراد ہی تو عضو مغسول کا اعتراض وارد ہوتا ہی اسواسطے کہ اعضاء مغسولہ کا دھونا قطعی ہی نہ عملی وان لجیب عنہ بما لخصناہ فی شرح الملتقی اگرچہ اس
اعتراض کا وہ جواب دیا گیا ہی جسکو ہمنے خلاصہ کرکے ملتقی الابحر کی شرح مین ذکر کیا ہی ہم منجملہ اجوبہ شرح الملتقی کے ایک یہ جواب ہی کہ قطعی فرض مراد ہی اور اعتراض مسح کا
یہ جواب ہی کہ اصل مسح فرض قطعی ہی کہ قرآن مجید سے ثابت ہی اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہی کذا فی الطحطاوی ثم الرکن ما یکون فرضا داخل الماہیتہ
واما الشرط فما یکون خارجا ما لعضا ہم پھر اسکو معلوم کرنا چاہئے کہ رکن وہ فرض ہی جو ماہیت مین داخل ہوا اور شرط تو وہ فرض ہی جو ماہیت اور حقیقت سے خارج ہو تو فرض رکن
اور شرط دونون سے عام ہی یعنے دونون کو شامل ہی ہم لفظ ثم کا بیان ترتیب اخباری مین مستعمل ہی اور فرض لغت مین تیس اور کئی معنی کیواسطے آتا ہی کذا فی الطحطاوی
عن نہایۃ النہایۃ اور منجملہ معانی فرض کے قطع اور تقدیر اور تفصیل اور تحدید اور تحریر ہی وہو ما قطع بلزومہ حتی یکفر جاحدہ کاصل مسح الراس اور فرض قطعی وہ عمل ہی
جسکا لازم ہونا قطعی اور یقینی ہو اس درجہ تک کہ اُسکا منکر کافر ہوجاتا ہی یا اُسکا منکر منسوب بکفر ہوجاتا ہی چنانچہ نفس مسح سر بلا تعیین مقدار ہم فرض قطعی کو
فرض اعتقادی بھی کہتے ہین اسواسطے کہ عمل کے ساتھ اُسکا اعتقاد بھی فرض ہی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا کہ فرض اصطلاح شرع مین وہ ہی جو ایسی دلیل قطعی
سے ثابت ہو جسمین کچھ شبہہ نہین چنانچہ قرآن مجید اور حدیث متواتر بشرطیکہ قرآن اور حدیث مین خصوص لاحق نہوگیا ہو اور چنانچہ اجماع بشرطیکہ بطریق آحاد منقول
نہو اور چنانچہ قیاس منصوص علیہ انتہے اور نہر الفائق مین ہی کہ دلائل سمعی چار قسم پر ہین ایک تو وہ ہی جسکا ثبوت بھی قطعی اور دلالت مراد بھی اُسکی قطعی چنانچہ
نصوص متواترہ دوسری یہ کہ ثبوت تو اُسکا قطعی ہی مگر دلالت مراد ظنی ہی چنانچہ آیات ماولہ یعنی جنمین تاویل کو دخل ہی تیسری وہ ہی کہ جسکا ثبوت ظنی ہی اور اُسکی
دلالت قطعی چنانچہ وہ اخبار احاد جنکا مفہوم قطعی ہی چوتھی وہ ہی جسکا ثبوت اور دلالت دونون ظنی ہین تو فقیہون نے اول قسم سے فرض ثابت کیا ہی اور قسم ثانی
اور ثالث سے واجب کو اور قسم رابع سے سنت اور استحباب کو ثابت کیا ہی اور واجب سے اُسکا ارادہ کیا جو فرض عملی کو بھی شامل ہی اسیوجہ سے بعضے متاخرین نے
کہا کہ فرض عملی واجب کی دونون قسمون سے قوی تر ہی اور فرض کی دو قسمون سے ضعیف تر ہی انتہی وقد یطلق علی العملی وہو ما تفوت الصحۃ بفوتہ کالمقدار
الاجتہادی فی الفرض فلا یکفر جاحدہ اور کبھی فرض لولتے ہین فرض عملی کو اور فرض عملی وہ ہی کہ جسکے فوت ہوجانے سے عمل کی صحت فوت ہوجائے چنانچہ فرضون کی
وہ مقدار جو اجتہاد سے ثابت ہی تو فرض عملی کا منکر کافر نہوگا یا اسکو منسوب بکفر نہ کرینگے ہم شارح نے اپنے بیان سے ارشاد کیا کہ فرض کا اطلاق فرض قطعی پر حقیقی ہی
اور فرض عملی پر مجازی اسواسطے کہ عند الاطلاق وہی متبادر ہی اور تبادر معنی حقیقی کا علاقہ ہی فرض عملی اسیواسطے کہا کہ عمل کرنا اسپر فرض ہی اعتقاد فرض نہین اسلئے کہ
آدمی کے اعتقاد کرنا چہارم سر کے مسح کے افتراض کا فرض نہین اور فروض کی مقدار اجتہادی چنانچہ مسح چہارم سر کا اور دھونے مین داخل ہونا کہنیون اور ٹخنون کا
کذا فی الطحطاوی غسل الوجہ ای اسالۃ الماء مع التقاطر ولو قطرۃ وفی الفیض اقلہ قطرتان فی الاصح پہلا فرض وضو کا چہرہ کا دھونا ہی یعنے پانی کا بہانا ٹپکنے کے
ساتھ اگرچہ ایک ہی قطرہ ٹپکے اور فیض مین ہی ٹپکنے کا کمتر رتبہ یہ ہی کہ دو بوند ٹپکین صحیح تر قول مین ہم غسل بفتح غین لغت مین میل کے دور کرنے کو کہتے ہین جس چیز سے
اُسپر پانی بہا کر اور غسل بضم غین تمام بدن کے دھونے کو بولتے ہین اور اُس پانی کو بھی کہتے ہین جس سے نہاتے ہین اور غسل بکسر غین خطمی وغیرہ کو کہتے ہین جس سے سر دھویا جاتا ہی جب
پانی بہانا دھونیکی حقیقت مین داخل ہوا تو اگر پانی نہ بہا اسطرح کہ تیل کے مانند چپڑ لیا تو ظاہر الروایہ مین جائز نہوگا اور اگر برف سے وضو کیا اور تقاطر نہوا تو جائز نہین اور
فیض کا مصنف شیخ برہان الدین کرکی ہی کذا فی الطحطاوی مرۃ لان الامر لا یقتضی التکرار ایک بار دھونا فرض ہی اسواسطے کہ فاغسلوا کا امر مکرر کرنے کا
مقتضی نہین ہم یعنی امتثال امر ایک بار کرنے سے ادا ہوگیا بار بار کرنا ضرور نہین ولہذا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے ایک ایکبار اعضاء وضو کو دھویا ہی اور کہا ہے

۱ سح کیا ہوا ۱۲
۲ صحتی کا ہی صدرت مین بیان ہی
لفظ بکفر ابن گورنر نسخہ
پڑ دیکھین نا پاب تعطیل ۱۲
۳ جسے لیلہ ۱۲

دو دو بار اور گاہے تین تین بار چنانچہ کتب احادیث مین مذکور ہی اور یہ نہایت رتبہ ہی تطہیر کا تین بار سے زیادہ کرنا اسراف ہی (وهو مشتق من المواجهة) واشتقاق الثلاثي من المزيد اذا كان اشهر اي المعنى شائع كاشتقاق الوعد من الارتعاد واليم من التيمم (اور وہ یعنی وجہ کا لفظ مشتق یعنے نکلا ہی مواجہہ سے اور اشتقاق ثلاثی مجرد کا ثلاثی مزید سے جبکہ مزید مشہور تر ہو مجرد سے رائج اور مشہور ہی جیسے اشتقاق رعد کا ارتعاد سے اور یم کا تیمم سے (م) ارتعاد بمعنی اضطراب مشہور ہی اسواسطے کہا کہ رعد ارتعاد سے نکلا ہی کیونکہ رعد بھی ابر مین مضطرب رہتا ہی اور تیمم بمعنی قصد کے مشہور ہی لہذا یم بمعنے دریا کہا کہ تیمم سے مشتق ہی اسواسطیکہ دریا مقصود خلائق ہی کذا فی الحلبی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا اگر کوئی کہے کہ وجہ ثلاثی مجرد ہی اور مواجہہ ثلاثی مزید ہی اور مجرد مزید سے مشتق نہین ہوتا تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ اشتقاق صغیر کی شرط ہی اور اشتقاق کبیر کی اور اشتقاق اکبر کی یہ شرط نہین بلکہ فقط تناسب ہونا لفظ اور معنی مین کافی ہی برخلاف اشتقاق صغیر کے کہ وہان تناسب حروف اور ترتیب کا اور مناسبت لفظی اور معنوی مع تغایر صیغی شرط ہی اور اشتقاق کبیر مین ثلاثی مجرد کا مشتق ہونا مزید سے جائز ہی جیسے جن بمعنی دیو کا استحقاق اجتنان بمعنے استتار سے اسواسطے کہ اہل لغت کی غرض اس اشتقاق سے اس لفظ کے معنی کی حقیقت کا بیان کرنا ہی تو جائز ہی کہ مزید اشہر ہو کثرت استعمال سے اور اشتقاق اکبر مین مخرج حروف کی مناسبت کا ہونا کافی ہی چنانچہ نعق کو کہتے ہین کہ نهق سے مشتق ہی (انتهى) (وحده) طولا (من مبدأ سطح جبهته) اي المتوضي بقرينة المقام (الى اسفل ذقنه) اي منبت اسنانه السفلى (طولا كان عليه شعر اولا) چہرہ کا دھونا فرض ہی پیشانی متوضی کی سطح کے سرے سے اسکی ٹھوڑی تک یعنی جہان نیچے کے دانت جمتے ہین یہ حد ہی باعتبار طول چہرہ کے خواہ پیشانی پر بال ہون یا نہون وہانکا دھونا فرض ہی شارح نے ضمیر پیشانی کا مرجع متوضی کو قرار دیا مقام وضو کے قرینہ سے (عدل عن قولهم من قصاص شعر الحاجب على الغالب الى المطرد ليعم الاغم والاصلع والانزع) مصنف نے اور مصنفون کے من قصاص شعرہ کے قول سے جو جاری تھا بنا بر غالب حال کے عدول کیا اس قول مذکور کی طرف جو شامل ہی سب آدمیون کو تا کہ اغم اور اصلع اور انزع کو بھی شامل رہے (م) تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ہدایہ اور کنز وغیرہما مین وجہ کی حد مین من قصاص شعر کا لفظ واقع ہی یعنے سر کے بال جمنے کی نہایت سے اسفل ذقن تک چہرہ کی طولانی حد ہی سو اسپر اغم اور اصلع اور انزع کا اعتراض وارد ہوتا ہی اغم وہ ہی جسکے بال سر سے اتر کے پیشانی پر جمے ہون اور اصلع وہ ہی جسکے مقدم سر پر بال نہون اور انزع وہ ہی جسکی پیشانی کے دونون جانبین بال سے خالی ہون تو ہدایہ وغیرہ کی حد کے موافق لازم آتا ہی اصلع اور انزع کو سر کا دھونا اور اغم کی پیشانی کا دھونیسے ساقط ہونا لہذا مصنف نے اس قول کو چھوڑا اور ابتدا سطح پیشانی کو اختیار کیا تا کہ اغم اور اصلع اور انزع کو یہ حد شامل رہے یعنے اغم پر پیشانی کے بال دھونا فرض ہوگا اور اصلع اور انزع کو پیشانی سے اوپر لازم نہ آویگا (وما بين شحمتي الاذنين) عرضا اور دونون کانونکے دونون لو کے مابین مین بنا بر عرض کے یعنی اس نرمہ گوش سے اس نرمہ گوش تک عرض مین چہرہ کی حد ہی (وحينئذ فيجب غسل المياقي وما يظهر من الشفة عند انضمامهما) اور جبکہ چہرہ کی طول اور عرض کی حد معلوم ہوئی تو واجب ہوگا یعنے فرض ہوگا کویون کا دھونا اور اس قدر لب کا کہ جتنا کھلا رہتا ہی منہ بند ہونے کے وقت (م) اکثر نسخون مین ماقی مذکور ہی جو جمع ہی ماق اور موق کی بمعنی گوشہ چشم جسکو ہندی مین کویا کہتے ہین اور یہی نسخہ مناسب مقام ہی اور بعضے نسخہ مین ملاقی کا لفظ ہی اور حلبی اور طحطاوی محشیون نے ملاقی کا لفظ لیا ہی اور اس سے داڑھی مراد لی جو ملاقی وجہ ہی مین کہتا ہون ماقی کا نسخہ ملاقی سے اولی ہی اسواسطیکہ ڈاڑھی تو بالاستقلال آگے متن مین مذکور ہوگی (والله اعلم) (وما بين العذار والاذن لدخوله في الحد وبه يفتى) اور واجب ہی دھونا اس سفیدی کا جو ڈاڑھی اور کان کے بیچ مین ہی بسبب داخل ہونے اس جگہ کے چہرہ کی حد مذکور مین اور یہی قول مفتی بہ ہی (م) عذار عبارت ہی ڈاڑھی کے خط سے یعنی اسکا کنارہ قاموس مین تصریح ہی کہ عذار نام ہی ڈاڑھی کے دونون جانبون کا مترجم نے سہولیت فہم کیواسطے حاصل مطلب کا ترجمہ کیا امام اور محمد کا بھی مذہب ہی کہ اس جگہ کا دھونا وضو مین فرض ہی اور ابو یوسف کے نزدیک ڈاڑھی والے کو اسکا دھونا فرض نہین لیکن عورت اور امرد اور کھوسے کو اسکا دھونا بالاتفاق فرض ہی کذا فی الطحطاوی (لا غسل باطن العينين والانف والفم واصول شعر الحاجبين واللحية والشارب ونيم ذباب) للحرج اور فرض نہین آنکھون اور ناک اور منہ کے اندر کا دھونا اور بھوون اور ڈاڑھی اور مونچھ کے بالون کی جڑونکا اور مکھی کے گوہ کا دھونا فرض نہین حرج اور مشقت کے سبب سے (م) ہم بالونکی جڑون کا دھونا اسوقت فرض

ف مترجم اول نے متون اشتقاق کی تصریح ذکر نہین کی اسلیے مین اسکو لکھتا ہون کہ اشتقاق صغیر اسکو کہتے ہین کہ مشتق اور مشتق منہ مین حروف اور ترتیب مین مناسبت لفظی ... اور اشتقاق کبیر یہ ہی کہ دونون مین لفظ و معنی کی مناسبت ہو مگر ترتیب مین نہو یعنی جذب ... مشتق ہی جبذ سے اور اشتقاق اکبر یہ ہی کہ ... مناسبت ہو اور لفظون کے مخارج ... ایک سے ہون جیسے نعق

ع ... بمعنے صنعتکا

ع جمع ... بالائی داڑھی

نہین جبکہ بال نہایت گھنے ہون کہ جلد نظر نہ آوے اور اگر جلد نظر آوےگی تو جڑونکا بھی دھونا فرض ہوگا چنانچہ برہان سے مذکور ہوگا وغسل الیدین اسقط لفظ فرادے
لعدم تقیید الفرض بالانفراد والرجلین البادیتین السلیمتین فان المجروحتین المستورتین بالخف وظیفتھما المسح دوسرا فرض وضو کا دھونا ہی اُن ہاتھون کا
اور تیسرا فرض وضو کا دھونا ہی اُن دونون پانوُون کا جو ظاہر مین صحیح سالم اسواسطے کہ زخمی پانون اور جو موزے کے اندر چھپے ہین تو انکے واسطے مسح کرنا معین اور مقرر ہی
مصنف نے ہاتھ پانون مین فرادی کا لفظ ساقط کیا اسواسطے کہ فرض ہونے مین جدا جدا کر دھونیکی قید نہین ہی یعنے اگر دونون ہاتھون یعنے دونون پانوُون کو پانی کے اندر
ساتھ ہی ڈالیگا تو فرضیت ادا ہوگی یہ تعریض ہی صاحب دررکیطرف اُسنے کہا ہی غسل الیدین فرادی یعنے اُسکا مطلب یہ ہی کہ ہر ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے علیحدہ
دھونا چاہیئے کذا فی الطحطاوی مرۃ لما مر ہاتھ پانوُن کا ایکبار دھونا فرض ہی بدلیل گذشتہ یعنے امر مقتضی تکرار کا نہین مع المرفقین والکعبین
علی المذھب ہاتھونکا دھونا فرض ہی دونون کہنیونکے ساتھ اور پانوُن دونون ٹخنونکے ساتھ بنا بر ظاہر مذہب کے وہا ذکروا من ان الثابت بعبارۃ النص غسل
ید ورجل والاخرے بدلالتہ ومن البحث فی الٰی وفی القراءۃ بین فی ای وجلکم قال فی البحر لاطائل تحتہ بعد انعقاد الاجماع علٰی ذلک اور یہ جو فقہ کی کتابون مین
عالمون نے ذکر کیا ہی کہ قرآن کی عبارۃ النص سے ایک ہاتھ اور ایک پانوُن کا دھونا ثابت ہی اور دوسرے ہاتھ اور دوسرے پانوُن کا دھونا دلالۃ النص سے ثابت ہی اور
وہ بحث کہ لفظ الٰی مین اور ارجلکم کے دونون قراءۃ مین مذکور ہی بحر الرائق مین کہا کہ اس ذکر مین کچھ فائدہ نہین بعد منعقد ہوجانے اجماع کے دونون ہاتھونکے دھونے
پر کہنیون سمیت اور دونون پانوُن کے دھونے پر ٹخنون سمیت عبارۃ النص اُس مفہوم صریح کو کہتے ہین جسکے واسطے کلام صادر ہوا اور دلالۃ النص اسکو بولتے ہین جو
نص سے مفہوم ہوتا ہی بطریق مساوات کے ایک ہاتھ اور ایک پانوُن کا دھونا بطریق عبارۃ النص کے اسوجہ سے ثابت ہی کہ مقابلہ صیغہ جمع کا دوسری جمع سے قسمت علی
الآحاد کا مقتضی ہی یعنے مقابلہ چاہتا ہی کہ ایک ایک فرد کو ایک ایک پہونچے اور لفظ الٰی مین یہ بحث ہی کہ غایت منہا مین یعنی مابعد الٰی کا اُسکے ماقبل کے حکم مین داخل ہی
یا نہین یا دونون برابر ہین اور ترجیح قرائن سے ہوتی ہی وغیر ذلک اور ارجلکم مین دو قرائتین ہین یعنی لام کا زیر اور زبر بلا شبہہ متواتر ہین اور جمع بین القرائتین یا تو تخییر بین
الغسل والمسح کا مقتضی ہی چنانچہ بعض کا مذہب ہی یا زیر کی قرأت یعنی دھونا اُس حالت پر محمول ہی جبکہ پانوُن مین موزہ نہو اور زیر کی قرأت یعنی مسح کرنا موزہ پوشی پر
محمول ہی چنانچہ بعض اہل سنت کا مذہب ہی اور تحقیق انہین یہ ہی کہ زیر کی قرأت کا ظاہر بالاجماع متروک ہی کیونکہ جو مسح کرنیکا قائل ہی وہ دونون ٹخنونتک مسح کی غایت قرار
نہین دیتا صاحب بحر نے کہا کہ یہ سب گفتگو اجماع کے مقابلے مین ساقط الاعتبار ہی اگر کوئی کہے کہ یہ احکام وضو کے تو زمانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین ثابت تھے اور
حضرت کے ہوتے اجماع کا کیا اعتبار ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ حضرت کا فعل اُن لوگون کو یقین کا موجب تھا جنھون نے حضرت کو دیکھا اور ہمکو تو ثابت نہین ہو سکتا الا علی
وجہ الیقین جبتک متواتر ہوتے اور جبکہ تواتر پایا گیا تو اب ہمارے حق مین اجماع معتبر ہوگا یا دلالۃ النص کذا فی الطحطاوی مختصرا ومسح ربع الراس مرۃ فوق الاذنین ولو باصابۃ
مطر او بلل باق بعد غسل علی المشہور لا بعد مسح الا ان یتقاطر اور چوتھا فرض وضو کا چوتھائی سر کا مسح کرنا ہی دونون کانونکے اوپر اگرچہ چہارم سر ہوگیا ہو بارش کے
پانی لگ جانے سے یا اُس تراوت سے جو ہاتھ مین باقی رہے کسی عضو کے دھونے کے بعد بنا بر قول مشہور کے نہ اُس تراوت سے جو مسح کرنیکے بعد باقی رہے مگر پانی ٹپکتا ہو
یعنے اگر ایک مسح کر چکنے کے بعد اتنی تراوت بکثرت ہی کہ تقاطر ہنوز موجود ہی تو اب دوسرے عضو کا بھی مسح کرنا جائز ہی ھو مسح اصابۃ الید المبتلۃ العضو وھو لغۃ امرار الید علی الشیء
عرفاً شرع مین عضو کا تر ہونا پانی سے خواہ تر ہاتھ پھیرنے سے یا بارش کے پانی سے اور فرض مسح کی مقدار مین تین روایتین ہین ایک یہ کہ چوتھائی سر کا
مسح فرض ہی اور یہی روایت مشہور ہی یعنے واسطے فقہ کی متون معتبرہ مین یہی روایت ماخوذ ہی دوسری روایت ہی مقدار ناصیہ کی جو قدوری کی مختار ہی اور ہدایہ مین
مقدار ناصیہ کو چہارم سر کہا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ ناصیہ کم ہی چہارم سے تیسری روایت مین انگلیونکی مقدار ہی بدائع مین کہا کہ یہ اصول کی روایت ہی ظہیریہ مین کہا
اسی پر فتویٰ ہی لیکن خلاصہ مین ہی کہ یہ محمد سے روایت ہی لہٰذا بعض متاخرین نے کہا کہ محمد سے ظاہر الروایت ہی امام سے ظاہر الروایۃ نہین کذا فی النہر الفائق مختصرا ولو وضع
اصبعًا او اصبعین لم یجز الا ان یکون مع الکف او بالابہام والسبابۃ مع ما بینھما اور اگر ایکبار دو انگلیونکو سر پر کھینچا تو مسح جائز نہوگا مگر یہ کہ انگلیونکے ساتھ

ہتھیلی بھی لگائے تو مسح درست ہوگا یا کھینچا انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو انکے مابین کے ساتھ تو بھی مسح درست ہوگا م طحطاوی نے کہا شاید کہ یہ قول ثلث اصابع
کی روایت پر متفرع ہی ورنہ اس قدر سے چہارم سر ثابت نہیں ہوتا مگر یہ کہ مدّ اور وضع مین تفرقہ کیا جائے یعنے کھینچنے سے چہارم سر ہو سکتا ہی نہ رکھدینے سے اوبعبلہ
یا چند بار جدید پانیون سے مسح کرے تو درست ہی م یہ مسئلہ دونون روایتون پر متفرع ہو سکتا ہی یعنے اگر ایک انگلی سے تین بار نیا پانی لیکر مسح کیا محل کو بدلکر تو ثلث
اصابع پر متفرع ہی اور اگر زیادہ کیا بقدر چہارم سر کے تو ربع اس روایت پر متفرع ہی و لو ادخل راسہ الاناء او خفیہ اوجبیرتہ وھو محدث اجزاہ ولم
یصر الماء مستعملاً وان نوی اتفاقاً علی الصحیح کما فی البحر عن البدائع اور اگر سر کو پانی بھرے برتن مین داخل کیا یا اپنے دونون موزون کو یا مسح کی پٹی کو حالانکہ
اسکو وضو نہین ہی تو اسطرح کا مسح کفایت کرتا ہی اور اس فعل سے برتن کا پانی مستعمل نہو جایگا بالاتفاق اگر اسنے نیت مسح کرنے کی کی ہو قول صحیح پر جیسا کہ
بحر الرائق مین بدائع سے منقول ہی م یعنے محمدؒ کے نزدیک اگرچہ نیت سے پانی مستعمل ہو جاتا ہی مگر یہ پانی مستعمل نہوا اسلئے کہ مستعمل ہونے مین پانی کا بہنا شرط ہی نہ پانی کا لگجانا
یہان پانی کا لگجانا صادق آیا نہ بہنا کذا فی الطحطاوی عن النہر وغسل جمیع اللحیۃ فرض یعنے عملیاً ایضاً علی المذہب الصحیح المفتی بہ المرجوع الیہ وما عداھذہ
الروایۃ مرجوع عنہ کما فی البدائع اور تمام داڑھی کا یعنے بقدر محاذات ذقن دھونا بھی فرض ہی بنابر اس مذہب کے جسکو محقق عالمون نے صحیح کہا ہی اور جسکا فتویٰ
دیا ہی اور اسی قول پر امام اعظم نے آخرکار رجوع کیا ہی اور اس روایت کے سوا اور روایتین سب متروک ہین چنانچہ بدائع مین مذکور ہی شارح نے کہا یہان فرض سے
مراد فرض عملی ہی نہ فرض اعتقادی م ماتن نے اپنی شرح مین کہا چونکہ دھونا داڑھی کا مذہب صحیح معتمد تھا لہذا مین نے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر متن مین اور تعجب ہی اصحاب
متون سے مذہب مرجوع عنہ کے ذکر کرنے مین اور مذہب مرجوع الیہ مصحح مفتیٰ بہ کے چھوڑ دینے مین باوجودیکہ داڑھی کا دھونا اصل ہی وجہ کی اس حد مین جو انھون نے اپنی
کتابون مین بیان کی ہی انتہے طحطاوی نے کہا کہ داڑھی مین روایات متروکہ غیر معتمد چھہ ہین ایک روایت تمام داڑھی کا مسح ۲ چوتھائی کا مسح ۳ تہائی کا مسح ۴ چوتھائی
کا دھونا ۵ تہائی کا دھونا ۶ نہ دھونا نہ مسح کرنا انتہی نہر الفائق مین کہا منجملہ روایات غیر صحیحہ ایک روایت یہ ہی کہ جسقدر داڑھی ملاقی بشرہ ہی یعنی جلد سے ملی ہی
اسکا مسح فرض ہی قاضی خان نے اسکی ترجیح دی ہی جامع صغیر کی شرح مین ثم لا خلاف ان المسترسل لا یجب غسلہ ولا مسحہ بل یسن پھر اسمین اختلاف نہین کہ
ٹھڈھی سے لٹکتی داڑھی کا نہ دھونا واجب ہی نہ اسکا مسح کرنا بلکہ اسکا مسح کرنا مسنون ہی م منتقی مین ہی کہ مترسل سے مراد یہ دائرہ وجہ چھوٹی ہوئی اور منیہ مین صریحاً مذکور ہی کہ
لحیہ مترسلہ کا مسح مسنون ہی کذا فی الطحطاوی وان الخفیفۃ التی تری بشرتھا یلزم غسل ما تحتھا کذا فی النہر اور اسمین اختلاف نہین کہ جو ایسی ہلکی داڑھی ہو
جسکے نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو اسکے ماتحت کا دھونا لازم ہی ایسا ہی نہر الفائق مین ہی م تو خلاف سابق کا محل لحیہ کثیفہ ہی و فی البرھان یجب غسل بشرۃ لم
یسترھا الشعر کحاجب وشارب وعنفقۃ فی المختار اور برہان مین ہی کہ اس کھال کا دھونا واجب ہی جسکو بالون نے نہین چھپایا مانند بھون اور موچھ اور
عنفقہ کے قول مختار مین م جو بال لب اور ٹھڈی کے درمیان ہین انکو عنفقہ کہتے ہین اور بعضے اہل ہند اسکو بچی بولتے ہین ولا یعاد الوضوء بل
ولا بل المحل بحلق راسہ ولحیتہ اور وضو دوسری بار نکیا جاوے سر اور داڑھی کے مونڈنے سے بلکہ اسکی جگہ کا تر کرنا بھی ضرور نہین اگرچہ وہ خشک نکلے
کما لا یعاد الغسل للمحل ولا الوضوء بحلق شاربہ وحاجبہ وقلم ظفرہ وکشط جلدہ جیسے موچھ اور بھون کے مونڈنے سے اور ناخن تراشنے اور کھال کھاڑنے سے
اسجگہ کا دھونا دوسری بار لازم نہین اور نہ وضو کرنا ولو کان علی اعضاء وضوئہ قرحۃ کالدملۃ وعلیھا جلدۃ رقیقۃ فتوضأ وفتا مرالماء
علیھا ثم نزعھا لا یلزمہ اعادۃ الغسل علی ما تحتھا لان تالم بالنزع علی الاشبہ لعدم البدل لہ بخلاف نزع الخف اور اسیطرح اگر وضو کے اعضا پر
زخم ہو جیسا کہ پھوڑا اور اسپر باریک کھال ہو پھر اسنے وضو کیا اور اس کھال پر پانی بہایا اور کھال کو نوچ ڈالا تو اس شخص پر لازم نہوگا دھونا کھال کے ماتحت کا لتکلیف
در دہوا ہو نوچنے سے بنابر اس قول کے جو اشبہ بحق ہی عدم بدلیت کے یعنی دوسری بار دھونا اسواسطے لازم نہوا کہ نوچی کھال اپنے ماتحت کی بدلا نہ تھی
برخلاف موزہ اتارنیکے کہ پانونکا دھونا لازم ہوگا اسواسطے کہ موزہ کا مسح بدلا ہی پانون دھونیکا م فتاوی ہندیہ مین ہی کہ بعضونکے نزدیک اگر کھال نوچنے سے درد نہو

تو وہاں کا دھونا لازم ہے اور اگر درد ہو اور کوئی چیز وہاں سے نکلکر بہے تو وضو گیا اور اگر کچھ نہیں نکلا تو وہاں کا دھونا لازم نہیں اور اشبہ ہے کہ دونوں صورتوں میں دھونا لازم نہیں انتہی تو شارح کو یوں کہنا اولی تھا وان لم یتالم بالنزع علی الاشبہ یعنی دھونا لازم نہیں اگرچہ درد نہو نوچنے سے قول اشبہ پر اسواسطے کہ درد ہونے میں تو اختلاف نہیں علی عدم اللزوم میں کذا فی الطحطاوی مختصراً فاقتصاد کما لو مسح خفہ ثم حتہ او قشرہ تو زخم کی کھال کا نوچنا ایسا ہوگیا جیسے کہ موزہ پر مسح ہوگیا پھر موزہ کو کھرونچا یا چھیلا یعنی باوجود اسکے مسح قائم ہے دوسری بار مسح کرنا لازم نہیں **فروع** یہ چند مسائل ہیں جنکو شارح نے بڑھایا ہے شارح رحمۃ اللہ کی عادت ہے اس کتاب میں کہ متن کی شرح کرنے کے بعد مناسب مقام پر چند مسائل کو ملحق کرتا ہے تاکہ لوگوں کو فائدہ حاصل ہو فی اعضائہ شقاق غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ متوضی کے اعضا میں انشقاق ہے یعنی بوائی ہے تو اسکو دھووے اگر دھو سکے اور اگر نہ دھو سکے تو اس عضو پر مسح کرے اور اگر مسح بھی نہ کر سکے تو اسکا مسح کرنا بھی چھوڑ دے اور اسکے آس پاس دھووے کذا فی العالمگیری ولو بیدہ ولا یقدر علی الماء تیمم اور اگر اسکے ہاتھ میں انشقاق ہو اور وہ پانی پر قادر نہو تو تیمم کرے ھم یعنی اگر دونوں ہاتھ پھٹے ہوں اور پانی کا استعمال نکر سکتا ہو تو تیمم کرے اسواسطے کہ اگر ایک ہاتھ صحیح سالم ہوگا تو اس ہاتھ سے دھونا لازم ہوگا ہر چند شارح نے ظاہراً ایک ہاتھ کو ذکر کیا مگر مراد دونوں ہاتھ ہیں اسواسطے کہ مفرد مضاف عام ہو جاتا ہے تو دونوں ہاتھوں کو شامل ہوگا کذا فی الطحطاوی ولو قطع من المرفق غسل محل القطع اور اگر ہاتھ کاٹا گیا کہنی سے تو قطع کی جگہ کو دھووے یعنی اگر کچھ کہنی باقی ہو اور اگر تمام کہنی کٹ گئی یا تمام ٹخنہ کٹ گیا تو اس ہاتھ اور پانوں سے دھونا ساقط ہوگیا ولو خلق لہ یدان او رجلان فلو یبطش بہما غسلہما ولو باحدہما فہی الاصلیۃ فیغسلہا اور اگر ایک شخص کے دو ہاتھ اور دو پانوں مخلوق ہوں یعنی ایک کہنی کے اوپر دو ہاتھ اور ٹخنہ کے اوپر سے دو پانوں پھوٹ نکلے تو اگر دونوں ہاتھوں سے کام کرتا ہو تو دونوں کو دھووے اور اگر ایک ہاتھ سے کرتا ہو تو وہی اصلی ہاتھ ہے تو اسی کو دھووے یعنی دوسرا زائد اور بیکار ہے اسکا دھونا لازم نہیں اور اسی طرح اگر دونوں پانوں سے چلتا ہو تو دونوں کو دھووے والا بیکار زائد کا دھونا لازم نہیں وکذا الزائدۃ ان نبتت فی محل الفرض اور اسی طرح اس زائد ہاتھ یا پانوں کو دھووے جو جما ہے فرض کے مقام میں یعنی کہنی کے نیچے سے ہاتھ اور ٹخنے کے نیچے سے پانوں پیدا ہوا تو اسکا بھی دھونا لازم ہوگا کاصبع وکف زائدین جیسے زائد انگلی اور زائد ہتھیلی کا دھونا لازم ہے والا فما حاذی منہما محل الفرض غسلہ وما لا فلا لکن یندب مسحہ اور اگر زائد ہاتھ یا پانوں محل فرض میں نہیں جما بلکہ اوپر سے جما ہے تو جتنا انمیں سے محل فرض کے سامنے ہو اسکو دھووے اور جو فرض کے مقابل نہو تو اسکا دھونا فرض نہیں ہے لیکن مستحب ہے یہ مذکور ہے مجتبیٰ میں جو شرح ہے قدوری کی وسننہ اور وضو کی سنتیں افاد انہ لا واجب للوضوء ولا للغسل والا لقدمہ صدر مصنف نے وضو اور غسل میں فروض کے بعد سنتوں کے ذکر کرنے سے یہ ظاہر کیا کہ وضو اور غسل میں کوئی واجب نہیں اور اگر کوئی واجب ہوتا تو اسکو سنتوں سے پہلے فرض کے پیچھے بیان کرتا یعنی اسواسطے کہ واجب سنت سے قوی تر ہے تو صناعت تصنیف اسکے تقدیم کی مقتضی ہے جمعہا لان کل سنۃ مستقلۃ بدلیل وحکم اور مصنف نے سنت کو بصیغہ جمع لایا اسلئے کہ ہر سنت جداگانہ ہے دلیل کی راہ سے اور حکم کی راہ سے ھم یعنی ارکان وضو کی ایک ہی دلیل ہے یعنی وضو کی آیت اور سنتوں کی دلائل احادیث جداگانہ ہیں اور ہر سنت کا حکم بھی یعنی ثمرہ اور ثواب جداگانہ ہے باین معنی کہ اگر ایک سنت ادا کی اور دوسری ترک کی تو جسکو ادا کیا اسکا ثواب ملیگا بخلاف فرض کے یعنی اگر وضو کے فروض سے ایک فرض کو بھی ترک کریگا تو کچھ ثواب نہوگا وحکمہا ما یوجر علی فعلہ ویلام علی ترکہ اور سنت کا حکم یعنی اثر مترتب اور اسکا ثمرہ یہ ہے کہ ثواب دیا جائیگا اسکے کرنے پر اور ملامت کیجاے گی اسکے چھوڑنے پر یعنی ترک سنت پر عتاب ہوگا عذاب نہوگا کذا فی البحر وکثیراً ما یعرفونہا بہ لانہ محط انظارہم اور فقہا اکثر حقیقت سنت کی ثمرہ سنت بیان کرتے ہیں یعنی سنت کی ماہیت یوں بیان کرتے ہیں کہ سنت وہ ہے جسکے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں عتاب ہے اسلئے کہ انکے افکار کا یہی جائے انداز ہے یعنی منظور نظر فقہا بیان کرنا ہے ثمرہ اعمال کا لہذا اکثر وہ تعریف شی میں اسکا حکم اور ثمرہ بیان کرتے ہیں ہر چند کہ حکم شی کا اس شی کی حقیقت میں داخل نہیں وعرفہا الشمنی بما ثبت بقولہ علیہ السلام او بفعلہ ولیس بواجب ولا مستحب لکنہ تعریف لمطلقہا اور شمنی نے اسکی تعریف کی یعنی سنت کی حقیقت یوں بیان کی کہ سنت وہ ہے

جو رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے قول یا فعل سے ثابت ہوا اور نہ وہ واجب ہو نہ مستحب لیکن یہ مطلق سنت کی تعریف ہی یعنے سنت موکدہ اور غیر موکدہ کو جسکو مستحب کہتے ہین شامل ہی شارح اس استدراک مین صاحب نہر کا تابع ہی حالانکہ سنت غیر موکدہ کو شمنی نے خارج کردیا ہی بقولہ ولا مستحب کذا فی الطحطاوی والشرط فی المؤکدۃ مواظبۃ مع ترکٍ ولو حکما اور سنت موکدہ کی تعریف مین شرط ہی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہمیشہ کرنا چھوڑ دینے کے ساتھ یعنی گاہے ترک بھی کیا ہو اگرچہ ترک حکمی ہو یا اگرچہ مداومت حکمی ہو ھم ترک حکمی سے مراد عدم انکار ہی تارک پر تو عدم انکار بمنزلہ ترک حقیقی کے ہوا تو عشرہ اخیر رمضان کا اعتکاف سنت مین داخل ہا اگرچہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیشہ اعتکاف کیا اور گاہے ترک نہین کیا اور یہ اسکا مقتضی ہی کہ اعتکاف واجب ٹھہرے لیکن ہرگاہ کہ اعتکاف نکرنے والون پر انکار نفرمایا تو یہ عدم انکار بمنزلہ ترک کے ٹھہر گیا اور اگر مداومت حکمی مراد لیجیے تو تراویح سنت مین داخل ہوگی اسلئے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم شمول تراویح کا عذر بیان فرمایا یعنے کہین امت پر تراویح فرض نہوجاے کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود ولکن شأن الشروط ان لا تذکر فی التعاریف لیکن شروط کا حال یہ ہی کہ انکا مذکور تعریفات مین نہو ھم اسواسطے کہ تعریف ہوتی ہی ماہیت اور حقیقت کے بیان کیواسطے اور شروط ماہیت سے خارج ہوتے ہین تو شمنی کی تعریف مذکور صحیح ٹھہری اور عدم ذکر مواظبت قادح نہوا تعریف سنت کا اسواسطے کہ مواظبت سنت موکدہ کی شرط ہی اور شروط کا ذکر تعریف مین مناسب نہین داورد علیہ فی البحر المباح بناءً علٰی ما ھو المنصور من ان الاصل فی الاشیاء التوقف اور شمنی کی تعریف مذکور پر بحر الرائق مین مباح کا اعتراض وارد کیا ہی بنا پر اُس قول کے جو منصور اور موید ہی دلائل سے وہ قول یہ ہی کہ اصل اشیا مین توقف کرنا ہی یعنے بدون حکم شرع کے نہ کوئی چیز حلال ہی نہ حرام ہی ھم اسمین اختلاف ہی کہ اشیا مین اصل اباحت ہی یا حرمت یا توقف اوّل قول ہی شافعیہ اور بعض حنفیہ کا اور ثانی قول کو شافعیہ امام ابو حنیفہ رح کیطرف نسبت کرتے ہین اور ثالث یعنی توقف کا قول یہی مذہب منصور ہی اکثر حنفیہ کا تو اعتراض کی بنا اسی قول پر ہی یعنے جب اصل توقف ٹھہرا تو مباح کی اباحت ثابت نہوگی بدون شارع کے تو سنت کی تعریف جو شمنی نے کی ہی وہ مباح پر صادق آئی الّا ان الفقہاء کثیرًا ما یلھجون بان الاصل الاباحۃ فالتعریف بناء علیہ مگر یہ کہ فقہاء حنفیہ بکثرت بولتے ہین کہ اصل اشیا مین اباحت ہی تو تعریف مذکور کی اسی پر بنا ہی یعنے تو مباح کی اباحت اصل سے ثابت ہی نہ شارع سے ھم بحر الرائق مین سنت کی دو تعریفین پسندیدہ ہین اول تعریف یہ ہی السنۃ ہی الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبۃ یعنے سنت وہ طریقہ ہی جو دین مین جاری ہی بطریق مداومت کے بدون اس بات کے کہ وہ لازم اور واجب ہوا اور ماتن نے اپنی شرح مین اسی پر اقتصار کیا ہی دوسری تعریف خود صاحب بحر الرائق کی ہی وہ یہ ہی کہ سنت وہ ہی جسپر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی لیکن اگر مواظبت لامع الترک ہی تو یہ دلیل ہی سنت موکدہ کی اور اگر ترک بھی پایا گیا تو یہ دلیل ہی سنت غیر موکدہ کی اور اگر مواظبت کے ساتھ تارک پر انکار ہی تو یہ دلیل ہی وجوب کی کذا فی الطحطاوی مختصرًا شیخ الاسلام عینی نے شرح ہدایہ مین سنت کی چند تعریفات کو مذکور کرکے انکا نقصان بیان کیا پھر کہا کہ خواہرزادہ کی تعریف احسن التعریفات ہی وہ یہ ہی السنۃ ما فعلہ علیہ السلام علی سبیل المواظبۃ ویؤجر باتیانھا ویلام علی ترکھا یعنے سنت وہ کام ہی جسکو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے کیا بطریق مداومت کے اور اسکے کرنے مین ثواب پایا جائیگا اور نہ کرنے مین ملامت ہوگی البدایۃ بالنیۃ ای نیۃ عبادۃ لا تصح الا بالطہارۃ کوضوء او رفع حدث او امتثال امر سنت ہی وضو کا شروع کرنا نیت کے ساتھ یعنے اُس عبادت کا ارادہ کرنا جو بدون طہارت کے صحیح نہین جیسا کہ وضو کی نیت کرنا یا حدث دور کرنے کی نیت کرنا یا بجا آوری حکم شارع کا قصد کرنا ھم لغت مین نیت عبارت ہی عزم قلب سے کسی شی پر اور اصطلاح شرع مین نیت عبارت ہی ایجاد فعل مین طاعت اور تقرب الی اللہ کے قصد کرنے سے اور ایجاد فعل مین منہیات بھی داخل ہین اسواسطے کہ منہیات سے جی کا روکنا یہ بھی فعل ہی نفس کا فتح القدیر مین ہی کہ رفع حدث کی نیت سے وضو کی نیت کرنا بہتر ہی اسلئے کہ حدث چند قسم ہی تو طہارت مخصوصہ کی نیت نہ ٹھہری کذا فی الطحطاوی فتاوی عالمگیری مین ہی کہ وضو کی یون نیت کرے نویت ان اتوضا للصلوۃ تقربًا الی اللہ تعالی یعنے مین نے وضو کا ارادہ کیا نماز کے لئے اللہ تعالی سے نزدیکی حاصل کرنے کو وصرحوا بالہ بدلہا لیس بعبادۃ اور فقیہون نے اسکی تصریح کردی ہی کہ وضو بدون نیت کے عبادت ہی نہین ھم جب وضو بدون نیت کے عبادت نہ ٹھہرا تو اسپر

ثواب ملیگا اسواسطیکہ ثواب تونیت پر موقوف ہی بدلیل حدیث صحیح اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ طحطاوی نے مبسوط شیخ الاسلام سے نقل کیا اسمین کلام نہین کہ جبس وضو کا شرع مین امر کردہ بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا لیکن نماز کا صحیح ہوجانا اسپر موقوف نہین اسواسطے کہ وضو شرعی غیر مقصود ہی بلکہ مقصود تو طہارت ہی اور طہارت نیت اور بدون نیت دونون طرح حاصل ہوجاتی ہی کیونکہ پانی مطہر بالطبع ہی انتہے خلاصہ یہ ہی کہ وضو بلانیت کے نماز ادا ہوگی مگر وضو کا ثواب بدون نیت کے نہوگا دیأثم بترکہا اور وضو کرنے والا نیت کے ترک سے گنہگار ہوگا م اسمین اختلاف ہی کہ سنت موکدہ کا تارک گنہگار ہی یا نہین اور نہر الفائق مین اس اختلاف کو یون رفع کیا ہی کہ اگر سنت موکدہ کے ترک کرنے پر عادت ہوگئی تو گنہگار ہی اور اگر عادت نہین تو گنہگار نہین کذا فی الطحطاوی مین کہتا ہون عدم اعتیاد (عادت نہونا) مین اگرچہ گناہ نہین لیکن بلاشبہہ ملامت اور عتاب ہی چنانچہ سنت کی تعریف اسپر دلیل ہی فمانتہا فرضٌ فی الوضوءِ المامورِ بہ دون التوضّی بسؤر حمار و بنبیذ تمر کالتیمم اور اسپر تصریح ہی کہ نیت کرنا اس وضو مین جسکا شرع مین حکم ہی اور گدھے کے جھوٹھے پانی سے اور شربت خرما سے وضو کرنے مین فرض ہی جیسے تیمم مین نیت فرض ہی م کھجور کے شربت سے وضو کا جائز ہونا ضعیف قول ہی اور معتمد قول یہ ہی کہ اس سے وضو جائز نہین کذا فی الطحطاوی دبانتَ وقتہا عند غسل الوجہ اور اسپر تصریح ہی کہ نیت کرنے کا وقت وضو مین چہرہ دھونیکے ساتھ ہی وفی الاشباہ ینبغی اَنْ تکونَ عند غسل الیدین للرسغین لینال ثواب السنن اور اشباہ مین ہی لائق یون ہی یعنے مستحب ہی کذا فی الطحطاوی کہ نیت ہو دونون ہاتھون کے دھونیکے وقت پہونچون تک تاکہ سب سنتون کا ثواب پاوے قلتُ لکنّ فی القہستانی ومحلہا قبل سائر السنن کما فی التحفۃ فلا تسنّ عندنا قبیل غسل الوجہ کما تفرض عند الشافعی انتہٰی مین کہتا ہون لیکن قہستانی شرح نقایہ مین ہی اور نیت کا محل نیت کے سواہی سب سنتون سے پہلے چنانچہ تحفہ مین مصرح ہی تو مسنون نہین نیت کرنا ہمارے نزدیک منہ دھونیسے پہلے جسطرح شافعی رح کے نزدیک فرض ہی انتہے ما فی القہستانی م حاصل استدراک یہ ہی کہ اشباہ مین اپنی تجویز مذکور ہی روایت نہین اور قہستانی مین روایت ہی تحفہ سے دوسری بات یہ ہی کہ قہستانی کے کلام سے تقدیم نیت کی تسمیہ پر بھی ثابت ہوتی ہی اور اشباہ مین یہ بات نہین وفیہا سبعُ سُؤالاتٍ مشہورۃ نظمہا العراقیُّ فقال ؎ سبعُ سؤالاتٍ لذی الفہم اتت ۔ تحکی لکلّ عالم فی النیۃ ۔ حقیقۃٌ حکمٌ محلٌّ وزمن ۔ وشرطہا والقصدُ والکیفیۃ اور نیت مین سات سوال مشہور ہین جنکو عراقی نے نظم کیا ہی سو یون کہا کہ سات سوال صاحب فہم کے لئے آئے ہین مذکور ہوتے ہین نیت کے باب مین ہر عالم کیواسطے ایک سوال ہی ۱ نیت کے حق مین ۲ نیت کے حکم مین ۳ اس کے محل مین ۴ اسکے زمانے مین ۵ اسکی شرط مین ۶ اسکے قصد مین ۷ اسکی کیفیت مین م پہلے سوال کا جواب یہ ہی کہ نیت کی حقیقت مین قصد طاعت اور تقرب الی اللہ ہو فعل کرنیکے ساتھ دوسرے سوال کا جواب یہ ہی کہ نیت کا حکم یہ ہی کہ وضو غیر ماموربہ (جسکا حکم ہو) مین نیت کرنا مسنون ہی اور وضو ماموربہ مین اور گدھے کے جھوٹھے پانی سے وضو کرنے مین اور تمام عبادات مقصودہ مین نیت کرنا فرض ہی تیسرے سوال کا جواب یہ ہی کہ نیت کا محل دل ہی اور زبان سے نیت کرنا بدعت ہی سب عبادات مین مگر پریشان دل جو عزیمت پر قادر نہو اسکو زبان سے کہنا مستحسن ہی کذا نقل الحلبی عن جمع البحر چوتھے سوال کا جواب کہ نیت کا زمانہ وضو اور غسل مین سب سنتون سے پہلے ہی اور نماز مین تکبیر تحریمہ کے نزدیک یا اس سے پہلے بشرطیکہ کوئی فاصل مانع بنا نہو پانچوین سوال کا جواب یہ کہ نیت کی شرط اسلام اور عقل ہی چھٹے سوال کا جواب یہ کہ نیت سے قصد یعنی مقصود اور غایت نیت کی امتیاز کرنا ہی عادات کا عبادات سے یا ایک عبادت کا دوسری عبادت سے جدا کرنا ساتوین سوال کا جواب کہ کیفیت نیت کی یہ کہ عبادت کا قصد کرے اسکو جانکر کہ یہ کون عبادت ہی یعنے مطلق طاعت اور تقرب کی نیت کفایت نہین کرتی بدون تخصیص کے کذا فی الطحطاوی اور اسکی تفصیل کماحقہ عبادات کے مسائل مین اپنے اپنے موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگی والبداءۃ بالتسمیۃ قولاً اور سنت ہی وضو کو بسم اللہ کہنے سے شروع کرنا م شارح نے یہان اور غسل یدین مین بدایت کا لفظ مقدر کیا تاکہ معلوم ہو کہ نیت اور تسمیہ اور غسل تینون مین بدایت اور ابتدا مطلوب ہی اور انمین کچھ منافات اور تناقض نہین اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہی اور تسمیہ کا محل زبان ہی اور دھونا متعلق ہاتھون سے ہی اور اسی دفع تنافی کیطرف شارح نے قولاً کے لفظ سے اشارہ کردیا کذا فی الطحطاوی وتحصُلُ بکلِّ ذکرٍ اور تسمیہ مذکور یعنے خدا کا نام حاصل ہوتا ہی ہر ذکر سے

یعنی لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ یا تشہد وغیر ذلک سے لکن الوارد عنہ علیہ الصلوۃ والسلام بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام
لیکن نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے یون روایت ہی کہ بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام کہے ھ طحاوی نے کہا کہ وضو کے تسمیہ مین سلف سے منقول ہی بسم اللہ العظیم
والحمد للہ علی دین الاسلام اور اکمل نے کہا کہ یہ حدیث مرفوع ہی مین کہتا ہون یہ اکمل کا عجز ہی یہ بیان نکیا کہ کسی امام نے ائمہ معتبرین سے اسکو مرفوع کیا سو مین کہتا ہون
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ والحمد للہ مروی ہی طبرانی نے معجم اوسط مین بطریق علی بن ثابت عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یا ابا ہریرۃ اذا توضأت فقل بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتک لا تزال تکتب لک الحسنات حتی تحدث من ذلک الوضوء
یعنے حضرت نے فرمایا کہ ای ابوہریرہ جب تو وضو کرے تو یون کہہ بسم اللہ والحمد للہ اسواسطے کہ تیرے فرشتے نگہبان تیری نیکیان لکھا کرینگے اس وضو کے
ٹوٹنے تک اور اس حدیث کی اسناد حسن ہی دبوسی نے کہا افضل یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تعوذ کرے ابتداء وضو مین اور بسم اللہ کہے اور مجتبی
مین ہی کہ یون کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام اسمین آثار وارد ہین مین کہتا ہون ان علماء کبار کو دیکھکر کہ حدیث یا اثر کو ذکر
کرتے ہین اور اسکے مخرج کو نہین بیان کرتے ہین اور نہ اسکا صحت وضعف مذکور کرتے ہین اور یہ آفت بڑی ہی تقلید سے کذافی العینی شرح الہدایہ تقلید سے مراد
یہان یہ ہی کہ ایک مصنف دوسرے مصنف کی پیروی کرتا ہی نقل احادیث مین بلا بیان مخرج وبلا ذکر صحت وضعف اور یہ مطلب نہین کہ مطلق تقلید معیوب ہی اسلیئے کہ علامہ
عینی خود مقلد ہین امام اعظم کا قبل الاستنجاء وبعدہ خدا کا نام لینا سنت ہی استنجا کرنے سے پہلے اور بعد اسکے ھ اسواسطے کہ قبل از استنجا الحق بوضو ہی طہارت
ہونے کی وجہ سے اور بعد از استنجا تو ابتداہی طہارت کی کذافی الغایۃ البیان اور صحیح روایت سے ثابت ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیت الخلا کے جانیکے وقت
فرماتے تھے اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث الا حال انکشاف وفی محل نجاسۃ فیسمی بقلبہ مگر برہنہ ہونے کیوقت اور نجاست کے مکان مین خدا کا
نام زبان سے نہ لے تو اپنے دلمین نام لے ولو نسیہا فسمی فی خلالہ لا تحصل السنۃ بل المندوب اور اگر ابتداء طہارت مین خدا کا نام لینا بھول گیا تھا
اسنے درمیان وضو کے نام لیا تو سنت موکدہ حاصل نہوگی بلکہ مستحب حاصل ہوگا ھ سنت اسواسطے حاصل نہوئی کہ اسکا محل تھا ابتدا اسین سو فوت ہوا اور وجہ استحباب یہ ہی تاکہ وضو
خالی نرہے نام خدا سے واما الاکل فتحصل السنۃ فی باقیہ لا فیما فات ولیقل بسم اللہ اولہ واخرہ اور کھانیکے درمیان مین خدا کا نام لینے سے
تو سنت حاصل ہوگی باقی طعام مین نہ اسمین جو گذر گیا اور بھولنے والے کو چاہیئے کہ یون کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ھ شمائل ترمذی مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھاوے اور ذکر اللہ بھولجاوے کھانے پر تو یون کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ظاہر حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ اول
طعام مین سنت حاصل ہوگئی اول طعام کے ذکر فرمانیسے اور یہ مخالف ہی شارح کے کلام سے جو اسنے فتح القدیر سے نقل کیا ہی کذافی الطحطاوی والبداءۃ بغسل الیدین
الطاہرتین ثلثا قبل الاستنجاء وبعدہ اور سنت ہی پاک دونون ہاتھونکے تین بار دھونیسے ابتدا کرنا استنجا کرنے سے پہلے اور بعد اسکے ھ پاک کی قید اسواسطے
لگائی کہ نجس ہاتھونکا دھونا فرض ہی بعضونکے نزدیک قبل از استنجا ہاتھ دھونا سنت ہی اور بعضونکے نزدیک بعد استنجا کرنیکے سنت ہی مجتبی مین کہا کہ اکثر کا قول یہ ہی کہ قبل اور
بعد دونون حالت مین سنت ہی اور قاضیخان نے اسکی تصحیح کی ہی تو قبل استنجا کے بدایت حقیقی ہی اور بعد اسکے بدایت اضافی ہی کذافی الطحطاوی وقید الاستیقاظ اتفاقی
اور جاگنے کی قید اتفاقی ہی نہ احترازی ھ یعنی یہ یا حدیث مین جو ہاتھونکا دھونا جاگنے کے ساتھ مذکور ہی سو اتفاقی قید ہی احتراز مقصود نہین اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے وضو مین غسل یدین کی تقدیم مذکور ہی بلا تقیید نوم کذافی الطحطاوی بخاری مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا
استیقظ احدکم من منامہ فلیغسل یدیہ قبل ان یدخلہما الاناء فی وضوئہ فان احدکم لا یدری این باتت یدہ یعنے جب تمسے کوئی جاگے اپنی نیند سے تو چاہیے
کہ اپنے دونون ہاتھ دھوئے برتن مین ڈالنے سے پہلے وضو کے پانی مین اسواسطے کہ کوئی نہین جانتا کہ اسکا ہاتھ رات کو کہان رہا یعنے نجاست پر پڑا یا پاک چیز پر ولہذا لم یقل
اذا ادخالہما الاناء لئلا یتوہم اختصاص السنۃ بوقت الحاجۃ اور چونکہ جاگنے کی قید اتفاقی تھی اسیواسطے مصنف نے یون لکھا کہ ہاتھ دھونا سنت ہی برتن مین

ف ۱ شروع کرتا ہون اللہ کے نام بزرگ سے اور شکر ہی اللہ کا طریق اسلام پر ہوسنے کی وجہ سے ۱۲ ف ۲ شروع کرتا ہون نام خدا کا اور شکر ہی اللہ کو ۱۲ ف ۳ یعنے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے ۱۲ ف ۴ الہی مین تیری پناہ مانگتا ہون جنون اور پریون یعنے شیطانون نر اور مادہ سے ۱۲ [illegible]

مگر روایت کنندہ ۱۲

ڈالنے سے پہلے تاکہ یہ وہم پیدا نہو کہ ہاتھ دھونیکے سنت حاجت کیوقت کے ساتھ مخصوص ہی یعنے اگر یون کہتا تو گمان ہوتا کہ بدون حاجت کے ہاتھون کا دھونا سنت نہین
حاجت سے مراد توہم نجاست ہی درصورت تحقق طہارت ہاتھ دھونا مطلوب نہین حالانکہ ایسا نہین حلبی نے کہا وہ قول اصح جسپر اکثر فقہا ہین یہ ہی کہ ہاتھ دھونا سنت ہی مطلقاً
لیکن اگر نجاست کا توہم ہو اسطرح کہ بدون استنجا سوگیا ہو یا بدن پر نجاست ہو تو دھونا سنت موکدہ ہی اور عدم توہم نجاست مین یعنے طاہر ہوکر سونے مین یا نہ سونے مین
سنت غیر موکدہ ہی اور نجاست کیحالت مین تو دھونا فرض ہوگا تو مصنف رح کا قول یعنے غسل یدین کا مسنون ہونا مخصوص بغیر نجاست ہی اور سنت سے مراد وہ ہی جو موکدہ
اور غیر موکدہ دونون کو شامل ہی کذافی الطحطاوی لان مفاهیم الکتب حجۃ قبل ادخال کی قید اسواسطے نہ لگائی کہ کتابون کے مفہوم مخالف حجت ہوتے ہین
مفاہیم جمع ہی مفہوم کی طحطاوی نے کہا المفہوم ما یفہم من اللفظ لا فی محل النطق انتہے یعنی جو لفظ سے بوجہا جاوے بدون تصریح کے یعنی مفہوم مخالف وہ ہی
کہ مذکور کے حکم سے غیر مذکور کا حکم مفہوم ہو صفت یا شرط کے بیان سے چنانچہ قرآن مجید مین فرمایا جسکو آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنے کی استطاعت نہو وہ
مسلمان لونڈیون سے نکاح کرلے امام شافعی رح اس سے سمجھے کہ استطاعت والے کو لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہین امام اعظم رح کہتے ہین کہ غیر مذکور کا حکم اس کلام سے
معلوم نہین ہوسکتا بخلاف اکثر مفاهیم النصوص کذا فی النہر برخلاف اکثر مفہومات نصوص کے کذافی النہر یعنے کتاب اور سنت کے اکثر مفہوم مخالف
حنفیون کے نزدیک حجت اور دلیل نہین ہین اسواسطے کہ نصوص سے وہ احکام لینا مقصود ہی جن پر صریحاً نصوص دلالت کرتے ہون اور اکثر کی قید اسواسطے لگائی کہ عقوبت کا
مفہوم نصوص مین معتبر ہی چنانچہ قہستانی سے آگے مذکور ہوگا وفیہ من الحج المفہوم معتبر فی الروایات اتفاقاً اور نہر الفائق کی کتاب الحج مین ہی کہ مفہوم
مخالف معتبر ہی روایات مین بالاتفاق یعنے امام اعظم رح اور انکے اصحاب سے جو روایات کتابون مین منقول ہین انکی اکثر مفہومات معتبر ہین خواہ مفہوم مخالف ہو یا موافق
ومنہ اقوال الصحابۃ قال وینبغی تقییدہ بما یدرك بالرأی لا مالا یدرك بہ انتہی اور اسی قسم سے صحابہ کرام رض کے اقوال ہین کہ انکا بھی مفہوم بالاتفاق معتبر ہی
نہر الفائق کے مصنف نے کہا لائق یہ ہی کہ اقوال صحابہ رض مین قید لگائی جائے ادراک قیاس کی نہ وہ قول جو قیاس سے نہ بوجہا جاے انتہی ما فی النہر یعنے اگر صحابہ کا قول
ایسا ہی کہ اسمین عقل کی مجال ہوسکتی ہی تو اُسکا مفہوم بھی حجت ہی اور اگر ایسا قول ہی کہ عقل اور قیاس کا اسمین دخل نہین تو اسکا مفہوم بھی معتبر نہین اسواسطے کہ وہ بمنزلہ
نص مرفوع کے ہوگیا اور نص کا مفہوم معتبر نہین کذافی الطحطاوی وفی القہستانی عن حدود النہایۃ المفہوم معتبر فی نص العقوبۃ کما فی
قولہ تعالی کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اور قہستانی مین نہایہ کی کتاب الحدود سے منقول ہی کہ مفہوم معتبر ہی عقوبت اور عذاب کے نص مین چنانچہ حق تعالی کے
اس قول مین کہ البتہ کفار اپنے پروردگار سے اُسدن یعنے قیامت کے دن محجوب اور مستور ہونگے یعنے دیدار خدا سے محروم رہینگے اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان
اپنے پروردگار کے دیدار سے مشرف ہونگے بلا حجاب واما اعتبارہ فی الروایۃ فاکثری لا کلی اور روایت فقہ مین تو مفہوم کا معتبر ہونا اکثری ہی
ہر مقام مین نہین الی الرسغین بالضم مفصل الکف بین الکوع والکرسوع واما البوع ففی الرجل قال ؎ وعظم یلی الابہام کوع وما یلی
لخنصرہ الکرسوع والرسغ ما وسط ؛ وعظم یلی ابہام رجل ملقب ؛ ببوع فخذ بالعلم واحذر من الغلط ابتداء غسل یدین دونون پہنچون تک
سنت ہی رسغ بضم را مہملہ وسکون سین مہملہ جوڑ ہی ہتھیلی کا درمیان کوع اور کرسوع کے اور جس ہڈی کا نام بوع ہی وہ پانو مین ہی چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہی اور وہ
ہڈی جو انگوٹھے سے ملی ہی اُسکا نام کوع ہی اور جو ہڈی چھنگلی سے ملی ہی وہ کرسوع اور جو کہ ان دونون ہڈیون کے درمیان جوڑ ہی اسکا نام رسغ ہی اور جو ہڈی کہ پانو کے
انگوٹھے سے ملی ہی اسکا لقب بوع ہی سوای مخاطب علم کو اور پرہیز کر غلط فہمی سے تتمہ ان لم یمکن رفع الاناء ادخل اصابع یسراہ مضمومۃ وصب علی الیمنی
لاجل الابتداء مین پھر معلوم کر کہ اگر برتن کا اٹھانا ممکن نہو تو اپنے بائین ہاتھ کی انگلیان ملاکر برتن مین ڈالے اور پانی لیکر داہنے ہاتھ پر ڈالے تاکہ داہنی طرف
سے طہارت شروع ہو یعنی پھر داہنے ہاتھ سے پانی لیکر بایان ہاتھ دھووے ثم بحر الرائق مین پورا بیان یون ہی کہ ہاتھونکے دھونیکا طریقہ یہ ہی کہ اگر چھوٹا برتن
ایسا ہو کہ اٹھانا اسکا ممکن ہو تو اسمین ہاتھ نہ ڈالے بلکہ بائین ہاتھ سے اسکو اٹھاوے اور داہنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین بار اسکو دھووے پھر برتن کو

ڈاہنے ہاتھ مین لے اور بائین ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین بار اسکو دھووے پھر اگر برتن کا اُٹھانا ممکن نہو تو ویسا کرے جیسا کہ شارح نے کہا اور بڑے برتن مین انگلیان
ملا کر اسوقت ڈالے جبکہ وہان چھوٹا برتن نہو اور اگر ہو تو ویسا کرے جیسا اول مذکور ہوچکا اگر کوئی کہے کہ ہاتھ کا ڈالنا برتن مین نیند سے جاگنے والے کو
حدیث مین منع ہی اسکا جواب یہ ہی کہ منع اُس صورت مین ہی جبکہ چھوٹا برتن ہو یا بڑا برتن ہو اور اُسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو اور اگر بڑے برتن کے ساتھ چھوٹا
برتن نہو تو ادخال کف ممنوع نہین کذا فی الطحطاوی عن البحر ولو ادخل الکف ان اراد الغسل صار الماء مستعملاً وان اراد الاغتراف لا
اور اگر ہتھیلی کو پانی مین ڈالا اگر دھونے کا ارادہ کیا تو پانی مستعمل ہوجائیگا اور اگر چلّو بھرنیکا ارادہ کیا تو پانی مستعمل نہوگا یعنے ضرورت کیوجہ سے اگرچہ
طلب استعمال یعنی قربت اور رافع حدث متحقق ہو کذا فی الحلبی م دھونیکے قصد سے وہ پانی مستعمل ہوگا جو ملاقی ہی کف سے جبکہ جدا ہو اور باقی تمام پانی مستعمل
نہوگا اور قصداً اعتراف سے پانی مستعمل نہوگا اگرچہ صاحب جنابت ہو اور اسیطرح اگر کوزہ گرگیا بڑے گھرے برتن مین سو اُسکے لینے کو ہاتھ ڈالا کہنی تک تو
پانی مستعمل نہوگا کذا فی البحر ولو لم یمکنہ الاغتراف لشئ ویداہ نجستان تیمم وصلے ولم یعدہ اور اگر پانی لینا بڑے برتن سے ممکن نہو تو کسی چیز سے
اور اسکے دونون ہاتھ ناپاک ہین تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نکرے م توضیح اسکی مضمرات مین اسطرح ہی کہ جب پانی نہ لے سکے اور ہاتھ
ناپاک ہون تو دوسرے شخص سے کہے کہ وہ پانی لیکر اُسکے ہاتھ دُھولادے اور اگر کوئی وہان نہو تو کپڑے کا ایک سرا پانی مین ڈالے اور دوسرا اُسکا سرا
ہاتھ مین پکڑے رہے پھر پانی سے نکال کر اُسکے قطرات سے داہنا ہاتھ دھووے پھر بایان ہاتھ دھووے یا دانتون سے کپڑا پکڑ کے دونون ہاتھ
ساتھ ہی دھووے تین بار اور اگر کپڑا نہو تو مُنھ سے پانی لیکر دونون ہاتھ دھووے اور اگر اسپر بھی قادر نہو تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کا
دوبارہ پڑھنا واجب نہین دھو سُنّۃ کما اَنّ الفاتحۃ واجبۃ یَنُوبُ عن الفرض اور وہ یعنے بند دست تک ہاتھونکا دھونا ایسی سنت ہی کہ قائم مقام
ہوتا ہی فرض کے جیسے الحمد پڑھنا ایسا واجب ہی کہ قائم مقام ہوجاتا ہی فرض کے یعنی اس محل کا دُھونا کہ فرض تھا اس مسنون دھونے سے ادا ہوگیا
جیسے قرآن کا پڑھنا کہ نماز مین فرض ہی الحمد پڑھنے سے کہ واجب ہی ادا ہوجاتا ہی ویُسَنُّ غسلہما ایضاً مع الذراعین اور ذراعین کے
ساتھ انکا بھی دھونا مسنون ہی یعنے اگرچہ بند دست تک دھونیسے سنت اور فرض دونون ادا ہوگئے لیکن کہنیون تک ہاتھ دھونے کے ساتھ اُنکا
بھی دُھونا دوسری بار سنت ہی بحر الرائق مین مذکور ہی کہ غسل یدین مین تین قول ہین ایک قول یہ ہی کہ وہ فرض ہی اور تقدیم اسکی سنت ہی اور فتح القدیر
و معراج اور خبازیہ مین اسکو پسند کیا ہی دوسرا قول یہ ہی کہ وہ سنت ہی قائم مقام فرض کے ہوجاتا ہی الحمد کے مانند اور اسکو کافی مین پسند کیا ہی
اور تیسرا قول سرخسی کا ہی کہ وہ سنت ہی قائم مقام فرض کے نہین ہوتا تو اُنکے ظاہر و باطن کا دوبارہ دھونا چاہیے سرخسی نے کہا یہی اصح ہی میرے
نزدیک اور مشائخ کے ظاہر کلام سے قول اول مذہب معلوم ہوتا ہی انتہی مختصراً طحطاوی نے کہا کہ شارح کے کلام مین خلط ہی دو قول کا اسواسطے
کہ جو کہتا ہی کہ غسل یدین سنت ہی اور قائم مقام ہی فرض کے وہ نہین کہتا کہ غسل یدین دوسری بار سنت ہی بلکہ دوبارہ دھونا سرخسی کا قول ہی اور شارح
کے موافق نہر الفائق مین ذخائر اشرفیہ سے منقول ہی والسِّوَاکُ سُنَّۃٌ مُؤکّدۃٌ کما فی الجوھرۃ عند المضمضۃ وقیل قبلہا اور مسواک
کرنا سنت موکدہ ہی چنانچہ جوہرہ مین مذکور ہی کلی کرنے کے وقت سنت ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ کلی سے پہلے سنت ہی م مسواک کرنے کی تاکیدات
اور اسکے فضائل احادیث مین بکثرت ہین از انجملہ وہ حدیث صحیح ہی جو امام مالک کے موطا مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
میری امت پر شاق نہوتا تو مین انکو مسواک کرنیکا حکم کرتا ہر وضو کے ساتھ اور صحاح ستہ مین ابوہریرہ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری
امت پر شاق نہوتا تو مین انکو مسواک کرنیکا حکم کرتا ہر نماز کے ساتھ اور احمد اور ابن خزیمہ اور حاکم اور دار قطنی اور بیہقی اور ابونعیم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اُس نماز کی فضیلت جسکے واسطے مسواک کیگئی اُس نماز پر جسکے واسطے مسواک نہین کی گئی ہفتاد چند ہی یعنے ستر درجے زائد ہی

ثواب ہین کذا فی العینی وھو للوضوء عندنا اور مسواک وضو کی سنت ہی ہم حنفیون کے نزدیک اور امام شافعی رح کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہی اور ثمرۂ اختلاف
ظاہر ہوتا ہی اوس شخص کے حق مین جسنے مسواک والے ایک وضو سے چند نمازین پڑھین تو ہمارے نزدیک اسکو ہر نماز کا ثواب ستر نماز بے مسواک کے برابر ہوگا اور امام
شافعی رح کے نزدیک اسقدر ہر نماز مین ثواب نہوگا جبتک ہر نماز کیواسطے جدا جدا مسواک نکریگا کذا فی البحر الا اذا نسیہ فیندب للصلوۃ مسواک وضو کی سنت ہی مگر جبکہ
وضو مین مسواک کرنا بھول گیا تو اب نماز کیواسطے مسواک کرنا مستحب ہوگا ہم یعنی مثلاً ظہر کیواسطے مسواک کرنا بھول گیا پھر عصر کیوقت یاد آیا تو اب مسواک کر لینا مستحب ہی تاکہ
مسواک کی فضیلت بالاتفاق حاصل ہو کذا فی النہر طحطاوی نے کہا کہ یہ صاحب نہر کی تجویز ہی روایت مذہب نہین ہی تو شارح کو مناسب تھا کہ اسپر آگاہ کر دیتا کما
یندب لاصفرار سنٍّ و تغییر رائحةٍ و قراءة قرآنٍ جیسے مستحب ہی مسواک کرنا دانتون کی زردی اور بدبوی دہن کے سبب سے اور قرآن شریف کے پڑھنے کے لیے ہم استحباب
مسواک کا متاکد ہوتا ہی ارادہ نماز اور وضو اور قرأت قرآن اور نیند سے جاگنے کیوقت اور سونے سے پہلے اسواسطے کہ امام اعظم رح سے منقول ہی کہ مسواک کرنا دین کی
سنت ہی تو سب احوال اسمین برابر ہین چنانچہ احمد اور ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع روایت کی ہی کہ چار چیزین انبیاء مرسلین کی سنت ہین ختنہ
کرنا اور مسواک کرنا اور عطر لگانا اور نکاح کرنا کذا فی العینی واقلہ ثلث فی الاعالی وثلث فی الاسافل اور ادنی درجہ مسواک کا تین بار پھیرنا ہی اوپر کے دانتون مین اور تین
بار نیچے کے دانتون مین ہم اوپر کے دانتون مین ابتدا داہنی طرف سے کرے پھر بائین طرف اور اسیطرح نیچے کے دانتون مین کرنا چاہیے کذا فی البحر عینی مین ہی کہ مسواک کرنیکی کچھ حد نہین
یہانتک مسواک کرے کہ زردی دانت اور گندہ دہنی کے زوال کا دل کو اطمینان حاصل ہو بمیاہٍ ثلثةٍ تین پانی سے ہم یہ پانی مضمضہ کے پانی کے سوا ہین اسطرح کہ
مسواک کو تین بار دھووے اسواسطے کہ مضمضہ کا بیان آگے آویگا کذا فی الطحطاوی وندب امساکہ بیمناہ اور مستحب ہی پکڑنا مسواک کا داہنے ہاتھ مین ہم
مسواک کرنیکا طریقہ یہ ہی کہ داہنے ہاتھ کی چھنگلی کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھے کو مسواک کے سرے کے نیچے کرے اور باقی تین انگلیان مسواک کے اوپر رہین
اسیطرح مروی ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذا فی الطحطاوی عن النہر وکونہ لیّناً مستویاً بلا عقدٍ فی غلظ خنصرٍ وطول شبرٍ اور مستحب ہی ہونا مسواک کا
نرم سیدھی برابر بے گرہ بقدر چھنگلی کے موٹی اور بالشت بھر لمبی ہم انار اور بانس کے سوا ہر لکڑی کی مسواک درست ہی کذا فی الطحطاوی اور افضل پیلو اور زیتون کی ہی
عینی نے طبرانی اوسط سے حدیث مرفوع روایت کی کہ بہتر مسواک زیتون کی ہی مبارک درخت سے منہ کو خوشبودار کرتی ہی اور بدبو دفع کرتی ہی اور وہ میری مسواک ہی
اور مجھسے اگلے انبیا کی ویستاک عرضًا لا طولًا اور مسواک کرے دانتون کے عرض مین نہ طول مین ہم اسواسطے کہ طول مین مسواک کرنے سے مسوڑے زخمی ہو جاتے
ہین کذا فی الطحطاوی عینی نے کہا ابو نعیم نے حدیث مرفوع نقل کی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مسواک عرض مین کرتے تھے نہ طول مین اور ابو داود کی سنن
مین حدیث ہی کہ جب تم مسواک کرو تو عرض مین مسواک کیا کرو انتہی ولا مضطجعاً فانہ یورث کبر الطحال اور مسواک نکرے لیٹکر کروٹ سے کیونکہ اس سے تلی بڑھجاتی ہی
ولا یقبضہ فانہ یورث الباسور اور اسکو مٹھی بھر نہ پکڑے اسواسطے کہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہی ولا یمصہ فانہ یورث العمی اور نہ چوسے
مسواک کو کہ اس سے آدمی اندھا ہو جاتا ہی ثم یغسلہ والا فیستاک الشیطان بہ ہم اور مسواک کرکے پھر مسواک کو دھو ڈالا کرے نہین تو شیطان
اس سے مسواک کریگا ولا یزاد علی الشبر والا فالشیطان یرکب علیہ اور ایک بالشت سے مسواک زیادہ رکھیے نہین تو شیطان اسپر سوار ہوگا ولا یضعہ
بل ینصبہ والا فخطر الجنون قہستانی اور مسواک کو پڑی نہ رکھے بلکہ کھڑی کرے نہین تو جنون کا خوف ہی یہ سب کہا ہی قہستانی نے دیگرہ بوند و یحرم بذی سم او کریہ
مسواک کرنا ایذا دینے والی لکڑی سے چنانچہ قصب فارسی اور حرام ہی زہر والی لکڑی سے ومن منافعہ انہ شفاء لما دون الموت ومذکر للشہادة عندہ ومن جملہ
منافع مسواک کے یہ ہی کہ وہ شفا ہی ہر مرض کی سوا موت کے اور وہ کلمۂ شہادت کی یاد دلانے والی ہی موت کے نزدیک ہم نہر الفائق مین ہی کہ مسواک کے منافع ۳۶ ہین ادنی
اطیب ہی یعنی دور ہونا گندہ دہنی کا اور اعلی تذکیر ہی شہادت کی مرنے کیوقت اور ابو سعود مین ہی کہ مسواک مسوڑھونکو مضبوط کرتی ہی اور بصارت کو تیز اور پیری مین دیر سے آتی ہی
اور پل صراط کے چلنے مین سرعت بخشتی ہی کذا فی الطحطاوی وعند فقدہ او فقد اسنانہ تقوم الخرقة الخشنة او الاصبع مقامہ اور جسوقت مسواک موجود نہو

۱ جن امور کا حال نہین سے حدیث شریف مین آگیا ہی البتہ ان کا حال کرتا ہی کو اسکی علت معلوم ہی اور بعد ان امور کے کو کہ ستانی باتین بعید از قیاس ہی اور دور از عقل فقیہ شناس معلوم ہوتی ہین ۱۲

یا دانت باقی نرہے ہون تو کھر دھرا کپڑا یا انگلی قائم مقام مسواک کے ہوجاتی ہی یعنی تحصیل ثواب مین کذا فی النہر وغیرہم سنن احمد مین مروی ہی کہ علی یعنی اسد حضرت نے پانی کو منگا پھر چہرہ اپنا دھویا اور دونون ہتھیلیونکو تین بار اور کلی کی پھر بعض انگلی اپنے منھ مین ڈالی الی آخر الحدیث اور آخر کو فرمایا کہ یہ وضو ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کذا فی العینی کما یقوم العلک مقامہ للمرأۃ مع القدرۃ علیہ جیسے صنوبر اور تعلم کا گوند چبانا عورت کے حق مین قائم مقام ہی مسواک کے باوجود قادر ہونیکے مسواک پر ہم وجہ اسکی یہ ہی کہ عورت کو مواظبت کرنا مسواک پر مضعف ہی اسکے دانتون کا تو اسکو اسکا فعل مستحب ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر کمزور کرنے والا ۱۲

وغسل الفم ای استیعابہ ولذا عبّر بالغسل للاختصار اور منھ کے اندر کا دھونا سنت ہی یعنی تمام داخل منھ کا دھونا اور اسیواسطے یعنی تمام مراد ہونے کے یہ مصنف غسل کا لفظ بولا یعنی غسل کا لفظ باقی اعضا مغسولہ کے قرینہ سے استیعاب پر دلالت کرتا ہی یا اختصار کیواسطے یہ عبارت اختیار کی ہی ہم اکثر کتب فقہ مین والمضمضۃ والاستنشاق مذکور ہی لیکن مصنف نے موافق کنز اور درر کے بجاے اس عبارت کے غسل الفم والانف کو اختیار کیا صراحت استیعاب کیواسطے یا اختصار کے لیے ہرچند مضمضہ اصطلاحی بھی استیعاب پر دلالت کرتا ہی مگر غسل کا لفظ استیعاب پر زیادہ تر دلالت کرتا ہی کذا فی النہر منہ پورا دھونا ۱۲

اور عبارت مذکورہ سے مصنف کی عبارت مین چار حروف کی کمی ہی تو اختصار ثابت ہوا بمیاہٍ ثلثۃٍ کلی کرنا سنت ہی تین پانیون سے جدا جدا والانف ببلوغ الماء المارن بمیاہٍ اور ناک کے اندر کا دھونا سنت ہی نرم ناک تک تین بار پانی پہونچا کر ہم امام شافعیؒ کے نزدیک تین بار مضمضہ اور استنشاق سنت ہی اسطرح کہ ایک چلو پانی سے مضمضہ بھی کرے اور استنشاق بھی اور دلیل انکی چند احادیث صحیح مین امام اعظمؒ کے نزدیک احادیث مذکورہ سے جواز نکلتا ہی لیکن سنت یہ ہی کہ ہر واحد مضمضہ اور استنشاق کے واسطے تین بار جدا جدا پانی لیا جاے چنانچہ ابو داود اور طبرانی مین طلحہ بن مصرف کی حدیث سے اسکی تصریح موجود ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث کی صحت مین گفتگو کرتے ہین اسکا جواب فتح القدیر اور عینی شرح ہدایہ مین مشروحاً مذکور ہی خوف طوالت سے مترجم یہان مذکور نکیا وھما سنتان مؤکدتان اور مضمضہ اور استنشاق دونون سنت موکدہ ہین ہم تو انکا ترک کرنا گناہ ہی مذہب صحیح پر اسلیے کہ سنت موکدہ بمنزلہ واجب کے ہی اور جن لوگون نے انحضرت صلی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے وضو کی حکایت کی ہی وہ بائیس صحابہ کرام ہین مضمضہ اور استنشاق کو سبنے ذکر کیا ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر عن الفتح اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین ۲۳ صحابیون سے نام بنام مع تصریح مخرجین حدیث مذکور کو بیان کیا ہی شکر اللہ مساعیہ مشتملتان علی سُنَنٍ خمسٍ الترتیبُ والتثلیثُ وتجدیدُ الماء وفعلھما بالیمنٰی مضمضہ اور استنشاق پانچ سنتون پر شامل ہین ایک تو ترتیب یعنی پہلے کلی کرنا پھر ناک دھونا دوسرے ہر ایک کو تین تین بار کرنا تیسرے ہر بار نیا پانی لینا چوتھے دونون کو داہنے ہاتھ سے کرنا ہم لیکن ناک کا جھاڑنا بائین ہاتھ سے چاہیے کذا فی الطحطاوی عن المبسوط والمبالغۃ فیھما بالغرغرۃ ومجاوزۃ المارن پانچوین مبالغہ کرنا مضمضہ مین غرغرہ کرکے اور استنشاق مین بانسے تک پانی پہونچا کے لغیر الصائم لاحتمال الفساد مبالغہ کرنا مسنون ہی اسکو جو روزہ دار نہین اسلیے کہ صائم کو مبالغہ کرنے سے فساد صوم کا احتمال ہی ہم اصحاب سنن نے لقیط بن صبرہؓ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کامل اور پورا کر اور انگلیون کے اندر خلال کر اور مبالغہ کر استنشاق مین مگر یہ کہ تو روزہ دار ہو کذا فی تیسیر الوصول الی جامع الاصول وسر تقدیمھما اعتبار اوصافِ الماء لانّ لونہ یُدرک بالبصر وطعمہ بالفم وریحہ بالانف اور مضمضہ اور استنشاق کے مقدم کرنے کی حکمت پانی کے اوصاف کا دریافت ہونا ہی اسواسطے کہ پانی کا رنگ آنکھ سے اور مزہ اسکا منھ سے اور بو اسکی ناک سے معلوم ہوجاتی ہی ہم وضو کیواسطے پاک اور پاک کرنیوالا پانی ضرور ہی اور ناپاک پانی وہ ہی جسکے اوصاف ثلثہ یعنی رنگ یا مزہ یا بو نجاست سے بدلجاے ولو عندہ ما یکفی المغسل مرّۃ مرّۃ معھما وثلثا بدونھما غسل مرۃ اور اگر وضو کرنیوالے کے پاس اتنا پانی ہو کہ اگر مضمضہ اور استنشاق کرے تو ایکبار اعضا کو دھو سکے اور جو انکو نکرے تو تین بار اعضا کو دھو سکے تو ایکبار اعضا کو دھوے اور مضمضہ اور استنشاق کرے یعنی تین بار دھونے سے مضمضہ اور استنشاق زیادہ تر موکد ہین ہم اسواسطے کہ مع الامکان ترک تکرار مکروہ نہین اور سب ناقلین صحابہ کرام نے انحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے وضو مین مضمضہ اور استنشاق کو ذکر کیا ہی اور ایکبار دھونا وضو مین آپکے فعل سے

ثابت ہے اور فرمایا کہ یہ وہ وضو ہے کہ بدون اسکے حق تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولو اخذ ماء فمضمض ببعضه واستنشق بباقیه اجزاء وعکسه لا اور اگر ایک چلو بھر کر تھوڑے سے پانی سے کلی کی اور باقی سے استنشاق کیا تو اسکو کفایت کرتا ہے اور اسکے برعکس یعنی پہلے ناک میں ڈالا پھر باقی پانی سے کلی کی تو کافی نہیں ہے یعنی اسواسطے کہ پانی اس صورت میں مستعمل ہو گیا اسواسطے کہ ناک میں پانی نہیں تھم سکتا اور منھ میں تھم رہتا ہے تو اول کلی کرنے سے باقی پانی مستعمل نہیں ہو جاتا اور ناک سے پانی ہٹ آتا ہے لہٰذا باقی مستعمل ہو جاتا ہے کذا فی الطحطاوی وهل یدخل اصبعه فی فمه وانفه الاولی نعم قهستانی اور توضیح کیا اپنی انگلی اپنے منھ یا ناک میں ڈالے یا نہ ڈالے جواب بہتر یہ ہے کہ ہاں ڈالے کذا فی القہستانی وتخلیل اللحیة لغیر المحرم بعد التثلیث ویجعل ظهر کفه الی عنقه اور سنت ہے داڑھی کا خلال کرنا غیر محرم کو تین بار منھ دھونے کے بعد اور خلال کرنے کے وقت اپنی ہتھیلی کی پشت اپنی گردن کیطرف کرے سنن ابو داؤد میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے کف مبارک میں پانی لیتے تھے اور تحت الحنک میں داخل کرتے تھے اور اس سے ریش مبارک کو خلال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسیطرح میرے رب نے فرمایا پھر معلوم کر کہ تخلیل ریش میں چار قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ واجب ہے یہ قول ہے سعید بن جبیر کا دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے یہ مذہب ہے ابو یوسف اور شافعی کا اور روایت ہے محمد سے خبر مطلوب میں کہا کہ سنت کا قول بھی صحیح ہے تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ جائز ہے ابو حنیفہ و محمد کے نزدیک اور یہی قول ہے مالک کا جائز کا مطلب یہ ہے کہ اسکا کرنے والا منسوب بہ بدعت نہیں اور مبسوط میں ہے کہ تخلیل ریش ابو حنیفہ کے نزدیک مستحب ہے صاحبین کے نزدیک جائز ہے کذا فی العینی منح الغفار میں ہے کہ کیفیت تخلیل بطور سنت کے یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں داڑھی کے بالوں میں نیچے سے ڈالے اوپر کیطرف نکالے اسطرح کہ پشت ہاتھ کی ٹھوڑی کیطرف ہو

وتخلیل الاصابع الیدین بالتشبیک والرجلین بخنصر یده الیسری بادئا بخنصر رجله الیمنی اور سنت ہے انگلیوں کا خلال کرنا دونوں ہاتھوں کا خلال تشبیک ہے یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا جسطرح پنجہ کرتے ہیں اور دونوں پاؤں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے ابتدا کرے داہنے پاؤں کی چھنگلی سے اور ختم کرے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر بحر الرائق میں ہے کہ تخلیل پاؤں کی اسفل اصابع سے شروع کرے پشت قدم کیطرف لاوے انتہی عینی نے کہا اس کیفیت کی کچھ اصل نہیں ابو داؤد اور ترمذی نے مستورد سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب وضو کرتے تو اصابع رجلین کو دلک کرتے چھنگلی سے تو حدیث بدایت خنصر کی مقتضی ہے انتہی ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو خلال کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اور دونوں پاؤں کو ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے نہر الفائق میں ہے ابن ماجہ کی روایت میں تخلیل بالخنصر آئی ہے لیکن بائیں چھنگلی یا اسفل سے فاللہ اعلم بہ انتہی وهذا بعد دخول الماء خلالها فلو منضمة فرض اور یہ یعنی تخلیل اصابع کا سنت ہونا پانی داخل ہونے کے بعد ہے انگلیوں کے اندر تو اگر انگلیاں ملی ہوں تو انکے مابین کا دھونا فرض ہے فتح القدیر میں ہے کہ جب وہاں پانی نہ پہونچا تو دھونا وہاں کا فرض ہوگا کیونکہ تخلیل اور چیز ہے اور غسل اور چیز ہے کما لا یخفی کذا فی الطحطاوی عن البحر

وتثلیث الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات اور تین بار پورا دھونا ہر عضو مغسول کا سنت ہے اور چلوؤں کا اعتبار نہیں بدون استیعاب کے ہم یعنی تین بار تکرار غسل سنت ہے پہلا دھونا فرض ہے اور دوسرا اور تیسرا سنت مؤکدہ ہے قول صحیح پہ چنانچہ بحر الرائق میں منقول ہے سراج سے اور ہر بار کے غسل میں استیعاب یعنی پورا دھونا سنت ہے تین چلو کا اعتبار نہیں تو اگر اول بار چلو ڈالا اور کچھ خشک باقی رہا پھر دوسری بار تھوڑا دھویا پھر تیسری بار تمام عضو پورا ہو گیا تو یہ تین بار کا دھونا نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی ولو اکتفی بمرة ان اعتاده اثم اور اگر ایکبار دھونے پر اکتفا کیا جبکہ اسکی عادت کریگا تو گنہگار ہوگا اثم گناہ کی وجہ یہ ہے کہ اسنے سنت مشہورہ کے ترک کی عادت کی صاحب بحر نے کہا گنہگار اسوقت ہوگا جبکہ تثلیث غسل کے ہونیکا معتقد نہو ولو زاد لطمانینة القلب او لقصد الوضوء علی الوضوء لا بأس به اور اگر تین بار سے زیادہ دھویا دل کی تسکین کیواسطے یا ایک وضو پر دوسرا وضو کرنے کو تو کچھ مضائقہ نہیں زیادت میں ہم درصورت تنگ خاطر جمع کیواسطے تین بار سے زیادہ دھونا اور اسیطرح پانی کی قلت سے یا سردی کی شدت سے یا اور حاجت سے تین بار سے کم کرنا مکروہ نہیں کذا فی العالمگیریہ شیخ الاسلام نے کہا کہ تسکین خاطر کیواسطے زیادہ کرنا شک کے نزدیک یا دوسرے وضو کی نیت کرنا لا بأس ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ آنحضرت علیہ السلام فرماتے تھے کہ جسنے وضو کیا وضو پر اسکے واسطے

ملاحظہ: یوسف کے ترجمہ اون کا ... بین کی جگہ ... یعنی چھنگلی ... شروع کرنا پایا جاتا ہے ... یعنی ... خلال ... چھنگلی داہنے پاؤں کی جانب ... ۱۲

حق تعالی دس نیکیان لکھیگا روایت کیا اسکو ابوداود اور ابن ماجہ اور بیہقی اور ترمذی نے ہرچند بعضون نے اسکو ضعیف کہا ہی لیکن دفع ضعف کا جواب شافی بھی موجود ہی شرح عینی مین وحدیث فقد تعدی محمول علی الاعتقاد اور وہ حدیث جسمین فقد تعدی فرمایا ہی وہ اعتقاد پر محمول ہی ہم بحر الرائق مین حدیث مذکور یون مذکور ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ وہ وضو ہی کہ اللہ تعالی نماز کو بدون اسکے قبول نہین کرتا اور دو دو بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ وضو ہی اس شخص کا جسکو دونا ثواب عطا ہوتا ہی اور تین تین بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ میرا وضو ہی اور مجھسے پہلے کے انبیا کا وضو ہی سو جو شخص کہ اسپر زیادہ کرے یا کم کرے فقد تعدی ظلم یعنی اسنے حد سے تجاوز کیا درصورت زیادت اور ظلم کیا درصورت کمی بدائع مین ہی کہ صحیح تر قول یہی ہی کہ زیادت سے گنہگار نہو گا مگر جبکہ یہ اعتقاد کرے کہ وضو جائز نہین مگر تین بار سے زیادہ کرنے مین تین کہتا ہون کہ زیادت سے گنہگار ہوگا اسراف کی جہت سے اگرچہ فقط تین بار دھونے کے مسنون ہونیکا معتقد ہو کذا فی الطحطاوی مختصرا لعل کراہتہ تکرارہ فی مجلس فتنزیہیۃ بل فی القہستانی معزیا للجواہر الاسراف فی الماء الجاری جائز لانہ غیر مضیع فتامل اور شاید کہ فقہا کا مکروہ کہنا تکرار وضو کا ایک مجلس مین مکروہ بکراہت تنزیہی ہی یعنی ترک اولی ہی گناہ نہین بلکہ قہستانی مین جواہر سے منقول ہی کہ اسراف جاری پانی مین جائز ہی اسواسطے کہ شخص پانی کا ضائع کرنے والا نہین ہی سو اسکو تامل کرو ہم یہ جواب ہی اس سوال مقدر کا کہ اگر تین بار سے زیادت تسکین دل اور وضو پر وضو کرنے مین جائز ہی اور وعید حدیث مذکور کا معتقد کے حق مین ہی تو فقہا نے تکرار وضو کو مجلس واحد مین کیون مکروہ کہا ہی جواب دیا کہ کراہت تنزیہی ہی جسکو لاباس بہ کہتے ہین بلکہ قہستانی نے اسپر بھی ترقی کی کہ آب جاری مین مطلقا زیادت کو جائز رکھا طحطاوی نے کہا خلاصہ مین ہی کہ تکرار وضو ایک مجلس مین جائز ہی اور سراج مین ہی کہ مکروہ ہی نہر الفائق مین ہی کہ دونون روایتون مین اختلاف نہین اسواسطے کہ خلاصہ کا جواز اعادہ وضو پر محمول ہی اور سراج کی کراہت چند بار کرنے پر محمول ہی چنانچہ سراج مین چند بار کا لفظ صریحا اسپر دلالت کرتا ہی انتہی تو اگر شارح کے کلام کو چند بار تکرار پر محمول کیجیے چنانچہ حلبی محشی نے کہا ہی تو بلاشبہ اسراف ہی اور اسراف مکروہ تحریمی ہی نہ تنزیہی اور قہستانی کا کلام آب جاری پر قاصر ہی اور شارح کا کلام سابق عام ہی اور قہستانی نے جو کہا کہ آب جاری مین اسراف جائز ہی سو ضعیف قول ہی بلکہ وہ مکروہ ہی مطلقا بلا حاجت اور شارح نے بلفظ تامل اسکی توہین اور تضعیف کیطرف اشارہ کردیا انتہی مافی الطحطاوی ملخصا پس قہستانی کا کلام اعتماد کے قابل نہین کہ صحیح حدیث کے مخالف ہی اسواسطے کہ احمد اور ابن ماجہ مین مروی ہی کہ آنحضرت صلعم سعد بن ابی وقاص پر گذر رہے اور وہ وضو کرتے تھے تو فرمایا کہ پانی مین اسراف مت کر سعد نے کہا کیا پانی مین بھی اسراف ہی فرمایا نعم وان کنت علی نہر جار یعنی ہان پانی مین بھی اسراف ہی اگرچہ تو جاری نہر پر ہو کذا فی شرح سفر السعادۃ للدہلوی ومسح کل رأسہ مرۃ مستوعبۃ اور سنت ہی اپنے تمام سر کا مسح کرنا ایکبار اسطرح کہ بالکل سر پر دونون ہاتھ پھر جاوین اندک بھی باقی نرہے صحیحین مین عبداللہ بن زید سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کو مسح کیا دونون ہاتھون سے سو دونون ہاتھ آگے سے پیچھے لیگئے اور پیچھے سے آگے کو لائے ایکبار اور محمد بن حسن کی موطا مین عبداللہ بن زید بن عاصم سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے وضو کی حکایت مین مروی ہی کہ مسح کیا مقدم سر سے تا اینکہ دونون ہاتھون کو قفا (گدی ۱۲) تک لیگئے پھر دونون ہاتھون کو پھیلائے اس مکان تک جہان سے مسح کرنا شروع کیا تھا اور جو کیفیت مسح کی اس حدیث مین مذکور ہی یہی مشہور ہی اور اسکے سوا جو شارحین ہدایہ نے کیفیات مسح کی بیان کی ہین وہ کسی حدیث سے ثابت نہین کذا فی العینی طحطاوی نے کہا کہ ظاہر کیفیت مسح کی یہ ہی کہ دونون ہتھیلیان اور انگلیان مقدم سر پر رکھے اور انکو قفا تک کھینچ لیجائے اسطرح کہ تمام سر پر استیعاب ہو جائے پھر دونو انگلیون سے دونون کانون کا مسح کرے اور اسطرح سے پانی مستعمل نہین ہوجاتا کذا فی البحر عن الزیلعی اور یہ جو بعضون نے کہا کہ دونون کف کو اور سبابہ اور ابہام کو علیحدہ رکھے اسکی تضعیف کی ہی بحر الرائق مین فلو ترکہ وداوم علیہ اثم اور اگر تمام سر کا مسح ترک کیا اور ترک استیعاب پر ہمیشگی کی تو گنہگار ہو گیا یعنی اسواسطے کہ سنت موکدہ بمنزلہ واجب ہی واذنیہ معا ولو بمائہ اور سنت ہی دونون کانون کا ساتھ ہی مسح کرنا یعنی یہان تقدیم سر مستحب نہین اگرچہ کانون کا مسح سر کے مسح کے پانی سے ہو ہم شارح نے اس کلام سے خلاف شافعی کیطرف اشارہ کیا یعنی امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح کیواسطے نیا پانی ضرور ہی ہماری دلیل یہ حدیث ہی کہ الاذنان من الراس یعنی دونون کان سر مین داخل ہین تو سر کے ساتھ انکا بھی مسح چاہیے

علامہ عینی نے اس حدیث کو شرح ہدایہ مین آٹھ صحابیون سے نقل کیا اگرچہ اکثر طرق اس حدیث کے ضعیف ہین لیکن ابن عباسؓ کی حدیث جو دارقطنی مین ہی ابن قطان نے اسکو صحیح
اور بزار نے اسکو جید کہا ہی انتہی لکن لو مس عمامتہ فلا بدّ من ماءٍ جدیدٍ لیکن اگر مسح سر کے بعد پگڑی کو ہاتھ لگایا تو اب نیا پانی کانون کے مسح کیواسطے لینا ضرور ہی
والترتیبُ المذکورُ فی النصِّ اور سنت ہی وہ ترتیب جو نص قرانی مین مذکور ہی یعنی اول چہرہ دھونا پھر دونون ہاتھ کہنیون تک پھر مسح سر کا کرنا پھر پانون دھونا ٹخنون تک
وعند الشافعی رضی اللہ عنہ فرضٌ وھو مطالبٌ بالدلیل اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترتیب فرض ہی اور انسے دلیل فرضیت کا مطالبہ ہی بحر الرائق
مین بعد دلائل اور بحث کے کہا خلاصہ یہ ہی کہ عدم افتراض پر اقامت دلیل کی حاجت نہین کیونکہ وہ یعنی عدم افتراض اصل ہی اور اسکے مدعی سے دلیل کا مطالبہ ہی
والولاءُ بکسر الواو غسلُ المتاخر ومسحُہ قبل جفاف الاول بلا عذرٍ حتی لو فنی ماؤہ فمضی لطلبہ لا باس بہ اور سنت ہی ولا بکسرہ واو یعنی پے در پے وضو
کرنا عبارت ہی عضو متاخر کے دھونے سے یا مسح کرنے سے عضو اول کے خشک ہو جانے سے پہلے بدون عذر کے یعنی اگر عذر سے خشک ہو چنانچہ ہوا کے گرم اور تیز سے تو کچھ
مضائقہ نہین یہانتک کہ اگر درمیان وضو کے پانی چک گیا سو وہ اسکے لینے کو گیا اور عضو خشک ہو گیا تو پے در پے کی سنت فوت نہوگی اس عذر سے کیم موالاۃ
مین حداوی نے اعتدال ہوا اور اعتدال بدن اور عدم عذر کی قید لگائی ہی کذا فی الطحطاوی تو اگر ہوا کی گرمی یا سردی یا بدن کی گرمی اور سردی سے خشکی جلد ہو گئی
اثناء وضو مین تو یہ مانع نہین پے در پے کی سنت ادا ہونے کو ومثلہ الغسلُ والتیمم اور وضو کے مانند غسل اور تیمم ہی کہ انکے افعال بھی پے در پے مسنون ہین اور اگر کسی
عذر سے تتابع فوت ہو جاے تو کچھ ڈر نہین طحطاوی نے کہا تیمم مین بحث ہی کیونکہ اسمین خشکی کو مانع موالاۃ قرار دینا متصور نہین وعند مالکؒ فرضٌ اور امام مالک کے
نزدیک موالاۃ یعنی وضو کو پے در پے کرنا فرض ہی ومن السُّنَنِ الدَّلْکُ وترکُ الاِسْرافِ وترکُ لطمِ الوجہِ بالماءِ وغسلُ فرجِھا الخارجِ اور منجملہ سنتون کے عضو
مغسول کا ملنا اور پانی کا اسراف چھوڑنا یعنی زیادہ خرچ نکرنا اور منہ پر پانی سخت نمارنا اور عورت کو باہر کی شرمگاہ کا دھونا مسنون ہی حلبی نے کہا کہ عورت کی شرمگاہ
دہن کے مانند ہی تو جیسے دہن یعنی منہ کا دھونا وضو مین مسنون ہی اور غسل مین واجب ہی اسیطرح شرمگاہ کا دھونا انتہی اور ظاہر شرمگاہ کا دھونا فقط حالت استنجا مین مسنون ہی
نہ وضو کرنے کیوقت لیکن ظاہر بیان شارح اسکے مخالف ہی کذا فی الطحطاوی تتمہ مصنف نے تیرہ سنتین مذکور کین اور شارح نے چار زیادہ کین کتب فقہ مین کم و بیش مذکور ہین
بعضے استحباب کو سنن مین اور بعضے سنن کو استحباب مین شمار کرتے ہین تحفہ مین اکیس سنتین وضو کی مذکور ہین اسطرح کہ استنجا کرنا ڈھیلون سے اور نیت اور تسمیہ اور غسل یدین
الی الرسغین اور استنجا کرنا پانی سے اور وہ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین آداب سے تھا اور آپکے زمانہ کے بعد سنت ہو گیا باجماع صحابہ تراویح کے مانند اور مضمضہ اور
استنشاق اور دونون مین ترتیب اور ہر ایک کیواسطے جدا پانی لینا اور مضمضہ و استنشاق مین مبالغہ کرنا مگر صوم کی حالت مین اور مسواک کرنا مضمضہ کیوقت
اور ترتیب اور موالات اور تثلیث غسل اعضاء مغسولہ اور داہنے سے غسل شروع کرنا اور انگلیون کے سرے سے غسل شروع کرنا ہاتھ پانون مین اور تخلیل اصابع اور
استیعاب تمام سر کا اور شروع کرنا مقدم سر سے اور ایکبار مسح کرنا اور تثلیث مسح کو ترک کرنا اور کانون کے ظاہر و باطن کو مسح کرنا سر کے پانی سے آب جدید سے
اور تخلیل ریش ابو یوسفؒ کے نزدیک اور مسح گردن مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک سنت ہی اور بعضون کے نزدیک ادب کذا فی العینی ومستحبُّہ ویسمّی
مندوبًا وادبًا وفضیلۃً وھو ما فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام مرۃً وترکہ اخری وما احبّہ السلف اور وضو کے مستحب بیان مین اور مستحب کو
مندوب و ادب و فضیلت بھی کہتے ہین اور مستحب وہ عمل ہی جسکو رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی کیا کبھی نکیا اور وہ عمل جسکو سلف صالحین نے دوست رکھا اور
پسند کیا ہو اصولیون کے نزدیک مستحب اور مندوب ایک چیز ہین اور فقہا کے نزدیک مستحب وہ ہی جسکو رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے گاہے کیا گاہے ترک کیا اور مندوب وہ ہی جسکو ایک دو بار
کیا ہو انکی تعلیم کیواسطے ایسا ہی شرح نقایہ مین لیکن اس تعریف مین قصور ہی اسواسطے کہ جس فعل مین شارع نے ترغیب دی اور خود نکیا وہ اس سے خارج ہوا جاتا ہی اور محیط مین مندوب
کی وہ تعریف کی ہی جو یہان مستحب کی تعریف ہی کذا فی البحر نہر الفائق مین کہا صاحب کنز اکثر مندوب کہتا ہی اور اس سے مستحب کا ارادہ کرتا ہی اور یہی قول ہی اصولیون کا اسیوجہ سے تحریر
مین کہا ہی کہ جسپر مواظبت نہین ہی وہ مندوب اور مستحب ہی اگرچہ اسکو نکیا ہو ترغیب کے بعد انتہی التیامُنُ فی الیدینِ والرجلینِ مستحب ہی داہنی طرف سے شروع کرنا ہاتھ

پانون کے دھونے مین ہم صحاح ستہ مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیامن کو یعنی داہنی طرف سے شروع کرنے کو دوست رکھتے تھے
ہر چیز مین یہانتک کہ طہارت کرنے مین اور جوتے پہننے مین اور بالون کی کنگھی کرنے مین اور سب کامون مین اور بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی شخص جوتی پہنے تو چاہیے کہ داہنے پانون سے شروع کرے اور جب اُتارے تو بائین پانون سے شروع کرے تاکہ داہنا پانون
جوتے پہننے مین اول ہو اور اوتارنے مین آخر ہو اور انس رض سے روایت ہی کہ جب تو مسجد مین داخل ہو تو داہنے پانون سے ابتدا کر اور جب تو نکلے تو بائین پانون سے ابتدا کر
حاکم نے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہی ولہذا باتفاق علما داہنے کی تقدیم مستحب ہی ہر ایک اُس امر مین جو از قسم تکریم کی ہی چنانچہ وضو مین اور غسل مین اور کپڑا
اور جوتی اور موزہ اور پاجامہ کے پہننے مین او مسجد کے داخل ہونے مین اور مسواک کرنے اور سرمہ لگانے اور ناخن تراشنے اور موچھ کترنے اور بغل کے بال اُکھاڑنے اور
سر کے مونڈنے مین اور نماز کے بعد سلام پھیرنے مین اور بیت الخلا سے نکلنے مین اور کھانے اور پینے اور مصافحہ کرنے مین اور حجر اسود کے بوسہ لینے مین اور چیز کے
دینے اور لینے مین اور سوا اسکے جو اس قسم کے افعال ہین اور بائین کی تقدیم ہی امور مذکورہ کے مخالف کامون مین چنانچہ ناک صاف کرنا اور استنجا اور بیت الخلا مین جانا
اور مسجد سے نکلنا اور جوتی اور موزہ او پاجامہ اور کپڑا اوتارنا اور مانند انکے اور افعال کذا فی العینی شرح الہدایہ ولو مسحًا داہنے کی تقدیم اگرچہ مسح کرنے مین ہو یعنی
درصورت موزہ پوشی یا جراحت کے مسح کرنے مین تیامن مستحب ہی الا الاذنین والخدین فیلغز ای عضوین لا یستحب التیامن فیہما تیامن مستحب نہین دونون
کانون کے مسح مین اور دونون رخسارون کے دھونے مین تو اسیوجہ سے پہیلی کیطرح بوجھتے ہین کہ وہ دو عضو کون ہین جنمین داہنے عضو کی تقدیم مستحب نہین ہم عنقریب شارح
مذکور کرگیا ہی کہ دونون کانون کا مسح ساتھہی سنت ہی اور اگر ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ مین زخم ہو کہ ساتھ ہی دونون کانون کا مسح نہین کرسکتا تو اب البتہ داہنے
کان کو تقدیم ہی کذا فی العالمگیریۃ ومسح الرقبۃ بظہر یدیہ اور مستحب ہی گردن کا مسح کرنا اپنے دونون ہاتھون کی پیٹھ سے یعنی اسواسطے کہ پشت دست کا
پانی مستعمل نہین لا الحلقوم لانہ بدعۃ حلقوم یعنی گلے کا مسح کرنا مستحب نہین کیونکہ وہ بدعت ہی ہم بدعت جب مطلق مذکور ہو تو بدعت سیئہ مراد ہوتی ہی نہ بدعت حسنہ
کذا فی الطحطاوی ومن آدابہ عبر من لانہ لہ آدابا اخر اوصلہا فی الفتح الی نیف وعشرین واوصلہا فی الخزائن الی نیف وستین استقبال
القبلۃ اور وضو کے آداب یعنی مستحبات سے وضو کے وقت قبلہ رو بیٹھنا ہی شارح نے کہا مصنف متن کا لفظ جو بعض پر دلالت کرتا ہی بولا اسواسطے کہ آداب وضو
سوا متن کے اور بھی ہین فتح القدیر مین آداب وضو کو بیس اور کئی تک پہونچایا ہی اور مین نے خزائن الاسرار مین (جو پہلے شرح لکھی تھی اس متن کی) ساٹھ اور کئی آداب
نوبت پہونچائی ہم ماتن نے پندرہ مستحبات ذکر کیے اور شارح نے آٹھ زیادہ کیے اور طحطاوی محشی نے سوا انکے چودہ بڑھائے تو سب یہ مستحب ہوئے مستحبات مذکورہ
طحطاوی یہ ہین حالت استنجا مین اُس انگوٹھی کا اُتار رکھنا جسپر اللہ تعالی یا اسکے رسول کریم کا نام پاک ہی اور مٹی کے برتن سے وضو کرنا اور دستگاہ آفتابہ کو تین بار دھونا
اور آفتابہ وضو کو بائین طرف رکھنا اور اگر بڑا برتن طشت وغیرہ کے مانند ہو اُسکو داہنی طرف رکھنا اور غسل کرنے مین آفتابہ کی دستگی پر ہاتھ رکھنا نہ اُسکے سر پر اور
وضو کے جمیع افعال مین نیت کو ساتھ رکھنا اور وضو مین جلدی اور شتابی نکرنا ایسا مذکور ہی فتاوی عالمگیری مین اور وضو کا برتن حاجت سے پہلے بھر رکھنا اور
استنشاق کیوقت بائین ہاتھ سے ناک جھاڑنا اور بھوین اور موچھ کے نیچے پانی پہونچانا اور چہرہ دھونے کی ابتدا اوپر سے کرنا اور سر کا مسح مقدم سے شروع کرنا
اور ہاتھ پانون کا دھونا انگلیون کے سرون سے شروع کرنا ایسا مذکور ہی معراج الدرایہ مین کذا فی الطحطاوی ودلک اعضائہ فی المرۃ الاولی اور مستحب ہی
اپنے اعضا کو ملنا اول بار کے دھونے مین ہم مصنف نے دلک اعضا کو مستحبات مین شمار کیا اور خلاصہ مین کہا ہی کہ دلک اعضا ہمارے مذہب مین سنت ہی
خصوصًا موسم سرما مین چنانچہ صاحب فتح القدیر نے کہا ہی لہذا شارح نے دلک اعضا کو سنتون مین شمار کیا کذا فی الطحطاوی وادخال خنصرہ المبلولۃ
صماخ اذنیہ عند مسحہما اور مستحب ہی اپنی بھیگی چھنگلی کا داخل کرنا دونون کانون کے سوراخ مین اُنکے مسح کرنے کیوقت وتقدیمہ علی الوقت
لغیر المعذور اور نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا غیر معذور کو یعنی وہ معذور جسکا پیشاب اور ریح ہر وقت جاری ہی اُسکے حق مین تقدیم وضو کی مستحب نہین

مستحبات وضو

وهذا احدى المسائل الثلث المستثناة من قاعدة الفرض افضل من النفل لان الوضوء قبل الوقت مندوب وبعده فرض اور یہ یعنی تقدیم وضو کا مسئلہ ایک ہی ان تین مسئلوں سے جو مستثنیٰ ہین اس قاعدہ سے کہ فرض افضل ہی نفل سے اسواسطے کہ وضو وقت سے پہلے مستحب ہی اور وقت آنے کے بعد فرض ہی هم قاعدہ مذکورہ سے تین مسئلے خارج ہین اسواسطے کہ انمین نفل یعنی مستحب افضل ہی فرض سے الثانية ابراء المعسر مندوب افضل من انظاره الواجب دوسرا مسئلہ یہ ہی کہ مفلس کو دین چھوڑ دینا مستحب ہی وہ افضل ہی مفلس کی مہلت دینے سے کہ وہ واجب ہی هم مفلس مدیون کو مہلت دینا واجب ہی بموجب اس آیت کے (وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ) یعنی اگر مدیون تنگدست ہو تو اسکو مہلت دینا چاہیے کشادگی تک تو دیکھو یہاں چھوڑنا جو مستحب تھا افضل ٹھہرا مہلت دینے سے جو واجب ہی الثالثة الابتداء بالسلام سنة افضل من رده وهو فرض تیسرا مسئلہ یہ ہی کہ سلام کرنا سنت ہی سو افضل ہی سلام کے جواب دینے سے اور حالانکہ جواب دینا فرض کفایہ ہی ونظمه من قال الفرض افضل من تطوع عابد حتى ولو قد جاء منه باكثر ؛ الا التطهر قبل وقت وابتداء للسلام كذاك ابراء معسر اور مسائل ثلثہ کو نظم مین بیان کیا ہی جس شاعر نے یون کہا ہی کہ فرض افضل ہی عابد کے نفل سے اگرچہ نفل کو اُسنے زیادہ تر کیا ہو فرض سے مگر طہارت کرنا وقت سے پہلے اور ابتدا سلام اسیطرح مفلس کا دین چھوڑ دینا افضل ہی وقت آنے کے پہلے طہارت اور جواب دینے اور مہلت دینے سے وتحريك خاتمه الواسع اور مستحب ہی کشادہ انگوٹھی کا گھمانا اور پھیرنا وضو کے وقت ومثله القرط اور یہی حال کان کی بالی کا یعنی غسل کے وقت اسکا بھی پھیرنا مستحب ہی تاکہ پانی سوراخ کے اندر پہنچ جاوے وكذا الضيق ان علم وصول الماء والا فرض اور اسیطرح تنگ انگوٹھی کی تحریک مستحب ہی اگر اسکے نیچے پانی کا پہونچنا معلوم ہو گیا ہو اور اگر پانی کا پہونچنا معلوم نہو تو اب تحریک اسکی فرض ہی نہ مستحب وعدم الاستعانة بغيره الا لعذر اور غیر سے مدد نچاہنا وضو مین مستحب ہی مگر معذور کو استعانت مخالف استحباب نہین ہی عذر یہ کہ برتن بھاری ہی اٹھ نہین سکتا یا کہ وضو کرنے والا بیمار اور ضعیف ہی كذا في الطحطاوي واما استعانته عليه الصلوة والسلام بالمغيرة فلتعليم الجواز اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا مدد چاہنا وضو مین مغیرہ بن شعبہ صحابی سے جواز استعانت کی تعلیم تھی هم یہ جواب ہی اس سوال مقدر کا کہ اگر استعانت غیر سے خلاف استحباب ہوتی تو حضرت سے واقع نہوتی جواب دیا کہ یہ امر تعلیم جواز کے واسطے تھا اور شارع کو تعلیم افضل ہی مستحب سے كذا في الطحطاوي مغیرہ بن شعبہ کی حدیث مین ہی کہ مین حضرت کے ساتھ سفر مین تھا اور آپ شامی جبہ تنگ آستین کا پہنے تھے تنگی آستین سے ہاتھ نہ نکل سکا آپنے اسفل آستین سے ہاتھ نکالا سو مینے پانی ڈالا آپنے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا مسلم اور بخاری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہی امام غزالی نے کہا کہ تنگی آستین کیوجہ سے استعانت تھی اور بعضون نے کہا سفر کی جہت سے كذا في العيني وعدم التكلم بكلام الناس الا لحاجة تفوته اور مستحب ہی وضو مین نہ بولنا آدمیونکی سی بات مگر اُس حاجت کیواسطے بولنا خلاف استحباب نہین جو بدون بولے فوت ہوتی ہو والجلوس في مكان مرتفع تحرزا عن الماء المستعمل اور مستحب ہی وضو کرنے کو اونچے مکان پر بیٹھنا مستعمل پانی سے بچنے کو یعنی اگرچہ اصح قول مین مستعمل پانی طاہر ہی لیکن اختلاف سے بچنے مین احتیاط ہی وعبارة الكمال وحفظ ثيابه عن التقاطر وهي اشمل اور شیخ کمال الدین صاحب فتح القدیر کی عبارت یون ہی کہ بچانا کپڑون کا تقاطر سے مستحب ہی اور یہ عبارت بنسبت ماتن زیادہ تر صورتون کو شامل ہی اسواسطے کہ کبھی وضو کرنیوالا اونچے مکان پر ہوتا ہی اور چھینٹون سے نہین بچتا كذا في الطحطاوي والجمع بين نية القلب وفعل اللسان اور مستحب ہی جمع کرنا دل کی نیت میں اور زبان کے لفظ مین یعنی دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی کہے کہ وضو کرتا ہون رفع حدث یا استباحہ صلوۃ یا امتثال امر کیواسطے هذه رتبة وسطى بين من سن التلفظ بالنية ومن كرهه لعدم نقله عن السلف اور یہ یعنی زبانی قول کو مستحب کہنا میانہ روی ہی دو قول مین ایک قول اس شخص کا جو سنت کہتا ہی زبانی نیت کرنے کو چنانچہ امام شافعی اور دوسرا قول اسکا جو زبانی نیت کو مکروہ کہتا ہی کیونکہ نیت کو زبان سے کہنا سلف سے یعنی صحابہ و تابعین سے منقول نہین هم یعنی استحباب رتبہ ہی سنت کہنے اور مکروہ کہنے کے درمیان مین تو جمع کرنا نیت دلی اور تلفظ زبانی کو متوسط ٹھہرا وخير الامور اوسطها والتسمية كما مر عند غسل كل عضو وكذا الممسوح اور بسم اللہ کہنا چنانچہ مذکور ہو چکا ہر عضو کے دھونیکے وقت مستحب ہی اور اسیطرح مسح کرنیکے وقت هم ابتداء وضو مین بسم اللہ کہنا سنت ہی اور ہر عضو کے دھونے اور مسح کرنیکے ساتھ مستحب ہی والدعاء بالوارد عنده اى عند كل عضو وهو ما ذكر ناحد اخبار اور

آثار میں وارد ہی ہر عضو کے دھونے اور مسح کرنے میں شرح الطحاوی میں ہی کہ مضمضہ کرنیکے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ اور استنشاق کیوقت کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ اور چہرہ دھونے کیوقت کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ اور لیا رک اور داہنے ہاتھ دھونیکے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا اور بایان ہاتھ دھونیکے وقت کہے اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَھْرِیْ اور سر کے مسح کرنیکیوقت کہے اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اور کانون کے مسح کرنیکیوقت کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اور گردن کے مسح کرنیکے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ اور دونوں پانون دھونیکیوقت کہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ رافعی شافعی نے کہا کہ یہ خبر صالحین سے مروی ہی اور محی الدین نووی نے روضہ میں کہا کہ اس دعا کی کچھ اصل نہیں ابن صلاح نے کہا کہ اسمین کوئی حدیث صحیح نہیں مین کہتا ہون مستغفری نے دعوات مین اور صاحب فردوس نے اور ابن عساکر نے اسمین بطریق ضعیفہ علی مرتضیٰؓ سے روایت کی ہی اور ابن حبان نے ضعفا مین انس رضؓ سے اور مستغفری نے براء ابن عازب کی حدیث سے اسیطرح کی روایت کی اور اسناد اسکی واہی اور ضعیف ہی کذا فی العینی وقد رواہ ابن حبان وغیرہ عنہ علیہ الصلوۃ والسلام من طرق قال المحقق الشافعیۃ الرملی فیعمل بہٖ فی فضائل الاعمال وان انکرہ النووی الخ اور البتہ ادعیہ مذکورہ کی حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی ہی چند طریقون سے محقق شافعی مذہب کے یعنی شمس الدین محمد رملی نے کہا تو ایسی حدیث پر عمل کرنا چاہیے اعمال کے فضائل مین اگرچہ محی الدین نووی شافعی نے اسکا انکار کیا ہی جب حدیث ضعیف کے چند طریقے اسناد کے ہوئے تو ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہی تو وہ حدیث صرف ضعیف نہیں رہتی بلکہ وہ مرتبہ حسن کو پہنچجاتی ہی اہل حدیث اسکو حسن لغیرہ کہتے ہین ابن حجر نے شرح اربعین مین کہا کہ فضائل اعمال مین عمل بحدیث ضعیف اسواسطے کہ جائز ہوا کہ اگر وہ حدیث نفس الامر مین صحیح ہی تو عمل کرنے سے اسکا حق ادا ہوا اور اگر صحیح نہین ہی تو عمل کرنے سے تحلیل اور تحریم کا کچھ فساد مترتب نہوا اور نہ غیر کی حق تلفی ہوئی ایک حدیث مین وارد ہی کہ جسکو میری طرف سے ثواب عمل کرنیکا پہونچا سو اسنے اسپر عمل کیا تو اسکو اجر ملیگا اگرچہ نبی نے اسکو نکہا ہو کذا فی الطحطاوی شارح نے رملی کو موصوف بصفت محقق شافعیہ کہا تاکہ خیر الدین رملی حنفی کا لوگونکو دھوکا نہو شیخ عابد سندھی مدنی نے طوالع الانوار حاشیہ درالمختار مین تصریح کی ہی کہ محقق شافعیہ سے مراد شمس الدین محمد رملی ہی **فائدہ** یہ فائدہ شارح نے مناسبہ مقام کے بیان کیا انما شرط العمل بالحدیث الضعیف عدم شدۃ ضعفہ حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی شرط ہی کہ نہایت ضعیف نہو شدید الضعیف وہ حدیث ہی جسکا کوئی طریقہ کذاب یا متہم بالکذب سے خالی نہو قال الطحطاوی کذا قالہ ابن حجر وان یدخل تحت اصل عام اور یہ شرط ہی کہ قاعدہ کلیہ شرعی کے تحت مین ہو وہ قاعدہ یہان دعا کی مطلوبیت ہی کیونکہ دعا کرنا عام ہی ہر وقت مین کذا فی الطحطاوی وان لا یعتقد سنیۃ ذلک الحدیث اور یہ شرط ہی کہ اس حدیث ضعیف کے مسنون ہونیکا اعتقاد نہو یعنی یہ یقین نکرے کہ یہ قولاً یا فعلاً حضرتؐ سے ثابت ہی لیکن علی سبیل الاحتمال کوئی مانع نہین کذا فی الطحطاوی واما الموضوع فلا یجوز العمل بہٖ بحال ولا روایتہ الا اذا قرن ببیانہ وضعہ اور موضوع حدیث پر عمل کرنا تو کسی حال مین جائز نہین اور اسکا نقل کرنا جائز ہی مگر جبکہ نقل کے ساتھ اسکے موضوع ہونیکو بیان کرے تو اس شرط سے البتہ روایت درست ہی چنانچہ اسیطرح بیان موضوعات مین محدثین نے کتابین تالیف کی ہین موضوع جھوٹی حدیث کو کہتے ہین افترا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بالاتفاق حرام ہی اور بعضون نے اسکو کفر کہا ہی حدیث صحیح مین وارد ہی جسنے مجھپر جھوٹ کہے وہ کہا جو مین نے نہین کہا تو وہ شخص اپنا نشست گاہ دوزخ مین سے ٹھہراوے کذا فی الطحطاوی والصلوۃ والسلام علی النبی بعدہ ای بعد الوضوء لکن فی الزیلعی ای بعد کل عضو اور مستحب ہی صلوۃ اور سلام کا کہنا نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر بعد وضو کے لیکن زیلعی مین وضو کے ہر عضو کے بعد درود پڑھنے کو مستحب کہا ہی وان یقول بعدہ ای الوضوء اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین اور مستحب ہی کہ وضو کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ صحیح مسلم مین عمر فاروق رضؓ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وضو کامل کرے پھر کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اسکے واسطے آٹھون دروازے بہشت کے کھولے جاوین جس دروازہ سے چاہے بہشت مین داخل ہو ترمذی کی روایت مین آنا اور زیادہ ہی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ لیکن اسکی اسناد مین اضطراب ہی اور مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری سے یون روایت ہی کہ جو وضو کرے

پھر کہے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک تو لکھا جاویگا ورق مین پھر اسپر مہر ہوگی اور نہ ٹوٹیگی قیامت کے دن تک اس روایت کے رفع اور وقف مین اختلاف ہی لیکن نسائی اور طبرانی نے اسکے موقوف ہونیکی تصحیح کی ہی اور نودی نے جو اذکار اور شرح مہذب مین مرفوع اور موقوف ہونیکی تضعیف کی سو غلط ہی اسلیے کہ موقوف کے صحیح ہونے مین شک نہین کذا فی العینی شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین نسائی اور ابن السنی سے ابوموسی اشعری کی روایت کی کہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے وضو کا پانی لایا آپنے وضو کیا پھر مینے سنا کہ آپ فرماتے تھے اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی وان یشرب بعدہ من فضل وضوئہ کماء زمزم مستقبل القبلۃ قائما اوقاعدا اور مستحب ہی وضو کے بعد کچھ وضو کا بچا پانی پینا زمزم کے پانی کے مانند قبلہ رو کھڑے ہوکر یا بیٹھکر وفیما عداھما یکرہ قائما تنزیھا اور وضو اور زمزم کے پانی کے سوا اور پانی کھڑے ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہی یعنی اسواسطے کہ اسمین طب کی راہ سے مضرت ہی نہ دین کی راہ سے کذا فی الطحطاوی وعن ابن عمر کنا ناکل علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت مین کھاتے تھے چلنے کی حالت مین اور پیتے تھے کھڑے ہوئے ہم شارح نے اس روایت سے ثابت کیا کہ کھانا چلتے ہوئے اور پینا کھڑے ہوئے جائز ہی ورخص للمسافر شربہ ماشیا اور اجازت ہی مسافر کو پانی پینے کی چلتے ہوئے ومن الاداب تعاھد موقیہ وکعبیہ وعرقوبیہ واخمصیہ اور مستحبات سے ہی خبرگیری اپنی دونون آنکھون کے کویون کی اور دونون ٹخنون کی اور دونون ایڑیون کی اور دونون تلوون کے اندر کی یعنی وضو کے اندر ان مقامون مین پانی پہونچانا اور انسے غافل نرہنا مستحب ہی اسواسطیکہ اونچے نیچے ہونیکے سبب ان مقامات مین کبھی تھوڑی خشکی باقی رہجاتی ہی ولہذا حدیث صحیح بخاری ومسلم مین وارد ہی کہ ویل للاعقاب من النار یعنی خرابی ہی ایڑیون کے واسطے دوزخ کی آگ سے یعنی جن ایڑیون مین خشکی رہگئی وضو کرنے مین غفلت سے واطالۃ غرتہ وتحجیلہ اور مستحب ہی دراز کرنا چہرہ اور ہاتھ پانون کے دھونیکا یعنی اعضاء مغسولہ کے حدود معینہ سے زیادہ دھونا مستحب ہی صحیحین اور نسائی مین ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت غراً محجلین آوینگے وضو کے آثار سے سو جس سے ہوسکے اپنا غرہ بڑھا وے کرے اور دوسری روایت مین ہی کہ ابوہریرہ نے وضو کیا سو اپنا چہرہ دھویا اور دونون ہاتھونکو دھویا یہانتک کہ قریب تھا کہ دونون مونڈھون تک پہونچا پھر دونون پانون دھوئے پنڈلیان تک پھر حدیث مذکور پڑھی غرہ کہتے ہین گھوڑے کے چہرہ کی سفیدی کو اور تحجیل بولتے ہین اسکے ہاتھ پانون کی سفیدی کو اور یہ زینت ہی گھوڑے کے حق مین تو حدیث مین غرہ اور تحجیل استعارہ ہی انسان کیواسطے وضو کے آثار مین کذا فی الیسیر یعنی متوضی کا چہرہ اور ہاتھ پانون روشن ہونگے وضو کے آثار سے تو حدود معینہ سے زیادہ کرنا مستحب ٹھہرا طحطاوی نے علی زادہ کی شرح شرعہ سے نقل کیا کہ دونون ہاتھون کا دھونا نصف بازو تک اور پانون کا دھونا نصف ساق تک مستحب ہی وغسل رجلیہ بیسارہ اور مستحب ہی دونون پانون کا دھونا بائین ہاتھ سے وبلھما عند ابتداء الوضوء فی الشتاء اور مستحب ہی دونون پانون کا پانی سے چپڑنا ابتداء وضو مین جاڑے کے موسم مین ہم فتاوی عالمگیری مین بدائع سے تعمیم اعضا مذکور ہی اسطرح کہ خلف بن ایوب نے کہا کہ لائق یون ہی کہ سرما مین اعضا کو پانی سے چپڑ لے تیل ملنے کیطرح پھر اسپر پانی روان کرے اسواسطے کہ سرما مین پانی عضو پر خوب نہین پھیلتا ہی کذا فی الطحطاوی والتمسح بمندیل اور مستحب ہی اعضا کو پونچھنا رومال سے ہم یعنی موضع استنجا کو کپڑے سے پونچھنا مستحب ہی ایسا ہی فتح القدیر مین اور عالمگیری مین ہی کہ باقی اعضاء وضو کو نہ پونچھے اس کپڑے سے جس سے موضع استنجا کو پونچھا تو اور کپڑے سے پونچھنا درست ہی اور معراج مین ہی کہ لائق یہ ہی کہ بمبالغہ نہ پونچھے کذا فی الطحطاوی عینی نے کہا کہ بعد وضو کے رومال وغیرہ سے پونچھنے مین علما کا اختلاف ہی سو ہمارا مذہب یہ ہی کہ لابأس بہ یعنی کچھ مضایقہ نہین اور ترک افضل ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک صحیح قول یہ ہی کہ مکروہ نہین لیکن اسکا نکرنا مستحب ہی اور بعضون نے کہا کہ موسم گرما مین مکروہ ہی اور سرما مین سردی کے عذر سے مکروہ نہین اور ابن شاہین نے جو ناسخ اور منسوخ مین عدم تمسح کی حدیث روایت کی ہی اور ترمذی نے جو حدیث آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پونچھنے کی روایت کی ہی سو دونون حدیثین ضعیف ہین انتہی مافی العینی مختصرا وعدم نفض یدہ اور مستحب ہی ہاتھ کا نہ جھاڑنا اسواسطے کہ جھاڑنا طہارت کی کراہت اور بیزاری پر دلالت کرتا ہی کذا فی الطحطاوی وقرءۃ سورۃ القدر اور مستحب ہی سورہ انا انزلنا کا پڑھنا وضو کے بعد شارح منیہ نے

اسپر بہت ثواب ہے کرگیا ہی کذا فی الطحطاوی وصلوٰۃ رکعتین فی غیر وقت کراہۃ اور مستحب ہی بعد وضو کے دو رکعت کا پڑھنا سوائے وقت کراہت کے ہم اس نماز کو
تحیۃ الوضو کہتے ہین صحیح مسلم وغیرہ مین عقبہ بن عامر سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی ایسا مسلمان جو وضو کرے اچھی طرح سے پھر کھڑا ہو
اور دو رکعت نماز پڑھے دونون رکعتون پر متوجہ ہو کر اپنے دل اور چہرہ سے مگر اُسکے واسطے جنت واجبہ ہوگئی کذا فی تیسیر الوصول الی جامع الاصول یعنی خضوع ظاہری
اور باطنی پر جنت کا وعدہ ہی ومکروہہ لطم الوجہ او غیرہ بالماء تنزیھا اور مکروہ تنزیہی ہی چہرہ وغیرہ پر پانی کو زور سے مارنا والتقتیر والاسراف
اور حاجت سے کم وبیش کرنا کمی کی صورت یہ ہی کہ غسل اعضا مین تیل کے مانند پانی چپڑے بلکہ اچھی طرح اعضا پر تین بار پانی کو روان کرے ومنہ الزیادۃ
علی الثلث اور منجملہ اسراف کے ہی تین بار سے زیادہ دھونا لیکن تسکین دل یا وضو پر دوسرے وضو کے قصد سے زیادت درست ہی چنانچہ مذکور ہو چکا ہم بخاری
اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی مین حدیث صحیح ثابت ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے
اور بعضے روایات مین کم وبیش بھی آیا ہی اور صاع چار مد کا ہوتا ہی اور مد دو رطل کا اور رطل بیس استار کا ہم استار ساڑھے چار مثقال کا اور مد اوزان شرعی
ایک ہی چیز ہی انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود پانی وضو کا کم صرف کرتے اور بہت پانی بہانے سے منع فرماتے اور فرماتے کہ میری امت مین فرقہ
لوگ پیدا ہونگے جو وضو مین تعدی اور تجاوز حد سے کرین اور فرماتے تھے کہ وضو کا ایک شیطان ہی نام اُسکا ولہان ہی تو پانی کے وسواس سے پرہیز کرو کذا فی
سفر السعادۃ وشرحہ اب چونکہ ہر مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوا ہی تو مد اوزان شرعی لکھنؤ کے سیر کے حساب سے تخمیناً تین پاؤ پختہ کا ہوا اسواسطے کہ لکھنؤ کا پختہ
سیر ۹۶ روپے کا ہی اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا اور صاع جس سے غسل سنت ہی تین سیر قدرے زائد کا ہوا عادت ہوگئی ہی پانی کے اسراف کی لہذا اکثر لوگ اسقدر پانی
مین متحیر ہوتے ہین اگر ننگ ٹونٹی کے لوٹے سے باحتیاط وضو کرین اسطرح سے کہ بدن پر پانی گرے زمین پر بیفائدہ نگرے تو تین پاؤ پانی سے بخوبی وضو ہو سکتا ہی
اسکا ضرور اہتمام کرنا چاہیے تاکہ سنت پر عمل کرنیکا ثواب حاصل ہو اور اسراف مکروہ سے اجتناب فیہ تحریمًا لو بماء النھر والمملوک لہ پانی مین اسراف
مکروہ تحریمی ہی اگر نہر کے پانی سے یا اپنے مملوک پانی سے وضو ہو ہم مکروہ تحریمی شیخین کے نزدیک حرام نہین حرام سے قریب ہی اور محمدؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام ہی بعینہ
اما الموقوف علی من یتطھر ومنہ ماء المدارس فحرام اور وہ پانی جو طہارت کرنے والون پر وقف کیا گیا اور وقف کی قسم سے ہی مدرسون کا پانی
سو اسمین تو اسراف کرنا حرام ہی بالاتفاق وتثلیث المسح بماءٍ جدید اور تین بار مسح کرنا نئے پانی سے مکروہ ہو اما بماءٍ واحد فمندوب او مسنون
اور ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرنا تو مستحب ہی یا مسنون چنانچہ منح الغفار مین زیلعی سے منقول ہم ہدایہ مین اسکو مشروع کہا ہی اور عینی نے کہا کہ مسنون ہونیکی بھی
امام سے روایت ہی اور صحیح قول امام سے ترک تثلیث کا ہی انتھی ومن منھیاتہ التوضی بفضل ماء المرأۃ اور وضو کی ممنوعات سے عورت کے وضو یا غسل کے
باقی رہے پانی سے وضو کرنا ہم اسواسطے کہ شاید اس سے مرد کو کچھ لذت حاصل ہو یا یہ وجہ ہی کہ اکثر عورتونکو نجاست سے محافظت کمتر ہوتی ہی اور یہ کراہت تنزیہی پر دلالت
کرتا ہی کذا فی الطحطاوی او فی مواضع نجس لان لماء الوضوء حرمۃ یا مکروہ ہی وضو کرنا ناپاک مکان مین اسلیے کہ وضو کے پانی کی کچھ حرمت ہی ہم طحطاوی نے
کہا اور یہ بھی وجہ ہی کہ وہان نجاست کی چھینٹون کے پڑنیکا خوف ہی او فی المسجد الا فی اناء یا مکروہ ہی وضو کرنا مسجد کے اندر مگر مسجد مین برتن کے اندر
وضو جائز ہی او فی موضع اعد لذلک یا وضو جائز ہی مسجد کے اُس مکان مین جو وضو کرنیکو بنایا گیا چنانچہ اس ملک مین مسجد کے لب فرش وضو کیواسطے بنائے ہین
والقاء النخامۃ والامتخاط فی الماء اور مکروہ ہی تھوکنا اور سنکنا پانی مین یعنی اگرچہ آب جاری ہو طحطاوی نے کہا یہ کراہت تنزیہی ہی اسواسطے کہ انکے ترک
کرنے کو مستحبات مین شمار کیا ہی وینقضہ خروج کل خارج نجس بالفتح ویکسر منہ ای من المتوضی الحی اور وضو کو توڑتا ہی نکلنا ہر ناپاک چیز نکلنے والے کا
زندہ وضو کرنے والے سے شارح نے کہا نجس بفتح جیم ہی اور کبھی جیم کو کسرہ یعنی زیر بھی دیا جاتا ہی ہم نجس بفتح جیم عین نجاست کا نام ہی اور بکسر جیم اُسکا نام ہی جو پاک نہو تو یہ علم
ہے کہ تو متن مین دونو طرح ہو سکتا ہی مگر فتحہ جیم کا الیق ہی کہ تکلف سے دور ہی اور لغت کی راہ سے دونو نہین کچھ فرق نہین چنانچہ نہر الفائق مین ہی زندہ کی قید سے مردہ

نکل گیا اسواسطے کہ خروج نجاست کا مردہ سے ناقص اُسکے وضو کا نہین بلکہ موضع نجاست کا دھونا چاہیے کذافی الطحطاوی معتادًا او لا نجس خارج عادت
کی چیز ہو چنانچہ بول اور براز یا عادت کی چیز نہو چنانچہ خون کا نکلنا مِنَ السَّبِیلَیْن اَوْ لَا بول و براز کی راہ سے نجاست نکلے یا نہین اِلیٰ مَا یُطَهَّرُ
بالبناء للمفعول ای ما یُلحقہ حکمُ التطہیر ناقص وضو ہو نکلنا نجاست کا اُس مقام تک بدن سے جو طاہر کیا جاتا ہو یعنی جسکے پاک کرنیکا حکم لاحق ہوتا ہو
وضو یا غسل مین ثم المرادُ بالخروج من السبیلین مجرد الظهور پھر اسکو معلوم کر کہ خروج سبیلین سے مراد فقط ظاہر ہونا ہو بدون سیلان کے یعنی جب نجاست
بول و براز کی راہ سے ظاہر ہوئی خروج متحقق ہوا اور وضو ٹوٹ گیا اگر سیلان نہو ہم محیط مین ہو کہ حد خروج کی انتقال ہو باطن سے ظاہر کی طرف اور یہ معلوم نہین
ہوتا ہو مگر بسبب سیلان کرنیکے موضع نجاست سے اسلیے خروج کی تعبیر سیلان سے کی برخلاف اُسکے اگر نجاست ظاہر ہوئی سبیلین کے سرے پر کہ وہ وضو کی ناقص
ہو اگرچہ سائل نہوئی ہو اسطیکہ راس سبیلین نجاست کا مکان نہین ہو وہان تو نجاست آتی ہو اپنے مکان اصلی سے منتقل ہوکر تو انتقال نجاست کا ظہور سے معلوم ہوا تو ظہور کو
خروج کے قائم مقام کر دیا کذافی الدر للاخسرو وفی غیرهما عین السَّیَلان اور سبیلین کے سواے مین خروج بعینہ سیلان ہو یعنی بہنا یہی نکلنا ہو ہم سیلان یعنی
بہنے کی حد یہ ہو کہ نجاست زخم کے اوپر آوے پھر وہان سے ڈھلجاے ایسا بیان کیا ہو ابو یوسف نے اسواسطے کہ جبتک انحدار یعنی سر زخم سے ڈھلنا پایا نجائیگا تو اپنے مکان
سے نجاست کا انتقال نہوگا کیونکہ جبتک خون سر زخم کے موازی اور سامنے ہو وہی اُسکا مکان اصلی ہو اور اسی تقریر سے معلوم ہوگیا کہ غیر سبیلین مین خروج عین
سیلان ہو کذافی الدر الحاصل سبیلین مین خروج نجاست کا تحقق فقط ظاہر ہو جانے سے ہوتا ہو اگرچہ سیلان نہو اور غیر سبیلین مین یعنی زخم وغیرہ مین خروج ثابت نہوگا
بدون سیلان کے ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم كلما خرج ولو ترکہ لسال نقض و الَّا لا اگرچہ سیلان بالفعل نہو بلکہ بالقوۃ ہو یعنی بہنے کی لیاقت و قابلیت
رکھتا ہو تو ناقص ہوگا اسلیے کہ فقیہون نے کہا ہو کہ اگر خون نکلنے کو پونچھتا رہا اور بہنے نہ دیا لیکن اگر نہ پونچھتا تو بہتا تو ایسا خون وضو کو توڑتا ہو اور جو ایسا نہین وہ ناقص
نہین یعنی اگر بہنے کے لائق نہین وہ وضو کو نہین توڑتا کما لو سال فی باطن عینٍ او جرحٍ او ذکرٍ ولم یخرج جیسے وضو کو نہین توڑتا وہ خون جو بہا آنکھ کے اندر
یا زخم کے اندر یا ذکر کے اندر اور باہر نہ نکلا اسواسطے کہ ان مواضع کا دھونا نہ وضو مین لازم ہو نہ غسل مین یہ محترز ہو قولہ یلحقہ حکم التطہیر کا وکدمعٍ وعرقٍ الّا
عرقَ مُدْمِن الخمرِ فناقضٌ على ما سیذکرہ المصنفُ لنا فیہ کلامٌ اور جیسے آنسو اور پسینا وضو کو نہین توڑتا اسلیے کہ نجس نہین مگر دائم الخمر
کا پسینا تو وضو کا ناقص ہو بنابر اُس قول کے جسکو مصنف ذکر کریگا آخر کتاب فوائد شتی مین اور ہمکو اُسمین گفتگو ہو ہم حاصل کلام شارح یہ ہو کہ وہ قول
ضعیف اور تخریج غریب ہو تو اعتماد کے لائق نہین کذافی الطحطاوی وخروج غیر نجسٍ مثل ریحٍ او دودةٍ او حصاةٍ من دُبُرٍ اور وضو کو توڑتا ہو نکلنا پاک چیز کا
مقعد سے چنانچہ ہوا یا کیڑا یا پتھری ہم ریح اگرچہ ناپاک نہین قول صحیح مین چنانچہ زاہدی وغیرہ مین ہو مگر وضو کی ناقص ہو نجس کی مجاورت کے سبب سے
اور کیڑے اور پتھری وغیرہ پر اگرچہ نجاست قلیل ہو لیکن اُنکا نکلنا سبیلین سے ناقص وضو ہو چنانچہ درر مین مصرح ہو کذافی النہر لا خروج ذلك من جرحٍ
ناقص وضو نہین نکلنا ریح اور کیڑے اور پتھری کا زخم سے ولا خروج ریحٍ من قبلٍ غیر مفضاةٍ اور ناقص وضو نہین نکلنا ریح کا اُس عورت کی فرج سے جو
مفضاۃ نہین ہو اَمّا ہی فیُنْدَبُ لها الوضوءُ وقیل یجب وقیل لو منتنة لیکن مفضاۃ کو تو وضو کرنا مستحب ہو فرج کے ریح نکلنے سے اور بعضون نے
کہا واجب ہو اور بعضون نے کہا کہ اگر بدبو ہو ریح مین تو واجب ہو وضو اور نہین تو نہین ہم مفضاۃ وہ عورت ہو جسکی دونون راہین ایک ہوگئین درمیان کا پردہ پھٹکر وذکرٍ
لانہ اختلاج اور ناقص وضو نہین ذکر سے کی ریح اسواسطے کہ یہ اختلاج ہو یعنی عضو کا پھڑکنا ہو درحقیقت خروج ریح نہین ہم مصنف نے اپنی شرح
منح الغفار مین کہا کہ فرج اور ذکر کی ریح اسواسطے وضو کی ناقص نہین کہ وہ نجاست کے مقام سے نہین اُٹھی اور ریح ناقض نہین ہوتی مگر اسیوجہ سے اور
یہ وجہ نہین ہو کہ ریح خود نجس ہو حتّٰى لو خرج ریحٌ من الدبر وهو یعلم انه لم یکن من الاعلٰى فهو اختلاجٌ فلا ینقضُ یہانتک کہ اگر خارج
ہوئی ریح مقعد سے اور وہ جانتا ہو کہ اوپر سے نہین اوتری تو وہ بھی اختلاج ہو درحقیقت خروج نہین تو ناقص وضو نہوگا کذافی المنح عن الخلاصة وانما قیّد

بالریح لان خروج الدود والحصاۃ منہما ناقض اجماعا کما فی الجوہرۃ اور مصنف نے ریح کی قید نہیں لگائی مگر اسواسطے کہ کیڑے اور پتھری کا
نکلنا فرج اور ذکر سے وضو کا توڑنے والا ہی بالاتفاق چنانچہ جوہرہ میں مذکور ہی ہم اسیطرح خانیہ میں مصرح ہی اور سراج وہاج میں اسپر اجماع نقل کیا ہی لیکن
زیلعی نے اُس کیڑے میں جو فرج سے نکلا ہی خلاف نقل کیا ہی اور اسیطرح شارح وقایہ نے کذا فی النہر ولا خروج دودۃ من جرح او اذن او انف
او فم وکذا اللحم سقط منہ لطہارتہما وعدم السیلان فیما علیہما وہو مناط النقض اور وضو کو نہیں توڑتا نکلنا کیڑے کا
زخم سے یا کان سے یا ناک سے یا مُنہ سے اور اسیطرح ناقض وضو نہیں وہ گوشت جو گر پڑا زخم سے بسبب پاک ہونے کیڑے اور گوشت کے اور نہ بہنے
اُس رطوبت کے جو اُن دونوں پر ہی اور سیلان یہی مدار ہی وضو توڑنے کا یعنی غیر سبیلین میں ہم زخم کا کیڑا پیدا ہوا ہی گوشت سے اور گوشت پاک ہی برخلاف اُس کیڑے
کے جو مقعد سے نکلا کہ وہ نجاست سے پیدا ہوا ہی اور گوشت کی طہارت اُس شخص کے حق میں اسواسطے کہ فقہا نے کہا کہ جو چیز زندہ سے جدا ہوئی وہ مردار کے
مانند ہی مگر اُسی زندہ کی ذات کے حق میں یہانتک کہ اگر اُسکو وہ لیے ہیگا تو نماز اُسکی فاسد نہو گی تو حلبی کا یہ اشکال ساقط ہو گیا کہ گوشت یعنی ساقط گوشت
نجس ہی نہ طاہر کذا فی الطحطاوی والمخرج بعصر والخارج بنفسہ سیان فی حکم النقض علی المختار کما فی البزازیۃ قال لان فی الاخراج خروجا
فصار کالفصد وفی الفتح عن الکافی انہ الاصح واعتمدہ القہستانی وفی القنیۃ وجامع الفتاوی انہ الاشبہ ومعناہ انہ الاشبہ
بالمنصوص روایۃ والراجح ہدایۃ فیکون الفتوی علیہ اور جو خون وغیرہ زخم اور پھوڑے سے نکالا گیا دابنے اور نچوڑنے سے
اور جو آپ سے نکلا دونوں برابر ہیں وضو توڑنیکے حکم میں بنا بر قول مختار کے چنانچہ بزازیہ میں ہی اُسکے مصنف یعنی بزازی نے کہا اسواسطے کہ نکالنے میں نکلنا بھی ثابت ہی
یعنی خروج اخراج کو لازم ہی تو نکلنا فصد کے مانند ہو گیا یعنی فصد بالاتفاق ناقض ہی باوجود اخراج کے اور فتح القدیر میں کافی سے منقول ہی کہ مخرج کا ناقض ہونا
صحیح تر قول ہی اور اسپر قہستانی شارح نقایہ نے اعتماد کیا ہی اور قنیہ اور جامع الفتوی میں ہی کہ یہی قول اشبہ ہی اور اشبہ کا مطلب یہ ہی کہ قول مذکور زیادہ تر مشابہت
رکھتا ہی اُس قول سے جو منصوص ہی روایت کی راہ سے یعنی فصد سے اور اُس قول سے جو راجح ہی ادراک عقلی کی راہ سے تو بموجب نقول مذکورہ کے اسی پر فتوی ہوگا
ہم مخرج کا ناقض ہونا عالمگیری میں وجیز کردری اور قنیہ اور شرح منیہ سے منقول ہی اور حسن چلپی کے حاشیۂ شرح وقایہ میں بھی قول تتمہ اور خلاصہ اور کافی اور شمس الائمہ
سرخسی سے مذکور ہی حجامت و فصد و مص علق پر قیاس کرنے سے اگرچہ محشی مذکور نے قیاس مذکور کو غیر مستقیم کہا ہی اور خارج بنفسہ و مخرج بالعصر میں تفرقہ ثابت کیا ہی
لیکن بقول علامہ عینی کے باب عبادت میں مخرج کے ناقض ٹھہرانے میں احتیاط ہی اگرچہ صاحب ہدایہ اور شارح وقایہ اور ظہیریہ کا مصنف اسکو ناقض نہیں کہتے
وینقضہ قئ ملأ فاہ بان یضبط بتکلف اور ناقض وضو قئ ہی منھ بھر کے اسطرح پر کہ بہت تکلف سے تھم کے اندر تھم سکے ہم اور ینابیع میں کہا کہ قول
صحیح یہ ہی کہ منھ بھر کے قئ وہ ہی جسکے روکنے پر قدرت نہو کذا فی الطحطاوی من مرۃ بالکسر ای صفراء وعلق ای سوداء قئ مذکور ناقض ہی صفرا سے خواہ سودا سے
مرہ بکسر میم و تشدید را عبارت ہی صفرا سے یعنی زرد کڑوا پانی اور علق بفتح عین و لام عبارت ہی سودا سے ہم قاموس میں ہی کہ علق بالتحریک خون [illegible] علق یا نہایت
سرخ یا غلیظ یا بستہ خون طحطاوی نے کہا یہان خون بستہ مراد ہی خون بستہ کی قید اسلیے لگائی کہ اگر خون سائل ہو تو ناقض ہی اگرچہ منھ بھر کے قئ نہو انتہی قولہ
شارح نے علق کو سودا کہا حالانکہ یہان علق سے خون بستہ مراد ہی اسواسطے کہ خون بستہ نہیں ہوتا مگر احتراق سے ہر خلط سودا ہو جاتا ہی تو علق خون حقیقی سودا
ہو گیا کذا فی العینی واما العلق النازل من الرأس فغیر ناقض اور جو خون بستہ کہ سر سے اترا وہ تو وضو کو نہیں توڑتا او طعام او ماء اذا وصل
الی معدتہ وان لم یستقر یا قئ ہو کھانے یا پانی کی جبکہ کھانا یا پانی پیٹ تک پہنچ گیا اگرچہ اُسمیں نہ ٹھہرا فوراً گر پڑا ناقض ہی وضو کا ہم اور حسن کا قول یہ ہی
کہ اگر طعام اور پانی فوراً گر پڑا تو ناقض نہیں مجتبی میں اسکو مختار کہا ہی اور معراج الدرایہ میں اسکی تصحیح کی ہی تو یہان دونوں قول مختلف کی تصحیح واقع ہوئی ہی کذا فی الطحطاوی وہو نجس
مغلظ ولو من صبی ساعۃ ارتضاعہ ہو الصحیح لمخالطۃ النجاسۃ ذکرہ الحلبی اور وہ قئ مذکور نجس مغلظ ہی اگرچہ شیر خوار لڑکے نے قئ کی ہو دودھ پیکر

فوراً یہی قول صحیح ہے بسبب ملجانے نجاست معدے کے ایسا ذکر کیا ہے حلبی نے یعنی کھانا اور پانی اور دودھ جو فوراً قے ہوگیا وہ ناپاک ہوگیا ہے پیٹ کی نجاست سے مختلط ہوکر ولو ھو فی المریٔ فلا نقض اتفاقاً کقئ حیۃ او دود کثیر لطھارتہ فی نفسہ اور کھانا یا پانی یا دودھ مری میں یعنی طعام اور شراب کے مجری میں تھا پیٹ تک نہیں پہونچا اور قے ہوگیا تو وضو کا ٹوٹنا بالاتفاق ثابت نہیں جیسے کیچوے یا بہت سے کیڑوں کی قے ناقض نہیں بسبب پاک ہونے ہر واحد کے اپنی ذات میں یعنی اور جسقدر کہ نجاست نہیں ہے وہ قلیل ہے منہ بھر کے نہیں کذا فی الطحطاوی کماء فم النائم فانہ طاھر مطلقاً بہ یفتی جیسے سوتے آدمی کی رال ناقض نہیں ہے کہ وہ پاک ہے ہرطرح اسیکا فتوی ہے یعنی رال مطلقاً پاک ہے خواہ سر سے اوترے یا پیٹ سے چڑھے خواہ زرد رنگ بدبودار ہو یا نہو اور اس اطلاق کے مقابل وہ قول ہے ابو نصر کا مختار کہ جو رال پیٹ سے زرد رنگ بودار ہو وہ قے کے مانند ہے اور جو سر سے اوترے وہ پاک ہے تجنیس میں ہے کہ رال پاک ہے کسیطرح کی ہو اور اسی قول پر فتوی ہے کذا فی الطحطاوی بخلاف ماء فم المیت فانہ نجس کقئ عین خمر او بول وان لم ینقض لقلتہ لنجاستہ بالاصالۃ لا بالمجاورۃ برخلاف میت کی رال کے اسواسطے کہ وہ نجس ہے جیسے نفس شراب یا پیشاب کے قے اگرچہ وہ ناقض نہو قلت کیوجہ سے بسبب ناپاک ہونے شراب یا پیشاب کے اپنی اصل میں نہ پیٹ کی نجاست ملجانے سے برخلاف اور چیزوں کے کہ وہ اختلاط نجاست سے ناپاک ہوجاتی ہیں ذات انکی ناپاک نہیں لا ینقضہ قئ من بلغم علی المعتمد اصلاً نہیں توڑتی وضو کو بلغم کی قے مطلقاً بنا بر قول معتمد کے یعنی بلغم خواہ سر سے اوترا خواہ پیٹ سے چڑھا منہ بھر کے ہو یا کم مختلط بالطعام ہو یا نہو مگر جسکہ طعام سے منہ بھر ہوا ایسا ہی بحر اور نہر میں اور شارح کا قول علی المعتمد اُس بلغم کیطرف راجع ہے جو پیٹ سے چڑھا اسلیے کہ جو بلغم سر سے اوترا اسمیں اتفاق ہے علی الصحیح کذا فی الطحطاوی الا المخلوط بطعام فیعتبر الغالب مگر وہ بلغم جو طعام کے ساتھ مخلوط نکلا تو غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر بلغم غالب ہے تو ناقض وضو نہیں اور اگر طعام غالب ہے تو ناقض ہے ہم بہتر یہ تھا کہ شارح طعام کی پری دہن کا اعتبار کرتا جیسا صاحب بحر الرائق نے کیا تاکہ اُس صورت کو شامل ہوتا جبکہ طعام مغلوب ہوا اور باوجود اسکے منہ کو بھر دے لہذا صاحب بحر نے غلبہ طعام کو اسطرح بیان کیا کہ حالت انفراد میں منہ کو بھر دے سو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا فی الطحطاوی ولو استویا فکل علی حدۃ اور اگر بلغم اور طعام دونوں برابر ہیں تو ہر ایک کا اعتبار جدا جدا ہے یعنی اگر طعام بقدر پری دہن کے ہے تو ناقض ہے اور نہیں تو ناقض نہیں وینقضہ دم مائع من جوف او فم غلب علی بزاق حکما للغالب اور وضو کو توڑتا ہے وہ پتلا خون پیٹ یا منہ کا جو غالب ہوگیا تھوک پر اسواسطے کہ غالب پر حکم ہوتا ہے او ساواہ احتیاطاً یا خون برابر ہے تھوک کے تو بھی ناقض ہوگا احتیاط کی راہ سے ہم خون کے غالب ہونے یا برابر ہونے کی یہ علامت ہے کہ تھوک سرخ ہوگا اور مغلوب ہونیکی نشانی یہ ہے کہ تھوک زرد ہوگا کذا فی شرح الوقایہ والبحر ولا ینقضہ المغلوب بالبزاق اور وہ خون وضو کو نہیں توڑتا جو تھوک سے کم ہے والقیح کالدم اور پیپ خون کے مانند ہے وضو توڑنے کے حکم میں یعنی اگر پیپ تھوک سے غالب ہے یا برابر ہے تو ناقض ہے اور اگر کم ہے تو ناقض نہیں والاختلاط بالمخاط کالبزاق اور ملنا اوس پیپ کا رینٹ سے ملنا تھوک کے برابر ہے حکم مذکور میں یعنی غالب اور مساوی ناقض ہے اور مغلوب ناقض نہیں وکذا ینقضہ علقۃ مصت عضوا وامتلأت من الدم ومثلھا القراد ان کان کبیرا لانہ حینئذ یخرج منہ دم مسفوح سائل اور اسیطرح وضو کو توڑتا ہے وہ کیڑا اور جونک جسنے عضو کو چوسا اور خون سے پر ہوگیا اور چچڑی جونک کے برابر ہے وضو توڑنے میں بشرطیکہ بڑی چچڑی سے دم مسفوح یعنی رواں خون نکلتا ہے جونک کے مانند کذا فی الخانیہ والا تکن العلقۃ والقراد کذلک لا ینقض کبعوض وذباب کما فی الخانیۃ لعدم الدم المسفوح اور اگر جونک اور چچڑی ایسی نہو کہ اُس سے خون جاری نکلے تو وہ ناقض وضو نہیں مچھر اور مکھی کے کاٹنے کے مانند جیسا چہ خانیہ یعنی فتاوی قاضی خان میں مذکور ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا خون سائل کے نہونے سے وفی القہستانی لا ینقض ما لم یجاوز الورم اور قہستانی میں ہے کہ خون ناقض نہیں جبتک ورم سے تجاوز نکرے ہم بحر الرائق میں شیخ الاسلام کے مبسوط سے منقول ہے کہ مسر زخم ورم کھڑ گیا پھر اُس سے پیپ وغیرہ کچھ ظاہر ہوا تو ناقض نہوگا جبتک ورم سے تجاوز نکرے اسواسطے کہ موضع ورم کا دھونا واجب نہیں تو تجاوز نہوا اُس موضع کیطرف جسکو تطہیر کا حکم لاحق ہے طحطاوی نے کہا یہ حکم اُس صورت کو مخصوص ہے جہاں دھونا ورم کو ضرر کرتا ہے اور اگر ضرر نہیں کرتا تو دھونا

ورم کا واجب ہوگا انتہی قولہ تو اس صورت مین تجاوز ورم سے بھی وضو ٹوٹیگا کما لایخفی ولو شد بالرباط ان نفذ البلل للجانبین نقض اور اگر زخم کو پٹی سے باندھا اگر تراوت باہر کیطرف تو آئی تو وضو کی ناقض ہے م فتح القدیر مین ہے اسکا مطلب یون سمجھنا واجب ہے کہ وہ زخم ایسا ہے کہ اگر پٹی نہوتی تو بہتا اسواسطے کہ اگر قمیص زخم پر پھرے سوتر ہوجاے ناپاک نہین ہوا جتک ویسا نہو کیونکہ وہ حدث نہین کذا فی الطحطاوی ویجمع متفرق القیء ویجعل کقیء واحد لاتحاد السبب وھو الغثیان عند محمد وھو الاصح لان الاصل اضافۃ الاحکام الی اسبابھا الا لمانع کما بسط فی الکافی اور متفرق قی کو جو منہ بھر کے نہین انکل سے جمع کیجئے اور ایک قی اسکو ٹھہرائیے سبب کے متحد ہونے سے اور وہ سبب قی کا متلی ہے محمد کے نزدیک یعنی اگر ایک ہی متلی سے چندبار تھوڑی تھوڑی قی آئی اور مجموع کرنے سے پوری ادمن کو پہونچی ہے تو وضو کی ناقض ہے محمد کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہے اسواسطے کہ نسبت کرنا احکام کا انکے اسباب کیطرف اصل ہے مگر یہ کہ اسباب کیطرف نسبت کرنے سے کوئی چیز مانع ہو تو اب سبب کیطرف نسبت نہوگی چنانچہ اسکی تشریح کافی مین ہے م مانع کی مثال چنانچہ سجدۂ تلاوت ہے جبکہ اسکا سبب مکرر ہو مجلس واحد مین کیونکہ اگر یہان سبب معتبر ہو تو تداخل فوت ہوتا ہے اسواسطے کہ ہر بار کی تلاوت سبب ہے سجدہ کا اور غیر اصح قول ہے ابو یوسف کا یعنی جمع متفرق کیواسطے انکے نزدیک اتحاد مجلس معتبر ہے وکل مالیس بحدث اصلا بقرینۃ زیادۃ الباء کقیء قلیل ودم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الثانی اور جو چیز حدث نہین یعنی ناقض وضو کی نہین کسیطرح سے چنانچہ تھوڑی قی اور خون جو اسکو چھوڑ دیے تو سائل نہو تو وہ ناپاک نہین ابو یوسف رح کے نزدیک شارح نے کہا حدث مین اصلا کی قید ہمنے لگائی با رجارہ کے زائد ہونیکے قرینہ سے م اسواسطے کہ با رجارہ کی زیادت خبر کے عموم نفی پر دلالت کرتی ہے علم نحو کے قاعدہ سے تو اصلا کی قید لگانے سے اس حدث سے احتراز ہوا جو معذور سے خارج ہوتا ہے وقت نماز کے خارج ہونے سے پہلے اسواسطے کہ مثلا معذور کے پیشاب کا جاری ہونا معذور کے حق مین حدث نہین لیکن وہ ناپاک ہے اسواسطے کہ پیشاب غیر معذور کے حق مین حدث ہے تو اصلا کی قید لگانے سے وہ داخل نرہا اس کلیہ کے تحت مین بالجملہ کلیہ مذکور صحیح ہے کہ جو کسی وجہ سے ناقض وضو نہین وہ ناپاک نہین اور اسکا عکس درست نہین یعنی جو نجس نہین وہ حدث نہین اسواسطے کہ نوم اور اغما اور ریح نجس نہین مگر حدث ہین یعنی ناقص وضو ہین کذا فی الطحطاوی تو ریہ ہے کہ قی قلیل اسواسطے نجس نہین کہ علاے معدہ سے خارج ہوتی ہے اور وہ نجاست کا مکان نہین ہے اور قلیل خون غیر مسفوح ہے یعنی سائل نہین تو بمقتضاے آیۂ کریمہ او دما مسفوحا حرام نہوا تو نجس بھی نہوگا اور آدمی کا غیر مسفوح خون جو حرام ہے تو وہ مبنی ہے اسکے گوشت کی حرمت پر تو نجاست کا موجب نہوگا اسواسطے کہ حرمت بزرگی کے سبب سے ہے نہ نجاست کی وجہ سے تو آدمی کا خون غیر مسفوح اپنی اصلی طہارت پر ہے اگرچہ وہ حرام ہے وھو الصحیح رفقا باصحاب القروح خلافا لمحمد اور قلیل قی اور خون کا نجس نہونا یہی قول صحیح ہے زخمیون کی آسانی کیواسطے برخلاف محمد رح کے یعنی انکے نزدیک قی قلیل اور خون قلیل ناپاک ہے وفی الجوھرۃ یفتی بقول محمد لو المصاب مائعا اور جوہرہ نیرہ قدوری کی شرح مین ہے کہ محمد رح کے قول پر فتوی دیا جاے اگر سائل چیز مین قلیل قی یا خون لگگیا یعنی اگر پانی وغیرہ مین تھوڑا خون لگگیا تو اسکو ناپاک جانیے اور اگر کپڑے وغیرہ خشک چیزون مین لگے تو اسکو پاک سمجھے وینقضہ حکما نوم اور نیند وضو کو توڑتی ہے حکم شرع کی راہ سے م شارح نے حکما کے لفظ کو زیادہ کرکے اشارہ کردیا کہ مصنف نے نواقض حقیقہ کے بیان کے بعد اب نواقض حکمیہ کو شروع کیا یزیل مسکتہ ای قوتہ الماسکۃ بحیث تزول مقعدتہ من الارض وہ نیند ناقض وضو ہے جو آدمی کی قوت ماسکہ کو یعنی جس قوت سے آدمی ریح کو روکتا ہے زائل کردے اسطرح پر کہ اسکی مقعد زمین سے ملجاے م صحیح قول یہ ہے کہ نوم فی نفسہ ناقض نہین بلکہ احتمال خروج ریح وغیرہ کا ناقض ہے اسلیے کہ جب زمین سے مقعد کا زوال ہوا تو باعتبار عادت کے خروج شی سے خالی نہین اور جو ثابت ہے عادت سے وہ متیقن کے مانند ہے وھو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجھہ اور نوم ناقض سونا ہے ایک کروٹ پر یا ایک سرین پر ٹیک دیکر یا چت یا پٹ یعنی یہ چار طرح کی نیند ناقض وضو ہے قوت ماسکہ کے زائل ہوجانے سے والا ای وان لم یزل مسکتہ لاینقض وان تعمدہ فی الصلوۃ او غیرھا علی المختار اور اگر دوسری نیند نہین یعنی اسکی قوت ماسکہ کو زائل نہین کیا تو وہ نیند ناقض وضو کی نہین اگرچہ آدمی قصدا سوگیا ہو نماز مین

یا غیر نماز مین بنا بر قول مختار کے جو علی المختار صلوۃ کیطرف راجع ہوا اور غیر مختار ابو یوسفؒ کا قول ہو کہ جب نماز مین عمداً سوویگا تو وضو نرہیگا کذا فی الطحطاوی کالنوم قاعداً ولو مستنداً الی ما لو ازیل لسقط علی المذہب نوم غیر ناقض جیسے دونون سرین پر بیٹھکر سونا اگرچہ ایسی چیز کے سہارے سے سوگیا ہو کہ اگر اسکو ہٹا لیجیے تو سونیوالا گر پڑے بنا بر درستی مذہب کے جو شارح نے نیند کی ان اقسام کی اب تفصیل شروع کی جیسے وضو نہین ٹوٹتا ہدایہ مین سہارے کی نیند مذکور کو نواقض مین شمار کیا ہی اور اسکے شارحون نے کہا کہ طحطاوی نے اسکو اختیار کیا ہی مبسوط کی اصل روایت مین نہین ہی اور محیط مین ہی کہ اگر زمین پر مستقر نہو تو ناقض ہی اور اگر مستقر ہو تو ناقض نہین یہی قول اصح ہی کذا فی الدرر او ساجداً علی الہیئۃ المسنونۃ ولو فی غیر الصلوۃ علی المعتمد ذکرہ الحلبیؒ یا سونا سجدہ کرنے مین سنت کے طور پر اگرچہ نماز کے سوا مین اسطرح سو گیا ہو وضو نہین جاتا قول معتمد پر ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے ہم سجدہ مسنون کی صفت یہ ہی کہ پیٹ اونچا رکھے رانون سے اور بازو علیحدہ ہون پہلو سے اسواسطے کہ اسطرح مین استمساک باقی ہی اور استطلاق منعدم ہی اور بعضون نے کہا کہ نماز مین ہر طرح کا سجدہ ناقض نہین اور غیر نماز مین سجدہ مسنونہ ناقض نہین کذا فی الطحطاوی قدر مین ہی اور اسیطرح قیام اور رکوع کی حالت مین سونا وضو کا ناقض نہین او متورکاً یا سرین پر سونا اسطرح کہ دونون پانون ایک جانب کو پھیلائے اور دونون سرین زمین پر جمائے او محتبیاً وراسہ علی رکبتیہ یا سونا اکڑون بیٹھکر اسطرح کہ دونون پنڈلیان چھاتی سے ملجاوین کپڑا لپیٹ کر یا دونون ہاتھون سے تھام کر اور سر دونون گھٹنون پر ہو طحطاوی نے کہا اگر سر گھٹنون پر نہو تو بطریق اولی ناقض نہین او شبہ المنکب یا سونا اوندھے کے مانند اسطرح کہ دونون سرین رکھے ایڑیون پر اور پیٹ رانون پر اور ہو گیا اوندھے کے مشابہ ایسا ذکر کیا بحر الرائق مین اور اسمین گفتگو ہی کذا فی الطحطاوی او فی محمل او سرج او اکاف یا سونا عماری مین یا زین یا پالان پر ہم طحطاوی نے خلاصہ سے نقل کیا کہ محمل مین کھڑے یا بیٹھے سونا ناقض نہین انتہی خانیہ مین ہی کہ اگر جانور کی پیٹھ پر زین یا پالان مین سوگیا وضو نہین ٹوٹا کیونکہ مفاصل ڈھیلے نہین ہو گئے اور اگر دونون سرین کو ایڑیون پر رکھکر سوگیا جسطرح کتا کرتا ہی تو اسپر وضو نہین ابو یوسفؒ کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ امام کے نزدیک بھی ولو الدابۃ عریاناً فان حال الہبوط نقض والا لا اور جو سوار ہو اس حال مین کہ جانور کی پیٹھ برہنہ ہو تو اگر اوتار پر ہو یعنی بلندی سے نشیب کو آتا ہو تو ناقض وضو ہی ورنہ ناقض نہین ہم اسلیے کہ نیچے اوترتے پر سوار آگے کو جھکتا ہی تو سرین اٹھ جاتے ہین تو استمساک جو مانع خروج ریح تھا باقی نرہا اور برابر زمین پر یا بلندی پر چڑھنے مین یہ بات نہین تو وضو قائم رہیگا ولو نام قاعداً یتمایل فسقط ان انتبہ حین سقط فلا نقض بہ یفتی کنا عسر یفہم اکثر ما قیل عندہ اور جو بیٹھے سو رہا تھا جھوم جھوم کر پھر گر پڑا اگر گرتے ہی جاگ پڑا تو ناقض وضو نہین اسی قول پر فتوی ہی جیسے وضو نہین ٹوٹتا اس اونگھنے کا جو سمجھتا جاتا ہی اکثر ان باتون کو جو اسکے پاس ہوتی ہین کذا فی التخانیہ ہم خانیہ مین ہی کہ اگر چار زانو سویا کسی چیز پر بیٹھ کر ٹیک کر شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ ناقض نہوگا انتہی ما فی الخانیہ حاصل مقام یہ ہی کہ اگر استرخاء مفاصل نہین ہوا اور عدم زوال قوت ماسکہ کی دلیل قائم ہی چنانچہ قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ مسنونہ وغیر ذلک من المذکورات مین تو وضو قائم ہی ورنہ قائم نہین والعتہ لا ینقض اور اختلال عقلی اور اختلاط کلامی ناقض وضو نہین ہم عتہ بفتح اول وسکون ثانی آفت ہی موجب اختلال عقل اسطرح پر کہ شخص مختلط الکلام فاسد التدبیر ہو جاتا ہی مگر وہ کسیکو نہین مارتا ہی اور نہ گالی دیتا ہی ایسا مذکور ہی بحر الرائق مین اور معتوہ کا وضو اسواسطے صحیح ہوا کہ فقہا نے اسکی صحت عبادت پر حکم کیا ہی اگرچہ وہ عبادت کا مکلف نہین جیسے طفل عاقل کی عبادت صحیح ہی گو وہ مکلف نہین کذا فی الطحطاوی مخصاً کنوم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام جیسے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی نیند وضو کو نہین توڑتی ہم قنیہ مین مصرح ہی کہ ناقض وضو نہونا نوم کا حضرات انبیا کی خصوصیات سے ہی ولہذا صحیحین مین وارد ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہانتک کہ سونے کی آواز معلوم ہوئی پھر اٹھے اور نماز پڑھی بدون وضو کے اسواسطے کہ دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ میری آنکھین سوتی ہین اور میرا دل نہین سوتا اور اسپر اعتراض نہین لگتا اس حدیث کا کہ لیلۃ التعریس مین حضرت سو گئے تھے یہانتک کہ آفتاب نکل آیا تھا اسواسطے کہ دل مبارک جاگتا تھا حدث بدنی سے آگاہ تھا اور طلوع آفتاب کا ادراک دل سے متعلق نہین آنکھ کا یہ کام ہی سو آنکھ تو سوتی تھی ایسا مشہور ہی محدثین اور فقہا کی کتابون مین علامہ ابو سعود نے کہا علاوہ یہ ہی کہ نوم کی کچھ خصوصیت نہین

بلکہ نوم کے سوا اور نواقض کا بھی حکم ہی تو اسوقت مین حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا وضو کرنا امتون کی تشریع کیواسطے تھا مگر منجملہ نواقض کے اغما اور غشی مستثنی ہین کذا فی الطحطاوی وھل ینقض اغماؤھم وغشیہم ظاھر کلام المبسوط نعم اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا اغما اور غشی ناقض وضو ہی یا نہین جواب اسکا ظاہر کلام مبسوط سے یہ ہی کہ ہان ناقض ہی ھم اغما یعنی بیہوشی بیماری کی ایک قسم ہی جس سے قوت طبیعت ہو جاتی ہی اور عقل زائل نہین ہوتی بلکہ عقل کو چھپا لیتی ہی برخلاف جنون کے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتا ہی اور غشی یہ ہی کہ قوت محرکہ اور حساسہ معطل ہو جاے بسبب قلب ضعیف ہو جانیکے گرسنگی وغیرہ سے چنانچہ قہستانی مین ہی تو غشی نوم کے برابر ہی زوال اختیار اور فوت قدرت مین بلکہ نوم سے زائد ہی اسواسطے کہ نائم جگانے سے ہوشیار ہو جاتا ہی اور غشی جو اغما کی ایک قسم ہی اسکا صاحب ہوشیار کرنے سے بھی ہوشیار نہین ہوتا کذا فی الطحطاوی وینقضہ اغماء ومنہ الغشی اور وضو کو توڑتا ہی اغما اور اسکی قسم سے ہی غشی یعنی اغما اور غشی دونون ناقض ہین وجنون اور جنون یعنی دیوانگی ناقض وضو ہی جنون عبارت ہی زوال عقل سے اور اسکا ناقض ہونا ظاہر ہی باعتبار عدم مبالات کے اور عدم تمیز حدث کی غیر حدث سے کیونکہ مجنون مسلوب العقل ہو جاتا ہی لہذا انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر جنون کا ہونا صحیح نہین اور اغما صحیح ہی اسواسطے کہ عقل اسمین مغلوب ہی نہ مسلوب کذا فی العینی وسکر یدخل فی مشیہ تمایل ولو باکل الحشیشۃ اور ناقض وضو ہی وہ نشا کہ مست اپنی چال مین ادھر ادھر جھکتا جاتا ہو اگرچہ بھنگ کے کھانے سے نشا حاصل ہوا ہو ھم نشا اور مستی عبارت ہی اُس سرور سے جو عقل پر غالب ہو جاے بعض مسکرات کے استعمال سے تو آدمی عقل کے موافق عمل نہین کر سکتا مگر اسکی عقل زائل نہین ہو جاتی اسیواسطے وہ خطاب شرع کے لائق باقی رہتا ہی یہی قول تحقیق ہی اور بعضون نے کہا کہ مستی کا سرور عقل کو زائل کر دیتا ہی اور باوجود زوال عقل کے اسکا مکلف ہونا بطریق زجر اور توبیخ کے ہی کذا فی الطحطاوی وقہقہۃ اور قہقہہ یعنی ٹھٹھا مار کے ہنسنا ناقض ہی بشروط آیندہ ھم قیاس اسکو چاہتا ہی کہ قہقہہ ناقض نہو اسواسطے کہ وہ خارج نجس نہین اور یہی مذہب ہی شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ وغیرہم کا اور ہمارے مذہب کی دلیل وہ حدیث ہی جو چند صحابیون سے مرفوع مروی ہی از انجملہ ایک طریق یہ ہی جو معجم طبرانی مین ابو العالیہ ابو موسی اشعریؓ سے راوی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تھے کہ ایک کم نظر آدمی آیا اور اُس گڑھے مین گر پڑا جو مسجد مین تھا پس بہت لوگ جو نماز مین تھے ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنے والون کو فرمایا کہ وضو اور نماز کا اعادہ کرین اور بیہقی نے خلافیات مین مانند اسکے روایت کی پھر اس حدیث کو معلول کہا اسطرح پر کہ ثقات کی جماعت نے اس حدیث کو عن ابی العالیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کیا یعنی تابعی نے صحابی کا نام نہین لیا مین کہتا ہون بیہقی اس حدیث کے رد کرنے پر قادر نہوا سواے مرسل کہنے کے اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور مرسل ابو العالیہ کا صحیح ہی اور عجب ہی احمد بن حنبل سے اسواسطے کہ انکا مذہب یہ ہی کہ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو تقدیم دیتے ہین قیاس پر سو یہان انھون نے قیاس کو حدیث مرسل پر مقدم کیا کذا فی العینی مختصرا وتمام البیان فیہ ھی ما یسمع جیرانہ قہقہہ وہ ہنسی ہی جسکو پاس کے لوگ سنین اور ضحک وہ ہنسی ہی جسکو آپ آدمی سنے اور کوئی نہ سنے اور ضحک کا حکم یہ ہی کہ وہ وضو کا ناقض نہین نماز کا مبطل ہی اور تبسم وہ ہنسی ہی جسمین مطلق آواز نہو بلکہ فقط دانت کھل جاوین اسکا حکم یہ ہی کہ نہ وضو اُس سے جاتا ہی نہ نماز ۔ ذی بالغ ولو امرأۃ سہوا ایقظان قہقہہ جاگتے جوان کا ناقض ہی اگرچہ عورت ہو گو سہو کر قہقہہ کیا ہو فلا یبطل وضوء صبی ونائم بل صلوتہما بہ یفتی تو لڑکے اور سوتے کا قہقہہ وضو کو باطل نکریگا بلکہ دونون کی نماز کو باطل کریگا اسی قول کا فتوی ہی یصلی ولو حکما کالبانی ناقض وضو ہی قہقہہ اُس جاگتے جوان کا جو نماز پڑھتا ہی خواہ افعال نماز کے بالفعل ادا کرتا ہی یا نمازی کا حکم رکھتا ہی بانی کے مانند بانی وہ شخص ہی جسکا وضو نماز مین ٹوٹا پھر وضو کرنیکو گیا اس قصد سے کہ وضو کے بعد نماز مذکور کو تمام کرونگا سو وضو کر نیکے بعد قہقہہ مار کے ہنسا وضو ٹوٹ گیا کذا فی فتاوی قاضیخان بطہارۃ صغری ولو تیمما مستقلۃ نماز پڑھتا ہو اُس طہارت صغری کے ساتھ جو بالاستقلال کی ہی نہ ضمن غسل اگرچہ تیمم ہو ھم طہارت صغری عبارت ہی وضو اور تیمم سے اور طہارت کبری عبارت ہی غسل سے فلا یبطل وضوء فی ضمن غسل تو باطل نہوگا وہ وضو قہقہہ سے جو تمام بدن کے دھونے کے ضمن مین حاصل ہو ھم اور اگر اول وضو کر کے غسل کریگا

تو ظاہراً وضو مقتضی ہے کذا فی الطحطاوی لکن رجّح فی الخانیۃ والفتح والنہر النقض عقوبۃ لہ وعلیہ الجمہور کما فی الذخائر الاشرفیۃ لیکن
خانیہ اور فتح اور نہر الفائق مین وضو ٹوٹنے کے نقض کو راجح کہا ہے ہنسنے والے کو سزا دینے کیواسطے ذخائر اشرفیہ مین کہا کہ جمہور اسی قول پر ہین کہ وضو نہین رہتا
صلوٰۃ کاملۃ بالغ مذکور پوری نماز پڑھتا ہو وے ہم نماز کامل سے مراد رکوع سجود والی نماز ہے یا جو رکوع و سجود کے قائم مقام ہے چنانچہ اشارہ معذور کا یا سوار کا تو نماز جنازہ
اور سجدہ تلاوت مین قہقہہ سے وضو نہ ٹوٹیگا لیکن وہ نماز اور سجدہ باطل ہوگا ولو عند السلام عمداً فانہا تبطل الوضوء لا الصلوٰۃ خلافاً لزفر کما
حررہ فی الشرنبلالیۃ اگرچہ سلام کیوقت عمداً قہقہہ کیا اسواسطے کہ یہ قہقہہ وضو کو باطل کرتا ہے نہ نماز کو برخلاف زفر کے چنانچہ شرنبلالیہ شرح وہبانیہ مین اسکو
لکھا ہے ہم عمداً کی قید اسواسطے لگائی تا خروج بصنعہ محقق ہو تو اس سے نماز باطل نہوئی اور وضو ٹوٹ گیا اسواسطے کہ نماز کی جزو اخیر مین قہقہہ پایا گیا ولو قہقہ امامہ
او احدث عمداً ثم قہقہ المؤتم ولو مسبوقاً فلا نقض اور اگر مقتدی کے امام نے قہقہہ کیا یا عمداً احدث کیا پھر مقتدی نے قہقہہ کیا اگرچہ مقتدی مسبوق
ہو تو مقتدی کا وضو نہین ٹوٹا اسواسطے کہ امام کے قہقہہ یا حدث قصداً سے نماز باطل ہو گئی تو مقتدی کا قہقہہ خارج نماز کے واقع ہوا اور خارج نماز کے قہقہہ ناقض نہین
بخلاف فہما بعد کلامہ عمداً فی الاصح برخلاف اس قہقہہ مقتدی کے جو واقع ہوا امام کے عمداً کلام کرنے کے بعد قول اصح پر ہم یعنی اگر امام نے قصداً کلام کیا
پھر مقتدی نے قہقہہ مارا تو صحیح تر قول مین مقتدی کا وضو ٹوٹ جاویگا وجہ فرق قہقہہ اور کلام مین یہ ہے کہ کلام قاطع ہے نماز کا نہ مفسد اسواسطے کلام سے نماز کی شرط
یعنی طہارت فوت نہین ہوگئی تو اس سے مقتدی کی نماز فاسد نہوئی تو قہقہہ مقتدی کا نماز کے اندر واقع ہوا لہذا وضو ٹوٹا برخلاف قہقہہ امام یا عمداً احدث کے
کہ اسنے طہارت کو فاسد کر دیا تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہوئی تو قہقہہ مقتدی کا بعد نماز کے واقع ہوا تو وضو نہ ٹوٹا کذا فی الطحطاوی ومن مسائل الامتحان
لو نسی الباقی المسح فقہقہ قبل قیامہ للصلوٰۃ انتقض لا بعدہ لبطلانہا بالقیام الیہا اور آزمایش کے مسئلون سے ایک یہ مسئلہ ہے کہ اگر باقی
مثلاً مسح کرنا سر یا موزے کا بھول گیا پھر اسنے قہقہہ مارا نماز مین شروع کرنے سے پہلے تو اسکا وضو ٹوٹ گیا یعنی اسواسطے کہ نماز کے اندر قہقہہ واقع ہوا اور اسواسطے
کہ باقی کا وضو کیواسطے آنا جانا نماز مین داخل ہے اور جو بعد شروع کرنے نماز کے ہنسا تو وضو نہین ٹوٹا بسبب باطل ہو جانے نماز کے نماز کے شروع کرنے سے
کیونکہ نسیان مسح سے طہارت نہوئی تو بے طہارت نماز پڑھنے سے نماز باطل ہوگئی تو قہقہہ خارج نماز کے ٹھہرا ہم یعنی اگر سائل چاہے کہ مسئول کو آزماوے
کہ اسکو علم اس مسئلہ کا ہے یا نہین تو یون پوچھے کہ وہ قہقہہ کونسا ہے کہ جب نماز کے اندر واقع ہو تو ناقض نہو اور جب خارج نماز کے صادر ہو تو ناقض ہو حالانکہ امر بالعکس
ہے کذا فی الطحطاوی و مباشرۃ فاحشۃ بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل علی المعتمد
اور ناقض وضو ہے کھلی مباشرت دونون شرمگاہون کے بھڑ جانے سے اگرچہ یہ امر دو عورتون مین واقع ہو یا دو مردون مین استادگی کے ساتھ جانبین یعنی لگانے والا اور
جسکے لگایا دونون کے وضو کے ناقض ہے اگرچہ مباشرت مذکورہ مین مذی کی تراوٹ نہو بنابر معتمد قول کے ہم یہ قول شیخین کا ہے اور محمد رح نے کہا کہ مباشرت فاحشہ ناقض
نہین جبتک کچھ نہ نکلے اور صاحب حقائق نے اسکو صحیح کہا ہے لیکن یہ تصحیح معتمد نہین اسلیے کہ تحفہ مین تصریح کی چنانچہ اسکو شارح منیہ نے نقل کیا کہ شیخین کا قول صحیح ہے
اور یہی قول متون فقہ مین مذکور ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر مین کہتا ہون فتاوی عالمگیری مین جو ینابیع سے محمد رح کے قول پر فتوی اور نصاب سے تصحیح اسکی نقل کی ہے
وہ بھی بقول صاحب بحر متون کے مخالف ہونے سے لائق اعتماد کے نہین قنیہ مین ہے کہ عورت کے وضو ٹوٹنے مین انتشار آلہ مرد معتبر نہین کذا فی العالمگیریۃ
لا ینقضہ مس ذکر لکن یغسل یدہ ندباً نہین توڑتا وضو کو ذکر کا چھونا لیکن مستحب ہے کہ ہاتھ دھو ڈالے ہم بسرہ بنت صفوان کی حدیث مین مس ذکر
سے نقض وضو مذکور ہے اور طلق بن علی عن ابیہ کی حدیث مین جسکو سواے ابن ماجہ کے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے نقض وضو مذکور نہین ترمذی نے کہا کہ یہ
حدیث اصح اور احسن ہے اور یحیی بن معین وغیرہ نے بسرہ بنت صفوان کی حدیث کو ضعیف کہا ہے کذا فی الطحطاوی مختصراً وامرأۃ وامرد اور ناقض وضو نہین
عورت کا چھونا اور لڑکے بے ریش کا ہم امام شافعی رح کے نزدیک عورت کا چھونا ناقض وضو ہے بدلیل قولہ تعالی او لامستم النساء ہم ہماری دلیل یہ ہے کہ

لمس جب مقارن ہو عورتون سے تو جماع مراد ہوتا ہی اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رض کا چھونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوُن کا نماز کے اندر ثابت ہی
اور صحیحین مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہٹانا عائشہ صدیقہ رض کے پانوُنکا نماز مین ثابت ہی لٰکِنْ یُنْدَبُ لِلْخُرُوْجِ مِنَ الْخِلَافِ لَا سِیَّمَا لِلْاِمَامِ
لیکن وضو کر لینا مس ذکر اور مس عورت سے مستحب ہی تاکہ باتفاق مجتہدین کے طہارت حاصل ہو خصوصًا امام کے حق مین یعنی اسواسطے کہ امام کے پیچھے موافق اور
مخالف سب نماز پڑھتے ہین تو مقتدیون کی رعایت کرنا خوب بات ہی لٰکِنْ بِشَرْطِ عَدَمِ لُزُوْمِ ارْتِکَابِ مَکْرُوْہٍ فِیْ مَذْہَبِہٖ لیکن بشرطیکہ ارتکاب مکروہ کا
اپنے مذہب مین لازم نہ آوے ہم شارح نے استدراک کیا اُس مفہوم سے جو اس کلام سے سمجھا گیا کہ امام کو مراعات مقتدیون کے مذہب کی مستحب ہی خواہ اس مسئلے
مین یا اسکے غیر مین والا اس مسئلے مین تو اپنے مذہب کے مکروہ کا کچھ بھی ارتکاب نہین کذا فی الطحطاوی عن الحلبی کَمَا لَا یَنْتَقِضُ لَوْ خَرَجَ مِنْ اُذُنِہٖ وَنَحْوِہَا
کَعَیْنِہٖ وَثَدْیِہٖ قَیْحٌ وَنَحْوُہٗ کَصَدِیْدٍ وَمَاءِ سُرَّۃٍ وَغَیْرِہٖ لَا بِوَجَعٍ جیسے وضو نہین ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے اور مانند اُسکے چنانچہ اُسکی آنکھ اور پستان سے
بدون درد کے پیپ نکلا اور اُسکے مانند چنانچہ زرد آب اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیپ اور زرد آب نکلا ناقض نہوگا بدون درد کے وان خرج بہ ای بوجع
نَقَضَ لِاَنَّہٗ دَلِیْلُ الْجُرْحِ اور اگر پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضو کا ناقض ہوگا اسواسطے کہ درد کے ساتھ نکلنا وجود زخم کی دلیل ہی ہم بحر الرائق مین کہا
کہ پانی مین یہ تفصیل البتہ خوب ہی اور پیپ اور زرد آب تو بدون زخم کے نہین ہوتا نہر الفائق مین اسکا جواب دیا کہ ممکن ہی کہ زخم چنگا ہو کر پیپ نکلا ہو اور درد کا نکلنا
یہی صحت کی علامت ہی فتاوی عالمگیری مین ماتن کی تفصیل کے موافق محیط سے شمس الائمہ حلوانی کا فتوی نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ اسطرح ذخیرہ اور زیلعی اور سراج وہاج
مین مذکور ہی تو صاحب بحر کا شبہہ لائق التفات کے نہین رہا فَدَمْعُ مَنْ بِعَیْنِہٖ رَمَدٌ اَوْ عَمَشٌ نَاقِضٌ فَاِنِ اسْتَمَرَّ صَارَ ذَا عُذْرٍ مُجْتَبٰی وَالنَّاسُ عَنْہُ
غَافِلُوْنَ جب معلوم ہوا کہ جو درد کے ساتھ خارج ہو وہ ناقض ہی تو آنسو اُس شخص کا جسکی آنکھ اٹھنے آئی اور دکھتی ہی یا ایسی چوندھے اور چیپڑے کہ اکثر پانی بہا کرتا ہی ناقض
وضو ہی اور اگر آنسو بہنا دائمی ہوگیا تو یہ شخص معذور ہوگیا اور معذور کا حکم باب الحیض مین معلوم ہوگا ایسا مذکور ہی مجتبی مین اور لوگ اس مسئلے کے حکم سے غافل ہین یعنی
اس آنسو کو ناقض وضو نہین جانتے ہین ہم فقہانے کہا ہی جسکی آنکھ سے رمد یا عمش سے آنسو جاری ہوا اُسکو ہر وقت نماز کے وضو کرنے کا امر کیا جاوے
صاحب بحر نے کہا یہ تعلیل اسکی مقتضی ہی کہ یہ استحباب کا امر ہی صاحب نہر نے کہا بلکہ وجوب کا امر ہی بقرینہ مرض اسیطرح فتح القدیر مین ہی اور مجتبی
مین اسکی وجہ یون بیان کی ہی کہ شاید پلکون کے زخم سے آنسو آتا ہو کذا فی الطحطاوی کَمَا یَنْقُضُ لَوْ حَشَا اِحْلِیْلَہٗ بِقُطْنَۃٍ وَابْتَلَّ الطَّرَفُ الظَّاہِرُ
ہٰذَا لَوِ الْقُطْنَۃُ عَالِیَۃً اَوْ مُحَاذِیَۃً لِرَأْسِ الْاِحْلِیْلِ وَاِنْ مُتَسَفِّلَۃً عَنْہُ لَا یَنْقُضُ جیسے ناقض وضو ہی اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ مین روئی بھر دی ہو
اور روئی کی ظاہر طرف تر ہوگئی یہ نقض وضو کا حکم اُس صورت مین ہی کہ اگر روئی سوراخ کے سرے سے اونچی ہو یا برابر ہو اور اگر سوراخ کے سرے
سے نیچی ہی اور طرف ظاہر تر ہوجاوے تو تر ہونا ناقض نہوگا اسواسطے کہ خروج متحقق نہوا وَکَذَا الْحُکْمُ فِی الدُّبُرِ وَالْفَرْجِ الدَّاخِلِ اور اسیطرح کا حکم ہی
مقعد اور فرج داخل کی روئی کا یعنی اگر وہان کی روئی وغیرہ اونچی یا برابر ہی تو طرف ظاہر کے تر ہونے سے وضو ٹوٹیگا ورنہ وضو قائم ہی ہم منیۃ المصلی
مین ہی کہ اگر روئی یا کپڑا فرج خارج مین ہی اور تر ہوگیا تو وضو ٹوٹنا نافذ ہو یا نہو کذا فی الطحطاوی وَاِنِ ابْتَلَّ الطَّرَفُ الدَّاخِلُ لَا یَنْقُضُ اور اگر روئی
وغیرہ کی اندر کی طرف تر ہوگئی تو ناقض وضو نہین وَلَوْ سَقَطَتْ فَاِنْ رَطْبَۃً اِنْتَقَضَ وَاِلَّا لَا اگر روئی وغیرہ ساقط ہوئی یعنی گر پڑی تو اگر تر ہی تو وضو
ٹوٹا اور اگر تر نہین تو نہین ٹوٹا وَکَذَا لَوْ اَدْخَلَ اِصْبَعَہٗ فِیْ دُبُرِہٖ وَلَمْ یُغَیِّبْہَا اور اسیطرح کا حکم ہی اگر انگلی مقعد مین داخل کی اور ساری انگلی غائب
نہین کی یعنی اگر تر نکلی تو وضو ٹوٹا اور اگر خشک نکلی تو نہین ٹوٹا فَاِنْ غَیَّبَہَا اَوْ اَدْخَلَہَا عِنْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ بَطَلَ وُضُوْءُہٗ وَصَوْمُہٗ پھر اگر انگلی تمام غائب
کردی یا پانی سے استنجا کرتے داخل کی تو وضو اور روزہ اُسکا باطل ہوگیا ہم شارح کے کلام مین لف ونشر مرتب ہی تو بطلان وضو کا انگلی غائب کرنے سے
متعلق ہی اور بطلان صوم ادخال حالت استنجا سے متعلق ہی اسواسطے کہ جب انگلی غائب ہوئی تو ملوث نجاست سے نکلیگی تو وضو باطل ہوگا اور جبکہ استنجا کرنے مین

انگلی واخل کی تو پانی کا داخل ہونا پیٹ مین لازم آیا صوم باطل ہوگیا کذا فی الطحطاوی بعضون نے لف ونشر کا دھیان نہین کیا تو شارح پر اعتراض کیا کہ انگلی کے داخل کرنے سے اگر تر نہو تو صوم باطل نہین ہوتا شارح نے یہ کیا کہا حالانکہ شارح کا مطلب یہ ہی کہ انگلی غائب کرنے سے وضو باطل ہوتا ہی نہ صوم اور دخال حالت استنجا سے صوم باطل ہوتا ہی **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے ہم فروع جمع ہی فرع کی اور فرع کہتے ہین ہر شئی کے اعلی کو اور قوم کے شریف کو تو فروع سے مسائل عالیہ اور شریفہ مراد ہین بطریق استعارہ کے شارحین کی غالب عادت یہ ہی کہ بلفظ فروع ان مسائل کو جو ماتن سے فوت ہوئے یا مستغرب ہین ذکر کرتے ہین مناسب ہر مقام کے کذا فی الطحطاوی شارح رحمہ اللہ علیہ آخر بحث مین فروع ضروریہ اور عجیبہ اکثر بیان کرتا ہی اور کگا ہے تضاعیف کلام مین مناسب مقام یَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ اَن یَحْتَشِیَ اِن رَابَہُ الشَّیطَانُ وَیَجِبُ اِن کَانَ لَا یَنقَطِعُ اِلَّا بِہٖ قَدرَ مَا یُصَلِّی مرد کو مستحب ہی احلیل مین روئی وغیرہ رکھنا اگر شیطان اسکو شک مین ڈالتا ہو قطرہ آنے کے وسوسہ سے اور واجب ہی بقدر نماز پڑھنے کے اگر عذر منقطع نہوتا ہو بدون روئی رکھنے کے تاکہ نماز حتی المقدور طہارت سے حاصل ہو مع طحطاوی نے کہا جب محدث نے وضو کیا اور جنب نہایا پیشاب کے بعد پھر اسنے اپنے ذکر پر تمی اور تراوت دیکھی اور اسکو معلوم نہین کہ وہ پانی ہی یا پیشاب ہی تو وہ وضو کا اعادہ کرے اور اگر نماز کے اندر یہی بات حاصل ہوئی اور شیطان اسکا بہت وسوسہ ڈالے اور اسکو نجاست کا یقین نہین ہی تو وہ نماز پڑھتا رہے اور اسکا دھیان نکرے جبتک اسکے پیشاب ہونے کا یقین حاصل نہو اور جو مبتلا ہو ایسے وسواس کا اسکو چاہیے کہ وہ اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک لے تاکہ اگر تراوت نظر آوے تو اسکو پانی جانے نہ پیشاب کذا فی الخانیہ بَاسُورِیٌّ خَرَجَ دُبُرُہٗ اِن اَدخَلَہٗ بِیَدِہٖ اِنتَقَضَ وُضُوءُہٗ وَاِن دَخَلَ بِنَفسِہٖ لَا بواسیر والے کی مقعد باہر نکلی اگر اسکو اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تو اسکا وضو ٹوٹا اور اگر خود بخود داخل ہوگئی تو وضو نہین ٹوٹا لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہوگی تو ناقض وضو ہی کذا فی الطحطاوی وَکَذَا لَو خَرَجَ بَعضُ الدُّودَۃِ فَدَخَلَت اور اسیطرح اگر کیڑا تھوڑا سا نکلا پھر گھس گیا تو ناقض نہین مَن لِذَکَرِہٖ رَأسَانِ فَالَّذِی لَا یَخرُجُ مِنہُ البَولُ المُعتَادُ بِمَنزِلَۃِ الجُرحِ جس شخص کے ذکر کے دو سر ہون تو جس سر سے عادت والا پیشاب نہین نکلتا وہ بمنزلہ زخم کے ہی یعنی اس سے اگر کوئی چیز نکلے گی تو وضو نہ ٹوٹیگا جبتک وہ بہی سائل نہو گی جیسے زخم سے نکلنا بدون سیلان ناقض نہین اَلخُنثٰی غَیرُ المُشکِلِ فَرجُہُ الاٰخَرُ کَالجُرحِ جو خنثی کہ مشکل نہین اسکی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے ہی تو وضو نہ ٹوٹیگا بدون بہنے کے ایسا ہی فتح القدیر وغیرہ مین اور اکثر فقہا کہتے ہین کہ وضو ٹوٹیگا دونون فرج کے پیشاب نکلنے سے سائل ہو یا نہو اسکا حال ظاہر ہوگیا ہو یا نہو نہر الفائق مین زیلعی سے نقل کیا کہ اول قول پر اعتماد کرنا لائق ہی کذا فی الطحطاوی وَالمُشکِلُ یَنتَقِضُ وُضُوءُہٗ بِکُلٍّ اور خنثی مشکل کا وضو ٹوٹتا ہی ہر فرج کے نکلنے سے بدون سیلان کے بنظر احتیاط کے کذا فی التوضیح خنثی مشکل اسکو کہتے ہین کہ مرد اور عورت ہونا کسی علامت سے ثابت نہو نہ قبل از بلوغ نہ بعد از بلوغ مُنکِرُ الوُضُوءِ ہَل یَکفُرُ اِن اَنکَرَ الوُضُوءَ لِلصَّلٰوۃِ نَعَم وَلِغَیرِہَا لَا سوال وضو کا منکر کافر ہی یا نہین جواب اگر اسنے وضو کا انکار کیا نماز کیواسطے تو ہان وہ کافر ہوا اور غیر نماز کے واسطے منکر وضو ہونے سے کافر نہین ہوگا ہم نماز کے وضو کا منکر اسواسطے کافر ہوا کہ اسنے قرآن کی تکذیب کی قال اللہ تعالی (یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِذَا قُمتُم اِلَی الصَّلٰوۃِ الخ) اور غیر نماز اگرچہ مس مصحف کے وضو کا انکار کرے کافر نہوگا اسواسطے کہ اسکی آیت مین اختلاف ہی چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی تو قطعی کا منکر نہ ٹھہرا شَکَّ فِی بَعضِ وُضُوءِہٖ اَعَادَ مَا شَکَّ فِیہِ لَو فِی خِلَالِہٖ لَم یَکُنِ الشَّکُّ عَادَۃً لَہٗ وَاِلَّا لَا شک پڑا وضو کے بعض افعال مین یعنی کسی عضو کے غسل مین یا مسح مین تو جس فعل مین شک پڑا کہ کیا یا نہین کیا اسکو پھر کرے اگر اثنا وضو کرنے مین شک ہوا ہو اور شک کا ہونا اسکی عادت نہو ورنہ اعادہ نہین یعنی اگر اثنا وضو مین شک نہین پڑا بلکہ بعد وضو کر چکنے کے شک پڑا خواہ اسکو شک کی عادت ہو یا نہو یا اسکو شک کی عادت خواہ اثنا وضو مین ہو یا بعد وضو ان صورتون مین اعادہ نکرے اور شک کی طرف التفات نکرے اور آپکو باوضو سمجھے کذا فی الطحطاوی ملخصًا وَلَو عَلِمَ اَنَّہٗ لَم یَغسِل عُضوًا وَشَکَّ فِی تَعیِینِہٖ غَسَلَ الیُسرٰی لِاَنَّہٗ اٰخِرُ العَمَلِ اور اگر اسکو بالیقین معلوم ہو کہ اسنے ایک عضو کو نہین دھویا اور شک پڑا اسکو عضو کے معین کرنے مین کہ ہاتھ ہی یا پانون تو

بائین پانون کو دھولے اسواسطے کہ وہ پچھلا عمل ہے وضو مین تو نسیان کی طرف وہی اقرب ہے باقی رہی یہ بات کہ اگر پچھلے پانون کے دھونیکا یقین ہو
صورت مذکورہ مین تو ظاہر اُسکے ماقبل عضو کا اعتبار ہوگا و ہٰذا کما فی الطحطاوی ولو ایقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین اور
اگر طہارت کر چکنے کا یقین ہوا اور وضو کے ٹوٹنے مین شک پڑے یا اسکے بالعکس یعنی وضو ٹوٹنے کا یقین ہے اور طہارت کرنے مین شک پڑے تو یقین کو لے اور شک کو چھوڑے
یعنی پہلی صورت مین طہارت کو اعتبار کرے اور دوسری صورت مین زوال طہارت کو معتبر جانے اسواسطے کہ یقین شک سے نہین ٹل سکتا کیونکہ یقین قوی چیز ہے
اور شک ضعیف قوی ضعیف سے کیونکر ٹل سکے ولو تیقنہما وشک فی السابق فھو متطہر اور اگر طہارت اور حدث دونون کا یقین ہوا اور سابق مین شک
پڑے یعنی یہ یاد نہین رہا کہ اول طہارت تھی یا حدث تو وہ شخص شرعا طاہر ہے اسواسطے کہ غالبا طہارت بعد حدث کے ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی ومثلہ المتیمم
اور متوضی کے حکم مین تیمم کرنے والا ہے یعنی اگر تیمم کا یقین حاصل ہے اور بے وضو ہونے مین شک واقع ہوا ہے یا حدث کا یقین ہے اور تیمم مین شک ہے یقین پر عمل کرے
اور جو دونون کا یقین ہے اور تقدم اور تاخر مین شک ہے تو یہ شخص باتیمم ہے ولو شک فی نجاسۃ ماء او ثوب او طلاق او عتق لم یعتبر وتمامہ فی الاشباہ
اور جو شک پڑے پانی یا کپڑے کی نجاست مین یا زوجہ کی طلاق مین شک پڑے کہ طلاق دی یا نہین دی یا لونڈی غلام کے آزاد کرنے مین شک واقع ہوا تو اس
شک کا کچھ اعتبار نہین پانی اور کپڑے کو پاک جانے اور عورت کو اپنی زوجہ اور لونڈی غلام کو مملوک سمجھے اور مسائل شک کا پورا بیان اشباہ و نظائر مین ہے یقین و
لا یزول بالشک کے قاعدہ مین ہے مجتبی مین ہے کہ خون اور پیپ اور زرداب اور زخم کا پانی اور آبلہ اور پھنسی اور آنکھ اور کان کا پانی بیماری کی جہت سے سب برابر ہین
بنا بر قول اصح کے جو ناقض وضو نہین چنانچہ قلیل قے یا خون وہ طاہر ہے مگر خون استحاضہ اگر خون غیر سائل سے کپڑا ملوث ہوگیا تو جواز نماز کا مانع نہین جیسے اصحاب
القروح کے کپڑے بار بار خون بلا سیلان اور بلا تجاوز کے نکلنے سے بھر جاتے ہین مانع نماز نہین عذر کے سبب اگرچہ خون بکثرت ہو اسی پر فتوی ہے ینابیع مین ہے کہ
تیل ڈالا احلیل مین پھر وہ نکل آیا وضو نہین ٹوٹا امام کے نزدیک خلافا للصاحبین محیط مین ہے کہ وضو کیا پھر ذکر سے تراوت سائل دیکھی تو پھر وضو کرے اور
اگر معلوم نہو کہ وہ کیا ہے تو التفات نکرے نماز پڑھے کہ وہ شیطانی وسوسہ ہے اور شرمگاہ کو پانی سے چھڑک دے دفع وسوسہ کیواسطے اور اگر رقیق چیز دماغ تک
پہونچی ناک کے سڑکنے سے یا اسکے اندر ٹپکانے سے پھر وہ ناک سے اوترائی تو ناقض وضو نہین اسواسطے کہ وہ پاک مکان سے خارج ہوئی اور اگر سوئی چبھائی ہاتھ
مین اور خون ظاہر ہوا سوئی کے سرے سے زیادہ تو ناقض نہین اور محمد بن عبداللہ اُسکو سائل جانکر نقض وضو کی طرف مائل ہے جسنے روٹی یا پھل کھایا اور اُسمین
خون کا اثر دیکھا مسوڑون سے تو چاہیے کہ وہان اُنگلی رکھے اگر اُنگلی مین خون کا اثر پاوے تو وضو ٹوٹا اور اگر اثر خون کا مسوڑھے پر ہاتھ رکھنے سے نپایا تو
وضو قائم ہے الکل من العینی شرح الہدایہ وفرض الغسل اراد بہ ما یعم العملی کما مر ماتن نے کہا اور فرض غسل مضمضہ اور استنشاق اور باقی بدن کا فرض غسل
دھونا ہے شارح نے کہا ماتن نے فرض سے اُسکا ارادہ کیا جو فرض عملی کو بھی شامل ہے چنانچہ وضو مین گذر گیا ہم یعنی فرض سے یہان وہ معنی مراد ہے جو فرض اعتقادی
اور فرض عملی دونون کو شامل ہے فرض عملی وہ ہے جسکے فوت ہو جانے سے جواز فوت ہو جاے وجہ ارادہ یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق قطعی نہین ہین کیونکہ امام شافعی
اُن دونون کو غسل مین مسنون کہتے ہین کذا فی الحلبی و بالغسل المفروض کما فی الجوہرۃ اور غسل سے مراد مفروض غسل ہے چنانچہ جوہرہ مین مذکور ہے یعنی جنابت
اور حیض اور نفاس کا غسل کذا فی المنح وظاہرہ عدم شرطیۃ غسل فمہ وانفہ فی المسنون کذا فی البحر یعنی عدم فرضیتہما فیہ والا فہما شرط فی
تحصیل السنۃ اور جوہرہ کا ظاہر کلام اسپر دلالت کرتا ہے کہ منہ اور ناک کا دھونا غسل مسنون مین شرط نہین ایسا مذکور ہے بحر الرائق مین مراد صاحب بحر کی
یہ ہے کہ غسل مسنون مین مضمضہ اور استنشاق فرض نہین ہین اور اگر یہ مراد نکیجیے تو صحیح نہین اسواسطے کہ سنت کے حاصل کرنے مین مضمضہ اور استنشاق دونون شرط ہین
غسل کل فمہ غسل مین فرض ہے سب منہ کے اندر دھونا ہم شارح نے بتقدیر لفظ کل اشارہ کیا کہ اضافت عموم کیواسطے ہے اور مراد کل فم اور کل انف کے دھونے
مضمضہ اور استنشاق ہے ویکفی الشرب عبا لا مصا لانہ لیس بشرط فی الاصح اور اس فرض کے ادا ہونے مین پانی پینا منہ بھر کے کفایت کرتا ہے

اسواسطے کہ فرضیت مضمضہ مین کلی کا باہر پھینکنا شرط نہین صحیح تر قول مین ہم یعنی جبکہ خوب منہ بھر کے پانی پیا سارا منہ اندر دھو گیا مضمضہ مفروضہ ادا ہوا اور اگر
چوس کر پانی پیا فرض ادا نہوا چنانچہ بحر الرائق مین ہے اسلیے کہ چوسنے مین سارے منہ کے اندر پانی نہین پہونچتا ہے چنانچہ کلی کا باہر پھینکنا شرط نہین قول اصح مین
لیکن احوط ہے کما فی الخلاصۃ اسواسطے کہ وہ عہدہ فرضیت سے بالاتفاق خارج ہوگا اور یہی مطلب ہے احتیاط کا کذا فی الطحطاوی عن النہر وانفہ حتے
ما تحت الدرن اور تمام ناک کا دھونا فرض ہے یہانتک کہ ناک کی خشک پپڑی کے نیچے بھی پانی پہونچانا فرض ہے بحر الرائق مین ہے کہ درن یابس یعنی خشک
میل ناک مین جیلائی روٹی اور خمیر کی مانند تمام اغتسال کا مانع ہے کذا فی الطحطاوی وباقی بدنہ اور مضمضہ و استنشاق کے بعد تمام بدن کا دھونا فرض ہے
عم بدن ظاہر اور باطن سب کو شامل ہے چنانچہ داخل عین کو بھی لیکن بسبب حرج ظاہر کے آنکھ کے اندر کا دھونا ساقط ہوگیا اسواسطے کہ آنکھ چربی کی ہے پانی کی متحمل
نہین اور جو بعضے اصحاب مثل ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کے اندر آنکھ کے دھویا کرتے تھے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی ولہذا آنکھ کا دھونا نچاہیے اگرچہ اسکے اندر ناپاک
سرمہ لگا ہو کذا فی المنح الغفار لکن فی المغرب وغیرہ البدن من المنکب الی الالیۃ وحینئذ فالرأس والعنق والید والرجل خارجۃ لغۃ
داخلۃ تبعا شرعا لیکن کتب لغت مثل مغرب وغیرہ مین ہے کہ بدن لغت عرب مین مونڈھے سے ہے سرین تک اور جبکہ یہ حال ہوا تو سر اور گردن اور ہاتھ
اور پاؤن بدن سے خارج ہین لغت کی راہ سے داخل ہین کوٹھی کی تبعیت سے شرع کی اصطلاح مین ہم خلاصہ یہ کہ مصنف نے بدن کا اطلاق جسد پر کیا
اسواسطے کہ یہان بدن سے مایعم الاطراف مراد ہے لا دلکہ لانہ متمم فیکون مستحبا لا شرطا خلافا لمالک دلک یعنی غسل مین بدن کا ملنا فرض نہین
اسواسطے کہ ملنا کامل کرنے والا ہے دھونے کا پس ملنا مستحب ہوگا نہ شرط اسواسطے کہ تکمیل اور متمم ہے کا اس شے کے وجود کے بعد ہوتا ہے بخلاف امام مالکؒ کے ہم امام
مالکؒ بو یوسف کی ایک روایت مین ملنا غسل مین فرض ہے دلک عبارت ہے اعضاء مغسولہ پر ہاتھ پھیرنے سے تو اگر پانی بہایا اور سارے بدن پر پہونچ گیا بدون ہاتھ لگانے کے تو فرض ادا
ہوگیا مگر امام مالک کے نزدیک ادا نہین ہوا ویجب ای یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرۃ کاذن وسرۃ وشارب وحاجب واثناء
لحیۃ وشعر رأس ولو متلبدا لما فی فاطہروا من المبالغۃ اور واجب ہے یعنی فرض ہے دھونا ایکبار ہر اس محل کا بدن سے جسکا دھونا بدون مشقت کے ہو سکتا ہے جیسے
کان اور ناف اور مونچھ اور بھون اور داڑھی اور سر کے بالوں کے اندر کا دھونا اگرچہ سر کے بال گوند سے باہم چپکے ہوں اسواسطے کہ فاطہروا کے لفظ مین مبالغہ نکلتا ہے ہم یعنی حق تعالیٰ
نے فرمایا ان کنتم جنبا فاطہروا یعنی اگر تمکو جنابت ہو جماع یا احتلام سے تو خوب طرح سے پاک صاف ہو یعنی سارے بدن کا دھونا جہانتک ہو سکے بلا حرج اسکو
دھوؤ ولہذا مضمضہ و استنشاق غسل مین فرض ہوا نہ وضو مین اسلیے کہ فم ایک وجہ سے داخل بدن ہے اور ایک وجہ سے خارج بدن ہے باعتبار حس کے انطباق اور انفتاح
کے وقت اور باعتبار حکم شرع کے صائم کی رال گھونٹنے اور داخل ہونے کسی چیز کے اسکے منہ مین تو وضو مین فم یعنی منہ داخل بدن قرار دیا اور غسل مین خارج بدن اسواسطے کہ
غسل مین مبالغہ کا صیغہ یعنی فاطہروا وارد ہے اور وضو مین غسل وجہ کا حکم ہے اور وجہ عبارت ہے مواجہہ سے وفرج خارج لانہ کالفم لا داخل لانہ باطن اور
فرض ہے عورت کو فرج خارج کا دھونا اسواسطے کہ عورت کے باہر کی شرمگاہ منہ کے مانند ہے کہ من وجہ داخل ہے اور من وجہ خارج فرض نہین فرج داخل کا دھونا اسواسطے ہے
کہ وہ اندر بدن کے داخل ہے اور اندر کا دھونا ساقط ہے ولا تدخل اصبعہا فی قبلہا بہ یفتی اور عورت انگلی کو اپنی شرمگاہ مین داخل نکرے اسیکا فتوی ہے یعنی غسل
مین یہ کام نکرے مزید طہارت کے خیال سے کیونکہ اندر کا دھونا واجب نہین لا یجب غسل ما فیہ حرج کعین وان اکتحل بکحل نجس واجب نہین غسل مین
دھونا وہان کا جسمین مشقت اور تکلیف ہے چنانچہ آنکھ کا دھونا اگرچہ اسمین ناپاک سرمہ لگایا ہو وثقب انضم وداخل قلفۃ اور بند سوراخ اور داخل قلفہ کا دھونا
واجب نہین ہم جو سوراخ ناک یا کان کا بند ہوگیا وہان پانی پہونچانا واجب نہین حرج کی جہت سے قلفہ بضم قاف وسکون لام وہ کھال ہے جو ختنہ کرنے مین کاٹی جاتی ہے
بل یندب ہو الاصح قالہ الکمال وعللہ بالحرج فسقط الاشکال بلکہ قلفہ کے اندر کا دھونا مستحب ہے یہی قول صحیح تر ہے ایسا کہا ہے کمال الدین صاحب
فتح القدیر نے اور حرج کو عدم وجوب غسل کی علت بیان کی ہے تو اشکال ساقط ہوگیا ہم یعنی جب حرج کو علت قرار دیا تو زیلعی کا اعتراض ساقط ہوگیا حاصل اعتراض کا

یہ ہی کہ اگر داخل قلفہ کا غسل میں دھونا واجب نہیں باوجود صیغہ مبالغہ فاطہروا کے تو اسکو داخل بدن کا حکم دیا تو اسمین پیشاب کے قطرے آنے سے کیون وضو ٹوٹتا ہی
قول صحیح پر سقوط اعتراض کی وجہ یہ ہی کہ عدم وجوب غسل دفع حرج کی وجہ سے ہی نہ اسواسطے کہ یہ ظاہر بدن نہین ہی وفی المسعودی ان امکن فتح القلفۃ
بلا مشقۃ یجب والا لا اور مسعودی مین ہی کہ اگر کھولنا قلفہ کا بدون مشقت کے ہو سکے تو اندر کا دھونا واجب ہی ورنہ واجب نہیں ہم اسی قول کو شرنبلالی نے
پسند کیا ہی اور اسی کی طرف فتح القدیر کا کلام مشیر ہی اسواسطے کہ سقوط کو مقید بحرج کیا ہی تو جہان حرج نہین وہان دھونا بھی ساقط نہین کذا فی الطحطاوی وکفی بل
اصل ضفیرتہا ای شعر المرأۃ المضفور للحرج اور کفایت کرتا ہی ترکرنا اور بھگونا عورت کی گوندھی چوٹی کی جڑ کا یعنی گوندھے بالون کا دھونا عورت پر
فرض نہین جڑون کا ترکردینا کفایت کرتا ہی تکلیف اور مشقت کی وجہ سے ضفیرہ سے مراد عورت کے گوندھے بال ہین ہم صحیح مسلم مین حضرت ام سلمہ رضی سے روایت ہی
کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین وہ عورت ہون کہ اپنے سر کی گوندھی چوٹی خوب مضبوط کرکے باندھتی ہون کیا حیض اور جنابت کے غسل کے واسطے اسکو کھولا کرون
فرمایا نہین تجکو تین بار دونون ہاتھون مین پانی لیکر سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہی پھر اپنے اوپر پانی بہانا اور پاک ہونا اور ابو داود مین ثوبان رض سے روایت ہی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کا سوال ہوا تو فرمایا کہ مرد تو اپنے بال کھولڈالے اور بالون کو دھووے یہانتک کہ بالون کی جڑ تک پہونچے اور عورت پر تو بالون کا
کھولنا ضرور نہین اسکو تین چلو بھرکے پانی سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہی کذا فی التیسیر اما المنقوض فیفرض غسل کلہ اتفاقا اور عورت کو کھلے بالون کا تو بالکل دھونا
فرض ہی بالاتفاق یعنی یہان فقط جڑون کا ترکرنا کافی نہوگا ولو لم یبتل اصلہا یجب نقضہا مطلقا ہو الصحیح اور اگر گوندھی چوٹی کی جڑ نہ بھیگے تو چوٹی کا
کھولنا واجب ہی ہر طرح سے یہی قول صحیح ہی ہم ہر طرح کھولنا واجب ہی خواہ اسمین تکلیف ہو یا نہو اور غیر صحیح وہ قول ہی کہ بالون کا نچوڑنا دھونے کے بعد ضرور ہی خواہ بال
گوندھے ہون یا کھلے کذا فی الطحطاوی ولو ضرہا غسل راسہا ترکتہ اور اگر سر کا دھونا عورت کو ضرر کرتا ہو تو سر کا دھونا چھوڑ دے یعنی درصورت ضرر سر کا دھونا
اور مسح کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ مین ساقط ہی سر کو چھوڑکے باقی بدن دھووے پاک ہوجاویگی وقیل تمسحہ اور بعضون نے کہا کہ سر کو مسح کرے اگر دھونا ضرر کرتا ہو ولا
تمنع زوجہا وسیجیء فی التیمم اور نہ منع کرے اپنے زوج کو جماع سے اور اسکا ذکر آگے آویگا تیمم کے مسائل مین ہم یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرتا ہو اس عذر سے اسکو
اپنے شوہر کا روکنا جماع سے نہین پہونچتا ہی اسواسطے کہ وہ شوہر کا حق ہی اور اسکے دفع ضرر کا علاج یہ ہی کہ بقول اول غسل اور مسح دونون کو ترک کرے یا بقول ثانی سر کو
مسح کرے کذا فی الطحطاوی ولا یکفی بل ضفیرتہ فینقضہا وجوبا ولو علویا او ترکیا لامکان حلقہ کفایت نہین کرتا ہی مرد کی گوندھی چوٹی کا بھگونا
تو واجب یعنی فرض ہی اسکا کھولنا اگرچہ مرد علوی یا ترکی ہو اسواسطے کہ مرد کو سر کا مونڈنا یعنی بدون قباحت اور بد نمائی کے ممکن ہی برخلاف عورت کے ہم علوی یعنی
سادات مرتضوی اور ترکیون کی عادت ہی بال رکھنے اور چوٹی گوندھنے کی اسواسطے انکو بالخصوص ذکر کیا ولا یمنع الطہارۃ ونیم ای خرء ذباب وبرغوث
لم یصل الماء تحتہ اور طہارت کا مانع نہین مکھی اور مچھر کا وہ گوہ جسکے نیچے پانی نہین پہونچا اسواسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہین کذا فی الطحطاوی وحناء ولو
جرمہ بہ یفتی اور نہ مہندی طہارت کی مانع ہی اگرچہ مہندی کا جرم لگا ہو اسی کا فتوی ہی ہم لیکن اگر مہندی کا جرم ہوگا تو اسکے نیچے پانی کا پہونچنا ضرور ہی اور اگر نہ پہونچیگا
تو طہارت حاصل نہوگی واسطے البحر الرائق مین کہا ہی کہ اگر عورت نے اپنے سر مین خوشبو چپکائی ہو اسطرح کہ پانی بالون کی جڑون مین نہ پہونچتا ہو تو اسپر واجب ہی اسکا دور
کرنا کذا فی الطحطاوی ودرن ووسخ عطف تفسیر وکذا دہن ودسومۃ اور نہ میل بدن کا مانع طہارت ہی اور اسیطرح تیل اور چکنائی مانع طہارت کی نہین
شارح نے کہا وسخ کا عطف تفسیری ہی یعنی درن اور وسخ دونون بیک معنی ہین وتراب وطین ولو فی ظفر مطلقا ای قرویا او مدنیا فی الاصح
اور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع طہارت کی نہین اگرچہ ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہر کا رہنے والا دونون برابر ہین قول اصح مین ہم اور
غیر صحیح قول یہ ہی کہ شہری کے حق مین ناخن کی مٹی مانع طہارت ہی نہ گنوار کے حق مین اسواسطے کہ شہری کا بدن چکنا ہوتا ہی تو پانی نفوذ نہین کرتا طحطاوی
نے کہا قول اصح کی وجہ یہ ہی کہ ہر صورت پانی نفوذ کرجاتا ہی بخلاف نحو عجین برخلاف گوندھے آٹے کے مانند کے وہ طہارت کا مانع ہی

سے ... الفتوی ... کہا سابقین ... حضرت علی ... اولاد مین ... سواسا ... حضرت فاطمہ ... [illegible]

عدم نفوذ کی وجہ سے جم گوندھے آٹے کے مانند وہ چیزین ہین جنمین پانی سرایت نہین کرتا چنانچہ چپلائی ہوئی روٹی اور میل کی پپڑی ناک مین اور کھال مچھلی کی گند
فی البحر ولا یمنع ما علی ظفر صبّاغ اور مانع طہارت کی نہین وہ چیز جو رنگریز کے ناخن پر جمگئی ضرورت کی وجہ سے اور بعضون کے نزدیک مانع ہی مضمرات
مین کہا کہ اول قول پر فتوی ہی کذا فی المنح م عورتین ہندوستان کی جو مسی لگاتی ہین اگر فقط رنگ ہی بدون جرم کے توظاہر مہندی کے مانند مانع طہارت
نہین اور اگر جرم ہی جسکو دھڑی کہتے ہین توظاہر اجمین کے مانند مانع طہارت ہی واللہ اعلم ولا طعامٌ بین اسنانہ او فی سنہ المجوف بہ یفتی
وقیل ان صلبًا منع وھو الاصح اور مانع طہارت کا نہین وہ کھانا جو دانتون کے اندر رہجاتا ہی یا پولے دانت کے اندر گھس جاتا ہی اسی قول
کا فتوی ہی اور بعضون نے کہا کہ اگر وہ سخت اور خشک ہی تو طہارت کا مانع ہی یہی قول صحیح تر ہی م رسم مفتی مین مذکور ہو گیا کہ فتوی مقدم ہی اصح وغیرہ سے
طعام ما بین الاسنان اسواسطے مانع طہارت نہین کہ پانی لطیف چیز ہی ہر جگہہ غالبا سرایت کرجاتا ہی ایسا مذکور ہی تجنیس مین بحر الرائق مین فقیہ ابو اللیث اور
فتاوی فضلی سے نقل کیا کہ احتیاط یہ ہی کہ اسکو نکال کے پانی اسپر بہاوے کذا فی الطحطاوی ولو کان خاتمہ ضیقا نزعہ او حرکہ وجوبا کقرط
اور اگر غسل کرنے والے کی انگوٹھی تنگ ہو تو واجب ہی کہ اسکو نکالڈالے یا ہلاوے جیسے کان کی بالی کا نکالنا یا گھمانا واجب ہی یعنی انگوٹھی اور بالی کا اتنا ہلانا اور
گھمانا چاہیے کہ وہان پانی پہونچ جانے کا گمان حاصل ہو ولو لم یکن بثقب اذنہ قرط فدخل الماء فیہ ای الثقب عند مرورہ علی اذنہ اجزاہ
اور اگر اسکے کان کے سوراخ مین بالی نہو سو پانی پہونچگیا سوراخ مین کان پر پانی بہنے کے وقت تو غاسل کو کفایت کرتا ہی کسرۃ و اذن دخلھما الماء
جیسے ناف اور کان مین پانی داخل ہو گیا انپر سائل ہونے سے تو کفایت کرتا ہی یعنی انگلی وغیرہ داخل کرنا ضرور نہین والا یدخل ادخلہ ولو باصبع
ولا یتکلف بخشب ونحوہ والمعتبر غلبۃ ظنہ بالوصول اور اگر سوراخ مین پانی نگیا تو قصدا داخل کرے اگرچہ اپنی انگلی سے اور لکڑی اور
مانند اسکے سینک وغیرہ سے پانی داخل ہونے کے لیے تکلف نکرے اور پانی پہونچنے مین اپنے گمان کا غلبہ معتبر ہی یعنی جب اپنی اٹکل مین آگیا کہ پانی
وہان پہونچ گیا ہو گا تو زیادہ تکلف اور وسواس نکرے **فرع** مسائل ملحقہ شارح کے نسی المضمضۃ لو جزءً من بدنہ فصلی ثم تذکر
فلو نفلا لم یعد لعدم صحۃ شروعہ نہانے والا کلی کرنا یا کچھ بدن کا دھونا بھول گیا پھر اسنے نماز پڑھی پھر اسکو یاد آیا تو اگر وہ نماز نفل تھی تو اسکا
اعادہ نکرے شروع نماز کے صحیح نہونے سے یعنی بسبب ناپاکی کے نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ٹھہرا تو نماز اسپر لازم نہوئی تو اسکا اعادہ بھی لازم نہو گا علیہ
غسلٌ وثمہ رجالٌ لا یدعہ وان رأوہ مرد پر غسل کرنا واجب ہی اور وہان لوگ ہین تو نہانے کو نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اسکو دیکھین م یہ اس صورت
مین ہی کہ پردہ وہان نہین ہو سکتا اور نماز کے فوت ہوجانے کا ڈر ہی اور جو عمدا اسکو دیکھیگا وہ گنہگار ہوگا نہانے والا معذور ہی والمرأۃ بین رجالٍ او
رجالٍ ونساءٍ تؤخرہ لا بین نساءٍ فقط اور عورت درمیان مردون کے یا درمیان مردون اور عورتون کے نہانے مین تاخیر کرے اور تاخیر
نکرے فقط عورتون مین م اسواسطے کہ نظر کرنا جنس کا ہمجنس کی طرف خفیف تر ہی برخلاف غیر جنس کے واختلف فی الرجل بین رجالٍ
ونساءٍ او نساءٍ فقط کما بسط ابن الشحنۃ اور اختلاف ہی اس مرد کے غسل کرنے مین جو درمیان مردون اور عورتون کے یا فقط درمیان
عورتون کے واقع ہی چنانچہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اسکو مشرح بیان کیا ہی م ظاہر کلام شارح اسکا مقتضی ہی کہ یہ مسئلہ مذہب مین منصوص
ہی اور اسمین اختلاف واقع ہی حالانکہ ایسا نہین اسلیے کہ شارح وہبانیہ نے تصریح کی ہی کہ مین اس مسئلہ کی نقل پر واقف نہین ہوا مگر قیاس یہ چاہتا ہی
کہ مرد عورتون مین یا مردون اور عورتون مین غسل کو تاخیر کرے اور خنثی کو کسی صورت مین کشف عورت جائز نہین کذا فی الطحطاوی مختصرا وینبغی لھا
ان تتیمم وتصلی لعجزھا شرعا عن الماء اور عورت کو چاہیے کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے اسواسطے کہ عورت مردون مین شرعا پانی کے استعمال سے
عاجز ہی واما الاستنجاء فیترک مطلقا والفرق لا یخفی اور پانی سے استنجا کرنا تو ہر طرح چھوڑا جاے خواہ مرد یا عورت مردون یا عورتون مین

یا دونون مین ہو اور فرق غسل اور استنجا مین چھپا نہین ھم وجہ فرق یہ ہر کہ نجاست حقیقی کے ساتھ نماز صحیح ہوتی ہر اور نجاست حکمی کے ساتھ اصلا صحیح نہین
منیہ اور اسکی شرح مین ہر کہ کشف عورت کرے کسی کے سامنے اسواسطے کہ حرام ہر اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہر اگر بلا کشف ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو
ڈھیلون پر کفایت کرنا واجب ہر کذا فی الطحطاوی مختصراً (وسننہ کسُننِ الوضوءِ سوی الترتیب) اور غسل کی سنتین وضو کی سنتون کے مانند ہین
چنانچہ نیت کرنا اور بسم اللہ کہنا سواے ترتیب کے یعنی اسواسطے کہ وضو کی ترتیب اور غسل کی ترتیب یکسان نہین (وادابہ کادابہ سوی استقبال القبلۃ
لانہ یکون غالباً مع کشف العورۃ) اور غسل کے مستحبات وضو کے مستحبات کے مانند ہین سواے استقبال قبلہ کے اسواسطے کہ غسل اکثر برہنہ ہوتا ہر
منجملہ مستحبات غسل اعضا کا ملنا اور چھنگلی کان کے سوراخ مین ڈالنا پانی پہونچانے کے بعد اور تحریک خاتم واسع اور نیت زبان سے کرنا اور ایسے مکان مین نہانا
تاکہ چھینٹین بدن پر نہ پڑین اور عدم استعانت اور تکلم بکلام ناس نکرنا اور غسل کے مکروہات وضو کے مکروہات کے مانند ہین یعنی منہہ پر پانی زور سے مارنا اور قدر
ضرورت سے پانی کم کرنا یا حاجت سے زیادہ پانی بہانا کذا فی الطحطاوی ملتقطاً (وقالوا لَو مَکث فی ماءٍ جارٍ او حوضٍ کبیرٍ او مطرٍ قدر الوضوء والغسل
فقد اکمل السُّنَّۃ) اور فقہا نے کہا ہر کہ اگر جاری پانی یا بڑے حوض یا مینہہ مین بقدر مدت وضو اور غسل کرنے کے ٹھہرا تو البتہ اسنے پوری سنت ادا کی یعنی وہ سنت جو اسکے
لائق ہر کامل ہوگی چنانچہ تثلیث اور دلک وغیرہ کی سنت ادا ہوگئی مگر تلفظ نیت کا فقط ٹھہرنے سے ادا نہوگا (البداءۃ بغَسل یدیہ وفرجہ وان لم یکن بہ
خبث اتباعاً للحدیث) اور سنت ہر غسل مین دونون ہاتھون اور شرمگاہ کے دھونے سے شروع کرنا اگرچہ پیشاب کی جگہہ پر کچھہ نجاست نہو حدیث کی
پیروی سے (وخبث بدنہ ان کان علیہ خبث لئلّا یشیع) اور شروع کرنا بدن کی نجاست دھونے سے اگر اسکے بدن پر نجاست ہو تاکہ باقی بدن پر نجاست
نہ پھیلے (ثم یتوضأ اطلقہ فانصرف الی الکامل فلا یؤخر قدمیہ ولو فی مجمع الماء لما ان المعتمد طھارۃ الماء المستعمل) پھر وضو کرے مصنف نے
وضو کو مطلق بلا قید کہا اور مطلق جب بولتے ہین تو اسکا فرد کامل مراد ہوتا ہر تو یہان پورا وضو مراد ٹھہرا تو دونون قدمون کے دھونے کو تاخیر نکرے اگرچہ نہایا ہر
پانی جمع ہونے کے مقام مین اسواسطے کہ مذہب معتمد ہر کہ مستعمل پانی پاک ہر ھم جب وضو کامل مراد ہوا تو اسمین اشارہ ہر کہ سر کا مسح کرے اور یہی قول صحیح ہر اور یہ بھی
اشارہ ہر کہ جمیع سنن اور مستحبات وضو کے بجا لاوے ایسا کہا ہر صاحب بحر نے اور عدم تاخیر غسل قدمین بعض مشائخ کا قول ہر اور یہی صحیح تر ہر مذہب شافعی مین
اور بعضون نے کہا تاخیر کرے مطلقا اور بعضون نے کہا اگر وہان پانی جمع ہو تو تاخیر کرے یہی قول مذکور ہر مبسوط اور ہدایہ مین کذا فی الطحطاوی (علی انہ لا یوصف
بالاستعمال الا بعد انفصالہ عن کل البدن لانہ فی الغسل کعضوٍ واحدٍ) علاوہ یہ ہر کہ پانی مستعمل نہین ہوتا مگر بعد جدا ہونے کے تمام بدن سے اسواسطے کہ
غسل مین تمام بدن ایک عضو کے مانند ہر ھم تجزی حدث مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہر کہ حدث متجزی ہر یعنی جو عضو مغسول ہوگا وہ پاک ہوگا اور باقی ناپاک
اور دوسری روایت یہ ہر کہ حدث تجزی نہین یعنی بعضے اعضاء مغسولہ پاک نہونگے جبتک سارا بدن نہ دھویا جاویگا تو یہ قول شارح کا مبنی ہر عدم تجزی حدیث پر منح الغفار
مین کہا کہ عدم تجزی کی روایت پر یہ پانی مستعمل نہوگا مگر بعد جدا ہونے پانی کے تمام بدن سے جو پانی کہ دونون قدم کو لگا ہر وہ مستعمل نہین ہر اسواسطے کہ تمام بدن
غسل مین ایک عضو کے مانند ہر یہانتک کہ غسل مین تراوت کا نقل کرنا ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف جائز ہر انتہی (فحینئذٍ لا حاجۃ الی غسلھا ثانیاً)
تو اس صورت مین جبکہ معلوم ہوا کہ یہ پانی مستعمل نہین ہر تو دونون قدم کے دھونے کی دوسری بار حاجت نہین ھم مگر بطریق پاکیزگی اور فضیلت کے دھونا بہتر ہر بطریق
لزوم کے تو جو تفصیل ہدایہ مین ہر اور اسکو مجتبی مین اصح کہا ہر وہ محمول ہر مستعمل کی نجاست پر اور ہمارے مذہب کے علما کے بہت فروع اسی قول پر مبنی
ہین لیکن ہمنے بعض مشائخ کے قول کو اختیار کیا اسواسطے کہ طہارت مستعمل کی معتمد فی المذہب ہر کذا فی المنح ملتقطاً (الا اذا کان ببدنہ خبث) مگر جبکہ اسکے
بدن پر نجاست حقیقی ہو تو قدمون کو دوسری بار دھو ڈالے ازالہ نجاست کے واسطے نہ ازالہ حدث کے واسطے کہ وہ تو زائل ہوگیا کذا فی الطحطاوی (ولعلّ
القائلین بتاخیر غسلھما انما استحبوہ لیلون البدء والختم باعضاء الوضوء) شاید کہ وہ فقہا جو پانون دھونے کی تاخیر کے قائل ہین فقط اسیواسطے تاخیر کو

مستحب جانتے ہین تاکہ غسل کی ابتدا اور اختتام وضو کے اعضا پر کذا فی البحر قَالُوْا لَوْ تَوَضَّأَ اَوَّلًا لَا يَأْتِيْ بِهِ ثَانِيًا لِاَنَّهُ لَا يُسْتَحَبُّ وُضُوْءَانِ
لِلْغُسْلِ اِتِّفَاقًا اور فقہانے کہا ہی کہ اگر غسل سے پہلے وضو کیا تو بعد غسل کے دوسری بار وضو نکرے اسواسطے کہ ایک غسل کیواسطے دو وضو بالاتفاق مستحب نہین
اَمَّا لَوْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ وَاخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ عَلٰى مَذْهَبِنَا اَوْ فَصَلَ بَيْنَهُمَا بِصَلٰوةٍ كَقَوْلِ الشَّافِعِيَّةِ فَيُسْتَحَبُّ اور اگر بعد غسل کے وضو کیا اور مجلس فیستحب
بدل گئی ہم حنفیون کے مذہب پر یا دونون وضو مین نماز کو فاصل واقع کیا شافعیون کے قول کے مانند تو یہ دوبارہ وضو کرنا مستحب ہی م یہ بحث ہی صاحب بحر کی اور
سابق مذکور ہوگیا کہ وضو پر وضو نور علی نور ہی اگرچہ مجلس نہ بدلی ہوا ور جو وضو کہ اسراف مین داخل ہی وہ تیسری بار وضو کرنا ہی چنانچہ اسکی تحقیق صاحب نہر کے
کلام سے وضو کے مسائل مین مذکور ہو چکی کذا فی الطحطاوی ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى كُلِّ بَدَنِهِ ثَلٰثًا مُسْتَوْعِبًا مِنَ الْمَاءِ الْمَعْهُوْدِ فِي الشَّرْعِ لِلْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ
وَهُوَ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ پھر وضو کے بعد پانی بہاوے اپنے تمام بدن پر تین بار ہر بار تمام اعضا پر پانی پہونچا کر اسقدر پانی سے وضو اور غسل کرے جسقدر مقرر اور
معین ہی شرع مین وضو اور غسل کے واسطے اور وہ آٹھ رطل پانی ہی م غسل کے واسطے ایک صاع پانی معین ہی اور وضو کے واسطے ایک مد اور صاع چار مد کا ہوتا ہی اور
ہر مد دو رطل کا اور رطل سے مراد بغدادی رطل ہی جو ١٣٠ درم کا ہوتا ہی اسواسطے کہ فقہا نے صاع کا اندازہ کیا ہی کہ اسمین ١٠٤٠ درم بھر مونگ یا مسور سماوے
کذا فی الطحطاوی مکروہات وضو کے ترجمہ مین مذکور ہو چکا کہ لکھنؤ کے حساب سے مد تخمیناً تین پاو کا ہوتا ہی اور صاع تین سیر پختہ کا صحیحین اور نسائی مین امام
محمد باقرؒ سے مروی ہی کہ ہم جابرؓ کے پاس تھے سو لوگون نے غسل سے سوال کیا تو جابرؓ نے کہا کہ ایک صاع تجھکو کفایت کرتا ہی ایک مرد نے کہا کہ مجھکو اسقدر
کافی نہین تو جابر نے کہا اس شخص کو صاع کفایت کرتا تھا جسکے بال تجھسے زیادہ تر تھے اور وہ تجھسے بہتر تھا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی التیسیر وَقِيْلَ
الْمَقْصُوْدُ عَدَمُ الْاِسْرَافِ اور بعضون نے کہا کہ آٹھ رطل سے مقصود عدم اسراف ہی ھم شارح نے بصیغۂ تمریض تضعیف قول کی طرف اشارہ کیا اور
شرنبلالی نے اپنے متن مین اسی قول پر اعتماد کیا ہی بحر الرائق مین کہا کہ تقدیر مذکور لازم نہین یہانتک کہ اگر پورا غسل کرلے صاع سے کم پانی مین تو کافی
ہی اور اگر کفایت نکرے تو صاع سے زیادہ کرے اسواسطے کہ آدمیون کی طبائع اور احوال مختلف ہوتے ہین ایسا مذکور ہی بدائع مین اور نووی شافعی نے عدم
لزوم تقدیر پر اجماع نقل کیا ہی کذا فی الطحطاوی وَفِي الْجَوْهَرَةِ لَا اِسْرَافَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ لِاَنَّهُ غَيْرُ مُضَيِّعٍ وَقَدْ قَدَّمْنَاهُ عَنِ الْقُهُسْتَانِيِّ اور جواہر
مین ہی کہ جاری پانی مین اسراف نہین ہی اسواسطے کہ وہ پانی تلف نہین ہوتا ہی اور ہمنے اس مسئلہ کو مقدم ذکر کیا ہی قہستانی سے نقل کرکے ھم یہ قوم ضعیف ہی چنانچہ
اسکی تضعیف مسائل وضو مین شرح مذکور ہو چکی بادیًا بِمَنْكِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ عَلٰى بَقِيَّةِ بَدَنِهٖ مَعَ دَلْكِهٖ نَدْبًا وَقِيْلَ يُثَنِّيْ بِالرَّاْسِ وَقِيْلَ
يَبْدَاُ بِالرَّاْسِ وَهُوَ الْاَصَحُّ وَظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَالْاَحَادِيْثِ قَالَ فِي الْبَحْرِ وَبِهٖ يُضَعَّفُ تَصْحِيْحُ الدُّرَرِ غسل مین پانی بہاوے شروع
کرتا ہوا اپنے داہنے مونڈھے سے پھر اسکے بعد بائین مونڈھے سے پھر اپنے سر سے پھر باقی بدن پر ملنے کے ساتھ استحباب کی رو سے اور بعضون نے کہا کہ اول داہنے
مونڈھے پر پانی بہاوے پھر دوسری بار سر پر اور بعضون نے کہا کہ سر سے پانی بہانا شروع کرے اور یہی قول صحیح تر ہی اور ظاہر الروایۃ اور ظاہر الاحادیث ہی بحر الرائق
کے مصنف نے کہا اور اسیوجہ سے یعنی چونکہ سر سے شروع کرنا ظاہر الروایۃ اور ظاہر الاحادیث ہی لہذا درر کی تصحیح کی تضعیف کی گئی ہی یعنی درر مین جو ملا خسرو نے
تاخیر سر کی تصحیح کی ہی سو وہ ضعیف قول ہی ھم ظاہر الروایۃ وہ مسئلہ ہی جو امام محمد کی کتب خمسہ مین مروی ہی یعنی مبسوط جسکو اصل بھی کہتے ہین اور جامع کبیر اور جامع صغیر اور
زیادات اور سیر اور حاکم شہید کی دو کتابین یعنی منتقی اور کافی جو مستخرج ہین کتب خمسہ مذکورہ مین وہ بھی ظاہر الروایۃ ہین اما احادیث پس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے
صحاح ستہ مین مروی ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے واسطے پانی لائی سو حضرتؐ نے دونون ہاتھ دو بار یا تین بار دھوئے پھر اپنے دونون
ہاتھ ڈالے برتن مین پھر پانی ڈالا شرمگاہ پر اور بائین ہاتھ سے اسکو دھویا پھر بایان ہاتھ زمین پر خوب رگڑا پھر وضو کیا نماز کا سا وضو پھر تین بار سر پہ پانی
ڈالا پھر باقی بدن دھویا پھر اس مقام سے علیحدہ ہوئے پھر دونون پانون دھوئے کذا فی العینی شرح الہدایۃ اور تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین صحاح ستہ سے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یون منقول ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تھے تو پہلے دونون ہاتھ دھوتے پھر نماز کے مانند وضو کرتے پھر انگلیان پانی مین ڈالتے اور انسے بالون کی جڑون مین خلال کرتے یہانتک کہ ساری جلد پر پانی پہونچ جانیکا ظن حاصل ہوتا تب اُسپر تین بار پانی بہاتے پھر باقی بدن کو دھوتے پھر دونون پانون دھوتے۔ اور صحیحین کی ایک روایت حضرت عائشہ رض سے یہ ہو کہ جب غسل جنابت فرماتے تو پانی کا برتن ہاتھ مین لیتے اور سر کے داہنی طرف سے شروع کرتے پھر سر کے بائین طرف سے۔ نہی پس ان احادیث صحیحہ سے بعد وضو کے نہانیکی ابتدا سر سے ثابت ہوئی اور اختتام غسل کا پانون پر اور یہی مذکور ہوا اس مین تو اسی کو قوی اور مسنون سمجھنا چاہیے واللہ اعلم وصح نقل بلۃ عضو الی عضو آخر فیہ بشرط التقاطر اور غسل مین صحیح ہو ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لیجانا بشرط ٹپکنے کے ہم یعنی نقل مین یہ شرط ہو کہ دوسرے عضو پر جاکر ٹپکے تاکہ دھونا اُسکا ثابت ہو نہ چپڑنا مصنف نے اپنی شرح مین یہ مسئلہ تقاطر کی شرط کے ساتھ فوائد ناجیہ سے نقل کیا ہو لا فی الوضوء لما مر ان البدن کلہ کعضو واحد نقل کرنا ایک عضو کا پانی دوسرے عضو کے واسطے وضو مین صحیح نہین اسواسطے کہ یہ مذکور ہو گیا ہو کہ غسل مین تمام بدن ایک عضو کے مانند ہو یعنی برخلاف وضو کے کہ اُسمین چار عضو جدا جدا ہین وفرض الغسل عند خروج منی من العضو اور غسل فرض کیا گیا ہو نزدیک نکلنے منی کے عضو سے یعنی ذکر اور فرج سے والا فلا یفرض اتفاقا لانہ فی حکم الباطن اور اگر منی عضو سے باہر نہ نکلی تو بالاتفاق غسل مفروض نہین اسواسطے کہ وہ باطن اور داخل کے حکم مین ہو یعنی شرع مین اُسکا اعتبار نہین جیسے بدن کے اندر کی نجاست کا اعتبار نہین جنابت ثابت ہوتی ہو دو سبب سے ایک منفصل ہونے منی کے شہوت سے دوسرے ادخال سے آدمی کی شرمگاہ مین کذا فی الخانیہ منفصل عن مقرہ ھو صلب الرجل وترائب المرأۃ وہ منی جو جدا ہوئی اپنے ٹھکانے سے وہ یعنی منی کا قرارگاہ مرد کی پیٹھ ہو اور عورت کی چھاتی کی ہڈیان ومنیہ ابیض اور مرد کی منی سفید ہو یعنی اور گاڑھی جسکے نکلنے سے آلہ سست ہو جاتا ہو ومنیھا اصفر اور عورت کی منی زرد ہو یعنی اور پتلی فلو اغتسلت فخرج منہا منی ان کان منیھا اعادت الغسل لا الصلوۃ والا لا تو اگر عورت نے مرد کی صحبت کے بعد غسل کیا پھر اُسکی شرمگاہ سے منی نکلی تو اگر عورت کی منی ہو یعنی زرد اور رقیق ہو تو غسل کا اعادہ کرے نہ اس نماز کا جو غسل کے بعد اس منی کے نکلنے سے پہلے پڑھی اور اگر عورت کی منی نہین بلکہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی عورت کی شرمگاہ سے نکلی تو عورت دوسری بار غسل نکرے ہم اعادہ غسل کا امام محمد رح کے معتمد قول پر ہو کیونکہ پہلا غسل ٹوٹ گیا اور اعادہ نماز کا اسواسطے نہین کہ نماز اُسوقت ادا ہوئی جبکہ منی درحکم باطن کے تھی تو نماز باطل نہوگی نزول منی سے بعد اُسکے کذا فی الطحطاوی بشہوۃ ای لذۃ ولو حکما کمحتلم غسل فرض ہوتا ہو اُس منی سے جو شہوت یعنی لذت کے ساتھ نکلے اگرچہ لذت حقیقی نہو بلکہ لذت حکمی ہو جیسے خواب دیکھنے والے کی لذت ہم احتلام والے کو حقیقی لذت نہین ہوتی کیونکہ اُسکا ادراک مفقود ہو در مین ہو کہ شہوت کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر منی بھاری چیز کے اُٹھانے سے اور مانند اسکے بلا شہوت نکلی تو غسل فرض نہین خلافا للشافعی ولم یذکر الدفق لیشمل منی المرأۃ لان الدفق فیہ غیر ظاہر اور مصنف نے منی کی صفت مین دفق کا لفظ جو بمعنی اُچھلنے اور کودنے کے ہو ذکر نکیا تاکہ منی عورت کو بھی شامل رہے اسواسطے کہ اُچھل کر منی نکلنا عورت کی منی مین ظاہر نہین ہم ہدایہ اور کنز مین دفق مذکور ہو لیکن چونکہ امام اور محمد رح کے نزدیک احلیل سے منی نکلنے مین دفق شرط نہین اور عورت کی منی مین دفق ظاہر نہین لہذا مصنف نے عبارت کتب مذکورہ سے عدول کیا مصنف نے اپنی شرح مین ولوالجی سے نقل کیا کہ منی عورت کی دافق نہین یعنی کود کر نہین نکلتی اُسکی چھاتی سے شرمگاہ مین اوترآتی ہو طحطاوی نے کہا کہ اتساع محل کے سبب سے اسمین دفق نہین ہوتا اور اسمین خارج کی طرف دفع کرنیکی قوت نہین برخلاف مرد کے کہ تنگی محل سے اُسکی منی خارج کی طرف مندفع ہو جاتی ہو واما اسنادہ الیہ ایضا فی قولہ تعالی خلق من ماء دافق الآیۃ فیحتمل التغلیب اور عورت کی منی کی طرف بھی دفق کی نسبت کرنا حق تعالی کے اس قول مین کہ خلق من ماء دافق الخ سو اسمین تو صنعت تغلیب کا احتمال ہو ہم یہ جواب ہو سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہو کہ قرآن مجید مین ارشاد ہوا کہ آدمی بنایا گیا کودنے والے پانی سے جو نکلتا ہو پیٹھ اور

پیٹھ

چھاتی کے درمیان سے معلوم ہوا کہ عورت کی منی اپنی بھی جہندگی ہوتی ہو شارح نے اسکا جواب دیا کہ یہان تغلیب کا احتمال ہو یعنی مرد کی منی کو عورت کی منی پر غالب ٹھہرایا جو صفت تھی مرد کی منی کی وہ عورت کی منی پر بھی ثابت کی اور پانی سے مراد مرد او عورت کی ملی جلی منی ہو اور حلبی محشی نے دوسرا جواب یون دیا ہو کہ دفق سے مراد او ترا ہو منی کا اپنے مکان سے اور نزول بلاشک دونون کی منی مین ثابت ہو فَالْمُسْتَدِلُّ بِهَا كَالقهستانى تبعًا لِلأخى چلپى غير مُصِيبٍ تَأَمَّلْ جب آیت مین تغلیب کا احتمال ہوا تو دلیل لانے والا عورت کی منی کے دافق ہونے پر اس آیت سے چنانچہ قہستانی شارح نقایہ نے استدلال کیا اخی چلپی کی پیروی کر کے ٹھیک بات پر نہین اسکو غور کرے لے ہم اسواسطے کہ جب دلیل مین داخل ہوا احتمال تو ساقط ہوا استدلال تامل کی وجہ سے شاید یہ ہو کہ استدلال ہوتا ہو ادر ظاہر پر اور تغلیب خلاف ظاہر ہو وَلاَنَّهُ لَيْسَ بِشَرْطٍ عِنْدَهُمَا خِلاَفًا لِلثَّانِى وَلِذَا قَالَ وَاِنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ رَاْسِ الذَّكَرِ بِهَا اور مصنف نے اسواسطے دفق کا لفظ مذکور نکیا کہ دفق امام اور محمد کے نزدیک شرط نہین برخلاف ابو یوسف کے اور اسیواسطے مصنف نے کہا اگرچہ منی سر ذکر سے شہوت کے ساتھ نہ نکلی یعنی اپنی قرارگاہ سے منفصل ہوتے شہوت شرط ہو گو احلیل سے نکلنے کے وقت شہوت نہی ہو ہم دریافت کرنا چاہیے کہ دفق مصدر ہو متعدی او رگا یہ لازم بھی آتا ہو کذا فی النہر تو متعدی بمعنی دفع بشدت ہو اور لازم بمعنی طرفین کے نزدیک سر ذکر سے نکلنے کے وقت دفق شرط نہین اور دفق لازم بمعنی دفوق یعنی خروج اپنے محل سے یعنی سر ذکر سے تو یہ طرفین اور ابو یوسف سبکے نزدیک شرط ہو یعنی غسل واجب نہوگا جبتک منی سر ذکر سے خارج نہو تو کلام شارح مین دفق متعدی کی نفی ہو نہ دفق لازم کی کذا فی الطحطاوی وشرطه ابو يوسف اور سر ذکر سے نکلنے کے وقت دفق اور شہوت کو ابو یوسف نے شرط کہا ہو ہم اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہو چند مواضع مین چنانچہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور اسنے ذکر کو دابا یہانتک کہ شہوت ٹھہر گئی پھر بدون شہوت کے منی نکلی تو طرفین کے نزدیک غسل واجب ہو نہ ابو یوسف کے نزدیک یا شہوت سے نظر کی اور منی اپنے محل سے منفصل ہوئی پھر اسنے ذکر کو دابا کہ شہوت جاتی رہی پھر بدون شہوت کے منی نکلی یا غسل کیا یا پیشاب کرنے یا سونے سے پہلے پھر باقی منی بدون شہوت کے نکلی تو طرفین کے نزدیک دوسرا غسل واجب ہو نہ ابو یوسف کے نزدیک وَبِقَوْلِهِ يُفْتٰى فِى ضَيْفٍ خَافَ رِيْبَةً اَوِ اسْتَحْيٰى كَمَا فِى الْمُسْتَصْفٰى اور ابو یوسف کے قول پر فتوی دیا جاتا ہو اس مہمان کے حق مین کہ ڈرا تہمت اور بدگمانی سے یا شرمایا چنانچہ مستصفے مین ہو ہم یعنی مہمان کو احتلام ہوا اور اسنے سر ذکر کو دابا اور شہوت زائل ہونے کے بعد منی خارج ہوئی یہ حرکت بدگمانی کے ڈر سے کی کہ میزبان کو شبہہ نہ پڑے تو بموجب فتوی غسل اسپر واجب نہین اور مہمان کی قید سے معلوم ہوا کہ اسکے سوا سے مین طرفین کے قول پر فتوی ہو چنانچہ بحر الرائق مین سراج سے مصرح ہو وفى القهستانى والتتارخانية معزيًا للنوازل وبقول ابى يوسف نأخذ لانه اَيْسَرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ وَلاَسِيَّمَا فِى الشِّتَاءِ وَالسَّفَرِ اور قہستانی اور فتاوی تاتارخانیہ مین نوازل سے منقول ہو کہ ابو یوسف کے قول کو ہم لیتے ہین اسواسطے کہ وہ مسلمانون پر آسان تر ہو مین کہتا ہون خصوصًا موسم سرما اور سفر مین ہم یعنی ابو یوسف کا قول مطلقا ماخوذ ہو گذشتہ نمازون مین اور آیندہ مین اور منصوری شرح مسعودی مین یون ہو کہ ابو یوسف کے قول پر فتوی ہو گذشتہ نمازون مین جو بدگمانی کے خوف سے پڑھین اور طرفین کے قول پر فتوی ہو صلوات مستقبلہ مین کیونکہ انمین تہمت کا خوف نہین الحاصل دونون قول کی تصحیح واقع ہوئی ہو کذا فی الطحطاوی وَفِى الْخَانِيَةِ خَرَجَ مَنِيٌّ بَعْدَ الْبَوْلِ وَذَكَرُهُ مُنْتَشِرٌ لَزِمَهُ الْغُسْلُ قَالَ فِى الْبَحْرِ مَحْمَلُهُ اِنْ وَجَدَ الشَّهْوَةَ وَهُوَ تَقْيِيْدُ قَوْلِهِمْ بِعَدَمِ الْغُسْلِ بِخُرُوْجِهِ بَعْدَ الْبَوْلِ اور خانیہ مین ہو کہ منی نکلی پیشاب کرنے کے بعد اور حالانکہ اسکا ذکر استادہ ہو تو غسل کرنا اسپر لازم ہوا بحر الرائق مین کہا کہ یہ مسئلہ اس صورت پر محمول ہو جو استادگی کے ساتھ شہوت بھی پائی جاوے اور وہ یعنی استادگی شہوت کے ساتھ مقید کرنا ہو فقہا کے اس مطلق قول کو کہ پیشاب کے بعد منی کے نکلنے سے غسل لازم نہین ہم کتب فقہ مین مصرح ہو کہ بول یا نوم یا مشی کثیر کے بعد اگر منی نکلی تو غسل واجب نہین تو عدم غسل کا اطلاق مقید عدم انتشار اور شہوت کے ساتھ ہو صاحب بحر نے کہا اور اسپر دلیل تجنیس کی یہ تعلیل ہو کہ حالت استادگی مین خروج اور انفصال سب دونون پائے گئے بطریق دفق اور شہوت کے کذا فی الطحطاوی وعند ابلاج

حَشَفَۃٍ ھِیَ مَا فَوقَ الخِتَانِ اٰدَمِیٍّ احترازٌ مِن الجِنِّیِّ یعنی اِذَا لَم یُنزِل وَاِذَا لَم یَظھَر لَھَا فِی صُورَۃِ الاٰدَمِیِّ کَمَا فِی البَحرِ اور غسل فرض ہی آدمی کے تمام حشفہ
داخل کرنے کے وقت آلہ تناسل مین حشفہ اُسکا نام ہی جو ختنہ کرنے کے مقام سے اوپر ہی جسکو سپاری کہتے ہین آدمی کا حشفہ کہنا احتراز ہی جن کے حشفہ سے یعنی اگر جن
عورت سے جماع کرے اور اُسکے سامنے آدمی کی صورت پر ظاہر نہو اور جبکہ عورت کو انزال نہو چنانچہ بحر الرائق مین ہی تو عورت پر غسل نہین ہم جب عورت نے کہا کہ میرے ساتھ
ایک جن ہی خواب مین آتا ہی بارہا اور مجکو وہ لذت حاصل ہوتی ہی جو میرے زوج کے جماع سے حاصل ہوتی ہی تو اُسپر غسل نہین بدون انزال کے اور اگر انزال ہوا تو غسل واجب
ہی گویا وہ احتلام ہی اور اگر جن آدمی کی صورت پر ظاہر ہوا تو فقط ادخال حشفہ سے غسل واجب ہوگا انزال ہویا نہو اسواسطے کہ مدار احکام کا ظاہر پر ہی کذا فی البحر اَو اِیلَاجِ
قَدرِھَا مِن مَقطُوعِھَا یا وقت داخل کرنے بقدر حشفہ کے اُس شخص سے جسکا حشفہ کٹا ہی وَلَو لَم یَبقَ مِنہُ قَدرُھَا قَالَ فِی الاَشبَاہِ لَم یَتَعَلَّق بِہِ حُکمٌ وَلَم اَرَہٗ
اور جو بقدر حشفہ کے ذکر سے باقی نرہا اشباہ مین کہا کہ کوئی حکم اسکے ساتھ متعلق نرہا اور مین نے اسکو کسی کتاب مین نہین دیکھا ہم یعنی جو احکام کہ حشفہ داخل کرنے سے
تعلق رکھتے ہین چنانچہ وجوب غسل اور حلال ہونا مطلقہ کا اور جماع کی قسم مین حانث ہونا یا نہونا اس صورت مین باقی نرہے سید علی مقدسی نے کہا کہ قدر حشفہ کی تقلید
کے مفہوم سے یہ نکلتا ہی کہ اُسکے ساتھ کچھ حکم متعلق نرہا اور عند السوال اسیکا فتویٰ دیا جاے کذا فی الطحطاوی فِی اَحَدِ سَبِیلَی اٰدَمِیٍّ حَیٍّ یُجَامَعُ مِثلُہٗ سَیَجِیءُ مُحتَرَزُہٗ
غسل فرض ہوتا ہی حشفہ داخل کرنے سے ایک راہ مین دو راہون سے کہ قبل اور دبر ہی اُس زندہ آدمی کی کہ ویسی کا جماع ہو سکتا ہی اور قیود ثلثہ مین سے ہر قید کا محترز
آگے آویگا یعنی آدمی کی قید سے جانور سے احتراز ہوا اور زندہ کی قید سے مردہ نکل گیا اور قابل جماع کے قید سے صغیر غیر قابل جماع خارج ہوا ہم اور بجہر وجائب ہونے حشفہ
بدون انزال کے غسل کے واجب ہونے پر بہت احادیث دلیل ہین از انجملہ ابو ہریرہ کی حدیث ہی صحیح بخاری اور مسلم مین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
مرد بیٹھا عورت کی چار شاخون مین اور چھوا ایک ختان یعنی ختنہ گاہ نے دوسرے ختان کو تو البتہ غسل واجب ہوگیا مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہی اگرچہ اسکو
انزال نہوا ہو اور یہ جو مسلم کی حدیث ہی کہ اِنَّمَا المَاءُ مِنَ المَاءِ سو احتلام پر محمول ہی چنانچہ جامع ترمذی مین عبد اللہ بن عباس رضؓ سے تصریح مروی ہی کذا فی العینی عَلَیھِمَا
اَیِ الفَاعِلِ وَالمَفعُولِ لَو کَانَا مُکَلَّفَینِ دونون پر غسل فرض ہی یعنی فاعل اور مفعول پر بشرطیکہ فاعل اور مفعول دونون مکلف ہون یعنی عاقل بالغ مسلمان
ہون وَلَو وَاحِدٌ مِنھُمَا مُکَلَّفًا فَعَلَیہِ فَقَط اور اگر دونون مین سے ایک مکلف ہو یعنی دوسرا صغیر یا مجنون تو صرف مکلف پر غسل واجب ہی دُونَ المُرَاھِقِ لٰکِن
یُمنَعُ مِنَ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی یَغتَسِلَ غسل فرض نہین مراہق پر لیکن وہ نماز پڑھنے سے روکا جائیگا یہانتک کہ نہاوے ہم مراہق وہ صغیر ہی کہ ہنوز بالغ نہین قریب
باحتلام ہی وَیُؤمَرُ بِہٖ اِبنُ عَشرٍ تَادِیبًا اور دس برس کے لڑکے کو غسل کرنے کا امر کیا جاے ادب سکھانے کو تا طہارت کی اسکو عادت ہو جیسے نماز کا اسکو امر کیا جاتا ہی ہم
دس برس کے صغیر نے جماع کیا عورت بالغہ کا تو عورت پر غسل ہی صغیر پر نہین لیکن عادت پڑنے کے واسطے اُسکو غسل کرنے کا امر ہوگا کذا فی العالمگیریہ عن المحیط فان
وصیۃ لم یُنزِل مَیِّتًا بِالاِجمَاعِ ادخال حشفہ سے مکلف پر غسل فرض ہی بالاجماع اگرچہ اُسنے منی نہین ٹپکائی ہم عالمگیری مین محیط سے منقول ہی کہ یہی مذہب ہی
ہمارے علما کا اور یہی صحیح ہی چنانچہ فتاوی قاضی خان مین ہی یعنی لَو فِی دُبُرِ غَیرِہٖ اَمَّا فِی دُبُرِ نَفسِہٖ فَرَجَّحَ فِی النَّھرِ عَدَمَ الوُجُوبِ اِلَّا بِالاِنزَالِ یعنی دبر مین حشفہ
داخل کرنے سے اُسوقت غسل فرض ہوتا ہی کہ غیر شخص کی دبر مین داخل کرے اور اگر اپنی دبر مین حشفہ داخل کیا سو نہر الفائق مین عدم وجوب غسل کو ترجیح دی ہی بدون
انزال کے ہم نہر الفائق مین کہا کہ اعتماد کے لائق عدم وجوب ہی مگر با انزال اسواسطے کہ وہ اولیٰ ہی صغیرہ اور میتہ سے تصور لذت مین وَلَا یَرِدُ الخُنثٰی المُشکِلُ فَاِنَّہٗ
لَا غُسلَ عَلَیہِ بِاِیلَاجِہٖ فِی قُبُلٍ اَو دُبُرٍ وَلَا عَلٰی مَن جَامَعَہٗ اِلَّا بِالاِنزَالِ لِاَنَّ الکَلَامَ فِی حَشَفَۃٍ وَسَبِیلَینِ مُحَقَّقَینِ اور مصنف پر خنثیٰ مشکل کا
اعتراض وارد نہین ہوتا اسواسطے کہ اُسپر غسل واجب نہین حشفہ داخل کرنے سے قبل یا دبر مین اور نہ اُس شخص پر جو خنثیٰ مشکل سے جماع کرے مگر انزال سے البتہ غسل ہی
اسواسطے کہ مصنف کا کلام حشفہ واقعی اور اُس قبل اور دبر مین ہی جو بلا شبہہ محقق اور ثابت ہین ہم یعنی مصنف کے اس قول پر کہ حشفہ داخل کرنے سے احد السبیلین
مین مکلف پر غسل واجب ہوتا ہی خنثیٰ مشکل کے فاعل اور مفعول ہونے سے عدم وجوب غسل کا اعتراض وارد نہوگا اسواسطے کہ خنثیٰ مشکل کا حشفہ اور فرج مشکوک الوجود ہی

اور مصنف کا کلام متحقق الوجود مین ہی اسکے فاعل ہونے مین غسل اسواسطے واجب نہین کہ شاید وہ عورت ہو اور اُسکا ذکر عضو زائد ہو تو اُسکا داخل کرنا بمنزلہ اُنگلی داخل کرنے کے ہو اور اسیطرح دوسرے خنثی کی فرج مین اگر اُسنے داخل کیا تو غسل دونون پر نہین کہ شاید دونون مرد ہون اور دونون فرجین زائد ہون اور خنثی مشکل کے مفعول ہونے مین غسل نہین بلکہ شاید وہ مرد ہو اور اُسکی فرج بمنزلہ زخم کے ہو اور فرج کی تقیید سے معلوم ہوگیا کہ خنثی مشکل کی دبر مین اگر ذکر واقعی کا ادخال ہوگا تو فاعل اور مفعول دونون پر غسل واجب ہوگا اور سبیلین سے مراد ذکر اور فرج ہی اسواسطے کہ دبر خنثی مشکل کی ثابت الوجود ہی بلا شک تو اگر شارح یون کہتا الا ان الکلام فی حشفہ و فرج محققین تو بہتر ہوتا کذا فی الطحطاوی وعند رؤیۃ مستیقظ خرج رؤیۃ السکران والمغمی علیہ المذی منیا او مذیا وان لم یتذکر الاحتلام

اور غسل فرض ہی نزدیک دیکھنے مستیقظ یعنی سوکر جاگنے والے کے منی کو یا مذی کو بدن پر یا کپڑے پر اگرچہ احتلام ہونا اُسکو یاد نہو شارح نے کہا مستیقظ کی قید سے متوالے اور غشی والے کی مذی کا دیکھنا نکل گیا ہم یعنی اگر بعد ہوشیار ہونے کے متوالا یا صاحب غشی مذی دیکھیگا تو دونون پر غسل نہین برخلاف مستیقظ کے وجہ فرق یہ ہی کہ نیند مظنہ ہی احتلام کا راحت پانے کے سبب سے تو مذی کا دیکھنا منی پر محمول ہوگا احتیاط کی راہ سے کہ شاید ہوا کی گرمی یا غذا کے سبب سے منی پتلی ہوگئی اور متوالے اور صاحب غشی مین یہ سبب متحقق نہین یعنی مستی اور غشی راحت کا سبب نہین مذی کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر مست بیہوش بعد افاقہ منی دیکھین گے تو بالاتفاق غسل واجب ہوگا

معلوم کرنا چاہیے کہ مستیقظ کا مسئلہ بارہ صورتون کا محتمل ہی اسواسطے کہ یا اُسکو یقین ہی کہ وہ منی یا مذی یا ودی ہی یا اُسکو شک ہی منی اور مذی مین یا منی اور ودی مین یا مذی اور ودی مین اور ان چھ صورتون مین سے ہر صورت کے ساتھ احتلام یاد ہی یا نہین تو غسل واجب ہی بالاتفاق جب منی کا یقین ہوا احتلام یاد ہو یا نہو یا مذی کا یقین ہوا احتلام کے یاد ہونے کے ساتھ یا شک ہی منی یا مذی مین یا منی یا ودی مین یا مذی یا ودی مین اور احتلام یاد ہی ان تینون صورتون مین بھی غسل واجب ہی اور جبکہ ودی کا یقین ہو تو غسل واجب نہین احتلام یاد ہو یا نہو یا شک ہی مذی یا ودی مین اور احتلال مین یقین ہی مذی کا اور احتلام یاد نہین اور مصنف نے ان صورتون مین سے چار صورتون کو ذکر کیا اسلیے کہ جمیع جزئیات کا بیان کرنا لازم نہین علی الخصوص نادرۃ الوجود کا کذا فی الطحطاوی مختصرا مذی سفید پتلا پانی ہی جو حالت انتشار مین عورت کی ملاعبت کے ساتھ نکلتا ہی اور ودی گاڑھا پانی سفید ہی جو پیشاب کے بعد اور غسل جماعی کے بعد خارج ہوتا ہی احتلام لغت مین خواب دیکھنے کو کہتے ہین اور استعمال مین خواب جماعی کو بولتے ہین جسکے ساتھ اکثر انزال منی کا ہوتا ہی الا اذا علم انہ مذی او شک انہ مذی او ودی او کان ذکرہ منتشرا قبیل النوم فلا غسل علیہ اتفاقا مگر جبکہ مستیقظ کو بالیقین معلوم ہو کہ وہ مذی ہی بشرطیکہ احتلام یاد نہو کذا فی الطحطاوی یا اُسکو شک ہی کہ وہ رطوبت مذی یا ودی ہی یا اُسکا ذکر استادہ تھا سونے سے پہلے تو اسپر غسل نہین بالاتفاق طرفین اور ابو یوسف کے ہم اسواسطے کہ اگر ذکر منتشر تھا سونے سے پہلے تو جو رطوبت پائی گئی جاگنے کے بعد تو وہ اسی استادگی کے آثار سے ہوگی تو اسپر غسل لازم نہ آویگا لیکن اگر اُسکو منی ہونے کا گمان غالب ہوگا تو غسل لازم آویگا اور اگر سونے کے وقت اُسکا ذکر ساکن یعنی استادہ نہوگا تو اس رطوبت کو منی قرار دیوینگے اور اُسکو غسل کرنا لازم ہوگا شمس الائمہ حلوائی نے کہا یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی اور لوگ اس سے غافل ہین تو اسکا یاد رکھنا ضرور ہوا کذا فی الخانیہ کالودی جیسے ودی کے دیکھنے مین غسل نہین بالاتفاق احتلام یاد ہو یا نہو لکن فی الجواہر الا اذا نام مضطجعا او تیقن انہ منی او تذکر حلما فعلیہ الغسل والناس عنہ غافلون لیکن جواہر زواہر حاشیہ اشباہ و نظائر مین یہ ہی کہ انتشار قبل النوم مین غسل نہین مگر جبکہ وہ شخص کروٹ پر سویا یا اُسکو منی ہونے کا یقین ہوگیا یا اُسکو احتلام یاد پڑا اور حالانکہ اُسکو منی یا مذی کے ہونے مین شک واقع ہی کذا فی الطحطاوی تو ان تینون صورتون مین اُسپر غسل واجب ہی اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہین لا یفترض ان تذکر ولو مع اللذۃ والانزال ولم یر علی رأس الذکر بللا اجماعا غسل فرض نہین بالاتفاق اگر احتلام یاد ہی اگرچہ لذت اور انزال کے ساتھ خوب یاد ہو اور حالانکہ اُسنے سر ذکر پر رطوبت کو نہین دیکھا ہم اتفاق سے مراد یہان شیخین اور محمد کا اتفاق ہی اور خلاف نہین مگر عورت مین کذا فی الطحطاوی سر ذکر کی قید اتفاقی ہی تو یہی حکم ہی اگر کپڑے وغیرہ پر رطوبت کو

دیکھیگا وکذا المرأۃ مثل الرجل علی المذھب اور اسیطرح عورت کا حکم ہی مرد کے مانند بنا بر معتمد مذہب کے یعنی بدون دیکھنے رطوبت کے احتلام یاد ہونے سے عورت پر غسل نہین جیسے مرد پر غسل نہین طحطاوی نے کہا یہی مذہب معتمد ہی سب کے نزدیک اور وہ جو محمدؒ سے روایت ہی عورت کے وجوب غسل کی وہ اعتماد کے لائق نہین شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ ہم اُس روایت کو نہین لیتے ہین انتہی مصنف نے اپنی شرح مین کہا اور اس مسئلہ کی دلیل وہ حدیث ہی جو بخاری اور مسلم مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ام سلیم ابوطلحہ کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ مجکو احتلام ہوا یا رسول اللہ حق تعالی شرم نہین کرتا حق سے کیا عورت پر غسل ہی جبکہ اُسکو احتلام ہو فرمایا کہ ہان جبکہ وہ پانی کو دیکھے یعنی جبکہ منی نظر آوے نووی نے شرح مہذب مین اسپر اجماع نقل کیا ہی اگر کوئی کہے کہ تمہارے مذہب مین مفہوم شرط کا معتبر نہین ہم جواب دینگے کہ حکم غسل کا معلق بشرط ہی تو غسل کا حکم منعدم ہوا عدم اصلی سے اور یہ نہین کہ عدم شرط کو عدم حکم مین اثر ہی انتہی ما فی المنح ملخصًا ولو وجد بین الزوجین ماءٌ ولا مُمَیِّزَ ولا تذکر ولا نام قبلھما غیرھما اغتسلا اور اگر درمیان زوجہ اور زوج کے پانی یعنی منی یا مذی پائی گئی یعنی بستر پر ننگے سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو بستر پر منی یا مذی پائی اور تمیز کی کوئی وجہ نہین جس سے مرد یا عورت کی منی ممتاز ہو اور نہ دونون کو احتلام یاد ہی اور نہ اُن دونون سے پہلے کوئی اور شخص اُس بستر پر سویا تھا تو دونون پر نہانا واجب ہی احتیاطًا کذا فی الخانیہ ہم وجہ تمیز کی یہ ہی کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہی اور عورت کی منی پتلی اور زرد اور مرد کی منی طول مین واقع ہوتی ہی اور عورت کی عرض مین تو جسکی علامت پائی جاوے اُسپر غسل لازم ہوگا اور جسکو احتلام یاد ہوگا اُسپر غسل لازم ہوگا اور جو اُس بستر پر اول کوئی سویا ہوگا اور منی خشک ہوگی تو ظاہر اکسی پر ان دونون مین سے غسل واجب نہوگا کذا فی البحر بحثًا ولف حشفۃ او قدرھا ملفوفۃ بخرقۃ ان وجد لذۃ الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح والاحوط الوجوب حشفہ کپڑے مین لپیٹا ہوا قبل یا دبر مین داخل کیا یا بقدر حشفہ مقطوع الحشفہ نے اسی طرح داخل کیا اگر لذت جماع کی پائی تو نہانا واجب ہوا اور اگر لذت اور گرمی کذا فی المنح نہین پائی تو غسل واجب نہین بنا بر اصح قول کے اور زیادہ تر احتیاط ہی غسل کے واجب ہونے مین دونون صورتون مین لذت حاصل ہو یا نہو کذا فی البحر وعند انقطاع حیض ونفاس ھذا وما قبلہ من اضافۃ الحکم الی الشرط ای یجب عندہ لا بہ بل بوجوب الصلوۃ او ارادۃ ما لا یحل کما مر اور غسل فرض ہی حیض ونفاس کے منقطع ہونے کے وقت شارح نے کہا یہ یعنی انقطاع حیض ونفاس اور جو اس سے پہلے مذکور ہو چکا یعنی خروج منی اور ادخال حشفہ اور روایت مستیقظ یہ من قبیل نسبت کرنے حکم کے ہی طرف شرط کے یعنی غسل واجب ہی خروج منی اور ادخال حشفہ اور روایت مستیقظ اور انقطاع حیض ونفاس کے اوقات مین نہ ان اشیا کے سبب سے بلکہ غسل واجب ہی بسبب واجب ہونے نماز کے یا بسبب ارادہ کرنے اُس فعل کے جو بدون غسل کے حلال نہین چنانچہ تلاوت قرآن مثلًا جیسا کہ مسائل وضو مین گذر گیا ہم یعنی فقہ کی جن کتابون مین خروج منی وغیرہ کو غسل کا سبب کہا ہی تو وہان حکم کو شرط کی طرف نسبت کیا ہی کیونکہ امور مذکورہ سبب غسل کے نہین ہین بلکہ غسل کی شروط ہین اور غسل کا سبب تو فی الحقیقہ وجوب صلوۃ ہی یا ارادہ تلاوت قرآن مثلًا لا عند مذی وودی اور غسل فرض نہین مذی اور ودی کے نکلنے کے وقت اور مستیقظ کو جو مذی کے دیکھنے سے غسل لازم ہوتا ہی تو اس احتمال سے کہ بدن کی یا ہوا کی گرمی سے منی رقیق ہو گئی بل الوضوءُ منہ ومن البول جمیعًا علی الظاھر بلکہ وضو لازم ہی ودی اور بول دونون سے بنا بر ظاہر الروایۃ کے ہم اور اسکا نظیر رعاف بعد البول ہی یا بول بعد الرعاف تو اگر قسم کھائی وضو نکریگا رعاف سے پھر اُسکو رعاف ہوئی پھر پیشاب کیا یا اسکے بالعکس تو وضو دونون سے ثابت ہوگا اور وہ شخص حانث ہوگا اگر کوئی کہے کہ کیا فائدہ ہی ودی سے وضو کے واجب کہنے مین اور حالانکہ بول سابق سے تو وضو واجب ہو گیا اسکے پانچ جواب بحر الرائق مین مذکور ہین ازانجملہ ایک جواب یہ ہی کہ جسکو سلس البول کی بیماری ہو تو اُسکا وضو ودی سے ٹوٹیگا نہ پیشاب سے اور ازانجملہ یہ ہی کہ جسنے وضو کیا بعد بول کے ودی نکلنے سے پہلے تو اب ودی سے وضو واجب ہوگا اور ازانجملہ وہ جواب ہی جو شارح نے ذکر کیا کذا فی

فی الطحطاوی مختصرًا ولا عند ادخال اصبع ونحوه كذكر غير ادمي وذكر خنثى وميت وصبي لا يشتهى وما يصنع من نحو خشب في الدبر او القبل على المختار اور فرض نہین نہانا وقت داخل کرنے انگلی اور اُسکے مانند کے چنانچہ آدمی کے سوا کسی جانور کا ذکر اور خنثی اور میت اور اُس صغیر کا ذکر جسکو شہوت نہین ہوتی اور جو چیز آلت کے مانند بنائی جاتی ہو لکڑی وغیرہ سے یعنی بدکار عورتین شہوت رانی کیواسطے بناتی ہین جسکو اہل ہند سبورا کہتے ہین تو ان اشیا کے قبل یا دبر مین داخل کرنے سے غسل لازم نہین بنا بر قول مختار کے هم دبر مین تو ترجیح متفق ہی مگر قبل مین ترجیح مختلف ہی اسواسطے کہ شیخ الاسلام ابو سعود نے نوح آفندی کے کلام سے نقل کیا ہی کہ ادخال قبل مین وجوب غسل کا مختار ہی جبکہ عورت شہوت رانی کا قصد کرے یعنی بدون انزال کے بھی غسل واجب ہی اسواسطے کہ عورتون مین شہوت غالب ہوتی ہی تو سبب کو مقام سبب کے قائم کیا كذا في الطحطاوي ملخصًا ولا عند وطئ بهيمة او ميتة او صغيرة غير مشتهاة اور فرض نہین نہانا زندہ یا مردہ جانور کے جماع سے اور نہ اُس صغیرہ کے جماع سے جو شہوت کے لائق نہین هم یہ محترز ہی اُس قول سابق کا کہ زندہ آدمی قابل شہوت کے احد السبیلین مین ادخال حشفہ سے نہانا فرض ہوتا ہی زندہ آدمی کی قید سے جانور زندہ اور مردہ نکل گیا اور قابل شہوت کی قید سے صغیرہ غیر مشتہاۃ خارج ہوگئی بان تصير مفضاة بالوطئ صغیرہ غیر مشتہاۃ یعنی قابل شہوت نہونا اسطرح پر ہی کہ جماع کرنے سے درمیان کا پردہ پھٹ کر دونون راہین یعنی قبل اور دبر ایک ہوجاوین غاية الحشفة جانور وغیرہ کے جماع سے غسل نہین اگرچہ حشفہ اندر چھپ جاوے ولا ينتقض الوضوء فلا يلزم الا غسل الذكر قهستاني عن النظم اور ایسے جماع سے وضو نہین ٹوٹتا تو سوائے آلت دھو ڈالنے کے کوئی چیز لازم نہین آتی ایسا نقل کیا ہی قہستانی نے نظم سے وسيجئ ان رطوبة الفرج طاهرة عنده فتنبه اور آگے آویگا کہ رطوبت فرج کی پاک ہی امام کے نزدیک تو ہوشیار ہو جا کہ جماع صغیرہ غیر مشتہاۃ کے جماع سے آلت کا دھونا صاحبین کے قول پر ہی نہ امام کے قول پر اور یہ اختلاف فرج داخل مین ہی اسواسطے کہ فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق طاہر ہی اس دلیل سے کہ امام اور صاحبین کے نزدیک اسکا دھونا وضو مین سنت ہی اور اگر نجس ہوتی صاحبین کے نزدیک تو دھونا فرض ہوتا كذا في الحلبي بلا انزال لقصور الشهوة اشیاء مذکورہ مین بدون انزال کے غسل لازم نہین لذت کے ناقص ہونے کیوجہ سے هم یہ علت ہی اشیاء ما تقدم کی عدم وجوب غسل کی یعنی لذت کامل ہوتی ہی مرغوب بالطبع کے جماع سے یا انزال سے پھر جب محل مرغوب نہوا تو بدون انزال کے کمال لذت نہین اما به فيحال عليه اور انزال ہونے کے ساتھ تو غسل کا واجب ہونا انزال ہی پر حوالہ کیا جائیگا یعنی اسوقت مین انزال ہی منظور الیہ اور مقصود فی الوجوب ہوگا جیسے محال علیہ مقصود بالمطالبہ ہوتا ہی كذا في الطحطاوي كما لا غسل لو اتى عذراء ولم يزل عذرتها بضم فسكون البكارة فانها تمنع التقاء الختانين الا اذا حبلت لانزالها وتعيد ما صلت قبل الغسل كذا قالوا چنانچہ غسل لازم نہین جو باکرہ سے جماع کیا اور اُسکی بکارت قائم رہی اسواسطے کہ بکارت مرد اور عورت کے ختنہ گاہون کے ملنے سے یعنی فرج مین دخول حشفہ سے مانع ہی مگر جبکہ باکرہ اس وطی سے حاملہ ہوگئی تو غسل لازم ہوگا عورت کے انزال ہونے کی وجہ سے یعنی اسواسطے کہ بدون انزال جانبین کے حمل متحقق نہین ہوتا اور باکرہ بعد حمل کے ان نمازون کو پھر پڑھے جو غسل کرنے سے پہلے پڑھ چکی ایسا کہا ہی علمائے مذہب نے شارح نے کہا عذرہ بضم غین وسکون ذال معجمہ عبارت ہی بکارت سے هم اعادہ نماز کی یہ وجہ ہی کہ حمل کے بعد ظاہر ہوگیا کہ اُسنے بدون طہارت کے نماز پڑھی وفيه نظر لان خروج منيها من فرجها الداخل شرط لوجوب الغسل على المفتى به ولم يوجد قاله الحلبي اور قول مذکورہ کے وجوب غسل مین اعتراض ہی اسواسطے کہ عورت کی منی کا نکلنا فرج داخل سے وجوب غسل کی شرط ہی بنا بر قول مفتی بہ کے اور وہ یہان پایا نہین گیا ایسا کہا حلبی نے هم یعنی جبکہ خروج منی کا نہوا تو اُسپر غسل واجب نہین اگرچہ حمل رہ گیا ہو اسکا حاصل باکرہ پر غسل واجب نہین ہوتا مطلقا اگرچہ وہ حاملہ ہوجاوے اسواسطے کہ قول اصح یہ ہی کہ اُسپر وجوب غسل کا انزال سے اُسوقت ہوتا ہی جبکہ منی فرج داخل سے فرج خارج کی طرف پہونچے اور مرد پر تو غسل لازم ہوگا اسلیے کہ ظہور حمل کا علامت ہی مرد کے انزال کی اگرچہ اُسکو معلوم نہو

مین کہتا ہون اور اعتراض مذکور تمام نہوگا مگر جبکہ بکارت خروج منی کی مانع ہوا ور حالانکہ برخلاف اسکے ثابت ہی اسواسطے کہ حیض اُسی محل سے خارج ہوتا ہی
کذا فی الطحطاوی ویجب ای یفرض علی الاحیاء المسلمین کفایۃ اجماعاً ان یغسلوا بالتخفیف المیت المسلم الا الخنثی المشکل
فییمم اور واجب ہی یعنی فرض ہی زندہ مسلمانون پر بطور فرض کفایہ اجماع کی دلیل سے یہ کہ نہلاوین مردہ مسلمان کو سوائے اُس مردہ کے جو خنثی مشکل ہو تو اسکو
نہ نہلاویں بلکہ اُسکو غسل کے عوض تیمم کروائیے ہم شارح نے وجوب کی تفسیر فرض کی تا معلوم ہو کہ یہان وجوب اصطلاحی مراد نہین جیسے اگلے مسئلے مین بھی وجوب
سے فرض مراد ہی مصنف نے اپنی شرح مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ یہ فرضیت اجماع سے ثابت ہی اور غسل میت کی صحت مین نیت شرط نہین ہان
ذمہ مکلفین سے اسقاط فرض کا نہوگا بدون نیت کے تو غریق کو بھی تین بار غسل دینا زندون پر لازم ہوگا مگر خانیہ مین زندون پر بھی نیت کو لازم نہین کہا
انتہی شارح نے یغسلوا مین تخفیف کی قید لگائی حالانکہ تخفیف و تشدید دونون متعدی ہین کذا فی القاموس تو مترجم کے ذہن ناقص مین آتا ہی کہ بالتخفیف کا لفظ
بعد لفظ میت کے ہوگا شاید کہ کاتب سے تقدیم واقع ہوگئی اسلیے کہ طحطاوی وغیرہ نے تصریح کی ہی کہ میت بالتخفیف وہ ہی جو مر گیا اور میت بالتشدید وہ ہی جو
زندہ ہی آگے مریگا کما یجب علی من اسلم جنباً او حائضاً او نفساء ولو بعد الانقطاع علی الاصح کما فی الشرنبلالیۃ عن البرہان وعللہ
ابن الکمال ببقاء الحدث الحکمی جیسے واجب یعنی فرض ہی نہانا اُس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جنابت یا حیض یا نفاس مین اگرچہ حیض و نفاس کے
موقوف ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا بنا بر صحیح تر قول کے چنانچہ شرنبلالیہ مین برہان سے منقول ہی اور ابن کمال نے وجوب غسل بعد الانقطاع کی دلیل بیان
کی ہو حدث حکمی کے باقی رہنے سے یعنی جب کہ حدث باقی رہا تو وہ زائل نہوگا بدون غسل کے او بلغ لا بسن بل بانزال او حیض او ولدت ولم تر دماً
او اصابت کل بدنہ نجاسۃ او بعضہ وخفی مکانہا یا جوان ہوا آدمی عمر کے حساب سے نہین بلکہ انزال یا حیض کے آنے سے یا کہ عورت جنی اور اُسنے
خون کو نہ دیکھا یا آدمی کے تمام بدن پر نجاست لگی یا تھوڑے بدن پر نجاست لگی اور نجاست کا مکان مخفی رہا تو ان پانچون صورتون مین غسل کرنا لازم ہوگا ہم اور
اگر بلوغ عمر کے حساب سے ہوگا تو غسل واجب نہین مستحب ہی چنانچہ عنقریب آتا ہی اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس ہین اسی قول پر فتوی ہی فی الاصح راجع للجمیع
غسل لازم ہی صحیح تر قول مین شارح نے کہا اصح ہونا سب پانچون صورتون کی طرف راجع ہی وفی التتارخانیۃ معزیاً والمختار وجوبہ علی مجنون افاق
قلت وھو یخالف ما یأتی متناً الا ان یحمل انہ رأی منیاً اور تاتارخانیہ مین عتابیہ کی طرف منسوب ہی کہ قول مختار وجوب غسل کا ہی اس مجنون پر جو ہوش
مین آگیا مین کہتا ہون یہ قول مخالف ہی اس قول کے جو متن مین آویگا یعنی استحباب غسل کا مگر یہ کہ وجوب غسل کو اسپر محمول کیجیے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا
کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کے قول کو عدم رویت پر محمول کیجیے تو اب خلاف باقی نرہا وھل السکران والمغمی علیہ کذلک یراجع اور کیا مست
اور صاحب غشی کا حکم اسیطرح مجنون کے مانند ہی ہوشیار ہونے کے بعد کتابون مین اسکا حکم دیکھنا چاہیے یعنی ہمنے اسکا حکم نہین دیکھا تو تلاش کرنا چاہیے
ہم بحر الرائق مین مذکور ہی کہ مست جب ہوش مین آیا اور اُسنے مذی کو دیکھا تو اُسپر بالاتفاق غسل نہین تو اگر مذی نہ دیکھیگا تو بطریق اولی اُسپر غسل لازم نہوگا اور
صاحب غشی کو تو خود شارح نے مستحبات مین غرر الاذکار سے نقل کیا ہی کذا فی الطحطاوی والا بان اسلم طاہراً او بلغ بالسن فمندوب
اور اگر ویسا نہین یعنی جنابت یا حیض یا نفاس سے پاک صاف مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب ہی فرض نہین وسن لصلوۃ
جمعۃ ولصلوۃ عید ہو الصحیح کما فی غرر الاذکار وغیرہ اور غسل کرنا سنت ہی جمعہ کی نماز کے واسطے اور عید کی نماز کے واسطے یہی قول صحیح ہی چنانچہ غرر الاذکار
وغیرہ مین ہی ہم ابو یوسف کے نزدیک جمعہ کا غسل نماز کے واسطے ہی اور حسن بن زیاد کے نزدیک جمعہ کے دن کے واسطے ہی اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہی اُس شخص
مین جسنے جمعہ کے دن غسل کیا پھر اسکا وضو ٹوٹا اور اُسنے وضو کیا اور جمعہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت نہ ادا ہوئی اور حسن کے نزدیک ادا ہوئی
کذا فی النہر وفی الخانیۃ لو اغتسل بعد صلوۃ الجمعۃ لا یعتبر اجماعاً اور خانیہ مین ہی کہ اگر بعد نماز جمعہ کے غسل کیا تو وہ غسل معتبر نہین ہی بالاتفاق ابو یوسف

بوجہ

اور حسن کے نزدیک عدم اعتبار غسل کی یہ وجہ بحر الرائق مین بیان کی کہ غسل اسواسطے مشروع ہوا تاکہ آدمی کے بدن کا میل دور ہو جس سے اجتماع مین تکلیف ہوتی ہی اور یہ بات حاصل نہین نماز جمعہ کے بعد نہانے سے اور حسن کے نزدیک گو غسل دن کے سبب سے ہی نماز کے سبب سے لیکن یہ شرط ہی کہ غسل نماز سے پہلے ہو اور بعضون کے نزدیک اتفاق مذکور کی حکایت صحیح نہین اسواسطے کہ عینی نے تصریح کی ہی کہ غسل کرنے کے بعد نماز جمعہ سے حسن کے نزدیک سنت ادا ہو گی کذا فی الطحطاوی مختصراً ویکفی غسل واحد لعید وجمعة اجتمعا مع جنابة اور کفایت کرتا ہی ایک بار غسل کرنا اُس عید اور جمعہ کے واسطے جو جنابت کے ساتھ جمع ہوئے ہم یعنی جمعہ کے دن عید واقع ہوئی اور ایک شخص کو جنابت بھی ہی تو ایک بار نہانا غسل سنت اور غسل فرض سب کو کفایت کرتا ہی کذا فی النہر عن معراج الدرایة کما لفرضی جنابة وحیض جیسے جنابت اور حیض دونون فرضون کے واسطے ایک غسل کفایت کرتا ہی اجتماع حیض اور جنابت کی صورت یہ ہی کہ انقطاع حیض کے بعد جماع یا احتلام واقع ہو او لاجل احرام اور غسل سنت ہی احرام حج یا عمرہ کے واسطے وفی جبل عرفة بعد الزوال اور غسل سنت ہی عرفات کے پہاڑ مین دوپہر ڈھلنے کے بعد ہم شارح نے پہاڑ کا لفظ زیادہ کرکے اشارہ کیا غسل عرفہ اُسوقت سنت ہی جبکہ داخل عرفات ہو ابن امیر حاج نے کہا کہ یہ غسل فقط دن کے واسطے نہین بلکہ ظاہر وقوف عرفات کے واسطے ہی کذا فی الطحطاوی وندب لمجنون افاق اور غسل کرنا مستحب ہی اس دیوانہ کے واسطے جو ہوش مین آگیا ہم غسل تین قسم پر ہی فرض یا سنت یا مستحب فرض غسل چھ قسم ہی انزال منی سے بشہوت دوسرے ادخال حشفہ سے تیسرے انقطاع حیض سے چوتھے انقطاع نفاس سے پانچوین غسل میت چھٹے سارے بدن مین نجاست لگنے سے یا بعض بدن مین اور نجاست کا مکان مخفی ہو اور غسل سنت چار ہین نماز جمعہ کے واسطے اور عید کی نماز کے لیے اور احرام کے واسطے اور وقوف عرفات کے لیے اور مستحب غسل کا بیان اب شروع ہوا مجنون سے وکذا المغمی علیه کما فی غرر الاذکار اور اسیطرح صاحب غشی کا غسل مستحب ہی افاقہ ہونے کے بعد چنانچہ غرر الاذکار مین مذکور ہی وھل للسکران کذلک لم اره اور کیا مست کا بھی اسیطرح کا حکم ہی مین نے اسکو کسی کتاب مین نہین دیکھا ہم شارح سے یہ کلام مکرر واقع ہوا اور اسکی گفتگو بحر الرائق سے مذکور ہو گئی وعند حجامة اور غسل مستحب ہی پچھنے لگانے کے وقت یعنی پچھنے لگانے کے بعد وفی لیلة براءة اور غسل مستحب ہی شب برات مین یعنی شعبان کی پندرھوین رات مین اس رات کی تعظیم کے واسطے اور شب بیداری کے لیے اسواسطے کہ اسمین ارزاق اور آجال کی تقسیم ہوتی ہی اور مومن کے واسطے براءة من النار اور براءة من الذنوب حاصل ہوتی ہی کذا فی الطحطاوی وعرفة اور غسل مستحب ہی شب عرفہ یعنی نوین رات ذی الحجہ مین وقدر اذا راٰها اور غسل مستحب ہی شب قدر مین جبکہ اسکو دیکھے یعنی جبکہ اسکو جانتا ہو بظن غالب اور شرنبلالی کی امداد الفتاح مین ہی کہ غسل مستحب ہی جبکہ شب قدر کو یقیناً دیکھے یا اُن احادیث پر عمل کرے جو بیان اوقات شب قدر مین وارد ہین کذا فی الطحطاوی ہم اکثر احادیث صحاح مین عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کی طاق راتون مین طلب کرنا شب قدر کا وارد ہی علی الخصوص اکیسوین اور تیئیسوین اور ستائیسوین واللہ اعلم وعند الوقوف بمزدلفة غداة یوم النحر للوقوف اور غسل مستحب ہی نزدیک ٹھہرنے مزدلفہ کے روز قربانی کی صبح کو وہان ٹھہرنے کے واسطے ہم مزدلفہ ایک مکان ہی عرفات اور منیٰ کے درمیان وعند دخول منی یوم النحر لرمی الجمرة وکذا البقیة الرمی اور غسل مستحب ہی نزدیک داخل ہونے منا کے قربانی کے دن جمرہ کو پتھریان مارنے کے واسطے اور اسیطرح باقی سنگساری کے واسطے یعنی یوم النحر کے بعد تین دن جمرات ثلثہ کی سنگساری جو ہوتی ہی تو ہر روز کا نہانا سنگساری کے واسطے مستحب ہی وعند دخول مکة لطواف الزیارة اور غسل مستحب ہی نزدیک داخل ہونے مکہ معظمہ کے طواف الزیارة کے واسطے تاکہ فرض ادا ہو اکمل طہارتین کے ساتھ اور اسیطرح ہر بار اس مکان مقدس کے دخول مین بلا نسک غسل مستحب ہی حرمت مکان کی تعظیم کے واسطے کذا فی امداد الفتاح ولصلوة کسوف وخسوف اور غسل مستحب ہی سورج گہن اور چاندگہن کی نماز کے واسطے ہم کسوف اور خسوف نشانیان ہین بندون کے ڈرانے کے واسطے تو اقرب حالات تضرع طہارت کاملہ ہی نماز کے واسطے کذا فی امداد الفتاح واستسقاء وفزع وظلمة وریح شدید اور واسطے طلب بارش کے اور خوف اور تاریکی روز اور سخت آندھی مین غسل کرنا مستحب ہی تاکہ باکمل طہارتین التجا الی اللہ تعالی دفع مصیبت کے واسطے حاصل ہو کذا فی امداد الفتاح

وَکَذَا لِدُخُولِ الْمَدِیْنَۃِ وَلِحُضُورِ مَجْمَعِ النَّاسِ وَلِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا وَغُسْلُ مَیِّتًا اور اسیطرح غسل مستحب ہی مدینہ منورہ کے داخل ہونے مین حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے واسطے اور آدمیون کے مجمع مین جانے کے واسطے غسل مستحب ہی تاکہ لوگون کو میل و پسینہ کی بدبو سے تکلیف نہو
اور اُسکو غسل مستحب ہی جو نیا کپڑا اپنے یا مردہ نہلاوے ھم ظاہر کلام شارح دلالت کرتا ہی کہ مجمع کا غسل مذہب حنفی مین منصوص ہی حالانکہ ایسا نہین بلکہ صاحب بحر نے
کہا کہ یہ نووی شافعی کا قول ہی ہمنے اپنے علما کے قول مین نہین دیکھا کذا فی الطحطاوی اور یُرَادُ قتلہ یا اُس شخص کو غسل کرنا مستحب ہی جسکے قتل کا ارادہ
کیا جاتا ہی یعنی قتل اُسکا خواہ بحد یا قصاص یا بظلم ہو بہر صورت غسل مستحب ہی تاکہ موت طہارت کے ساتھ ہو اور وہ شہید ہوکر مرے کذا فی الطحطاوی وَلِتَائِبٍ
مِنْ ذَنْبٍ اور گناہ سے توبہ کرلے والے کو غسل مستحب ہی تاکہ توافق حاصل ہو طہارت ظاہری کو طہارت باطنی کے ساتھ اسواسطے کہ طہارت ظاہری نافع نہین
بدون طہارت باطنی کے وَلِقَادِمٍ مِنْ سَفَرٍ اور غسل مستحب ہی سفر سے آنے والے کو وَلِمُسْتَحَاضَۃٍ انْقَطَعَ دَمُھَا اور اُس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا مستحب ہی
جسکا خون بند ہوگیا کہ شاید استحاضہ کے اندر حیض واقع ہوا ہو کذا فی الطحطاوی وَثَمَنُ مَاءِ اغْتِسَالِھَا وَوُضُوئِھَا عَلَیْہِ ای الزوج وَلَوْ غَنِیَّۃً کَمَا فِی الْفَتْحِ
لِأَنَّہٗ لَا بُدَّ لَھَا مِنْہُ فَصَارَ کَالشُّرْبِ فَأُجْرَۃُ الْحَمَّامِ عَلَیْہِ اور زوجہ کے غسل و روضو کے پانی کی قیمت زوج پر لازم ہی اگرچہ زوجہ مالدار ہو چنانچہ فتح القدیر
مین ہی اسواسطے کہ عورت کو غسل و روضو کا پانی ضروری ہی پینے کے پانی کے برابر تو حمام کی اجرت بھی زوج پر ہی ھم حمام کی اجرت قیاس ہی صاحب بحر کا مذہب کی
روایت نہین اور یہ جو خلاصہ مین تفصیل مذکور ہی کہ محتاج زوجہ کے غسل اور وضو کا پانی زوج پر ہی اور مالدار کا نہین سو ضعیف قول ہی کذا فی الطحطاوی وَلَوْ کَانَ
الْاِغْتِسَالُ لَا عَنْ جَنَابَۃٍ وَحَیْضٍ بَلْ لِإِزَالَۃِ الشَّعَثِ وَالتَّفَثِ قَالَ شَیْخُنَا الظَّاھِرُ أَنَّہٗ لَا یَلْزَمُہٗ اور اگر زوجہ کا نہانا جنابت اور حیض سے نہو
بلکہ سر کی گرد آلودگی اور میل کے دور کرنے کے واسطے ہو تو ہمارے استاد خیر الدین رملی نے کہا کہ ظاہر ایسے نہانے کے پانی کی قیمت زوج پر لازم نہین ھم
اسواسطے کہ یہ ضروریات سے نہین ہی بلکہ از قسم پاکیزگی بدن کے ہی اور اس کلام سے نکلتا ہی کہ سر کا تیل اور مشاطہ کی اجرت واجب نہین زوج پر کذا فی الطحطاوی
وَیَحْرُمُ بِالْحَدَثِ الْاَکْبَرِ دُخُولُ مَسْجِدٍ لَا مُصَلّٰی عِیْدٍ وَجَنَازَۃٍ وَرِبَاطٍ وَمَدْرَسَۃٍ ذَکَرَہُ الْمُصَنِّفُ وَغَیْرُہٗ فِی الْحَیْضِ وَقُبَیْلَ الْوِتْرِ لٰکِنْ فِی
وَقْفِ الْقُنْیَۃِ الْمَدْرَسَۃُ إِذَا لَمْ یَمْنَعْ أَھْلُھَا النَّاسَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْھَا فَھِیَ مَسْجِدٌ اور حدث اکبر یعنی جنابت اور حیض اور نفاس سے حرام ہی جانا مسجد کا
اور حرام نہین داخل ہونا عیدگاہ اور جنازہ گاہ کا اور صوفیون کی خانقاہ اور مدرسہ کا ایسا ذکر کیا ہی مصنف وغیرہ نے حیض مین اور مسائل وتر کے پہلے لیکن قنیہ
کی کتاب الوقف مین ہی کہ جب اہل مدرسہ لوگون کو اُسکے اندر نماز پڑھنے سے مانع نہون تو وہ مدرسہ مسجد ہی ھم تو مدرسہ مذکور مین مسجد کے احکام مرعی ہونگے اور فناء
مسجد در حکم مسجد ہی جواز اقتدا مین اگرچہ صفوف متصل نہون نہ دخول کے حرام ہونے مین کذا فی الطحطاوی عن النہر وَلَوْ لِلْعُبُورِ خِلَافًا لِلشَّافِعِیِّ إِلَّا لِضَرُوْرَۃٍ
بِحَیْثُ لَا یُمْکِنُہٗ غیرہ جنب وغیرہ پر دخول مسجد کا حرام ہی اگرچہ دخل گذران ہو خلافا للامام الشافعی مگر عبور کرنا مسجد مین جائز ہی ضرورت سے اسطرح پر کہ سوائے
مسجد کے اور طرف سے نکلنا اُسکو ممکن نہین ھم ضرورت کی یہ صورت ہی کہ اُسکے گھر کا دروازہ مسجد مین ہو اور غیر ضرورت کی قید ملا خسرو نے درر مین لگائی ہی اور خوب
قید ہی اگرچہ اطلاق مشائخ کے مخالف ہی صاحب بحر نے کہا اسمین یہ قید لگانا بھی لائق ہی کہ دوسری طرف دروازہ نہین کرسکتا اور اُس گھر کے سوائے اور
مکان کے رہنے پر قادر نہین کذا فی النہر وَلَوِ احْتَلَمَ فِیْہِ إِنْ خَرَجَ مُسْرِعًا تَیَمَّمَ نَدْبًا وَإِنْ مَکَثَ لِخَوْفٍ فَوُجُوْبًا وَلَا یُصَلِّیْ وَلَا یَقْرَأُ اور اگر
کسی شخص کو مسجد مین احتلام ہوا تو اگر مسجد سے جلد نکلا تو اُسکو تیمم کرنا مستحب ہی اور اگر مسجد مین ٹھہر رہا خوف کے سبب سے بدن کا خوف ہو یا مال کا تو تیمم
کرلینا واجب ہی اور اس تیمم سے نہ نماز پڑھے نہ قرآن ھم اس تیمم سے نماز اسواسطے صحیح نہین کہ مسجد کا ٹھہرنا عبادت مقصودہ نہین اور اباحت نماز کے
واسطے وہ تیمم شرط ہی کہ عبادت مقصودہ کے واسطے کیا ہو کذا فی الطحطاوی وَیَحْرُمُ بِہٖ تِلَاوَۃُ قُرْاٰنٍ وَلَوْ دُوْنَ اٰیَۃٍ عَلَی الْمُخْتَارِ اور حدث اکبر سے حرام
ہی تلاوت قرآن کی اگرچہ آیت سے کم پڑھے بنا بر قول مختار کے ھم حرمت کی دلیل وہ حدیث ہی جسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور منذری نے

اسکو حسن اور صحیح کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقرا الحایض ولا الجنب شیأ من القرآن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پڑھے حائض اور
نہ جنب کچھ قرآن کو تو یہ اطلاق آیت اور کم آیت دونون کو شامل ہے اور یہی قول ہے کرخی کا اور صاحب ہدایہ نے اسکو تجنیس مین اور قاضی خان نے شرح جامع صغیر
مین اور ولوالجی نے اپنے فتاوے مین صحیح کہا ہے اور اسیطرح مصفی اور کافی مین ہے اور صاحب بدائع نے اسکو عامہ مشائخ کی طرف منسوب کیا ہے تصحیح
کے ساتھ اس دلیل سے کہ احادیث مین قلیل اور کثیر کی تفصیل نہین اور طحاوی کی روایت مین آیت سے کم قرآن کا پڑھنا مباح ہے اور صاحب خلاصہ نے
اسکو صحیح کہا اور فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر مین اور زاہدی نے اکثر مشائخ کی طرف نسبت کیا صاحب بحر الرائق نے بعد حکایت مذکورہ کے
کہا الحاصل کمتر از آیت مین صحیح مختلف ہے لیکن منع تلاوت کا قول راجح ہے اسواسطے کہ احادیث مین تفصیل نہین اور تعلیل نص کے مقابلہ
مین مردود ہے اسواسطے کہ لفظ شیئا کا چنانچہ کافی مین ہے نکرہ ہے سیاق نفی مین تو اسنے عموم کا فائدہ دیا اور کمتر از آیت بھی قرآن ہے تو اسکی
بھی قرأت ممنوع ٹھہری پوری آیت کے مانند کذا فی منح الغفار بقصدہ فلو قصد الدعاء او الثناء او افتتاح امر او التعلیم ولقن کلمۃ کلمۃ
حل فی الاصح قرآن کا ارادہ کرکے جنب وغیرہ کو تلاوت کرنا حرام ہے تو اگر آیات قرآنی سے دعا کرنیکا قصد کیا یا ستایش کا یا شروع
کرنا کسی کام کا یا تعلیم کا اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کیا تو اسطرح حلال ہے صحیح تر قول مین عیون مین ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کو پڑھا بطریق دعا کے یا
اور آیات کو جنمین دعا کے معنی ہین اور تلاوت کا قصد نکیا تو لا باس بہ انتہی اور اسی کو حلوانی نے مختار کہا ہے اور صاحب غایۃ البیان نے اور ہندوانی
نے کہا کہ مین اسکا فتوی نہین دیتا اگرچہ امام سے مروی ہے کذا فی الطحطاوی حتی لو قصد بالفاتحۃ الثناء فی الجنازۃ لم یکرہ یہانتک
کہ اگر فاتحہ سے ستایش کا قصد کرے نماز جنازہ مین تو مکروہ نہین یعنی قرآن کا پڑھنا اگرچہ نماز جنازہ مین جائز نہین لیکن اگر بعد سبحانک اللہم کے سورۂ
فاتحہ بقصد ثنا پڑھیگا تو جائز ہے یہ تفریع ہے لو قصد الثناء پر الا اذا قرأ المصلی قاصدا الثناء فانہا تجزیہ لانہا فی محلہا فلا یتغیر
حکمہا بقصدہ مگر جبکہ نماز گذار اپنی نماز مین سورۂ فاتحہ پڑھے ثنا کی نیت کرکے تو وہ قرأت اسکو کافی ہے اسواسطے کہ قرأت فاتحہ اپنے مناسب
مقام مین ہے تو اسکا حکم نہ بدلیگا اسکے قصد کرنے ثنا سے ھم یہ استثنا کلام محذوف سے مرتبط ہے تقدیر کلام یون ہے کہ نماز جنازہ مین فاتحہ مکروہ
نہین اسواسطے کہ قصد ثنا سے فاتحہ قرآنیت سے خارج ہوئی مگر اس صورت مین خارج نہین اور یہ جواب ہے اس سوال مقدر کا کہ اگر سورۂ فاتحہ کا اخراج
قرآنیت سے بقصد ثنا صحیح ہو تو چاہیے فاتحہ پڑھنا ثنا کے قصد سے نماز کامل مین کفایت نکرے حالانکہ وہ کافی ہے شارح نے اسکا جواب دیا کہ نماز کامل مین
سورۂ فاتحہ اپنے محل پر ہے تو اب ثنا کا قصد کرنا اسکے حکم کو بدل نہین سکتا کذا فی الطحطاوی عن النہر یعنی اور نماز جنازہ مین فاتحہ خوانی بیمحل تھی تو وہان قصد
ثنا نے حکم کو بدل دیا ومس مصحف مستدرک بما بعدہ وهو وما قبلہ ساقط من نسخ الشرح وکانہ لانہ ذکرہ فی الحیض
اور حدث اکبر سے حرام ہے چھونا مصحف مجید کا شارح نے کہا کہ مس مصحف کا مسئلہ زائد بے حاجت ہے اسواسطے کہ بعد اسکے یہی مسئلہ مذکور ہے اور وہ اور ما قبل
اسکا یعنی مس مصحف اور تلاوت قرآن مصنف کی شرح کے نسخون سے ساقط ہے اور شاید کہ مصنف کا ساقط کرنا شرح سے اسواسطے ہے کہ اسکو حیض کے مسائل
مین مصنف نے ذکر کیا ہے ویحرم بہ طواف لوجوب الطہارۃ فیہ اور حدث اکبر سے بیت اللہ کا طواف کرنا حرام ہے بسبب واجب ہونے طہارت کے
طواف مین ھم صحیحین مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حالت حیض مین طواف بیت اللہ سے منع کیا اور باقی
افعال حج کی اجازت دی اور صاحب ہدایہ نے دخول مسجد کو علت قرار دیا ہے طواف کی حرمت کا فتح القدیر مین کہا کہ اس تعلیل پر اقتصار اولی نہین بلکہ
طواف مین طہارت واجب ہے تو اگر وہان مسجد نہوتی تو بھی طواف جنب پر حرام ہوتا کذا فی المنح ویحرم بہ ای بالاکبر وبالاصغر مس مصحف
ای ما فیہ آیۃ کدرہم وجدار اور حرام ہوتا ہے حدث اکبر اور حدث اصغر سے چھونا مصحف کا مصحف سے یہان مراد وہ چیز ہے جسمین قرآن شریف کی

آیت مرقوم ہو چنانچہ روپیہ اور دیوار ہم جنب اور محدث کو مصحف مجید کا چھونا حرام ہی اگرچہ خط فارسی مین لکھا ہو یہی صحیح ہی باتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ نہر مین ہی تجنیس سے اور حرمت مین موضع کتابت اور غیر موضع کتابت دونون برابر ہین اور بعضون نے کہا غیر مرقوم کا چھونا درست ہی اور محل خلاف مصحف مجید مین اور غیر مصحف مین اگر آیت لکھی ہو تو اسمین حرام نہین مگر مرقوم کا چھونا کذا فی باب الحیض من البحر وھل مس نحو التوراۃ کذلک ظاہر کلامہم لا اور توریت اور مانند اُسکے چنانچہ انجیل اور زبور کا چھونا بھی مصحف کے مانند حرام ہی یا نہین فقہا کا ظاہر کلام اسپر دلالت کرتا ہی کہ اُنکا چھونا حرام نہین ہم اسیطرح نہر الفائق مین مذکور ہی اور قہستانی مین ذخیرہ سے منقول ہی کہ توریت وغیرہ مین جہان تحریف اور تبدیل واقع نہین ہوئی اُسکا چھونا بدون طہارت اُسکے مکروہ ہی کذافی الطحطاوی الا بغلاف متجاف غیر مشرز او بصرتہ بہ یفتی مگر جداگانہ غلاف کے ساتھ کہ مصحف پر چپکا نہین پس مصحف حرام نہین یا درم کی تھیلی کے ساتھ اُس درم کا چھونا جسپر آیت لکھی حرام نہین اسیکا فتوی ہی ہم غلاف جداگانہ چنانچہ مصحف کا جزدان اور غلاف ملصق اور چپکا چنانچہ مصحف کی چولی تو جزدان کے ساتھ چھونا جائز ہی اور چولی کے ساتھ جائز نہین اسپر فتوی ہی سراج مین اور کافی مین چولی کے ساتھ بھی چھونے کو اصح کہا ہی تو یہان دونون قولون کی تصحیح واقع ہوئی اور آستین کے ساتھ چھونے مین اختلاف ہی تو بموجب کافی کے جائز ہی اور بموجب سراج کے جائز نہین ہدایہ مین اسی کو صحیح کہا ہی اور خلاصہ مین ہی کہ اسی پر اکثر مشائخ ہین اور کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہی کذافی الطحطاوی عن النہر وحل قلبہ بعود اور پلٹنا مصحف کے ورق کا لکڑی سے حلال ہی واختلفوا فی مسہ بغیر اعضاء الطہارۃ وبما غسل منہا و فی القراءۃ بعد المضمضۃ والمنع اصح اور علمانے اختلاف کیا مصحف کے چھونے مین غیر اعضاء طہارت سے اور اُنہین سے جسکو دھولیا اور جنب کے قرآن پڑھنے مین کلی کرنے کے بعد اور جائز نرکھنا صحیح تر قول ہی ہم اعضاء طہارت سے اعضاء وضو مراد ہین اسواسطے کہ حدث اکبر مین تمام اعضاء طہارت کے ہین ولا یکرہ النظر الیہ ای القرآن لجنب وحائض ونفساء لان الجنابۃ لا تحل العین اور قرآن کا دیکھنا جنب اور حیض اور نفاس والی عورت کو مکروہ نہین اسواسطے کہ ناپاکی آنکھ مین نہین گھسجاتی کما لا تکرہ ادعیۃ ای تحریما جیسے دعاؤن کا پڑھنا بے طہارت مکروہ نہین یعنی مکروہ بکراہت تحریمی نہین والا فالوضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولی وھو مرجع کراہۃ التنزیہ اور اگر تحریمی کراہت مراد نہ لیجیے تو صحیح نہین اسواسطے کہ مطلق ذکر کے واسطے دعا ہو یا غیر دعا وضو مستحب کا ترک کرنا خلاف اولی ہی اور خلاف اولی مآل کار ہی کراہت تنزیہی کا ہم اور بعضون کے نزدیک کراہت تنزیہی تو سنت موکدہ کے مقابلہ مین ہی اور خلاف اولی مین تو اصلا کراہت نہین کذافی الطحطاوی ولا یکرہ مس صبی لمصحف ولوح اور مکروہ نہین چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اُس تختی کو جسپر قرآن لکھا ہی ولا بأس بدفعہ الیہ وطلبہ منہ للضرورۃ اذ الحفظ فی الصغر کالنقش فی الحجر اور کچھ ڈر نہین بالغ باوضو کو مصحف کے دینے مین بے وضو لڑکے کو اور مصحف کے منگانے مین اُس سے چنانچہ بحر الرائق مین ہی مصحف کا دینا لینا جائز ہوا بسبب ضرورت کے اسواسطے کہ یاد کرنا لڑکپن مین جیسے نقش پتھر مین ہم چونکہ لڑکون سے وضو کروانا ہر وقت مشقت ہی اُنپر اور تا بلوغ تاخیر کرنے مین حفظ قرآن کی تقلیل ہی تو اس ضرورت سے اُنکو مس مصحف اور اُسکا دینا لینا جائز ہوا ولا یکرہ کتابۃ قرآن والصحیفۃ او اللوح علی الارض عند الثانی خلافا لمحمد وینبغی ان یقال ان وضع علی الصحیفۃ ما یحول بینہا وبین یدہ یؤخذ بقول الثانی والا فبقول الثالث قالہ الحلبی اور مکروہ نہین بے وضو کو لکھنا قرآن کا اسطرح کہ کاغذ یا تختی جسپر لکھتا ہی زمین پر ہو ابو یوسف کے نزدیک برخلاف قول محمد کے اور یون کہنا مناسب ہی کہ اگر کاغذ پر وہ چیز رکھی جاے جو درمیان کاغذ اور ہاتھ کے حائل ہو تو ابو یوسف کا قول لیا جاے اور اگر یہ نہین ہی تو محمد کا قول لیا جاے ایسا کہا ہی حلبی نے ہم اور دوسری وجہ توفیق یہ ہی کہ ابو یوسف کا قول کراہت تحریمی کی نفی پر محمول ہی اور محمد کا قول تنزیہی بردلیل قول محمد احب الی ان لا یکتب یعنی میرے نزدیک پسندیدہ تر

عدم کتابت ہی کذا فی الطحطاوی ویکرہ لہ قرأۃ توراۃ وانجیل وزبور لان الکل کلام اللہ وما بدل غیر معین اور جنب وغیرہ کو مکروہ ہی پڑھنا
توریت اور انجیل اور زبور کا اسواسطے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہی اور جن الفاظ مین تبدیل اور تحریف واقع ہوئی یہود اور نصاریٰ سے وہ معلوم نہین ہاتھو نہ
ہم فتح القدیر مین فتاوی ظہیریہ سے اسی قول پر فتوی منقول ہی کذا فی النہر وجزم العینی فی شرح المجمع بالحرمۃ اور عینی نے شرح مجمع مین حرمت
قرأت پر یقین کیا ہی وخصہا فی النہر بما لم یبدل اور نہر الفائق مین حرمت قرأت کو خاص کیا اُسکے ساتھ جسمین تبدیل اور تحریف نہین ہوئی ولا
قرأۃ قنوت مکروہ نہین جنب وغیرہ کو پڑھنا قنوت کا اسی پر فتوی ہی کذا فی النہر اور مراد کراہت منفی سے کراہت تحریمی ہی نہ تنزیہی ولا اکلہ
وشربہ بعد غسل ید وفم اور مکروہ نہین جنب وغیرہ کو کھانا اور پینا ہاتھ اور منھ کے دھو ڈالنے کے بعد ولا معاودۃ اہلہ قبل اغتسالہ الا اذا احتلم
لم یأت اہلہ اور مکروہ نہین جنب کو پھر صحبت کرنا اپنی اہلیہ کا نہانے سے پہلے مگر جبکہ جنابت احتلام کے ہونے سے ہوئی ہو تو بدون نہانے کے اپنی اہلیہ سے
صحبت نکرے ہم یہ روایت فتح القدیر مین منتقی سے منقول ہی قال الحلبی ظاہر الاحادیث انما تفید الندب لا نفی الجواز المفاد من کلامہ
حلبی نے کہا کہ ظاہر احادیث تو دلالت نہین کرتا مگر استحباب ترک جماع پر قبل غسل کے نہ عدم جواز جماع پر جو حاصل ہوتا ہی فتح القدیر کے کلام سے طحطاوی
نے کہا کہ یہ طرز شارح کا مناسب نہین اسواسطے کہ ضمیر کا مرجع پہلے مذکور نہین کر دیا وتفسیر کمصحف لا الکتب الشرعیۃ فانہ رخص
مسہا بالید لا التفسیر کما فی الدرر عن مجمع الفتاوی اور تفسیر مصحف کے مانند ہی نہ شرعی کتابین اسواسطے کہ بدون طہارت کے شرعی کتابون مین
ہاتھ لگانے کی رخصت دیگئی ہی نہ تفسیر مین ہاتھ لگانے کی چنانچہ درر مین ہی مجمع الفتاوی سے منقول ہم شرعی کتابون سے مراد چنانچہ حدیث اور فقہ
کی کتابین وفی السراج المستحب ان لا یاخذ الکتب الشرعیۃ بالکم ایضا تعظیما اور سراج مین کہا کہ مستحب یہ ہی کہ شرعی کتابون کو آستین
سے بھی نہ پکڑے تعظیم کی وجہ سے ہم یہ قول مخالف نہین ہی قول سابق کے اسواسطے کہ استحباب نفی وجوب کے مخالف نہین لکن فی الاشباہ
من قاعدۃ اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام وقد جوز اصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث ولم یفصلوا بین کون الاکثر
تفسیرا او قرآنا ولو قیل بہ اعتبارا للغالب لکان حسنا قلت لکنہ یخالف ما مر فتدبر لیکن اشباہ مین منجملہ مسائل اس قاعدہ کے کہ جب
حلال اور حرام یکجا ہو تو حرام ہی غالب ہوجاتا ہی اور البتہ ہمارے عالمون نے تفسیر کی کتابون کا چھونا محدث کے واسطے جائز رکھا اور تفصیل نہین
کی تفسیر کے زیادہ ہونے مین یا قرآن مین یعنی یہ نہین کہا کہ اگر تفسیر کی عبارت زیادہ ہو قرآن سے تو جائز ہی اور اگر قرآن کے الفاظ زیادہ ہون تفسیر سے تو
جائز نہین اور اگر اس تفصیل کے قائل ہو جیسے غالب چیز کا اعتبار کرکے تو البتہ خوب بات ہی مین کہتا ہون کہ اشباہ کا قول مخالف ہی متن کے جو گذر گیا تو
ای مخاطب اسمین تامل کر ہم خلاصہ یہ ہی کہ اہل مذہب کی دو عبارتین مطلق ہین منع اور جواز مین اور ظاہر اشباہ کا اسپر دلالت کرتا ہی کہ جواز مس تفسیر سب علما
کا قول ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ ماتن نے جو درر کے قول پر اعتماد کیا ہی قابل اعتماد کے نہین بسبب مخالفت اجماع کے اور علامہ نوح نے جوہرہ اور سراج سے
نقل کیا کہ کتب تفسیر مین موضع قرآن کا چھونا جائز نہین اور اسکے سوائے کا چھونا درست ہی برخلاف مصحف کے کہ اُسکا بالکل چھونا بے طہارت درست نہین اور فتح القدیر
مین ہی کہ مکروہ ہی چھونا کتب تفسیر اور فقہ اور سنن کا اسواسطے کہ یہ کتابین آیات قرآنی سے خالی نہین اور منیۃ المصلی مین ہی کہ مکروہ ہی یعنی محدث وغیرہ کو
چھونا تفسیر اور فقہ کی کتابون کا بھی انتہی تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ عالمون کا کلام تفسیر مین کراہت کی وجہ سے ہی نہ منع اور حرمت کے سبب تو صاحب
درر کا یہ کلام لا التفسیر اسپر محمول ہی کہ تفسیر کا چھونا مرخص نہین بلکہ مکروہ ہی اور یہ مطلب نہین کہ اُنکا چھونا حرام ہی جیسا کہ ماتن سمجھا ہی اسواسطے کہ اسمین حرمت کی
تصریح نہین مین کہتا ہون سب عبارتون سے بہتر وہ عبارت ہی جو کہ جوہرہ اور سراج مین ہی اسواسطے کہ وہی قواعد فقہی سے موافق تر ہی کذا فی الطحطاوی مختصرا
فروع مسائل ملحقہ شارح کے المصحف اذا صار بحال لا یقرأ فیہ یدفن کالمسلم مصحف جبکہ ایسا بوسیدہ ہوجاے یا نہایت باریک خط ہو کہ

اُسمین پڑھا نجاے تو دفن کیا جاے مسلمان میت کی طرح یعنی بطور لحد یاشق کے ویمنع الکافر من مسّہ اور کافر کو منع کیا جاے مصحف کے چھونے سے
وجوّزہ محمدٌ اذا اغتسل اور کافر کو اُسکا چھونا محمد بن حسن نے جائز کہا ہی جبکہ کافر نے غسل کیا ہو ظاہرا یہ قول معتمد نہین کہ شیخین کے مخالف ہی کذا فی
الطحطاوی ولا باس بتعلیمہ القرآنَ والفقہَ عسی ان یہتدی اور مضائقہ نہین کافر کو قرآن اور فقہ کے سکھانے مین شاید کہ راہ راست پر
آجاے یعنی مسلمان ہو معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کافر کو بتوقع ہدایت جائز ہی تو اس زمانہ مین جو بعضے نام کے مسلمان نصاری کو قرآن پڑھاتے ہین نوکری کی
طمع سے سو جائز نہین بلکہ بالیقین حرام ہی اسواسطے کہ نصاری مسلمانون کے الزام دینے کے واسطے سیکھتے ہین اور قرآن مجید کے رد کرنے مین اپنے
گمان فاسد مین کتابین تصنیف کرتے ہین حق تعالی اہل اسلام کو عبرت دے کہ مزید طمع اور حرص سے ایسی بیغیرتی اور بے دینی اختیار نکرین ویکرہ وضعُ
المصحفِ تحتَ رأسہ الّا للحفظِ والمقلمۃِ علی الکتابِ الّا للکتابۃ اور مکروہ ہی مصحف کا رکھنا اپنے سر کے نیچے مگر حفاظت کی نیت سے درست ہی اور
قلمدان کا رکھنا کتاب پر مکروہ ہی مگر لکھنے کے واسطے جائز ہی یعنی کتابت کی حالت مین ویوضع النحوُ ثم فوقہ التعبیرُ ثم الکلامُ ثم الفقہُ ثم الاخبارُ والمواعظُ
ثم التفسیرُ اور صندوق وغیرہ مین اول رکھی جاوین علم نحو کی کتابین پھر انکے اوپر علم تعبیر کی کتابین پھر انکے اوپر علم کلام یعنی عقائد کی کتابین پھر انکے اوپر
فقہ کی کتابین پھر احادیث اور پند کی کتابین پھر تفسیر کی کتابین اور لغت کی کتابین نحو کے مانند ہین چنانچہ قنیہ مین ہی اور مصحف کا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ وہ
فوق الکل ہی تکرہ اذابۃ درہمٍ علیہ آیۃٌ الّا اذا کسرہ مکروہ ہی پگھلانا اور گلانا اُس درم کا جسپر آیت قرآنی کا سکہ ہی مگر جبکہ درم توڑا جاے تو اب درست ہی
کہ توڑنے سے حروف متفرق ہو گئے تو اب گلانے مین اہانت نہین اور اگر آیت سے کمتر ہی تو بدون توڑنے کے بھی گلانا درست ہی کذا فی الطحطاوی رُقیۃٌ
فی غلافٍ متجافٍ لم یکرہ دخولُ الخلاءِ بہ والاحترازُ افضلُ جو تعویذ جداگانہ غلاف مین ہو یعنی تعویذ پر مڑھا ہو تو اُسکا لیجانا پاخانہ مین مکروہ
تحریمی نہین اور پرہیز کرنا یعنی باہر رکھ جانا بہتر ہی علامہ عزیزی کی شرح جامع صغیر مین ہی کہ عالمون کا اجماع ہی اسپر کہ تعویذ اور افسون تین شرطون
کے ساتھ جائز ہی ایک یہ کہ تعویذ اور افسون کلام اللہ اور اُسکے صفات سے ہو اور دوسری یہ کہ عربی زبان مین ہو یا اُس زبان مین جسکے معنی معلوم ہون تیسری
یہ کہ یہ اعتقاد ہو کہ افسون بالذات متاثر نہین بلکہ بتقدیر الٰہی اثر کرتا ہی اور قرطبی نے کہا کہ رقیہ یعنی افسون تین قسم ہی ایک قسم وہ جسکا مطلب اور معنی معلوم
نہین تو اُس سے پرہیز کرنا واجب ہی کہ مبادا اُسمین شرک ہو دوسری قسم یہ ہی کہ بکلام الٰہی اور بصفات ربانی ہو تو جائز ہی پھر اگر احادیث مین منقول ہی
تو وہ مستحب ہی تیسری قسم یہ کہ اسماء ربانی کے سوا فرشتہ یا ولی یا جلیل القدر مخلوقات چنانچہ عرش کے نام سے ہو تو اس سے پرہیز واجب نہین اور
نہ اسکا شرع مین حکم ہی تو اسکا ترک کرنا بہتر ہی مگر یہ کہ متضمن تعظیم ہو چنانچہ حلف بغیر اللہ تو اب پرہیز کرنا لائق ہی کذا فی الطحطاوی ملخصًا یجوزُ رمیُ
بُرایۃِ القلمِ الجدیدِ ولا ترمی بُرایۃُ القلمِ المستعملِ لاحترامہ کحشیشِ المسجدِ وکناستہ ولا تلقی فی موضعٍ یخل بالتعظیم
اور جائز ہی نئے قلم کا تراشا پھینکنا اور نہ پھینکا جاے مستعمل قلم کا تراشا اُسکی حرمت اور تعظیم کی وجہ سے جیسے مسجد کی گھاس اور کوڑہ اور نہ ڈالا جاے ایسے مقام مین
کہ مخل ہو اُسکی تعظیم کا ہم لکھنے والے قلم کی تراشے کی تعظیم اس جہت سے کہ قلم سے اسماء ربانی اور انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کے اسماء مبارک لکھے جاتے ہین
علاوہ یہ ہی کہ حروف کو بذات خود احترام ہی اور قلم جدید کے تراشے مین یہ بات نہین کذا فی الطحطاوی ولا یجوز لفُّ شیٍٔ فی کاغذٍ فیہ فقہٌ وفی
کتب الطب یجوز ولو فیہ اسمُ اللہِ تعالی والرسولِ فیجوز محوُہ لیلفَّ فیہ شیٌٔ اور جائز نہین لپیٹنا کسی چیز کا اس کاغذ مین جسمین فقہ کے مسائل
لکھے ہون اور طب کی کتابون مین لپیٹنا جائز ہی اور اگر اُسمین اللہ تعالی اور رسول کریم کا نام ہو تو اُسکا مٹانا کسی چیز کے لپیٹنے کے واسطے جائز ہی ومحوُ بعضِ الکتابۃِ
بالریق یجوز اور بعضے لکھے حرفون کا مٹانا لعاب دہن سے جائز ہی بعض کی قید سے اللہ تعالی کا نام پاک اور قرآن خارج ہو گیا چنانچہ اسکی تصریح مذکور ہی
وقد وردَ النہیُ فی محوِ اسمِ اللہِ بالبُزاقِ واللہ نہی وارد ہی اللہ تعالی کے نام مٹانے مین تھوک سے وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام القرآنُ احبُّ

الی اللہ تعالیٰ من السمٰوات والارض ومن فیہن اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہی کہ قرآن محبوب تر ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسمانوں اور زمین سے اور ان اشخاص سے جو انکے درمیان مین ہین ہم شاید کہ اس حدیث سے اسکا اشارہ کیا کہ قرآن بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملحق ہی مٹانے کی نہی مین کذا فی الطحطاوی یجوز قربان المرأۃ فی بیت فیہ مصحف مستور عورت سے قربت کرنا اس کوٹھری مین جائز ہی جسمین مصحف در پردہ ہی بساطا وغیرہ کتب علیہ الملک للہ یکرہ بسطہ واستعمالہ لا تعلیقہ للزینۃ فرش یا سوائے اسکے تکیہ وغیرہ ہی جسپر الملک للہ لکھا ہی اسکا بچھانا اور اسکا استعمال کرنا مکروہ ہی اور لٹکانا اسکا آرایش کے واسطے مکروہ نہین وینبغی ان لا یکرہ کلام الناس مطلقا وقیل یکرہ مجرد الحروف والاول اوسع وتمامہ فی البحر وکراھۃ القنیۃ اور لائق یہ ہی کہ مکروہ نہووے آدمیون کا کلام لکھا ہوا ہر طرح کے استعمال مین اور بعضون نے کہا کہ فقط حروف کا ابتذال مکروہ ہی اور قول اول مین زیادہ تر وسعت ہی اور اسکا پورا بیان بحر الرائق اور قنیہ کی کتاب الکراہیۃ مین ہی قلت وظاہرہ انتفاء الکراھۃ بمجرد تعظیمہ وحفظہ علق اولا زین بہ اولا اور ظاہر کلام بحر الرائق ہونا ہی کراہت کا صرف اسکی تعظیم اور حفاظت کرنے سے جسپر الملک للہ لکھا ہی خواہ اسکو لٹکاوے یا نہین اس سے آرایش کیجیے یا نہین وھل ما یکتب علی المراوح وجدر الجوامع کذلک یحرر اور جو کہ پنکھون اور جامع مسجد کی دیوارون پر لکھا جاتا ہی وہ بھی فرش کی نوشت کے مانند ہی یا نہین جواب اسکا لکھا جاویگا ہم باب الوتر والنوافل سے پہلے شارح نے فروع مین لکھا ہی کہ مسجد کی دیوار و نیز لکھنا لائق نہین اور نہایہ مین ہی کہ قرآن کا لکھنا محراب اور دیوارون پر خوب نہین سقوط کتابت اور پانون پڑنے کے خوف سے کذا فی الطحطاوی فی سبیل الوتر

بابُ المیاہ

یہ باب ہی پانیون کے مسائل مین ہم اب اسکا بیان شروع کیا جس سے طہارت حاصل ہوتی ہی اصطلاح مین باب عبارت ہی ان مسائل فقہ سے جسکے احکام ماقبل اور مابعد سے جداگانہ ہین اور وہ مترجم بکتاب اور فصل نہین کذا فی المنح جمع ماء بالمد ویقصر اصلہ موہ قلبت الواو الفا والھاء ھمزۃ میاہ جمع ہی ماء کی ساتھ مد کے یعنی جسمین الف کے بعد ہمزہ ہی اور گاہے اسکو بے ہمزہ بھی بولتے ہین اصل ماء کی موہ ہی واو کو الف سے بدلا اور ہاء ہوز کو ہمزہ سے وھو جسم لطیف سیال بہ حیاۃ کل نام اور پانی جسم لطیف ہی یعنی غالبًا بصارت کا حاجب نہین اور بہنے والا ہی جس سے ہر بڑھنی چیز کی زندگی ہی یعنی حیوان اور نباتات کی یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق وھو ما یتبادر عند الاطلاق مطلق حدث یعنی حدث اکبر اور اصغر دور کیا جاتا ہی مطلق پانی سے اور مطلق پانی وہ ہی جو شتابی ذہن مین آجاے جبکہ پانی کا لفظ بولا جاے بدون اضافت کے ہم منح الغفار مین ہی کہ مطلق پانی وہ ہی جو باقی ہی اپنے پیدایشی اوصاف پہ اور اسمین نجاست نہین ملی اور نہ کوئی اور چیز اسپر غالب ہوگئی انتہی اسکا اور شارح کی تعریف کا ایک ہی مطلب ہی کماء سماء واودیۃ وعیون وابار وبحار وثلج مذاب بحیث یتقاطر وبرد وجمد ونکا مطلق پانی جیسے آسمان کا پانی اور رودون کا اور چشمون کا اور کنوؤن کا اور دریاؤن کا پانی اور پگھلا برف ٹپکتا اور اولے اور یخ یعنی پالا اور اس ہم آسمان کے پانی مین اگرچہ اضافت ہی مگر یہ اضافت تشریفی ہی برخلاف مقید پانی کے اسواسطے کہ اسمین قید لازم ہی یعنی بدون قید وہ نہین بولا جاتا چنانچہ ماء الورد یعنی گلاب کا پانی کذا فی البحر اور اسیطرح تربوز کا پانی آودیہ جمع ہی وادی کی اور وادی لغت مین اس کشادگی کا نام ہی جو پہاڑون اور ٹیلون کے درمیان ہو اور یہان مراد جنگل کا پانی ہی جو بارش کے پانی سے سائل ہوکر جمع ہوجاے جیسے ندی اور نالہ اور جھیل کا پانی فارسی مین اسکو رود کہتے ہین ھذا تقسیمہ باعتبار ما یشاھد والا فالکل من السماء بقولہ تعالیٰ الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء الایۃ والنکرۃ ولو مثبتۃ فی مقام الامتنان تعم اور یہ تقسیم پانیون کی ظاہر نظر کے اعتبار کرنے سے ہی اور اگر ظاہر نظر کا اعتبار نہ کیجیے تو سب پانی حقیقت مین آسمان سے اوترے ہین حق تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے کہ تو نے کیا نہین دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اوتارا الی آخر الآیہ اور نکرہ اگرچہ مثبت ہو احسان جتانے کے مقام مین عام ہوجاتا ہی۔

ھم اسم نکرہ اسکو کہتے ہین جو معین چیز کے واسطے موضوع نہو چنانچہ مرد اور عورت اور پانی سو عرب کا قاعدہ یہ ہے کہ نکرہ نفی کے بعد عام ہوتا ہے یعنی اپنے سب افراد کو شامل ہو جاتا ہے لیکن اثبات مین نکرہ ہر جگہ عام نہین ہوتا بلکہ مقام امتنان مین عام ہوتا ہے سو اس آیت شریف مین کہ احسان جتانے کا مقام ہے لفظ ماء کا کہ نکرہ مثبت ہے سب پانیون کے اقسام کو شامل ہو گیا کیونکہ اگر عموم پر دلالت نکرے تو مطلب فوت ہوتا ہے ومَاءِ زمزم بلا کراھۃ وعن احمد یکرہ اور چاہ زمزم کے پانی سے حدث اکبر اور اصغر دور کیا جاتا ہے بدون کراہت کے اور امام احمد بن حنبل سے کراہت منقول ہے ھم ہر چند زمزم کنوؤن مین داخل تھا لیکن ماتن نے اسکو بالخصوص ذکر کیا اسکی شرافت کی وجہ سے اور اختلاف کے سبب سے ومَاءٍ قصد تشمیسہ بلا کراھۃ اور اس پانی سے طہارت درست ہے جو قصداً دھوپ مین رکھا گیا بدون کراہت کے وکرھتہ عند الشافعیۃ طبیۃ اور دھوپ کے گرم پانی کی کراہت شافعیون کے نزدیک طب کی راہ سے ہے یعنی اسواسطے کہ مورث برص ہے وکرہ احمد المسخن بالنجاسۃ اور مکروہ سمجھا ہے احمد بن حنبل نے اس پانی کو جو نجاست سے گرم کیا گیا ویرفع بماءٍ ینعقد بہ ملح لا بماءٍ حاصل بذوبان ملح لبقاء الاول علی طبیعتہ الاصلیۃ وانقلاب الثانی الی طبیعتہ الملحیۃ اور حدث دور ہوتا ہے اس پانی سے کہ جمتا ہے اس سے نمک یعنی اسمین جمکر نمک ہو جانے کی استعداد ہے نہ اس پانی سے جو نمک پگھل کر پانی ہو جاتا ہے بسبب باقی رہنے پہلے پانی کے اپنی اصلی پیدائشی طبیعت پر اور بسبب بدلجانے دوسرے پانی کے نمک بنجانے کی طبیعت کی طرف ھم تو نمک پگھلنے کے بعد وہ پانی ایسا ہو گیا جیسے سونے اور چاندی محلول کا پانی نمک کا پانی گرمی مین جمتا ہے اور سردی مین پگھلتا ہے برخلاف اور پانی کے ولا بعصیر نبات ای معتصر من شجر او ثمر لانہ مقید اور نہ روئیدگی کے پانی سے یعنی جو پانی کہ درخت اور پھل سے نچوڑا گیا چنانچہ کیلے کے درخت سے اور تربوزے اسواسطے کہ وہ مقید پانی ہے یعنی ازالۂ حدث کے واسطے مطلق پانی شرط ہے نہ مقید اور اگر مطلق پانی نہو اور کیلے یا تربوز کا پانی ہو تو اس سے وضو جائز نہین تیمم کرنا چاہیے کذا فی البحر بخلاف ما یقطر من الکرم او الفواکہ بنفسہ فانہ یرفع الحدث وقیل لا وھو الاظہر کما فی الشرنبلالیۃ عن البرھان برخلاف اس پانی کے جو انگور کے درخت یا پھلون سے خود بخود ٹپکتا ہے بہار کے موسم مین اسواسطے کہ وہ دور کرتا ہے حدث کو اور بعضون نے کہا کہ وہ رافع حدث نہین اور یہی عدم جواز کا قول ظاہر تر ہے چنانچہ شرنبلالیہ مین برہان سے منقول ہے ھم جو پانی کہ درخت اور پھل سے لوگون نے نچوڑا اور ٹپکایا وہ بالاتفاق رافع حدث نہین اور جو کہ درخت یا پھل سے خود بخود ٹپکا اسمین اختلاف ہے ماتن نے باتباع صاحب ہدایہ جواز رفع حدث کو اختیار کیا طحطاوی نے بحر الرائق سے نقل کیا عدم جواز بہت کتابون مین مصرح ہے اور قاضی خان اور صاحب محیط اور کافی نے اسی قول پر اقتصار کیا ہے اور شرح منیہ مین ہے کہ عدم جواز اشبہ ہے تو یہی قول اعلیٰ ٹھہرا کمال استخراج کی وجہ سے واعتمدہ القہستانی فقال واعتصار یعم الحقیقی والحکمی کماء الکرم وکذا ماء الدابوغۃ والبطیخ بلا استخراج وکذا نبیذ التمر اور عدم جواز پر اعتماد کیا ہے قہستانی شارح نقایہ نے سو یون کہا کہ اعتصار یعنی نچوڑنا شامل ہے اعتصار حقیقی کو چنانچہ کوٹ کر یا داب کر پانی نکالنا اور اعتصار حکمی جیسے انگور کے درخت کا پانی کہ خود بخود ٹپکتا ہے اور انگور کے پانی کے مانند ہے دابوغہ اور خربزے کا پانی جو خود بخود نکلا بدون نکالنے کے اور اسیطرح ہے شربت خرما کا ھم حلبی محشی نے کہا کہ مین نے تفسیر دابوغہ اپنے پاس کے کتب لغت مین نہین پائی طحطاوی نے کہا کہ ایک شخص ساکن بلدۂ خلیل علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھسے کہا کہ وہان کے لوگ زمین سے جڑین نکالتے ہین اور پانی مین رکھتے ہین وہ پانی سرخ ہو جاتا ہے اس سے کھال کی دباغت کرتے ہین اسکو دابوغہ بولتے ہین انتہی مین کہتا ہون مخزن الادویہ کی فرہنگ مین دبوقہ کو بطیخ ہندی یعنی تربوز لکھا ہے ظاہر یہی مناسب مقام ہے شاید کہ دابوغہ معرب ہو دبوقہ کا واللہ اعلم ولا بماءٍ مغلوب بشیء طاھر اور طہارت جائز نہین اس پانی سے جو مغلوب ہو گیا پاک چیز کے ملجانے سے ھم مغلوب ہو گیا یعنی اپنی طبیعت اور اصل خلقت سے خارج ہو گیا چنانچہ شربت اور سرکہ اور گلاب اور باقلا کا مطبوخ پانی اور شوربا اسواسطے کہ ان چیزون سے پانی کا نام زائل ہو گیا مغلوب کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر پانی مغلوب نہو بلکہ غالب ہو تو طہارت جائز ہے چنانچہ آگے آویگا دریافت کر کہ اس مقام مین کتب فقہ کی عبارتین مختلف ہین تو قاعدہ کلیہ چاہیے

جس سے حقیقت حال معلوم ہو وہ قاعدہ یہ ہی کہ مطہر یعنی ماء مطلق کا زوال اطلاق بکمال امتزاج سے ہی یا غلبۂ ممتزج سے کما فی منح الغفار شرح المصنف چنانچہ شارح اُس قاعدہ کو بیان کرتا ہی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا کہ پانی مطلق کی طبیعت اصلی یہ ہی کہ سیراب کرے اور پیاس کو مار دے اور بعضون نے کہا قوت نفوذ اسکی طبیعت ہی اور بعضون نے کہا بیرنگ ہونا الغلبۃ اِمّا بکمال الامتزاج بتشرب نبات غالب ہونا ناپاک چیز کا پانی پر دو طرح پر ہی یا نہایت اختلاط کے سبب سے ہی کہ حاصل ہوا ہی درخت اور گھاس کے چوسنے سے ہم نہایت اختلاط کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اشجار اور نباتات کے واسطے اپنے اصول وقیقہ کے زمین کے پانی یعنی تراوت کو پیا اسطرح کہ اب وہ پانی نکل نہین سکتا بدون نکالنے کے او بطبخ بما لا یقصد بہ التنظیف یا کمال اختلاط حاصل ہوتا ہی پانی کے پکانے مین اس چیز کے ساتھ جسکی بحث سے صاف کرنا اور میل چھانٹنا منظور نہو ہم چیز مین پانی ڈالکر پکانا دو قسم ہی ایک یہ کہ میل صاف کرنے کے واسطے ہو چنانچہ اشنان اور صابون اور بیری کی پتیان اور خطمی کہ غسل میت کے واسطے پکاتے ہین ایسا پکانا طہارت کا مانع نہین مگر جبکہ رقت اور سیلان اُسکا باقی نرہے تو اب اُس پانی سے وضو اور غسل جائز نہین دوسری قسم پکانے کی یہ کہ میل صاف کرنے کے واسطے نہین چنانچہ شوربا یہ اختلاط مانع طہارت ہی اگرچہ وہ سائل اور رقیق ہو یہ دوسری صورت ہی کمال اختلاط کی وامّا بغلبۃ المخالط فلو جامدا فبثخانتہ مالم یزل الاسم کنبیذ التمر یا مغلوب ہونا پانی کا کسی چیز ملجانے والی کے سبب سے ہی اور اگر وہ چیز مل جانے والی بستہ اور گاڑھی ہی تو اُسکا غالب ہونا پانی پر پانی کے گاڑھے ہوجانے سے ہی تا وقتیکہ پانی کا نام زائل نہوگیا ہو چنانچہ شربت خرما کا ہم یہ دوسری طرح ہی پاک چیز کے غالب ہونے کے پانی پر نبیذ تمر یعنی شربت خرما یہ ہی کہ خرما پانی مین تر کرتے ہین پانی میٹھا ہوجاتا ہی اسکو خرما کا شربت کہتے ہین پانی نہین بولتے تو گاڑھا ہونے سے پہلے پانی مغلوب ہوگیا نام کے جاتے رہنے سے تو اب غلبہ گاڑھے ہونے پر موقوف نرہا اس سے وضو کرنا جائز نہین خانیہ مین ہی کہ عدم جواز وضو شربت خرما سے امام اعظم کا پچھلا قول ہی ولو مائعا فلو مباینا لاوصافہ فتغیر اکثرہا اور اگر مل جانے والی چیز پانی مین سائل اور پتلی ہی تو اگر پانی کے سب اوصاف کی مخالف ہی تو غلبہ اُسکا ثابت ہوتا ہی پانی کے اکثر اوصاف کے بدل جانے سے ہم پانی کے مخالط یعنی مل جانے والی چیز دو قسم ہی بستہ اور سائل بستہ کا بیان ہوگیا اب سائل کا بیان شروع ہوا سائل کی تین صورتین ہین یا وہ سائل پانی کی سب صفات سے مخالف ہی یا بعض سے یا سب صفات کے موافق اور مماثل ہی پانی کی تین صفتین ہین ایک رنگ دوسرے مزہ تیسرے بو سو سرکہ پانی کی تینون صفت کے مخالف ہی تو اگر سرکہ پانی مین ملا اور اُسکی دو صفت مین تغیر ہوا یعنی رنگ اور مزہ مین یا مزہ اور بو مین یا رنگ اور بو مین تو غلبہ اُسکا پانی پر ثابت ہوگیا او موافقا کلبن فباحدہا یا سائل چیز پانی کی بعضی صفت سے موافق ہی اور بعضے سے مخالف ہی جیسے کہ دودھ کہ بو نہ ہونے مین پانی کے موافق ہی اور مزے اور رنگ مین مخالف ہی تو غلبہ اُسکا پانی پر ایک مخالف صفت کے متغیر ہوجانے سے ہی تو اگر دودھ کا رنگ یا مزہ پانی پر غالب ہوگیا تو وضو جائز نہین ورنہ جائز ہی اور اسیطرح خربوزہ کا پانی مزے مین پانی کے مخالف ہی تو اسمین غلبہ مزے کی وجہ سے معتبر ہوگا طحطاوی نے کہا اگر شارح او مباینا لبعض الاوصاف کہتا تو بہتر ہوتا اور بعضے نسخہ مین فباحدہما بصیغۂ تثنیہ ہی تو ضمیر کا مرجع مذکور نہین او مماثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطہیر بالکل والا لا یا سائل پاک چیز پانی کے برابر اور مانند ہی سب تینون صفات مین چنانچہ مستعمل پانی تو غلبہ اُسکا پانی پر اجزا کے حساب سے ہی تو اگر مطلق پانی وزن مین نصف سے زیادہ ہی تو طہارت کرنا اُس تمام مخلوطہ پانی سے جائز ہی اور اگر مطلق پانی وزن مین کم ہی مستعمل پانی سے یا برابر ہی تو جائز نہین ہم اب مستعمل کی طہارت بنا بر قول مفتی بہ معتمد کے ہی اور یہی حکم ہی عرق گاؤزبان اور عرق گلاب کا جسکی بو باقی نرہی ہو اور اگر آب مستعمل مطلق پانی کے برابر ہو نہ زائد نہ کم تو یہ ظاہر الروایۃ مین مذکور نہین بدائع مین ہی کہ فقہا نے کہا ہی کہ اُسکا حکم مغلوب پانی کے برابر ہی احتیاط کی راہ سے کذا فی الطحطاوی عن البحر وہذا یعمّ الملقی والملاقی اور یہ یعنی جو حکم کہ مذکور ہوا آب مستعمل مین وہ عام ہی اُس پانی مستعمل کو جو ڈالا گیا مطلق مطہر پانی مین اور اسکے ساتھ ملگیا اور اس مطلق مطہر پانی کو جسمین کوئی شخص ٹھہا یا اسنے غوطہ مارا کذا فی الطحطاوی عن البحر یعنی ان دونون صورتون مین اگر آب مطلق نصف سے زائد ہی تو طہارت جائز ہی ورنہ جائز نہین ففی الفساقی یجوز التوضی مالم یعلم تساوی المستعمل علی ما حققہ فی البحر والنہر

تو وضو کرنا صغیر حوضون مین جائز ہی جبتک مستعمل کا برابر ہونا آب طہور کے ساتھ معلوم نہو یہ قاعدہ ہی بنا بر اُس تحقیق کے جو بحر الرائق اور نہر الفائق اور منح الغفار مین مذکور ہی ھم یہ تفریع ہی اس قول متقدم پر کہ وضو جائز ہی اگر مطلق پانی اکثر ہو والا جائز نہین بحر الرائق مین کہا اور اسپر دلیل وہ ہی جو شیخ سراج الدین قاری ہدایہ نے اپنے فتاوی مین جسکو انکے شاگرد صاحب فتح القدیر نے جمع کیا ہی کہ کسی نے اُنسے سوال کیا فسقیہ صغیرہ سے جسمین لوگ وضو کرتے ہین اور اُسمین مستعمل پانی گرتا ہی اور ہر روز اُسمین نیا پانی نازل ہوتا ہی اُسمین وضو کرنا جائز ہی یا نہین تو جواب دیا کہ جب اُس حوض مین سوا پانی مذکور کے اور کوئی چیز واقع نہین ہوئی تو کچھ ضرر نہین انتہی یعنی اگر اسمین نجاست پڑیگی تو وہ ناپاک ہو جائیگا صغیر ہونے کے سبب سے کذا فی الطحطاوی قلت لکن الشرنبلالی فی شرح الوھبانیۃ فرق بینھما ام اجمعہ تأملہ لیکن شرنبلالی نے وہبانیہ کی شرح مین ملقی اور ملاقی مین تفرقہ کیا ہی تو اُسکی طرف رجوع کر غور اور تامل کے ساتھ ھم خلاصہ کلام شرح وہبانیہ یہ ہی کہ قلیل مستعمل کے ملنے سے کثیر مطلق مستعمل نہین ہو جاتا اور بدن کی ملاقات سے تمام پانی حکماً مستعمل ہو جاتا ہی انتہی لیکن اس توہم کو صاحب بحر نے ذکر کیا اور اُسکی طرف التفات نہین کیا سو یون کہا کہ جب مجھکو یہ معلوم ہوا تو ظاہر ہو گیا اُس شخص کے قول کا ضعیف ہونا جو ہمارے زمانہ مین کہتا ہی کہ آب مستعمل جب ڈالا جاے آب مطلق مین اور حالانکہ مطلق غالب ہی تو وضو سارے پانی سے جائز ہی اور جبکہ وضو کیا فسقیہ یعنی صغیر حوض مین تو سب مستعمل ہو گیا اسلیے کہ دونون مسئلون مین کچھ فرق نہین اور یون فرق کرنا کہ وضو مین استعمال سارے پانی مین شائع ہو جاتا ہی برخلاف ڈالنے کے مدفوع ہی اس طرح پر کہ شیوع اور اختلاط دونون صورتون مین برابر ہی تو من جہۃ الحکم دونون صورتون مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا الحاصل فساقی صغار یعنی چھوٹے حوضون سے وضو کرنا جائز ہی جبتک اسکا گمان غالب نہو کہ آب مستعمل اکثر یا مساوی ہی اور وقوع نجاست کا گمان غالب نہو انتہی از مسکہ ملقی اور ملاقی مین کچھ فرق ظاہر نہین ہوا اسواسطے شارح نے اُسکی طرف بلفظ تامل اشارہ کر دیا کذا فی الطحطاوی

ویجوز رفع الحدث بما ذکر فان مات فیہ ای الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق ای بعوض وقیل بق الخشب اور جائز ہی دور کرنا حدث کا مطلق پانی کے اُن اقسام سے جنکا بیان گذر گیا اگرچہ وہ پانی قلیل ہو گو کہ اُسمین مر گیا ہو وہ جانور جسمین خون سائل نہین چنانچہ بھڑ اور بچھو اور بق یعنی مچھر اور بعضون نے کہا بق سے مراد لکڑی کا کیڑا ہی وفی المجتبی الاصح فی علق مص الدم انہ یفسدہ فتدبر بعلم حکم بق وقراد وحلمۃ اور مجتبی مین صحیح تر حکم اس جونک کا جسنے خون کو چوسا اور قلیل پانی مین مر گئی یہ ہی کہ وہ پانی فاسد ہوتا ہی یعنی ناپاک ہو جاتا ہی اور اسی نہج صحیح سے معلوم ہوتا ہی حکم مچھر اور چھوٹی چچڑی اور بڑی چچڑی کا یعنی اگر مچھر اور چچڑی خون پیکر قلیل پانی مین مر جاے تو پانی ناپاک ہوگا جیسے خون کی چوسی ہوئی جونک کے مرنے سے ناپاک ہوتا ہی مگر قول اصح مین اسلیے کہ جونک اور مچھر مین خون ذاتی نہین مستعار ہی کذا فی النہر وفی الوھبانیۃ دود القز وماءہ وبزرہ وخرءہ طاہر کدودۃ متولدۃ من نجاسۃ اور وہبانیہ مین ہی کہ ریشم کا کیڑا اور اُسکا جوشیدہ پانی اور اُسکے انڈے اور بیخال پاک ہی جیسے نجاست کا پیدا ہوا کیڑا پاک ہی ھم پانی سے وہ پانی مراد ہی جسمین ریشم کے کیڑے اوٹائے جاتے ہین ریشم کے نکالنے کے واسطے کذا فی الحلبی ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ کسمک وسرطان وضفدع اور اگرچہ آب مطلق قلیل ہو وہ جانور مر گیا ہو جسکی پیدایش کا مکان پانی ہی چنانچہ مچھلی اور کیکڑا اور مینڈک اگرچہ پانی کا کتا اور سور ہو ھم مصنف نے صاحب ہدایہ کی پیروی کرکے دو مسئلہ یہان ٹھہرائے ایک اُس جانور کا جسمین خون سائل نہین دوسرے وہ جانور جو پانی مین پیدا ہوتا ہی اور کنز کی طرح یون نہ کہا کہ موت ما لا دم لہ اسواسطے کہ کنز پر اعتراض لگتا ہی اُس جانور کا جو پانی مین پیدا ہوتا ہی اور وہین رہتا ہی اور اُسمین خون سائل ہی اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ مین اُسکی موت مین پانی نجس نہین ہوتا لہذا مصنف نے دونون صورتون کو جمع کر دیا بحر الرائق مین کہا کہ پانی کے کتے مین مشائخ کا اختلاف ہی بلکہ ترجیح چنانچہ معراج الدرایۃ مین ہی لیکن خلاصہ مین ہی کہ پانی کا کتا اور پانی کا سور جب پانی مین مر جاوین تو اسپر فقہا کا اجماع ہی کہ پانی فاسد نہین ہو جاتا تو شاید کہ قول ضعیف کا اعتبار نہین کیا کذا فی الطحطاوی الا بریا لہ دم سائل وھو ما لا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بریۃ ان لہا دم الا لا مگر جنگلی مینڈک مین خون سائل ہوتا ہی اور جنگلی وہ ہی جسکی انگلیون کے درمیان مین پردہ نہین ہوتا بط کی مانند تو اُسکی موت سے پانی فاسد یعنی نجس ہو جاتا ہی

لہ شامی نے قاموس سے نقل کیا کہ بق مچھر اور کھٹمل کو کہتے ہین اور بق الخشب سے مراد کھٹمل ہی ۱۲

صحیح تر قول مین جیسے خشکی کے سانپ کی موت سے پانی نجس ہوجاتا ہی اگر اُسمین خون سائل ہو اور اگر خون نہو یا خون سائل نہو تو ناپاک نہین ہوتا وکذا الحکم لو مات ماذکر خارجہ والقی فیہ فی الاصح فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لا شربہ لحرمۃ لحمہ اور اسیطرح کا حکم ہی یعنی پانی ناپاک نہین ہوتا اگر مر گیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے باہر اور پانی مین ڈالا گیا صحیح تر قول مین تو اگر پانی مین مینڈک کی مانند جانور ریزہ ریزہ ہو گیا تو وضو اُس سے جائز ہی پینا اُسکا جائز نہین اُسکے گوشت کے حرام ہونے سے ہم مینڈک کے مانند وہ جانور ہی جو ناپاک نہین مگر اُسکا کھانا حرام ہی وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط واوز اور ناپاک ہوتا ہی تھوڑا پانی صحیح تر قول مین اُس جانور کے مرنے سے جو پانی مین رہتا ہی خشکی مین پیدا ہوتا ہی چنانچہ بط اور چینی بط ہم پانی کی چڑیون مین تصحیح مختلف ہی لیکن شرح جامع صغیر قاضی خان کی تصحیح موجہ تر ہی لہذا ماتن نے اسی پر اعتماد کیا کذا فی المنح وحکم سائر المائعات کالماء فی الاصح اور پانی کے سوا باقی سائل اور روان چیزون کا حکم پانی کے مانند ہی صحیح تر قول مین یعنی وقوع نجاست سے قلیل فاسد ہوتا ہی نہ کثیر حتی لو وقع بولہ فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد یہانتک کہ اگر آدمی کا پیشاب پڑا اُس حوض مین جسمین وہ دردہ رس ہی کسی چیز کا تو وہ فاسد یعنی ناپاک نہوگا جیسے اتنا پانی ناپاک نہین ہوتا ولو سال دم رجلہ مع العصیر لا ینجس خلافا لمحمد ذکرہ المصنف وغیرہ اور اگر پانون کا خون بہا رس کے ساتھ یعنی جاری رس کے ساتھ کذا فی الطحطاوی تو وہ ناپاک نہوگا برخلاف محمد رح کے ایسا ذکر کیا ہی مصنف وغیرہ نے ہم انگور وغیرہ کا پانون سے داب کر رس نچوڑتے ہین تو اگر پانون کا خون جاری رس کے ساتھ بہیگا ناپاک نہوگا جیسے آب روان کے ساتھ خون کا بہنا ناپاک نہین کرتا ثم بتغیر احد اوصافہ من لون او طعم او ریح ینجس الکثیر اور ایک وصف کے بدلنے سے پانی کے تین اوصاف مین سے کہ رنگ اور مزا اور بو ہی ناپاک ہو جاتا ہی بہت پانی اور اسیطرح رس ہم شارح نے کثیر کا لفظ ذکر کرکے اشارہ کیا کہ ینجس کا لفظ فعل مضارع ہے اور کثیر اُسکا فاعل ہی سو یہ بات ٹھیک نہین بلکہ حق یہ ہی کہ قولہ وبتغیر عطف ہی بموت مائی پر تو وہ متعلق ہی ینجس بموت مائی کا جسکو شارح مضارع سمجھتا ہی وہ جار مجرور ہی یعنی باے جارہ ہی نہ یاے تحتانیہ اور یہ جار مجرور متعلق ہی بہ تغیر کا تو مطلب یہ ہی کہ ناپاک ہوجاتا ہی پانی ایک وصف کے متغیر ہونے سے بسبب واقع ہونے نجاست کے اور شارح کے بیان مین یہ خلل ہی کہ فاعل کا حذف کرنا بدون قرینہ جائز نہین اور یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ پانی کا تغیر کس چیز سے ہوا پاک چیز سے یا ناپاک سے کذا فی الطحطاوی مختصرا ولو جاریا اجماعا ایک صفت کا بدلنا نجاست سے پانی کو نجس کرتا ہی اگرچہ جاری اور بہتا ہوا پانی ہو بالاتفاق ہم علما کا اسپر اجماع اور اتفاق ہی کہ جب پانی کا ایک وصف بھی نجاست سے بدل گیا اس سے طہارت جائز نہین خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر جاری ہو یا غیر جاری اسیطرح منقول ہی ہم حنفیون کی کتابون مین اور امام نووی شافعی نے بھی شرح مہذب مین اسیطرح نقل کیا ہی اور اگر نجاست سے تغیر نہین ہوا تو اتفاق ہی عامہ علما کا اسپر کہ قلیل ناپاک ہو جاتا ہی نہ کثیر لیکن حد قلیل و کثیر مین اختلاف ہی چنانچہ آگے معلوم ہوگا کذا فی البحر والمنح اما القلیل فینجس وان لم یتغیر خلافا لمالک اور قلیل پانی تو ناپاک ہو جاتا ہی نجاست کے واقع ہونے سے اگرچہ پانی کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے برخلاف امام مالک کے مذہب کے ہم امام مالک کا یہ مذہب ہی کہ وقوع نجاست سے قلیل پانی مین نجس نہین ہوتا جبتک کہ رنگ یا مزہ یا بو اسکی متغیر نہو لیکن اسپر اعتراض وارد ہوتا ہی کہ جو پانی متغیر نہو وہ کثیر ہی امام مالک کے نزدیک قلیل کذا فی البحر لا لو تغیر بطول مکث ناپاک نہین ہوتا پانی اگر اُسکا مزہ وغیرہ بدل گیا زیادہ ٹھہرنے سے فلو علم نتنہ بنجاسۃ لم یجز تو اگر اسکی گندگی معلوم ہوئی نجاست کے سبب سے تو طہارت جائز نہین ولو شک فالاصل الطہارۃ اور اگر گندگی مین شک پڑے معلوم نہین کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے ہی یا نجاست کے سبب سے تو اصل طہارت ہی تو اصل ہی کا اعتبار کرنا چاہیے لوگون سے اسکی تحقیق اور تفتیش ضرور نہین کذا فی المنح والتوضی من الحوض افضل من النہر رغما للمعتزلۃ اور وضو کرنا حوض سے بہتر ہی نہر سے معتزلہ کے توڑ پر ہم معتزلہ ایک فرقہ ہی اسلام مین اہل سنت کے مخالف مین اصول اور فروع مین حنفی ہین مگر اس مسئلہ مین مخالف ہین یعنی

اُنکے نزدیک حوض کبیر وقوع نجاست سے نجس ہوتا ہی اگرچہ نجاست قلیل ہو بحر الرائق مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ اُنکے مخالفت اس صورت مین ہی جبکہ معتزلہ موجود ہون اور جہان وہ لوگ نہین تو وہان وضو کرنا نہر سے بہتر ہی حوض سے وکذا یجوز بماءٍ خالطہ طاہرٌ جامدٌ مطلقا کاشنان وزعفران اور اسیطرح طہارت جائز ہی اس پانی سے جسکے ساتھ مخلوط ہوگئی پاک چیز البتہ غیر سائل ہر طرح کی چنانچہ اشنان اور زعفران ہم طاہر غیر سائل کا ملنا ہر طرح مانع طہارت نہین خواہ وہ چیز زمین کی جنس سے ہو چنانچہ مٹی اور چونہ یا بالقصد تنظیف تخلیط ہوئی چنانچہ اشنان او صابون یا کوئی اور چیز ہی چنانچہ زعفران امام کے نزدیک کذا فی المنح لکن فی البحر عن القنیۃ ان امکن الصبغ بہ لم یجز کنبیذ تمر لیکن بحر الرائق مین قنیہ سے منقول ہی کہ اگر زعفران کے پانی سے رنگنا کپڑے وغیرہ کا ممکن ہو تو طہارت اُس سے جائز نہین جیسے شربت خرما سے جائز نہین وفاکہۃٍ وورق شجرٍ وان غیّر کل اوصافہ فی الاصح اور جیسے پھل اور درخت کے پتون کے پانی مین ملجانے سے طہارت جائز ہی اگرچہ پتی سے پانی کے تمام اوصاف بدل گئے ہون صحیح تر قول مین ہم نہایہ مین ہی استادون سے منقول ہی کہ وہ وضو کیا کرتے تھے اُن حوضون سے جنمین درختون کی پتی واقع ہوتی تھی باوجود متغیر ہوجانے تمام اوصاف کے اور کوئی کسیکو منع نہین کرتا تھا اور مقابل اصح کے محمد بن ابراہیم میدانی کا قول ہی کہ اگر اُس پانی کی رنگت ہتھیلی مین اُٹھا لینے سے معلوم ہو تو اُس سے وضو درست نہین اُسکا پینا درست ہی ان بقیت رقتہ ای واسمہ کما مر بشرطیکہ اُس پانی کا پتلاپن اور نام اسکا باقی رہا چنانچہ گذر گیا آب مغلوب کے بیان مین ہم اور جبکہ پانی کا نام زائل ہو چنانچہ زعفران کا پانی اُس صورت مین کہ کپڑے وغیرہ رنگتا ہو تو اس سے وضو جائز نہین کیونکہ عربی زبان مین اُسکا نام طبیخ ہوگیا چنانچہ نبیذ تمر کذا فی الطحطاوی ویجوز بجارٍ وقعت فیہ نجاسۃ اور طہارت جائز ہی اُس بہتے پانی سے جسمین نجاست پڑی ہم خواہ نجاست نظر آتی ہو پانی مین یا نظر نہ آتی ہو آب جاری مین سے ناپاک نہین ہوتا خود محل وقوع نجاست سے وضو درست ہی ابو یوسف رح کے نزدیک اور یہی مختار ہی مشائخ بخارا کا نصاب مین کہا کہ اسی قول پر فتوی ہی کذا فی الطحطاوی والجاری ہو ما یعد جاریا عرفا اور جاری پانی وہ ہی جسکو روان اور بہتا عرف مین شمار کرتے ہین وقیل ما یذہب بتبنۃ والاول اظہر والثانی اشہر اور بعضون نے کہا جاری پانی وہ ہی جو تنکے کو بہا لیجاوے اور پہلا قول ظاہر تر ہی اور دوسرا قول مشہور تر ہی کذا فی البحر وان صلیتہ لو یکن جریانہ بمدد فی الاصح آب روان ناپاک نہین ہوتا اگرچہ اُسکا بہنا اوپر کے پانی کی مدد سے نہو صحیح تر قول مین یعنی اگرچہ مبدا و منشا اسکا چشمہ یا جھیل یا مینہ نہو ہم عدم اشتراط مدد کی تصحیح صاحب سراج اور صاحب تجنیس نے کی ہی اور مقابل اسکے فتح القدیر کا قول ہی کہ جاری ہونے مین پانی کی مدد ضرور ہی چنانچہ چشمہ اور کنوان یہی قول مختار ہی تو یہان دونون قولون کی تصحیح واقع ہی کذا فی الطحطاوی فلو سُدّ النہر من فوقٍ فتوضأ رجلٌ بما یجری بلا مددٍ جاز لانہ جارٍ تو اگر نہر بند کی گئی اوپر سے اسطرح کہ بند سے مطلقا پانی نہین رستا ہی پھر کسی مرد نے وضو کیا اُس پانی سے جو بہتا ہی بدون مدد کے تو جائز ہی اسواسطیکہ وہ جاری پانی ہی وکذا لو حفر نہرا من حوضٍ صغیرٍ او صبّ رفیقہ الماء فی طرف میزابٍ توضأ فیہ وعند طرفہ الآخر اناءٌ یجتمع الماء فیہ جاز توضیہ بہ ثانیا وثم وثم وتمامہ فی البحر اور اسیطرح اگر نہر کھودی چھوٹے حوض سے اور اُسمین پانی بہا حوض کا یا ایک شخص کے رفیق نے پانی ڈالا پرنالے کے ایک کنارے پر اور اُس شخص نے وضو کیا نہر یا پرنالے کے روان پانی مین اور پرنالے کے دوسری طرف کوئی برتن ہی جسمین وہ روان پانی جمع ہوتا جاتا ہی تو دوسری بار اُسی پانی سے وضو کرنا جائز ہی اور پھر تیسری بار اسیطرح اور پھر چوتھی بار اسیطرح پانی بہا کر وضو جائز ہی اور اسکا پورا بیان بحر الرائق مین ہی ہم یعنی حوض صغیر سے پانی بہایا نہر مین اور بہنے کی حالت مین وضو کیا پھر وہ پانی جمع ہوا ایک مکان مین سو دوسرے آدمی نے اُس مکان سے نہر کھودی اور اُسمین پانی بہایا اور وضو کیا جاری ہونے کی حالت مین پھر وہ پانی جمع ہوگیا اور مکان مین پھر اور آدمی نے اسیطرح کیا تو سب شخصون کا وضو درست ہی اسواسطیکہ ہر ایک نے پانی بہنے کی حالت مین وضو کیا اور جاری پانی نجس نہین ہوتا جبتک متغیر نہو جاوے چنانچہ بحر الرائق مین ہی اور جو پانی کہ جمع ہوا وہ طاہر اور طہور ہی یعنی پاک کرنے والا ہی اسواسطیکہ اُسکا استعمال جاری ہونے کی حالت مین

جاری

ہوا ہی اور جاری پانی مستعمل نہین ہوتا استعمال کرنے سے بنابر قول ہر شیخ امام ابوالحسن سعدی سے علامہ نوح نے کہا کہ یہ فرع مبنی ہر آب مستعمل کے نجس
ہونے پر اور فتوی ہر آب مستعمل کے طاہر ہونے پر کذا فی الطحطاوی وان لم یری یعلم اثرہ فلو فیہ جیفۃ او بال فیہ رجل فتوضأ آخر من اسفلہ
جاز مالم یر فی الماء اثرہ آب جاری وقوع نجاست سے نجس نہین ہوتا جبتک نجاست کا اثر نہ علوم ہو تو اگر آب جاری مین مردار جانور پڑا ہو یا اسمین
کسی مرد نے پیشاب کیا سو دوسرے مرد نے اسکی جانب نشیب مین وضو کیا تو جائز ہی جبتک کہ جانب نشیب مین اسکا اثر معلوم نہو شارح نے مردار و پیشاب
کی مثال دیکر اشارہ کیا کہ نجاست مرئی اور غیر مرئی مین کچھ فرق نہین وھو ای الاثر طعم او لون او ریح اور وہ یعنی نجاست کا اثر یا مزہ ہی یا رنگ یا بو ظاہرہ
یعم الجیفۃ وغیرھا وھو ما رجحہ الکمال وقال تلمیذہ قاسم انہ المختار وقواہ فی النہر واقرہ المصنف وفی القہستانی عن المضمرات
عن النصاب وعلیہ الفتوی اور ظاہر کلام مصنف کا مردار اسکے غیر دونون کو شامل ہی یعنی آب جاری مین بدون ظہور اثر کے نجاست نہین ہوتی نجس چیز مردار
ہو یا غیر اسکے اور اسی قول کی ترجیح دی ہی محقق کمال نے اور انکے شاگرد قاسم نے کہا کہ یہی قول مختار ہی اور اسکو قوی کہا ہی نہر الفائق مین اور اسی کو
ثابت رکھا ہی مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین اور قہستانی مین مضمرات سے اور انہین نصاب سے منقول ہی کہ اسی قول پر فتوی ہی وقیل ان جری
علیہا نصفہ فاکثر لم یجز وھو احوط اور قول دوسرا یہ ہی کہ اگر پانی جاری ہوا مردار کے نصف بدن پر یا زیادہ پر تو اس سے طہارت جائز نہین اور یہ قول زیادہ
احتیاط والا ہی اور اکثر فتاوی مین یہی مذکور ہی والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلا والغرف متدارک اور فقہا نے آب جاری کے ساتھ ملایا ہی
حمام کے حوض کو نجس نہونے مین بدون اثر کے بشرطیکہ حوض مین اوپر سے پانی نازل ہو اور حوض سے پانی کا لینا پے در پے ہو اسطرح کہ ما بین الغرفتین سطح پانی کا
ساکن نہوگیا ہو تو اگر ناپاک برتن یا ناپاک ہاتھ اس حوض مین ڈالا جاویگا تو وہ ناپاک نہوگا بدون ظہور اثر کے کذا فی البحر کحوض صغیر یدخلہ الماء من جانب
ویخرج من آخر یجوز التوضی من کل الجوانب مطلقا بہ یفتی اس چھوٹے حوض کے مانند جسمین پانی داخل ہوتا ہی ایک طرف سے اور خارج ہوتا ہی
دوسری طرف سے تو وضو کرنا جائز ہی اسکی ہر طرف سے ہر طرح اسیکا فتوی ہی ہم ہر طرح یعنی وہ حوض چار در چار ہو یا کم یا زیادہ اس سے اور قول ضعیف یہ ہی
کہ اگر چار در چار سے زیادہ ہی تو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا کذا فی البحر پھر معلوم کرنا چاہیے کہ حوض مذکور کا مسئلہ مبنی ہی آب مستعمل کی نجاست پر اور مفتی بہ قول یہ ہی
چونکہ آب مستعمل پاک ہی تو وضو مطلقا درست ہی کیونکہ مستعمل مغلوب ہی اور مطہر غالب وکعین ہی خمس فی خمس ینبع الماء منہ بہ یفتی قہستانی معزیا للتتمۃ
اور مانند اس چشمہ کے کہ وہ پانچ در پانچ ہی اسمین سے پانی جوش مار کے نکلتا ہی اسکے ہر طرف سے وضو جائز ہی اسیکا فتوی دیا گیا ہی چنانچہ قہستانی نے اسکو تتمہ کیطرف
منسوب کیا ہی ہم پانچ کی قید اسواسطے لگائی کہ یہی تو محل نزاع ہی اور اگر پانچ ہاتھ سے حوض یا چشمہ کم ہی تو بالاتفاق وضو جائز ہی وجہ اختلاف یہ ہی کہ چھوٹے
حوض یا چشمہ مین آب مستعمل جلد نکلجاتا ہی اور بڑے حوض مین گوشون مین ٹھہر جاتا ہی اور یہ مسئلہ بھی آب مستعمل کی نجاست پر متفرع ہی اور فتوی اسکے برخلاف ہی وکذا
یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ ولو فی موضع وقوع المرئیۃ بہ یفتی بحر اور اسیطرح وضو جائز ہی اس بستہ ٹھہرے کثیر پانی سے جو اسیطرح کا ہی یعنی
جسمین ایسی نجاست پڑی جسکا کچھ اثر نمودار نہین اگرچہ نجاست مرئیہ کے مکان وقوع مین وضو کیا اسی قول کا فتوی ہی بحر الرائق مین ہم اور بعضون نے یہ اختیار
کیا کہ اگل کرے سو اگر اگل مین یہ آوے کہ نجاست خالص نہین ہوئی تو وضو کرے یعنی موقع نجاست مین ورنہ وضو نہ کرے ابن امیر حاج نے کہا یہی صحیح تر ہی اور
کرخی وغیرہ نے تجنیس کی ترجیح دی ہی بدائع مین کہا کہ یہی ظاہر الروایۃ ہی اور مطلب اسکا یہ ہی کہ موضع نجاست کو چار در چار گز چھوڑ کر وضو کرے اور مشائخ بخارا اور
ماوراء النہر نے کہا کہ غیر مرئی نجاست مین موضع وقوع نجاست سے وضو کرے وہو الاصح تو معلوم ہوا کہ سب قول کی تصحیح واقع ہوئی ہی مگر فتوی تسمی یہ ہی جو شارح نے ذکر کیا یعنی اگر
نجاست مرئی کا اثر علوم نہو تو موضع وقوع سے وضو جائز ہی فتح القدیر مین ہی کہ اسی قول کی تصحیح لائق ہی ایسا نہ کوہ ہی نہر الفائق مین کذا فی الطحطاوی والمعتبر فی مقدار الراکد اکبر
المبتلی بہ فان غلب علی ظنہ عدم خلوص ای وصول النجاسۃ الی الجانب الآخر جاز والا لا ھذا ظاہر الروایۃ عن الامام والیہ رجع محمد وھو الاصح

کما فی الغایۃ وغیرہا وحقق فی البحر انہ المذہب وبہ یعمل اور اُس آب بستہ غیر جاری کی مقدار مین جو ناپاک نہین ہوجاتا بلا ظہور اثر نجاست
کے تجویز غالب معتبر ہو مبتلی بہ کی یعنی اُس شخص کی جسکو طہارت کے واسطے پانی کی حاجت پڑی تو اگر اسکے گمان مین عدم خلوص یعنی نہ پہونچنا نجاست کا دوسری
طرف غالب ٹھہر گیا تو وہ آب کثیر ہی اس آب بستہ سے وضو اور غسل جائز ہی اگر یہ گمان غالب نہین ہوتا تو وہ قلیل پانی ہی طہارت اُس سے جائز نہین یہی ظاہر
الروایۃ ہی امام اعظم سے اور اسی قول کی طرف محمدؒ نے جنسے دہ دردہ کا قول منقول ہی رجوع کیا ہی اور یہی قول صحیح تر ہی چنانچہ غایۃ البیان وغیرہ مین ہی اور بحر الرائق
مین ثابت کیا ہی کہ یہی قوی مذہب ہی اور اُسی پر عمل کرنا چاہیے ہم بحر الرائق مین دس روایات سے اسکو مذہب ثابت کیا ہی پھر یون کہا ہی کہ یہ جو ہمارے اکثر
بلکہ تمام علماء متاخرین نے دہ دردہ کو آب کثیر قرار دیا ہی وہ ہمارے اصحاب کا مذہب نہین اور محمدؒ نے اگرچہ اسکی تقدیر کی ہی مگر اس سے رجوع کیا ہی اور اگر رجوع بھی
ثابت نہوتا تو یہ تقدیر لازم نہین مگر انھین کے حق مین اسواسطے کہ جبکہ ہر مجتہد کے استکثار کا اعتبار ہوا تو ایک شخص کا کثیر سمجھنا دوسرے پر لازم نہین بلکہ امر
مختلف ہی جسکے دل مین پڑے اُسپر وہ عمل کرے اور یہ امر ان امور سے نہین ہی جسمین عامی پر مجتہد کی تقلید واجب ہو چنانچہ فتح القدیر مین ہی کذا فی الطحطاوی مصنف نے اپنی
شرح مین کہا چونکہ حد آب کثیر مین ظن غالب ظاہر الروایۃ تھا اور اسکی تصحیح اکثر کتب معتمدہ مین واقع تھی لہذا ہمنے اس متن مین اسی پر اعتماد کیا اور متاخرین نے جو دہ
دردہ کو اختیار کیا وہ ظاہر الروایۃ نہین اور نہ ہمارے علماء متقدمین کا مذہب ہی اگرچہ صاحب کنز نے اُسپر یقین کیا ہی اور صاحب ہدایہ نے اُسپر فتوی ٹھہرایا ہی تو جو مذہب
مین صحیح قول ہی اسی پر عمل کرنا متعین ہی انتہی وان التقدیر بعشر فی عشر لا یرجع الی اصل یعتمد علیہ ردّ ما اجاب بہ صدر الشریعۃ و بحر الرائق مین ثابت کیا ہی کہ آب
کثیر مین اندازہ ٹھہرانا دہ دردہ کا اصل معتمد علیہ کی طرف راجع نہین ہوتا اور جو ثبوت اصل کا جواب دیا ہی صدر الشریعۃ نے شرح وقایہ مین اسکو رد کیا ہم صدر الشریعۃ نے
دہ دردہ کی یہ حدیث اصل ٹھہرائی کہ جو کنوان کھودے تو اُسکا حق کنوئین کے گرداگرد ہم گز ہی تو اسکے گرد چارون طرف سے اگر ہوے تو اگر دوسرا شخص دس گز کے اندر بیر
یا لوعہ یعنی نجاست ڈالنے کا کنوان کھودیگا تو رد کیا جائیگا اسواسطے کہ پہلے کنوئین کی طرف نجاست سرایت کرگی اور اگر دس گز کے بعد کھودیگا تو روکا نجائیگا تو معلوم
ہوا کہ شرع نے دہ دردہ کو عدم سرایت مین اعتبار کیا ہی صاحب بحر نے اسکو تین وجہ سے رد کیا ہی از انجملہ ایک وجہ یہ ہی کہ حریم چاہ کا اگر ہونا بعض کا قول ہی اور صحیح قول تو یہ ہی
کہ اُسکا حریم ہر طرف سے ہم گز ہی دوسری وجہ یہ ہی کہ زمین بمراتب سخت ہی پانی سے تو پانی کو زمین پر قیاس کرنا عدم سرایت مین صحیح نہین کذا فی الطحطاوی مختصرا علامہ عینی نے شرح
ہدایہ مین فرمایا کہ حدیث بیر بضاعہ دہ دردہ کی سند ہوسکتی ہی بیان اسکا یہ ہی کہ محمد بن حسن سے جب آب کثیر کا سوال ہوا تو کہا کہ اگر میری مسجد کے برابر ہو تو وہ کثیر ہی جب اسکو ناپا تو
مسجد اندر سے ہشت در ہشت تھی اور باہر سے دہ دردہ تھی اور قول ضعیف یہ ہی کہ دوازدہ در دوازدہ تھی اور بیر بضاعہ کی مسافت ہشت در ہشت تھی دلیل اسپر ابو داود سجستانی صاحب
سنن کا قول ہی کہ مین نے بیر بضاعہ کو ناپا اپنی چادر سے تو عرض اسکا چھ گز تھا اور مین نے وہان پوچھا کہ زمان سابق سے اسمین کچھ تغیر ہوا ہی جواب دیا کہ نہین پھر جب اسکا عرض
چھ گز کا ہوا تو طول اسکا زیادہ ہوگا اسواسطے کہ اکثر طول زیادہ ہوتا ہی عرض سے اور اگر وہ کنوان مدور ہوتا تو کہتے کہ اسکا دور چھ گز کا تھا تو جبکہ طول کی زیادت عرض کے ساتھ ملائی
جاوے تو مقدار اُسکی ہشت در ہشت یا زیادہ ٹھہریگی تو محمدؒ نے اس تقدیر کو لیا لیکن باب عبادات مین احتیاط لازم ہی لہذا انکی مسجد اصلی کے خارج کو یعنی دہ دردہ کو اعتبار کیا
انتہی لکن فی النہر وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط ولا سیما فی حق من لا رأی لہ من العوام فلذا افتی بہ المتاخرون الاعلام لیکن نہر الفائق مین ہی
کہ ای مخاطب تو جانتا ہی کہ مقرر اعتبار کرنا دہ دردہ کا ضبط اور بندوبست کی بات ہی خصوصا عوام لوگون کے حق مین جنکو ظن غالب اور تجویز حاصل نہین اسواسطے علماء اکبار
متاخرین نے دہ دردہ کا فتوی دیا ہم قوت دلیل صاحب بحر الرائق کے کلام مین ہی اور جبکہ تو صاحب بحر اور صاحب نہر دونون کے کلام پر بخوبی آگاہ ہو تو تجھکو اسکا یقین حاصل ہوجاے
اور جو کہ صاحب نہر نے مذکور کیا اسکو صاحب بحر نے بھی ذکر کیا اور اسکو قابل التفات کے نجانا کذا فی الطحطاوی ای فی المربع باربعین وفی المدور بستۃ وثلثین وفی
المثلث من کل جانب خمسۃ عشر ربعا وخمسا بذراع الکرباس یعنی متاخرین کا فتوی ہی حوض مربع مین چالیس گز ہو اور حوض مدور مین ۳۶ گز ہو اور
حوض مثلث مین ہر طرف سے پندرہ گز اور چوتھائی اور پانچوان حصہ گز کا تینون صورتون مین کپڑے ناپنے کا گز مراد ہی یعنی حوض کبیر جو آب جاری کی مانند نجاست کے پہنچنے

پانی مین دہ دردہ کی مقدار ... ۱۲

بدون ظہور اثر کے ناپاک نہین ہوسکتا اسکی مقدار بموجب فتوای متاخرین کے اگر وہ مربع ہی تو دہ دردہ ہی یعنی ہر طرف سے دس گز اور پانی کے چارون طرف سے ۴۰ گز اور سطح پانی کا طول وعرض مین سو گز اور حوض مدور مین ۳۶ گز کی ترجیح مذکور ظہیریہ مین اور غیر ظہیریہ مین ۴۷ گز محیط مین کہا کہ ۴۸ گز اعتبار مین زیادہ تر احتیاط ہی کما فی النہر اور اگر حوض مثلث ہی یعنی جسکے تینون کونے متصل ہین تو ہر طرف سے پندرہ گز اور چہارم گز اور شارح نے جو نیم گز زیادہ کیا ہی اسکی کچھ حاجت نہین اسلیے کہ اسقدر سے مساحت پانی کی سو گز ہو جاتی ہی وتمام فی الطحطاوی نہر الفائق مین ہی کہ معتبر ذراع کرباس ہی یا ذراع مساحت یا ہر زمان اور مکان کا گز جس سے پیمایش کرتے ہین تینون قولون کی ترجیح واقع ہی اور پچھلا قول مناسب تر ہے انتہی ہدایہ اور تجنیس مین ذراع کرباس کو اختیار کیا ہی علامہ عینی نے کہا مساحت کا گز سات مشت یعنی سات مٹھی کا اور ہر مٹھی پر ایک کھڑی انگلی اور ذراع کرباس یعنی کپڑے ناپنے کا گز فقط سات مٹھی کا ہی اور ہر مٹھی پر انگلی قائم نہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ ۲۴ انگلی کا گز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کے شمار کے موافق ولو له طول لا عرض لكنه يبلغ عشرا في عشر جاز تيسيرا اور اگر حوض یا خندق کا طول ہی اور بہت عرض نہین لیکن اگر اسکو مکسر کرکے حساب کیجیے تو وہ دہ دردہ یعنی سو گز تک پہونچتا ہی تو وضو کرنا اس سے جائز ہی خلق اللہ کی آسانی کے واسطے كذا في النهر ولو اعلاه عشرا واسفله اقل جاز حتى يبلغ الاقل اور اگر ایک حوض اوپر سے دہ دردہ ہو اور نیچے سے کم دہ دردہ سے تو وضو اس سے باوجود وقوع نجاست جائز ہی تا وقتیکہ پانی کمتر کو پہونچے یعنی جب کمتر تک پانی پہونچ جائیگا تو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا وضو جائز نہوگا ولو بعكسه فوقع فيه نجس لم يجز حتى يبلغ العشر اور جو اسکے بالعکس ہو یعنی حوض اوپر سے تنگ ہو دہ در دہ سے کم اور نیچے سے کشادہ بقدر دہ دردہ کے سو اسمین نجاست پڑی تو وضو جائز نہین جبتک کہ اوپر کا پانی فنا ہو کر دہ دردہ کو پہونچے یعنی جب وہان پہونچیگا تو اب وضو کرنا اس سے جائز ہوگا كذا في النهر عن السراج الهندي ولو جمد ماؤه فثقب ان الماء منفصلا عن الجمد جاز لانه كالمسقف وان متصلا لا لانه كالقصعة اور اگر حوض کبیر کا پانی برف کی سردی سے جمکر تختہ کے مانند ہو گیا پھر اسمین سوراخ کیا گیا اگر پانی جدا ہی آب بستہ سے تو وضو جائز ہی اسواسطے کہ وہ پانی اسکے مانند ہی جسپر چھت ہو یعنی اگرچہ سوراخ دہ در دہ سے کم ہو اور اگر پانی حوض کا آب بستہ سے ملا ہوا ہی تو وضو اس سوراخ سے جائز نہین اسواسطے کہ وہ طاس اور طغاری کے مانند ہی یعنی وہ پانی قلیل ہی جیسے طاس کا پانی کہ وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا كذا في الطحطاوي فتاوی قاضی خان مین ہی کہ وضو اس سے جائز نہین مگر اسوقت جائز ہی جبکہ نقب دہ دردہ ہو حتى لو ولغ فيه كلب تنجس یہانتک کہ اگر کتے نے اسمین پانی پیا یعنی اس نقب سے جس سے حوض کا پانی متصل ہی پانی پیا تو وہ ناپاک ہوگا لا لو وقع فيه فمات لتسفله ناپاک نہوگا وہ حوض اگر کتا اسمین گر پڑا اور مر گیا اسکے تہ نشین ہونے کی وجہ سے یعنی اسفل مین تو پانی کثیر ہی کتہ کی تہ نشین ہونے سے ناپاک نہوگا مگر جبکہ اوصاف ثلثہ سے کوئی وصف متغیر ہو كذا في الطحطاوي ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه پھر معلوم کرنا چاہیے کہ مختار اور پسندیدہ مذہب مین پاک ہوجاتا ہی ناپاک پانی کا اس کے جاری ہونے کے ساتھ ہم یعنی اگر ناپاک حوض یا تالاب مین پاک پانی داخل ہوا اور حوض یا تالاب جاری ہوا تو بمجرد جاری ہونے کے وہ پاک ہو گیا اور قول ضعیف یہ کہ جب سب پانی ناپاک حوض کا نکلیگا تب پاک ہوگا اور بعضون نے کہا جبکہ سہ چند پانی نکلیگا تب ناپاک ہوگا اور یہ مطلب شارح کا نہین کہ بدون داخل ہونے پاک پانی کے اگر نالی بناکر اسکو جاری کیجیے تو وہ پاک ہو بحر الرائق مین کہا طہارت کا حکم اسوقت ہوگا جبکہ نکلنا پانی کا پاک پانی کے داخل ہونے کے وقت ہو كذا في الطحطاوي وكذا البير وحوض الحمام هذا اور یہی حکم ہی کنوئین اور حمام کے حوض کا یاد رکھ اسکو یعنی اگر کنوان نجاست کے گرنے سے ناپاک ہوا اور جاری ہوا پاک ہو گیا اس کے جاری ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ پاک پانی اوپر سے داخل ہوا اور کنوان لبالب ہو کر جاری ہو گیا دوسری صورت یہ ہی کہ چشمہ چاہ نے جوش مارا اور اندر سے بطریق کاریز کے بہا وفي القهستاني والمختار ذراع الكرباس وهو سبع قبضات فقط فيكون ثمانيا في ثمان بذراع زماننا ثمان قبضات وثلث اصابع على القول المفتى به بالعشر اي لو حكما ليعم ما لو له طول بلا عرض في الاصح وكذا البير عمقها عشر في الاصح اور قہستانی مین ہی اور مختار اور پسندیدہ مذہب مین کپڑے ناپنے کا گز ہی اور وہ فقط سات مٹھی کا ہی تو دہ دردہ کا حوض ہشت در ہشت کا ہوتا ہی ہمارے زمانہ کے گز سے جو آٹھ مٹھی اور تین انگلیون کا ہی یہ قول ہی بنا بر فتوی متاخرین کے دہ در دہ کے

کثیر ہونے مین یعنی اگرچہ دہ دردہ حقیقۃ نہو بلکہ حکماً ہو یہ اسواسطے ہمنے کہا تاکہ دہ دردہ شامل ہوجاے اُس حوض طولانی کو جسمین طول ہو بدون عرض کے صحیح تر
قول مین اور اسیطرح شامل رہے اُس کنوئین کو جسکا عمق یعنی گہراو دس گز کا ہی صحیح تر قول مین ہم طول بلا عرض مین اختلاف ہو ایک قول یہ ہو کہ اگر اسکا پانی بقدر
دہ دردہ کے ہی تو وہ وقوع نجاست سے ناپاک نہین ہوتا چنانچہ سابق مین گذرا اور عیون مذاہب اور محیط اور اختیار وغیرہا مین اسکی تصحیح کی ہی اور دوسرا قول یہ ہی
کہ وہ نجس ہوجاتا ہی قاضی خان نے اسکو عامہ مشائخ کی طرف نسبت کیا ہی اور فتح القدیر مین اسکو اختیار کیا ہی اور قاسم نے اسکو صحیح کہا ہی تو دونون قول مصحح ہین
کذا فی الطحطاوی وحینئذٍ فلو ماؤہا بقدر العشر لم ینجس کما فی المنیۃ اور اسوقت مین یعنی جبکہ عمق کا اعتبار ہو تو اگر اسکا پانی دہ دردہ کے برابر ہی
تو نجاست کے پڑنے سے وہ کنوان ناپاک نہوگا چنانچہ منیۃ المصلی مین ہی ہم یہ قول ضعیف ہی چنانچہ شارح عنقریب اسپر آگاہ کریگا وحینئذٍ فعمق
خمس اصابع تقریباً ثلثۃ الاف وثلث مائۃ واثنا عشر منا من الماء الصافی ویسعہ عشر کل ضلع منہ طولاً وعرضاً وعمقاً ذراعان وثلثۃ
ارباع ذراع ونصف اصبع تقریباً کل ذراع ربع وعشرون اصبعاً نسخۃ اور اسوقت مین یعنی جبکہ عمیق کنوان حوض کبیر کے مانند ہوا
تو پانچ انگلیون کا عمق دہ دردہ کے حوض مین ۳۳۱۲ سیر صاف پانی کا ہی اور گنجایش کرتا ہی اس قدر پانی کو وہ حوض جسکی ہر جانب طول اور عرض
اور عمق مین دو گز اور پون گز اور آدھی انگلی ہی تخمیناً ہر گز ۲۴ انگلی کا اب تمام ہوگیا کلام قہستانی کا قلتُ وفیہ کلام اذ المعتمد عدم اعتبار العمق
کما مرّ فتبصّر مین کہتا ہون اور قہستانی کے اس کلام مین کلام ہی یعنی مسلم نہین اسواسطے کہ فقط عمق کا اعتبار کرنا بدون طول اور عرض کے معتمد قول نہین
تو ای مخاطب ہوشیار رہیو ہم بحر الرائق مین فتح القدیر سے منقول ہی کہ بعض تنگ جوانب کو آب کثیر قرار دینا موجہ نہین اسواسطے کہ مدار کثرت اسپر ہی
کہ دوسری جانب کو نجاست نہ پہونچے اور تقارب جوانب مین بلاشک وصول غالب ہی اور پانی کا استعمال تو اوپر کی سطح سے ہوتا ہی نہ عمق سے کذا فی
الطحطاوی ملخصاً فائدہ بڑا تالاب ہی کہ ایام گرما مین خشک ہوجاتا ہی اور چوپائے اسمین لید کرتے ہین پھر اسمین پانی آیا اور بھر گیا تو نظر کرنا چاہیے اگر نجاست
ہو پانی کے داخل ہونے کے مکان مین تو سب پانی نجس ہی اور اگر وہ پانی بستہ ہوگیا وہ بھی ناپاک ہوگا اسواسطے کہ جو پانی اس راہ سے آیا وہ ناپاک ہوگیا تو اب
وہ ناپاک نہوگا اور اگر نجاست موضع دخول آب مین نہین بھر وہ پاک پانی جمع ہوا ایک مکان مین جو دہ دردہ ہی پھر وہان سے بڑھا موضع نجاست تک تو سب پانی پاک ہی اور
جو برف اس سے جمے وہ بھی طاہر ہی جبتک کہ اسمین نجاست کا اثر ظاہر نہو اور اسیطرح جس تالاب کا پانی کم ہی اگرچہ دہ دردہ ہوگیا اور اسمین نجاست پڑی پھر نیا پانی آیا اگر نیا
پانی دہ دردہ ہوگیا نجس پانی کے ملنے سے پہلے تو سب پانی پاک ہی کذا فی الخانیۃ یعنی فتاوی قاضی خان ولا یجوز بماءٍ بالمد زال طبعہ ھو السیلان والارواء
بنات بسبب طبخ کمرق وماء باقلاء الا بما قصد بہ التنظیف کاشنان وصابون فیجوز ان بقی رقتہ اور جائز نہین طہارت وضو اور غسل کی اُس
پانی سے جسکی طبیعت یعنی اسکی پیدایشی صفت کہ بہنا اور پیاس کا کھونا اور نباتات کا اوگانا ہی زائل ہوگیا پکانے کے سبب سے چنانچہ شوربا اور آب باقلا مطبوخ
مگر وہ پانی جو پکایا گیا اُس چیز کے ساتھ جس سے میل کا صاف کرنا مقصود ہی چنانچہ اشنان اور صابون تو اُس سے طہارت جائز ہی اگر اسکی رقت باقی ہو یعنی گاڑھا
نہوا ہو چنانچہ سابق مذکور ہوگیا او بماءٍ استعمل لاجل قربۃٍ ای ثواب ولو مع رفع حدثٍ یا جائز نہین طہارت اُس پانی سے جسکو استعمال کیا قربت
یعنی ثواب حاصل کرنے کو اگرچہ ہو قربت رفع حدث کے ساتھ معلوم کرنا چاہیے کہ مستعمل پانی مین کلام واقع ہوتا ہی چار مقام مین اول استعمال کے سبب سو مصنف نے
اسکو بیان کیا بقولہ لقربۃ او رفع حدث مقام ثانی ثبوت استعمال کے وقت مین سو مصنف نے اسکا اشارہ کیا بقولہ اذا انفصل مقام ثالث مستعمل کی صفت مین سو
اسکو بیان کیا بقولہ طاہر مقام رابع مستعمل کے حکم مین سو اسکو ذکر کیا بقولہ غیر مطہر قربت کے واسطے وضو کرنے سے باتفاق شیخین و محمد کے استعمال ثابت ہی خواہ فقط قربت
ہو یا قربت رفع حدث کے ساتھ ہو کذا فی الطحطاوی فقط قربت بلا ازالہ حدث کی یہ صورت ہی کہ غیر محدث یعنی باوضو آدمی دوسرا وضو نیت کے ساتھ کرے یا طاہر غسل
کرے اور فقط ازالہ حدث بلا قربت کی یہ صورت ہی کہ محدث یعنی بیوضو آدمی وضو کرے بدون نیت کے تو یہان ازالہ حدث تو ہوا مگر قربت یعنی ثواب نہین اسواسطے کہ بدون نیت

کے ثواب نہین ہوتا محمد کے نزدیک سبب استعمال کا فقط قربت ہو اور امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک قربت بھی سبب ہو اور ازالہ حدث بھی بلکہ اسقاط فرض
بھی (ومن مُمَیِّزٍ اَوحائضٍ لِعادۃِ عِبادَۃٍ) یا ہوا استعمال پانی کا نابالغ صاحب تمیز یا حائض سے عبادت کی عادت باقی رہنے کے واسطے یعنے نابالغ جو وضو کرے ثواب
کی نیت سے یا حیض والی عورت وضو کرے چنانچہ اسکو مستحب ہو کہ نماز کے وقت وضو کر کے جاے نماز پر بیٹھکر تسبیح اور تہلیل کرے تاکہ نماز کی عادت نچھوٹے وہ پانی بھی
مستعمل ہو تقرب کے سبب سے اس مستعمل سے بھی وضو جائز نہین (او غسل میّتٍ) یا ہوا استعمال پانی کا میت کے نہلانے سے یعنے میت طاہر ہو اگر اسکے بدن پر نجاست نہو
(وہو الاصح) اور دوسرا قول یہ ہو کہ نجس ہو نجاست خبث تو اسکا غسالہ نجس ہوگا اور اس قول کی بھی تصحیح واقع ہو اور محمد نے جو غسالہ میت کو مطلقاً نجس کہا ہو تو اسوجہ سے
کہ غالباً نجاست سے خالی نہین ہوتا (کذا فی البحر او یدٍ لاکلٍ) (وعنہ بنیّۃِ السُّنّۃِ) یا استعمال ہوا ہاتھ کے دھونے سے کھانیکے واسطے یا کھانے سے فراغت کرکے اداے سنت کے
قصد سے ہم حدیث مین وارد ہو کہ کھانیکی برکت ہو پہلے اور بعد کھانے کے ہاتھ دھونا تو اگر اس نیت سے ہاتھ دھوئے ثواب حاصل ہوا پانی مستعمل ہوگیا اور اگر یہ نیت
نہین جیسا کہ میل صاف کرنے کے واسطے دھونے سے پانی مستعمل نہوگا کیونکہ نہ ازالہ حدث ہو نہ اقامت قربت کذا فی الطحطاوی (او لاجلِ دفعِ حدثٍ ولو مع قربۃٍ
کوضوءِ محدثٍ ولو للتبرّد) یا مستعمل ہو پانی ازالہ حدث کے سبب سے اگرچہ ازالہ حدث قربت کے ساتھ مجتمع ہو چنانچہ بے وضو شخص کا وضو کرنا اگرچہ اسنے سر دھونے
کے واسطے وضو کیا ہو ہم جبکہ بے وضو نے وضو کیا قربت کی نیت سے تو یہان دو سبب استعمال کے جمع ہو گئے یعنے ازالہ حدث بھی اور قربت بھی اور اگر فقط گرمی کے
رفع کرنے کو وضو کیا تو فقط ازالہ حدث ثابت ہوا نہ قربت بہر صورت پانی مستعمل ٹھہرا (فلو توضأ متوضئٌ لتبرّدٍ او تعلیمٍ او لطینٍ بیدہٖ لم یصر مستعملاً
اتفاقاً) اور اگر باوضو شخص نے وضو کیا سر دھونے کو یا تعلیم وضو کے واسطے یا مٹی دھونے کے واسطے اپنے ہاتھ سے تو وہ پانی باتفاق شیخین اور محمد کے مستعمل نہوگا ہم نے
تفریع ہو اس تقیید پر کہ استعمال ثابت ہوتا ہو قربت سے یا ازالہ حدث سے سو ان صورتون مین کوئی سبب استعمال کا نہین قربت تو اسواسطے نہین کہ نیت نہین کیونکہ
ثواب بدون نیت کے نہین ہوتا اور ازالہ حدث بھی نہین اسواسطے کہ وہ شخص باوضو ہو اگر کوئی کہے کہ تعلیم مقصود مین بلاشبہ ثواب ہو پھر کیا وجہ ہو کہ تعلیم قربت نہو
اسکا جواب یہ ہو کہ قربت تو فقط تعلیم مین ہو نہ پانی کے استعمال مین ولہذا اگر تعلیم قولی کرے تو اس تعلیم فعلی کی کچھ حاجت نہین رہی (کزیادۃٍ علی الثلث بلا نیّۃِ قربۃٍ)
چنانچہ پانی مستعمل نہین ہوتا تین بار دھونے پر زیادہ کرنے سے بدون قصد کرنے ثواب کے یعنے بلا ارادہ وضو تین بار سے زیادہ دھونے سے مستعمل نہین ہوتا (وکغسلِ
عضوٍ نحوِ فخذٍ او ثوبٍ طاہرٍ او دابّۃٍ تؤکل) اور جیسے پانی مستعمل نہین ہوتا مثل ران کے یا پاک کپڑے یا حلال چوپایہ کے دھونے سے ہم مثل ران سے مراد اعضاء غیر
وضو ہین یعنے اگر غیر جنب اپنی ران دھووے تو وہ پانی مستعمل نہوگا بنا بر قول اصح کے کما فی البحر اسواسطے کہ اسمین نہ قربت ہو نہ رفع حدث نہ اسقاط فرض
اور کپڑے کے مانند پاک برتن ہو (او لاجلِ اسقاطِ فرضٍ) یا مستعمل ہو پانی اسقاط فرض کے سبب سے ہم خلاصہ کلام بحر الرائق مین ہو کہ پانی مستعمل
ہوجاتا ہو تین چیزون مین سے ایک سبب سے یا ازالہ حدث سے خواہ اسکے ساتھ تقرب ہو یا نہو یا اقامت قربت سے خواہ اسکے ساتھ ازالہ حدث ہو
یا نہو یا اسقاط فرض کے سبب سے یہ دلیل قول فقہا کہ جو اپنے ہاتھ کہنیون تک یا ایک پانون تغاری مین ڈالے تو پانی مستعمل ہوگا اور اس صورت
مین نہ ازالہ حدث ہوا اور نہ قربت کی نیت پائی گئی فقط فرض ثابت ہوگیا عضو مغسول سے صاحب نہر نے کہا کہ اسقاط فرض کو زیادہ کرنا یعنے بر خلاف
اور کتابون کے اسقاط فرض کو استعمال کا سبب ثالث قرار دینا اس تقدیر مین تمام ہوگا جبکہ اسقاط مین ثواب نہو ورنہ قربت ثابت ہوگی انتہی اسکا
جواب یہ ہو کہ فرض ساقط ہوجاتا ہو مکلف کے فعل سے اگرچہ نیت نہو اور جبکہ نیت نہین تو ثواب نہین تو اسقاط فرض کیونکر قربت ہوگا کذا فی الطحطاوی
(ہُوَ الاصلُ فِی الاستعمالِ الکمالُ) یہی یعنے فرض کا ساقط کرنا اصل سبب ہو پانی کے مستعمل ہونیکا چنانچہ اسپر آگاہ کردیا ہو کمال الدین محقق نے ہم یعنے رفع
حدث مین حقیقۃً اور قربت مین حکماً اسقاط فرض موجود ہو اسواسطے کہ قربت بمنزلہ اسقاط کے ہو دوسری بار کذا فی الطحطاوی (بان یغسلَ بعضَ اعضائہٖ
او یُدخلَ یدَہٗ او رجلَہٗ فی جبٍّ بغیر اغترافٍ ونحوہٖ کرفعِ کوزٍ فانّہ یصیرُ مستعملاً لسقوطِ الفرضِ اتفاقاً) اسقاط فرض کا اسطرح ہو کہ دھووے محدث

اسنے بعض اعضا کو یا اپنا ہاتھ پاؤن ڈالے مٹکے مین بغیر پانی لینے کے اور مانند اسکے چنانچہ کوزہ نکالنے کو جو مٹکے مین گر گیا ہو تو البتہ اس صورت مین پانی مستعمل ہو جائیگا فرض کے ساتھ ساقط ہو جانے کیوجہ سے بالاتفاق یعنے اگر وضو یا غسل مین اس عضو کو نہ دھو لیا تو کافی ہو ھم یہ صورت حدث اصغر اور اکبر دونون کو شامل ہو لیکن محیط مین ابو یوسف سے مشہور روایت یہ ہو کہ پورا عضو پانی مین ڈالنا مستعمل ہو جانے مین مشروط ہو اور ایک دو انگلی کے ڈالنے سے مستعمل ہوگا اور ادخال کف سے مستعمل ہوگا چنانچہ عالمگیری مین ہو بغیر پانی لینے کے یہ صورت ہو کہ مٹی یا خمیر ہاتھ مین بھر اتھا اسکے دھونے کے واسطے ہاتھ مٹکے مین ڈالا تو معلوم ہوا کہ اگر پانی لینے کے قصد سے ہاتھ مٹکے مین ڈالیگا تو پانی مستعمل ہنوگا ضرورت کے سبب سے اور اسی طرح سے ہاتھ ڈالنا کوزہ نکالنے کو یا کنوے مین اترنا ڈول نکالنے کو اس سے بھی پانی مستعمل نہین ہوتا اور اتفاق سے یہان مراد ان فقہا کا اتفاق ہو جو تجزی حدث کے قائل اور جو کہ قائل نہین کذا فی الطحطاوی وان لم یزل حدث عضوہ او جنابتہ مالم یتم لعدم تجزیھما زوالا وثبوتا علی المعتمد اگرچہ شخص مذکور کے عضو کا حدث یا اسکی جنابت زائل ہنوگی جبتک کہ اسقاط فرض کا پورا ہنوگا بسبب نہ متجزی ہونے حدث اور جنابت کے زائل ہونے اور ثابت ہونے کی راہ سے قول معتمد پر ھم یعنی زوال حدث و جنابت کا اور انکا ثابت ہونا متجزی یعنے پارہ پارہ نہین تو جبکہ دونون زائل ہونگے تو بالکل زائل ہونگے اور جبکہ ثابت ہونگے تو بالکل ثابت ہونگے تو سقوط فرض کا مثلا ہاتھ سے اسکا مقتضی ہو کہ ہاتھ کا دھونا دوسری بار باقی اعضا کے ساتھ واجب ہنو اور حدث کا زائل ہونا باقی اعضا کے دھونے پر موقوف ہو ایسا ہی بحر الرائق مین شیخ قاسم نے حواشی مجمع مین کہا ہو کہ حدث کا اطلاق دو معنون پر ہوتا ہو اول بمعنی مانعیت شرعیہ یعنی شرعا ممنوع ہونا اس فعل کا جو حلال نہین بدون طہارت کے اور یہ متجزی نہین باتفاق امام اور صاحبین کے اور ثانی بمعنی نجاست حکمیہ اور یہ متجزی ہو ثبوت اور ارتفاع مین بلا خلاف اور پانی کا مستعمل ہو جانا نجاست حکمیہ کے ازالے سے ہو قاسم نے کہا کہ یہ تحقیق یاد رکھنے کے لائق ہو کذا فی الطحطاوی وینبغی ان یزاد او سنۃ لیعم المضمضۃ والاستنشاق فتامل اور چاہیے کہ زیادہ کیا جاے لفظ او سنۃ کا بعد اسقاط فرض کے تاکہ مضمضہ اور استنشاق کو بھی شامل ہو تو اسمین تامل کر ھم یعنے یون کہنا چاہیے او لاسقاط فرض او سنۃ تو مطلب یہ ٹھیریگا کہ یا مستعمل ہونا بازا کا فرض یا سنت کے اسقاط سے تو اب کلی اور ناک کا پانی بھی مستعمل ٹھیریگا حلبی محشی نے کہا سنت کے زیادہ کرنیکی کچھ حاجت نہین کہ وہ تو قربت مین داخل ہو اسواسطے کہ سنت ادا نہین ہوتی بدون نیت کے پھر جب سنت مین نیت ہوی تو قربت ٹھیری انتہی یعنی وجہ ہو تامل کی جسکی طرف شارح نے اشارہ کیا اذا انفصل عن عضو وان لم یستقر فی شیء علی المذھب ان سب صورتون مین پانی مستعمل ہو جاتا ہو اسوقت جبکہ جدا ہوا عضو سے اگرچہ کسی چیز مین نہین ٹھیرا اپنا بر مذہب درست کے وقیل اذا استقر ورجح للحرج اور قول ضعیف یہ ہو کہ جب عضو سے جدا ہو کر کسی مکان مین یعنی زمین یا کف یا کپڑے مین ٹھہر جاوے اور حرکت سے باز رہے تب مستعمل ہوگا اور اس قول کی ترجیح دی گئی ہو حرج کے سبب سے ھم یعنے اگر بمجرد انفصال کے عضو سے استعمال ثابت ہو تو اسمین مشقت ہو اسلیے کہ کپڑے پر گرنے سے نجس ہوگا نجاست مستعمل کے قول پر اور ثمرہ اختلاف ظاہر ہوتا ہو اس صورت مین کہ جب پانی عضو سے جدا ہوا اور ہنوز کہین نہین ٹھہرا بلکہ وہ ہوا مین ہو پھر وہ گرا کسی آدمی کے عضو پر اور اسپر بہا بدون اسکے کہ اسنے اپنی ہتھیلی مین لیا ہو تو اول قول پر اسکا وضو صحیح نہین اور قول ثانی پر صحیح ہو کذا فی الطحطاوی عن البحر ورد بان ما یصیب مندیل المتوضی وثیابہ عفو اتفاقا وان اکثر اور وہ ترجیح مردود ہو اسطرح سے کہ جو مستعمل پانی وضو کرنے والے کے رومال اور کپڑون کو لگ جاتا ہو وہ معاف ہو بالاتفاق شیخین اور محمد کے اگرچہ مقدار درم سے زیادہ ہو یعنے جب معاف ہوا تو حرج ثابت ہنوا اھ محمد کے نزدیک مستعمل پانی پاک ہو تو انکے قول پر معاف کہنا مناسب نہین اور شیخین کے نزدیک اگرچہ بعضی روایت مین وہ نجس ہو مگر یہان ضرورت کیوجہ سے نجاست ساقط الاعتبار ہو وھو طاھر ولو من جنب علی الظاھر اور مستعمل پانی پاک ہو اگرچہ وہ جنابت والے کا ہو ظاہر مذہب پر ھم مشائخ عراق نے کہا کہ مستعمل پانی بالاتفاق طاہر ہو اور دوسرا قول یہ ہو کہ طہارت محمد کا قول ہو اور امام رحمہ سے بھی مروی ہو اور تیسرا قول یہ ہو کہ وہ نجس مغلظ ہو اسکو حسن نے روایت کیا اور چوتھا قول یہ ہو کہ نجس مخفف ہو اور اسکو ابو یوسف نے امام سے روایت کیا اور اسی پر انکا عمل ہو لیکن علمانے طہارت کی روایت کو صحیح کہا ہو یہان تک کہ مجتبی مین ہو کہ مقرر امام اور صاحبین سے

صحیح روایات یہی ہین کہ وہ طاہر غیر طہور ہے مگر حسن کی روایت فخر الاسلام نے کہا کہ ظاہر ہونا مختار ہے ہمارے نزدیک اور یہی مذکور ہے محمدؒ کی تمام کتابون مین جو مروی ہین ہمارے علماء سے اور اسیکو محققین ماوراء النہر نے اختیار کیا ہے اور محیط مین ہے کہ یہی قول مشہور ہے امام سے اور اکثر کتابون مین طاہر ہونے پر فتوے مذکور ہے بلا تفصیل بین المحدث والجنب کذا فی الطحطاوی عینی نے کہا یہی قول ہے احمد بن حنبل کا اور مذہب شافعیؒ مین یہی قول صحیح ہے اور روایت ہے امام مالک سے نووی شافعی نے کہا یہی قول طہارت کا جمہور سلف اور خلف کا قول ہے لکنہ یکرہ شربہ والعجن بہ تنزیہا للاستقذار وعلی روایۃ نجاستہ تحریما لیکن مستعمل پانی کو پینا اور اس سے گوندھنا مکروہ تنزیہی ہے گھنانے کے وجہ سے اور اسکی نجاست کی روایت پر مکروہ تحریمی ہے وحکمہ انہ لیس بطہور لحدث بل لخبث علی الراجح المعتمد اور مستعمل پانی کا حکم یعنے اثر مترتب یہ ہے کہ وہ حدث اصغر اور اکبر کا پاک کرنے والا نہین یعنے وضو اور غسل کے لائق نہین بلکہ بنا بر قول راجح معتمد کے نجاست حقیقی کا پاک کرنے والا ہے ہم مجتبی اور شرح ارشاد مین ہے کہ ازالہ نجاست کا مستعمل پانی سے جائز ہے بنا بر روایات ظاہرہ کے کذا فی المنح

فرع اختلف فی محدث انغمس فی بئر لدلو او تبرد مستنجیا بالماء ولا نجس علیہ ولم ینو ولم یتدلک والاصح انہ طاہر والماء مستعمل لاشتراط الانفصال للاستعمال اختلاف واقع ہے اس محدث کے حکم مین جسنے غوطہ مارا کنوے مین ڈول نکالنے کو یا ٹھنڈک حاصل کرنے کو غوطہ مارا پانی سے استنجا کرکے اور اسکے بدن پر نجاست نہین اور نہ اسنے وضو یا غسل کی نیت کی اور نہ بدن کو ملا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہے اور کنوئین کا پانی مستعمل ہے اسواسطے کہ مستعمل ہونے کے واسطے جدا ہونا پانی کا مشروط ہے یعنے جب شخص کنوے سے نکلا تو انفصال پایا گیا ہم محدث حدث اکبر کو بھی شامل ہے خواہ جنابت سے ہو خواہ حیض یا نفاس سے یعنے جبکہ عورت بعد انقطاع حیض یا نفاس کے کنوئین مین گھسے اور اگر قبل انقطاع جاویگی بشرطیکہ اسکے اعضا پر نجاست نہو تو عورت اور پانی دونون طاہر کے مانند ہین اسواسطے کہ وہ خارج نہین ہوی حیض اور نفاس سے تو پانی مستعمل نہوگا چنانچہ خانیہ اور خلاصہ مین ہے اور کنوے سے وہ مراد ہے جو دہ وردہ سے کم ہے ڈول نکالنے اور سرد ہونے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر غوطہ مارے کا نہانے کے قصد سے تو پانی بالاتفاق مستعمل ہوگا اسواسطے کہ ازالہ حدث اور نیت قربت کی پائی گئی اور اگر ڈھیلون سے استنجا کیا ہوگا تو پانی بالاتفاق ناپاک ہوگا اور اسی طرح اگر اسکے بدن پر نجاست ہوگی یا ازالہ حدث کی نیت کریگا اور عدم دلک کی قید محیط اور خلاصہ مین مذکور ہے بحر الرائق مین کہا اسواسطے کہ ملنا نیت اغتسال کے قائم مقام ہے تو ملنے سے پانی بالاتفاق مستعمل ٹھہریگا اور اصح کے مقابل غیر اصح ایک یہ کہ مرد اور پانی دونون ناپاک ہین اور یہ امام سے روایت ہے اور دوسرا قول یہ کہ مرد کا حدث بحال سابق قائم ہے اور پانی طاہر اور مطہر ہے یہ روایت ہے ابو یوسف سے اور یہ جو شارح نے کہا کہ پانی مستعمل ہے سو بعض کا قول ہے سواسطے کہ ڈول نکالنے کی ضرورت سے اصلا استعمال نہین جیسا کہ محدث اگر پانی ہاتھ سے لے تو پانی مستعمل نہوگا بلا خلاف کذا فی الطحطاوی طحطاوی والمراد ان ما اتصل باعضائہ وانفصل عنہا مستعمل لا کل الماء علی ما مر اور مراد یہ ہے کہ جو پانی کہ منغمس کے اعضا سے ملا اور پھر جدا ہوا اعضا سے وہ مستعمل ہے نہ تمام پانی کنوے کا مستعمل ہے بنا بر اس قول کے جو گذر گیا ہم یعنے ایسی صورت مین اجزا کا اعتبار ہے یعنے جو پانی کہ ساقط ہوا اعضا سے وہ مغلوب اور نہایت کم ہے کنوئین کے باقی پانی سے وکل اہاب ومثلہ المثانۃ والکرش قال القہستانی فالاولی وما ای ہر دلو بتہ ہو ما یحمل علیہا فیصلی بہ ویتوضا منہ اور جو کچا چمڑا دباغت کیا جاوے یعنے پکایا جاوے اگرچہ دھوپ مین ڈال کر اور وہ دباغت کے لائق ہو تو وہ پکانے سے پاک ہوگا تو آدمی کو پوستین پہنکر نماز پڑھے اور چمڑے کی ڈولچی وغیرہ بنا کر اس سے وضو کرے شارح نے کہا کہ اور چمڑے کے مانند دباغت قبول کرنے مین پھکنا اور اوجھڑی ہے قہستانی نے کہا تو بجاے کل اہاب وغیرہ کے وما دبغ کہنا بہتر تھا یعنے جس چیز کی دباغت ہو وہ پاک ہوگی تاکہ چمڑے اور پھکنے اور اوجھڑی سب کو شامل ہو ہم چمڑے کی دباغت سے تین مطالب متعلق ہین اسکا پاک ہونا یہ متعلق بہ کتاب الصید ہے اور اسمین نماز کا جائز ہونا یہ متعلق کتاب الصلوۃ سے ہے اور اس سے وضو کا جائز ہونا یہ متعلق ہے پانی سے لہذا مصنف نے پانی کی بحث مین اسکو ذکر کیا دباغت دو قسم ہے حقیقی اور حکمی حقیقی وہ جو پھٹکری یا ببول کے پتہ وغیرہ سے ہو وہ پانی پہونچنے سے ناپاک نہین ہوتی بہ اتفاق روایات اور حکمی دباغت وہ ہے

دھوپ سے خشک ہوا جسمین پانی پہونچنے سے دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہو کہ وہ ناپاک ہوجاویگی دوسری روایت یہ ہو کہ ناپاک نہوگی دمثلہ جلدھا فلا
وعلیہ الفتوی اور جو چمڑا وغیرہ دباغت پذیر نہین وہ پاک نہوگا اور اسی قول پر فتوے ہو فلا یطہر جلد حیۃ صغیرۃ ذکرہ الزیلعی اما قمیصہا فطاہر
تو پاک نہوگی دباغت سے چھوٹے سانپ کی کھال ایسا ذکر کیا ہو زیلعی نے لیکن سانپ کی کیچلی تو پاک ہو و فارۃ اور پاک نہین ہوتی چوہے کی کھال یعنے عدم احتمال
دباغت سے کما انہ لا یطہر بذکاۃ لتقییدہا بما یحتملہ جیسے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہین ہوتی ذبح کرنے سے اسواسطے کہ دباغت اور ذبح
مین احتمال اور لیاقت کی قید ہو یعنے دباغت سے پاک ہوجاتی ہو وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہو اور ذبح کرنے سے اس جانور کی کھال طاہر ہوجاتی ہو
جو ذبح کرنے کے لائق ہو خلا جلد خنزیر فلا یطہر وقدم لان المقام للاہانۃ ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہو سور کی کھال کے سوا سو وہ
پکانے سے پاک نہین ہوتی اور سور کو پہلے ذکر کیا آدمی سے اسواسطے کہ یہ ذلت اور خواری کا مقام ہو یعنے نجاست کا تو یہان دلیل اور خوار چیز کو بیان کرنا
مقتضائے بلاغت ہو و آدمی فلا یدبغ لکرامتہ اور آدمی کے سوا تو آدمی کی کھال کو دباغت نہین دیجاتی اسکی تعظیم اور توقیر کے سبب سے
ھم بعضون کے نزدیک سور اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی اسواسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہین اور بعضون نے کہا کہ آدمی کی کھال پاک
ہوجاتی ہو دباغت سے لیکن اسکا استعمال جائز نہین اور یہی منقول ہو مذہب مین شارح کا کلام قول ثانی پر مبنی ہو ولو دبغ طہر وان حرم استعمالہ
حتی لو طحن عظمہ فی دقیق لم یوکل فی الاصح احتراما اور اگر آدمی کی کھال دباغت کیجاوے تو پاک ہوگی اگرچہ اسکا استعمال کرنا حرام ہو یہان تک کہ اگر آدمی کی ہڈی
پیسی گئی آٹے مین تو اس آٹے کو نہ کھاوے صحیح تر قول مین اسکی تعظیم کی وجہ سے وافاد کلامہ طہارۃ جلد کلب و فیل وہو المعتمد اور مصنف کے
کلام نے فائدہ دیا کتا اور ہاتھی کی کھال کے پاک ہونے کا یعنے دباغت سے اور یہی قول معتمد ہو ھم جب کہ سب کھالون کی طہارت سے سور اور آدمی کو
استثنا کر لیا تو معلوم ہوگیا کہ انکے سوا سب چمڑے دباغت سے پاک ہوجاتے ہین وما ای اہاب طہر بہ بدباغ طہر بذکاۃ علی المذہب
لا یطہر لحمہ وعلی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ہذا اصح ما یفتی بہ وان قال فی الفیض الفتوی علی طہارتہ اور جو کھال کہ پاک
ہوتی ہو دباغت کرنے سے وہ پاک ہوجاتی ہو جانور کے ذبح کرنے سے مذہب صحیح پر پاک نہین ہوتا اسکا گوشت اکثر علما کے نزدیک اگر وہ جانور جسکو ذبح کیا
غیر ماکول اللحم ہو اقوال مفتی بہ مین یہی قول عدم طہارت کا صحیح تر قول ہو اگرچہ فیض مین کہا ہو کہ گوشت کی طہارت پر فتوے ہو ھم معراج الدرایہ مین کہا
کہ عدم طہارت کا قول محققین کا قول ہو افعل التفضیل کے صیغہ سے طہارت کے قول کی بھی تصحیح معلوم ہوتی ہو مگر عدم طہارت زیادہ تر صحیح ہو کذا فی الطحطاوی
وہل یشترط لطہارۃ جلدہ کون ذکاتہ شرعیۃ بان تکون من الاہل فی المحل بالتسمیۃ قیل نعم وقیل لا والاول اظہر
لان ذبح المجوسی وتارک التسمیۃ عمدا کلا ذبح وان صحح الثانی صححہ الزاہدی فی القنیۃ والمجتبی واقرہ فی البحر
سوال اور کیا شرط ہو اسکے کھال کے پاک ہونے مین بطور حکم شرع کے ذبح کرنا اسطرح کہ ذبح کرنا صادر ہو اہل سے یعنے مسلم عاقل یا کتابی نے ذبح کرنے کے
مقام مین بسم اللہ کے ساتھ جواب ایک قول یہ ہو کہ ہان ذبح شرعی شرط ہو اور دوسرا قول یہ ہو کہ شرط نہین اور پہلا قول ظاہر تر ہو اسواسطے کہ ذبح
کرنا مجوسی کا اور اس مسلمان اور کتابی کا جسنے بسم اللہ کہنا عمداً ترک کیا عدم ذبح کے مانند ہو اگرچہ قول ثانی کی زاہدی نے قنیہ اور مجتبی مین تصحیح کی ہو
اور بحر الرائق مین اس تصحیح کو ثابت رکھا ہو ھم اشتراط ذبح شرعی اکثر کتب معتمدہ مذہب مین مسطور ہو کذا فی المنح زاہدی امام مشہور ہو قنیہ اور مجتبی کا مصنف
ہو قنیہ فتاوی ہو اور مجتبی شرح ہو قدوری کے زاہدی عقائد مین معتزلی مذہب ہو اور فروع مین حنفی ہو **فرع** مسئلہ ملحقہ شارح کا ما یخرج من دار الحرب
کسنجاب ان علم دبغہ بطاہر فطاہر او بنجس فنجس وان شک فغسلہ افضل جو چمڑا کہ کفار کے ملک سے نکلتا ہو اور دار الاسلام مین آتا ہو جیسا کہ
سنجاب اگر اسکی دباغت پاک چیز سے معلوم ہوجاوے تو وہ چمڑا پاک ہو یعنے اسکو پہنکر نماز درست ہو اور اگر اسکی دباغت ناپاک چیز سے مثلاً مردار کی چربی

معلوم ہو تو وہ ناپاک ہو اور اگر شک واقع ہو یعنی معلوم نہو کہ پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اسکا دھونا بہتر ہو یعنے واجب نہین وَشعر المیتة غیر
المختلف علی المذہب اور بال مردار جانور کے پاک ہین سواے سور کے مذہب درست پر ھم بال وغیرہ کی طہارت پانی کی بحث مین اسواسطے بیان کی تاکہ معلوم
ہو کہ اسکے پانی مین واقع ہونے سے پانی ناپاک نہین ہو جاتا پھر جب مردہ جانور کے بال وغیرہ پاک ٹھہرے تو زندہ کے بطریق اولے پاک ہین اور خوک کے تو
بال اور ہڈی اور تمام اجزا اسکے ناپاک ہین ابویوسف کے نزدیک اگر قلیل پانی مین واقع ہون ناپاک ہوگا کذا فی الطحطاوی وَعظمِها وعصبها علی المشہور
اور مردار کی ہڈی اور پٹھا پاک ہو مذہب کے مشہور قول پر ھم عصب یعنے پٹھہ مین دو روایتین ہین سراج وہاج مین کہا کہ اسکی نجاست صحیح ہو مگر صاحب
فتح القدیر بدائع کا تابع ہوا ہو اسکی طہارت مین اور یہی قول مشہور ہو اور وقایہ اور درر مین اسی پر یقین کیا ہو کذا فی المنح وحافرها وقرنها الخالیة
عن الدسومة اور مردار کا سم اور سینگ خالی چکنائی سے پاک ہو ھم یعنے بال اور ہڈی اور پٹھا اور سم اور سینگ اسوقت پاک ہین جبکہ انپر چکنائی نہ لگی ہو
اور اگر چکنائی ہوگی تو ناپاک ہین یہ ناپاکی ذاتی نہین بلکہ چکنائی کے لگنے سے ہو وَکذا کل ما لا تحله الحیوة حتی الانفحة واللبن علی الراجح
اور اسی طرح پاک ہو مردار کی ہر ایک وہ چیز جسمین زندگی نہین سماتی یعنے جاندار کے بدن مین وہ چیزین بیجان ہین چنانچہ بال اور پر اور چونچ یہان تک کہ پنیرآ
یعنے جپتا اور مردار کا دودھ بنا بر قول راجح کے ھم الانفحة بکسر ہمزہ وفتح فاوہ دودھ ہو جو شیرخوار بچے کے پیٹ مین ہوتا ہو یعنے پنیر مایہ جسکے ڈالنے سے دودھ جمتا ہو
وسکون نون
وہ امام کے نزدیک پاک ہو جبکہ مردار سے نکلے خواہ لپتہ خواہ سائل اور صاحبین کے نزدیک سائل نجس ہو اور لپتہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہو اور اگر مذبوح جانور
سے خارج ہوا تو بالاتفاق پاک ہو کذا فی الطحطاوی وَشعر الانسان غیر المنتوف اور انسان کا بال جو اکھاڑا نہین پاک ہو یعنے اکھاڑے بال ناپاک
ہین اور اسکی بیع کا جائز نہونا تعظیم کے سبب سے نہ نجاست کی وجہ سے وَعظمه وَسنه مطلقا علی المذہب اور آدمی کی ہڈی اور دانت مطلقاً پاک ہین
مذہب درست پر ھم مطلقاً خواہ اپنا دانت ہو یا غیر کا واختلف فی اذنه ففی البدائع نجسة فی الخانیة لا اور اختلاف ہو آدمی کے کان مین سو بدائع مین ہو کہ
وہ ناپاک ہو اور خانیہ مین ہو کہ ناپاک نہین وَفی الاشباہ المنفصل من الحی کمیتته الا فی حق صاحبه فطاهر وان کثر اور اشباہ مین ہو کہ جو چیز کہ زندہ شخص
سے جدا ہوگئی وہ مردار کے مانند ہو مگر اسی شخص کے حق مین جسکا وہ جزو ہو پاک ہو اگرچہ قدر درہم سے زیادہ ہو ھم منفصل سے مراد وہ عضو ہو جسمین جان ہو تو ناخن
اور بال منفصل ہونے سے پاک نہ ٹھہرینگے اور یہ جو کہا کہ منفصل اسکے حق مین پاک ہو یعنے بالخصوص نماز مین اسکا حمل درست ہو نہ پانی وغیرہ مین اسواسطے کہ
پانی فاسد ہوگا اسکے بقدر ناخن کے پڑنے سے کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود ویفسد الماء بوقوع قدر الظفر من جلده لا بالظفر اور ناپاک ہو جاتا ہو
قلیل پانی بقدر ناخن کے آدمی کی کھال کے گرنے سے نہ ناخن کے گرنے سے ھم یعنے آدمی کی کھال یا اسکا چھلکا پانی مین گرا اور زیادہ شمار مین آیا پانی ناپاک
ہوگا اسواسطے کہ کھال اور چھلکا آدمی کے منجملہ گوشت کے ہو اور ناخن کے گرنے سے ناپاک نہوگا اسواسطے کہ ناخن عصب یعنے پٹھا ہو کذا فی البحر وَدم سمک
طاهر اور خون مچھلی کا پاک ہو ھم اسواسطے کہ مچھلی کا خون حقیقت مین خون نہین ہو اسواسطے کہ جب وہ خشک ہوتا ہو تو سفید ہو جاتا ہو کذا فی المنح وَاعلم انه
لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوی وان رجح بعضهم النجاسة کما بسطه ابن الشحنة اور اسکو جان رکہ کہ کتا نجس العین نہین یعنے اسکی نجاست
ذاتی نہین خوک کے مانند امام اعظم کے نزدیک اور اسی قول پر فتوے ہو اگرچہ بعضے علما نے چنانچہ زاہدی اور فقیہ ابو اللیث نے نجس العین ہونے کو ترجیح دی ہو
چنانچہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اسکو مشرح بیان کیا ہو ھم کتے سے حفاظت اور شکار کروانا شرعاً درست ہو اگر وہ نجس العین ہوتا تو اس سے نفع حاصل کرنا
درست نہوتا خوک کے مانند بحر الرائق مین ہو کہ کتے کی ہڈی اور بال اور عصب اور جو چیز کہ ماکول نہین وہ پاک ہو اور گوشت اسکا ناپاک ہو فیباع ویؤجر ویضمن
ویتخذ جلده مصلی ودلوا جبکہ کتا نجس العین نہوا تو اسکا بیچنا اور اجارہ دینا اور اسکے تلف کرنے والے پر تاوان لازم ہونا اور اسکی کھال کا جانماز
اور ڈول بنانا جائز ہو ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه ولا بعضه ما لم یر ریقه اور اگر کتا کنوئین مین سے

زندہ نکالا گیا اور اسکا منہ پانی مین نہ لگا تو کنوئین کا پانی ناپاک نہوگا اور نہ کپڑا ناپاک ہوگا بھیگے کتے کی چھینٹون سے اور نہ اسکے کاٹنے سے جبتک اسکی رال کا لگنا بدن پر معلوم نہو ہم یعنے اگر کنوئین مین کتا منہ ڈالے گا یا کاٹنے مین اسکی رال بدن پر لگے گی تو پانی اور بدن ناپاک ہوگا اسواسطے کہ رال پیدا ہوتی ہی گوشت سے اور گوشت اسکا ناپاک ہی ولاصلوۃ حامل ولو کبیرًا اور نہ فاسد ہوگی نماز اسکی جو نماز پڑھنے مین کتے کو لیے رہا اگرچہ بڑا کتا ہو ہم یعنے اسواسطے کہ ظاہر اسکا ناپاک نہین اور باطن کی نجاست نماز کی مانع نہین شارح نے بقولہ ولو کبیرًا اشارہ کیا کہ یہ جو بعضی روایت مین کلب صغیر کی قید رہے سو اتفاقی قید ہی نہ احترازی وشرط الحلوانی شد فمہ اور شمس الائمہ حلوانی نے کتے کا منہ بند کرلینا شرط کیا ہی یعنے حامل سگ کی نماز اس شرط سے فاسد نہین کہ اسکا منہ بند ہو تاکہ اسکا لعاب مصلی کے بدن پر اور کپڑے کو نہ لگے اسواسطے کہ ظاہر بدن ہر جانور کا پاک ہی نجس نہین ہوتا بدون موت کے اور اسکے باطن کی نجاست اپنے معدن مین قائم ہی تو اسکا حکم ظاہر نہین ہوتا جیسے باطن مصلی کی نجاست کا کذا فی البحر ولاخلاف فی نجاسۃ لحمہ وطہارۃ شعرہ اور امام اور صاحبین کا اختلاف نہین کتے کے گوشت کے ناپاک ہونے مین اور اسکے بال کے پاک ہونے مین ہم بعضون نے وہم کیا کہ جب کتا نجس العین نہوا تو اسکا پس خوردہ کیونکر ناپاک ہوگا حالانکہ وہ بالاتفاق حرام ہی اسکا جواب یہ ہی کہ طہارت عین اسکی مستلزم نہین کہ اسکا ہر جز پاک ہو پس خوردہ اسکا اسوجہ سے ناپاک ہی کہ اسکے ساتھ لعاب اسکا مختلط ہی اور لعاب پیدا ہوتا ہی گوشت سے اور گوشت ناپاک ہی دم مسفوح کے اختلاط سے والمسک طاہر حلال فیوکل بکل حال اور مشک پاک حلال ہی ماکول ہی ہر حالت مین یعنے خواہ غذا مین خواہ دوا مین خواہ ضرورت ہو یا نہو ہم طاہر کے بعد حلال کا لفظ اسواسطے زیادہ کیا کہ طہارت کو حلت اکل لازم نہین اسواسطے کہ مٹی پاک ہی مگر اسکا کھانا حلال نہین وکذا فارتہ طاہرۃ مطلقا علی الاصح فتح وکذا الزباد اشباہ لاستحالتہ الی الطیبۃ اور اسی طرح مشک کا نافہ پاک ہی مطلقا یعنے خواہ پانی لگنے سے فاسد ہو یا نہو بنا بر قول اصح کے کذا فی الفتح اور اسی طرح زباد پاک ہی کذا فی الاشباہ بسبب خوشبو ہو جانے ہر ایک مشک اور زباد کے ہم یعنے ہرچند مشک اصل مین خون تھا اور زباد غیر ماکول کا پسینہ ہی لیکن اب تحیل بخوشبو ہو گیا حقیقت اسکی بدل گئی دونون پاک ہین اور غیر اصح زیلعی کا قول ہی کہ اگر نافہ مشک پانی لگنے سے فاسد نہو تو پاک ہی اور یہ اختلاف مردار جانور کے نافہ مین ہی اور زندہ غزال کا نافہ بالاتفاق پاک ہی زباد بزاء معجمہ و باء موحدہ بروزن سحاب خوشبودار چیز ہی یعنے ایک قسم کی بلی کا پسینہ اور میل ہی کہ اسکے دُم کے نیچے مخرج کے پاس مجتمع ہو جاتا ہی اسکو پکڑ کے کھرچ لیتے ہین قاموس مین ہی کہ جسنے زباد کی تفسیر جانور کی اسنے غلط کہا کذا فی الطحطاوی وبول ماکول اللحم نجس نجاسۃ مخففۃ وطہرہ محمد اور ماکول اللحم یعنے جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہی جیسے بکری اور اونٹ اسکا پیشاب نجس ہی بنجاست خفیفہ اور محمد بن حسن نے اسکو پاک کہا ہی ولا یشرب بولہ اصلا لا للتداوی ولا لغیرہ عند ابی حنیفۃ اور ماکول اللحم کا پیشاب نہ پیا جاوے ہرگز نہ دوا کے واسطے اور نہ سوائے دوا کے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہم اور محمد کے نزدیک مطلقا جائز ہی اور ابو یوسف کے نزدیک دوا کے واسطے جائز ہی **فرع** مسئلہ ملحقہ شارح کا اختلف فی التداوی بالمحرم وظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف ثمہ وہنا عن الحاوی وقیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی حرام چیز سے دوا کرنے مین علما کا اختلاف ہی اور ظاہر مذہب یہ ہی کہ درست نہین ہی چنانچہ بحر الرائق کی کتاب الرضاع مین ہی لیکن مصنف نے اپنی شرح مین وہان یعنے کتاب الرضاع مین اور یہان حاوی قدسی سے نقل کیا ہی یہ مسئلہ اسطرح اور بعضون نے کہا کہ حرام سے دوا کرنے کی رخصت دیجاتی ہی جبکہ معلوم ہو کہ حرام مین شفا ہی اور کوئی دوسری دوا معلوم نہو جیسے نہایت پیاسے کو شراب پینے کی رخصت دی گئی ہی اور اسی قول پر فتوے ہی ہم خانیہ مین ہی قال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ تعالی لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے تمھارے واسطے شفا نہین ٹھہرائی اس چیز مین جو تمپر حرام کی یہ حضرت نے ان چیزون کے حق مین فرمایا جنمین شفا نہین ہی اور جنمین شفا ہی اسکے دوا کرنے کا کچھ مضائقہ نہین کیا تو نہین جانتا کہ پیاسے کو شراب کا پینا حلال ہی ضرورت کے سبب سے انتہی اور اسی قول کو اختیار کیا ہی صاحب ہدایہ نے تجنیس مین اسواسطے کہ حرمت ساقط ہی شفا حاصل ہونے کے وقت

ﮯ شامی نے کہا کہ یہی حال عنبر کا ہو کہ وہ بھی پاک اور حلال ہی گو اسکو بعض نافہ

ﮯ کو دریائی سگ کہتے ہیں تنبلائے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک قسم نباتات دریائی ہے

اور حاوی قدسی میں ہے کہ جب خون آدمی کی ناک سے روان ہوا اور بند نہو یہان تک کہ اسکے مرجانیکا خوف ہوا اور تجربہ اور امتحان سے یہ بات معلوم ہو کہ فاتحۃ الکتاب یا سورۂ اخلاص اس خون سے اسکے ماتھے پر لکھنے سے خون بند ہوگا تو ایک قول مین رخصت نہین ہے اور دوسرے قول مین رخصت ہے جیسے شرب خمر کی رخصت ہے پیاسے کو اور مردار کھانے کی نہایت گرسنگی مین اور یہی فتوے ہے کذا فی منح المصنف مختصرا **فصل فی البئر** یہ فصل ہے کنوئین کے مسائل مین اذا وقعت نجاسۃ لیست بحیوان ولو مخففۃ او قطرۃ بول او دم او ذنب فارۃ لم یشمع فلو شمع ففیہ ما فی الفارۃ جب گری وہ نجاست جو جاندار نہین اگرچہ نجاست مخففہ ہو یا ایک قطرہ پیشاب یا خون کا یا چوہے کی ایسی دم کٹی کہ محل قطع موم سے بند نہین ہوا اگر محل قطع موم سے بند ہوگا تو اسکے گرنے سے اتنے ڈول نکالے جائینگے جتنے چوہے کے گرنے سے نکالے جاتے ہین یعنے ۲۰ ڈول ہم عدم حیوانیت کی قید اسواسطے لگائی کہ جاندار کے احکام آگے مذکور ہونگے اور نجاست مخففہ کو اسواسطے ذکر کیا کہ پانی مین نجاست مغلظہ اور مخففہ یکسان ہے کچھ فرق نہین فی بئر دون القدر الکثیر علی ما مر نجاست مذکورہ گری اس کنوئین مین جو کم ہے مقدار کثیر سے بنابر کلام گذشتہ کے ہم سابق مین یہ مذکور ہو چکا کہ آب کثیر مین مبتلا بہ کا ظن غالب معتبر ہے اور متاخرین کے فتوے پر دہ دردہ کثیر ہے تو اگر کنوان دہ دردہ ہوگا تو نجاست مذکورہ کے گرنے سے ناپاک نہوگا تاوقتیکہ اسکا رنگ یا مزہ یا بو متغیر نہو ولا اعتبار بالعمق علی المعتمد اور کچھ اعتبار نہین کنوئین کے عمق کا بنابر قول معتمد کے یعنے کثرت مین طول اور عرض کا اعتبار ہے نہ عمق کا تو عمق اگرچہ دس گز کا ہو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا کذا فی البحر او مات فیہا او خارجہا والقی فیہا ولو فارۃ یابسۃ علی المعتمد الا الشہید النظیف او المسلم المغسول اما الکافر فینجسہا مطلقا کسقط یا مرا کنوئین مین یا مرا کنوئین سے باہر اور ڈالا گیا اسمین اگرچہ مردہ خشک چوہا ہو معتمد قول پر مگر وہ شہید کہ پاک صاف ہے خون وغیرہ سے اور وہ مردہ مسلمان جو نہلایا گیا کہ ان دونون کے کنوئین مین گرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا ہے لیکن کافر مردہ تو کنوئین کو ناپاک کرتا ہے ہر طرح یعنے مغسول ہو یا غیر مغسول جیسے اسقاط حمل کا بچہ ناپاک کردیتا ہے حیوان دموی غیر مائی لما مر جاندار روان خون والا جو کہ آبی نہین بدلیل گذشتہ ہم مذکور ہو چکا کہ غیر دموی کی موت سے پانی نجس نہین ہوتا اگرچہ پھول یا پھٹ گیا ہو اور پانی کا جانور اگرچہ خون والا ہو اسکے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا کذا فی الطحطاوی وانتفخ او تمعط او تفسخ ولو تفسخہ خارجہا ثم وقع فیہا ذکرہ الوانی جانور دموی مر کے پھول گیا یا اسکے بال جھڑ گئے یا پارہ پارہ ہو گیا اگرچہ کنوئین کے باہر پھٹ گیا پھر اسمین گرا ایسا ذکر کیا ہے علامہ وانی محشی درر نے ینزح کل مائہا الذی کان فیہا وقت الوقوع ذکرہ ابن الکمال نکالا جاوے کنوئین کا وہ سب پانی جو اسمین تھا نجاست اور جانور مذکور کے گرنے کے وقت ایسا ذکر کیا ہے ابن کمال نے یعنے تو اگر پانی نکالنے سے پہلے کچھ پانی زیادہ ہوگا تو اس قدر کا نکالنا لازم نہوگا بعد اخراجہ الا اذا تعذر کخشبۃ او خرقۃ متنجسۃ فینزح الماء الی حد لا یملأ نصف الدلو یطہر الکل تبعا پانی نکالا جاوے نجاست اور جانور کے نکال ڈالنے کے بعد مگر جبکہ اسکا نکالنا نہو سکے چنانچہ لکڑی کا ٹکڑا یا ناپاک کپڑا کہ غائب ہو گیا تو اسقدر پانی نکالنے سے کہ آدھا ڈول نہ بھرے یہ سب چیزین پاک ہو جاوینگی کنوئین پاک ہونیکے ساتھ ہم یعنے ڈول اور رسی اور گھرنی اور کنوئین کے گرد پیش اور پانی نکالنے والے کا ہاتھ اسواسطے کہ ان چیزون کی نجاست کنوئین کے ناپاک ہوجانیکے سبب سے تھی تو اسکے پاک ہوجانے سے یہ بھی پاک ہونگی جیسے شراب کا مٹکا پاک ہوجاتا ہے جبکہ شراب سرکہ بنجاوے اور استنجا کرنے والے کا ہاتھ طاہر ہوجاتا ہے محل کی طہارت سے کذا فی البحر ولو نزح بعضہ ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح خلاصۃ اور جو تھوڑا پانی آج نکالا گیا پھر اگلے دن زیادہ ہو گیا تو اسی قدر نکالا جاوے جتنا باقی رہا تھا قول صحیح مین کذا فی الخلاصۃ ہم یعنے اسواسطے کہ علی الاتصال پانی نکالنا شرط نہین تو دوسرے دن سارا پانی نکالنا ضرور نہین قید بالموت لانہ لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شئ الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسورہ فان نجسا نزح الکل والا لا ہو الصحیح مصنف نے کنوئین کے پانی نکالنے مین موت حیوان کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر جاندار زندہ نکالا گیا اور حالانکہ وہ نجس العین نہین مانند سور کے اور نہ اسپر نجاست حکمی یا نجاست حقیقی ہے تو کچھ پانی نکالا نہ جاویگا مگر اسوقت جبکہ اسکا منہ پانی مین داخل ہو تو اسوقت اسکے جھوٹے کا اعتبار ہوگا سو اگر اس حیوان کا جھوٹا ناپاک ہے تو

سارا پانی نکالا جائیگا اور اگر پاک ہی یا مکروہ یا مشکوک تو کچھ بھی نکالنا واجب نہین یہی قول صحیح ہو ہم نجس العین کے ساقط ہونے سے تمام پانی نجس ہوگا خواہ جے
یا نہ مرے منہ اسکا پانی مین داخل ہو یا نہو اور شارح نے نجاست حکمی کو جو بیان کیا تو شاید کہ یہ قول اُسی قول کی نجاست پر متفرع ہی کذا فی الطحطاوی نعم ینزل عشرون
فی المشکوک لاجل الطہوریۃ کما فی الخانیۃ ہان مستحب ہو دس ڈول نکال دینا مشکوک مین مطہر ہونے کے واسطے چنانچہ خانیہ مین ہو ہم اور بعضون نے مزید
احتیاط کے واسطے سارے پانی کا نکالنا مستحب کہا ہو چنانچہ عالمگیری وغیرہ مین ہو زاد فی التاتارخانیۃ وعشرین فی الفارۃ واربعین فی سنور ودجاجۃ مخلاۃ
کادمی محدث تاتارخانیہ مین اتنا زیادہ کہا ہو کہ مستحب ہو ۲۰- ڈول نکالنا چوہے مین اور ۴۰- بلی اور کوچہ گرد مرغی مین جیسے بے وضو اور بے غسل آدمی کے کنوئین مین گرے
اور زندہ نکلنے مین ۴۰ ڈول کا نکالنا مستحب ہو ثم ہذا اذا لم تکن الفارۃ ہاربۃ من ہرۃ ولا الہرۃ من کلب ولا الشاۃ من سبع فان کان نزح
الکل مطلقا کما فی الجوہرۃ پھر یہ حکم یعنے سارا پانی نہ نکالنا جبکہ حیوان زندہ نکلے اور وہ نجس العین نہو اس صورت مین ہی جبکہ چوہا بھاگا نہو بلی سے اور نہ بلی کتے
سے اور نہ بکری درندے سے سو اگر ہر ایک بھاگ کر کنوئین مین گرا ہی تو سارا پانی نکالا جاویگا مطلقاً یعنے پانی مین اسکا منہ داخل ہوا ہو یا نہ داخل ہوا ہو چنانچہ
جوہرہ مین ہو ہم جانور گریختہ خوف سے پیشاب کر دیتا ہی یہ وجہ ہو تمام پانی نکالنے کی لکن فی النہر عن المجتبی الفتوی علی خلافہ لان فی بولہا شکا
لیکن نہر الفائق مین مجتبی سے منقول ہی کہ فتوے اسکے خلاف پر ہی یعنے پانی نکالنا واجب نہین اسواسطے کہ پیشاب کے وجود مین شک ہی یعنے اور شک سے کوئی
چیز ثابت نہین ہوتی فان تعذر نزح کلہا لکونہا معینا فبقدر ما فیہا وقت ابتداء النزح قالہ الحلبی پھر اگر متعذر ہو تمام پانی کا نکالنا بسبب ہونے
کنوئین کے چشمہ دار تو اسقدر پانی نکالا جاوے جتنا اسمین تھا ابتدا اخراج کے وقت ایسا کہا ہی حلبی نے ہم یعنے زائد کا نکالنا لازم نہین اور شارح نے ابن کمال سے
پہلے وقت وقوع کا اعتبار کرنا نقل کیا ہی یوخذ فی ذلک بقول رجلین عدلین لہما بصارۃ بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائۃ وہذا
ایسر وذاک احوط عمل کرنا چاہیے اسمین یعنے پانی کی مقدار مین ان متقی دو مردون کے قول پر جنکو پانی کی خوب شناخت ہی اسی قول پر فتوی ہی یعنے جب انکے
اندازہ کے موافق پانی نکل چکا کنوان پاک ہوگیا اور دوسرا ضعیف قول یہ ہی کہ چشمہ دار کنوئین مین دو سو ڈول کا تین سو ڈول تک فتوے ہی اور یہ دوسرا قول آسان
تر ہی اور وہ پہلا قول بہت احتیاط والا ہی ہم دوسرا قول محمدؒ سے مروی ہی اور جبکہ انھون نے دیکھا کہ بغداد کے کنوئین ۳۰۰- ڈول سے زیادہ نہ تھے تب یہ فتوے
دیا لیکن یہ قول ضعیف ہی اسلیے کہ نجاست کے سبب سے حکم شرع یہ ہی کہ سارا پانی نکالا جاوے تو عدد مخصوص پر اقتصار کرنا ظاہر ہو جانے مین بلا دلیل سمعی کیونکر
مقبول ہو بلکہ ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ سے مخالف اسکے منقول ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر فاذا اخرج الحیوان غیر منتفخ ولا متفسخ ولا متمعط
فان کان کادمی وکذا سقط وسخلۃ وجدی واوز کبیر نزح کلہ پھر جبکہ کنوئین سے مردہ جانور نکالا گیا حالانکہ وہ پھولا نہین اور نہ پھٹا
اور نہ اسکے بال جھڑے ہین تو اگر جانور آدمی کے برابر ہی جسمیت مین اور اسکے مانند ہی ساقط حمل اور بکری اور بھیڑ کا بچہ اور بڑی بط تو تمام پانی نکالا جاوے
وان کان کحمامۃ وہرۃ نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین ندبا اور اگر جانور کبوتر اور بلی کے مانند ہو تو ۴۰ ڈول نکالے جائین وجوب کی راہ سے
ساٹھ ڈول تک نکالنا ہی استحباب کی راہ سے وان کعصفور وفارۃ فعشرون الی ثلثین کذلک اور اگر جانور ہی گنجشک اور چوہے کے مانند تو ۲۰- ڈول
نکالے جائین ۳۰- ڈول تک جسطرح مذکور ہو چکا یعنے ۲۰- کا نکالنا واجب ہی اور تیس کا مستحب وہذا یعم المعین وغیرہا بخلاف نحو صہریج وحب
حیث یہراق الماء کلہ لتخصیص الآبار بالآثار بحر وہر اور یہ حکم شمار ہی ڈول نکالنے کا شامل ہی چشمہ دار کنوئین اور غیر چشمہ دار کو برخلاف حوض اور مٹھور کے اسواسطے کہ
اسکا تمام پانی بہا دیا جاویگا اگر اسمین جانور گر کے مرجاوے اسواسطے کہ کنوؤن کا ناپاک ہونا پھر انکا چند ڈول کے نکالنے سے پاک ہوجانا بالخصوص ثابت ہوا ہی
صحابہ کرام کے اقوال اور افعال سے کذا فی البحر والنہر ہم یعنے کنوؤن کا حکم برخلاف قیاس آثار سے ثابت ہی تو حوض اور مٹھور کو غیر چشمہ دار کنوئین کے ساتھ لاحق
نہین کر سکتے قال المصنف فی حواشیہ علی الکنز ونحوہ فی الفتح مصنف نے کنز الدقائق کے حواشی مین کہا اور بحر الرائق اور نہر الفائق کے مانند ہی فتح

مین وَنُقِلَ عَنِ القنیۃِ اَنَّ حکمَ الرکیۃِ کالبئرِ اور مصنف نے نقل کیا قنیہ سے کہ رکیۃ کا حکم کنوئین کے مانند ہو ہم رکیہ بروزن عطیہ کنوئین کو کہتے ہین تو تشبیہ نہین ہوسکتی مگر یہ کہ رکیۃ سے مراد حفرہ یعنے گڈہا ہو چنانچہ قاموس مین رکی بمعنی حفر مذکور ہو کذا فی الطحطاوی ظاہرا رکیہ سے مراد چاہ کثیر العمق ہو جسکو اہل ہند چوہا بولتے ہین واللہ اعلم وَعَنِ الفوائدِ انَّ الحبَّ المطمورَ اکثرہ فی الارض کالبئرِ وعلیہ فالصہریجُ والزیرُ الکبیرُ ینزحُ منہ کالبیرِ فاغتنم ھذا التحریر انتہی اور مصنف نے فوائد سے نقل کیا کہ جو مٹھور پانی کی آدھے سے زیادہ زمین مین گڑی ہو وہ کنوئین کے مانند ہو اور بنا بر قول فوائد کے تو حوض مجتمع الماء اور بہت بڑی مٹھور سے کنوئین کے مانند قدر واجب ڈول نکالنا چاہیے سوای مخاطب غنیمت جان اس تحریر کو یہان تمام ہوا کلام مصنف کا جو کنز کے حواشی مین ہو بل لَو وَسَطاً وَھُوَ دلو تلک البئرِ بیس یا چالیس ڈول نکالے جاوین متوسط ڈول سے اور متوسط یعنے میانہ ڈول سے وہ ڈول مراد ہو جو اس کنوئین کا ڈول ہو یعنے جس ڈول سے اسکا پانی بھرا جاتا ہو فان لم یکن فما یسع صاعاً پھر اگر اس کنوئین کا کوئی ڈول مقرر نہو تو اس ڈول کا اعتبار ہو جسمین ایک صاع پانی سمائے ہم صاع اٹھ رطل ہو اور لکھنؤ کے سیر سے تخمیناً تین سیر صاع ہوتا ہو وَغیرہ یحتسبُ بہ اور اسکے سوای یعنے جو ڈول کہ صاع سے کم زیادہ ہو اسکا حساب کر لیا جاے صاع والے ڈول سے یعنے اگر بہت بڑا ڈول ۲۰ یا ۳۰ ڈول کے برابر ہو تو ایک ہی ڈول کا نکالنا کفایت کرتا ہو طاہر ہونے کو ظاہر مذہب مین اسواسطے کہ قدر واجب کا اخراج حاصل ہو گیا اور اگر نہایت چھوٹا ڈول ہو تو قدر واجب سے زیادہ حساب کے موافق نکالنا چاہیے ویکفی ملء اکثر الدلو اور کفایت کرتا ہو ڈول کے شمار مین بھرنا آدہے سے زیادہ ڈول کا یعنے اسواسطے کہ للاکثر حکم الکل وَنزحُ ما وُجِدَ وَانْ قلّ اور کفایت کرتا ہو نکالنا اسقدر پانی کا جو کنوئین مین موجود ہو اگرچہ ڈولون کے شمار سے کم ہو یعنے ۲۰ ڈول مثلاً نکالنا واجب ہوا اور کنوئین مین فقط ۱۰ ڈول پانی تھا تو اسی قدر کے نکالنے سے پاک ہو گیا نہر الفائق مین کہا کہ اگر بعد اسکے پانی زیادہ ہو گیا تو کچھ نکالنا واجب نہین وَجَریانُ بعضہِ اور کفایت کرتا ہو کنوئین کے تھوڑے پانی کا بہنا ہم کنوئین کے جاری ہونیکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اسمین دو چشمہ ہین ایک سے پانی نکلتا ہو اور دوسرے سے بہتا ہو اور دوسری صورت یہ کہ اسمین سوراخ کیا بطور سرنگ کے اور اسکا پانی بہا اگرچہ قلیل ہی جاری ہوا وہ پاک ہو جاویگا اسلیے کہ طہارت کا سبب یعنے جاری ہونا پایا گیا جیسے ناپاک حوض جاری ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہو وَغَوْرُہ قَدْرَ الواجبِ اور کفایت کرتا ہو طہارت مین کنوئین کے اسقدر پانی کا زمین کے اندر سما جانا جسقدر کا نکالنا واجب تھا ہم اگر اسکا اسفل خشک ہو گیا تو پھر پانی کے آنے سے ناپاک نہوگا اور اگر خشک نہین ہوا تو صحیح تر یہ ہو کہ پانی آنے سے پھر ناپاک ہو جاویگا کذا فی الطحطاوی عن البحر عن السراج وَمَا بَیْنَ حَمامۃٍ وفارۃٍ فی الجثۃ کفارۃٍ فی الحکمِ اور جو جانور کہ جثے مین کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہو وہ چوہے کے مانند ہو حکم مین یعنے اسمین ۲۰ ڈول کا نکالنا واجب ہو کما انہ ما بین دجاجۃٍ وشاۃٍ کدجاجۃٍ فالحق بطریق الدلالۃ بالاصغر چنانچہ وہ جانور کہ مرغی اور بکری کے درمیان کا ہو وہ مرغی کے برابر ہو حکم مین تو جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین ہو اسکو چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا بطریق دلالۃ النص کے ہم دلالۃ النص اسکو کہتے ہین کہ صریحاً مذکور نہین مگر بطریق اولے اسکو سمجھ لیتے ہین یعنے جب مرغی مین ۴۰ ڈول واجب ہوے تو جو جانور مرغی سے بڑا ہو اسمین بطریق اولے ۴۰ ڈول واجب ہونگے اسواسطے کہ اسکو بڑے جانور کے مانند کہنا دلیل سے ثابت نہین کما دخل الاقل فی الاکثر کفارۃٍ مع ھرۃٍ جیسے اقل داخل کیا گیا اکثر مین جیسے چوہا بلی کے ساتھ ہم سراج وہاج مین ہو کہ اگر بلی نے چوہا پکڑا اور دونون کنوئین مین گر پڑے تو اگر دونون زندہ نکلے تو کچھ نکالنا واجب نہین یا دونون مردہ نکلے تو ۴۰ ڈول نکالنا واجب ہو یا فقط چوہا مردہ نکلا تو ۲۰ ڈول واجب ہین اور اگر چوہا زخمی ہو یا اسنے پیشاب کر دیا تو تمام پانی کا نکالنا واجب ہو کذا فی الطحطاوی عن النہر وَنحوُ الہرّتین کشاۃٍ اتفاقاً اور دو بلیون کے مانند بکری کے برابر ہو حکم مین بالاتفاق یعنے تمام پانی نکالنا چاہیے وَنحوُ الفارتین کفارۃٍ اور دو چوہون کے مانند ایک چوہے کے مانند ہو حکم مین یعنے ۲۰ ڈول نکالنا چاہیے والثلاث الی الخمسِ کھرۃٍ اور تین چوہے پانچ چوہے تک بلی کے مانند ہین ۴۰ ڈول نکالنے مین وَالسِّتُّ کشاۃٍ علی الظاہرِ اور چھ چوہے بکری کے مانند ہین تمام پانی نکالنے مین بنا بر ظاہر الروایۃ کے چنانچہ مبسوط مین ہو اور اسکو محمد نے

لیا ہی کذا فی البحر ویحکم بنجاستہا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم اور کنوئین کی نجاست مغلظ کا حکم کیا جاتا ہی جانور کے گرنے کے وقت سے اگر وقت معلوم ہو والا فمذ یوم ولیلۃ ان لم ینتفخ اور اگر جانور کے گرنے کا وقت معلوم نہو تو ایک رات اور ایک دن پہلے سے ناپاکی کا حکم ہوگا بشرطیکہ پھول نہ گیا ہو یعنے اور نہ پھٹا اور نہ بال جھڑا ہو کذا فی الطحطاوی وھذا فی حق الوضوء والغسل وما عجن بہ فیطعم للکلاب وقیل یباع من شافعی اور یہ حکم یعنے کنوئین کا ناپاک ہونا ایک رات اور دن سے وضو اور غسل کے حق مین ہی اور اُس آٹے کے حق مین جو گوندھا گیا اس پانی سے تو وہ کھلایا جاوے کتون کو اور بعضون نے کہا کہ شافعی مذہب کے ہاتھ بیچا جاوے یعنے اسواسطے کہ شافعی کے مذہب مین یہ پانی ناپاک نہین اما فی حق غیرہ کغسل ثوب فیحکم بنجاستہ فی الحال اور وضو اور غسل کے ماسوا کے حق مین جیسا کہ کپڑا دھونے کے حق مین تو پانی کی نجاست کا حکم کیا جاویگا فی الحال یعنے یہان ایک رات دن کا اعتبار نہوگا الحاصل وضو اور غسل مین حکم نجاست کا بطریق استناد کے ہی اور اُنکے ماسوا مین بطریق اقتصار کے وھذا لو توضئ من حدث او غسل من خبث والا لم یلزم شئ اجماعا جوہرہ اور یہ حکم یعنے وضو اور غسل مین ناپاک ہونا بطریق استناد اور کپڑے مین بطریق اقتصار کے اسوقت ہی کہ وضو اور غسل کیا ہو حدث اصغر اور اکبر سے یا کوئی چیز دھوئی ہو نجاست حقیقی کے دور کرنے کو اور اگر ایسا نہو یعنے وضو یا غسل کیا بدون حدث کے یا کپڑا دھویا بدون نجاست کے تو کوئی چیز لازم نہین بہ اتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی الجوہرۃ یعنے نماز کا اعادہ اور دھونا کپڑے کا لازم نہین اسواسطے کہ مقتضی صحت نماز کا پایا گیا یعنے طہارت سابقہ اور مانع مین شک ہی اسواسطے کہ پانی کا طہارت اور نجاست مشکوک ہی اور نماز شک سے باطل نہین ہوتی برخلاف پہلی صورت کے اسواسطے کہ اسمین تو مانع بالیقین ثابت ہی یعنے حدث اصغر یا اکبر اور کپڑے کی نجاست اور مزیل مین شک ہی کذا فی الطحطاوی ومنذ ثلثۃ ایام بلیالیہا ان انتفخ او تفسخ استحسانا اور تین رات دن سے نجاست کا حکم کیا جاوے اگر جانور پھولا یا پھٹا ہو استحسان کی رو سے ھم استحسان عبارت ہی احسن امر کے طلب کرنے سے اور بعضون نے کہا عبارت ہی قیاس کے ترک کرنے اور اس امر کے لینے سے جو لوگون کو آسان تر ہی اور بعضون نے کہا عبارت ہی احکام مین آسانی کے طلب کرنے سے اور خلاصہ ان عبارتون کا یہ ہی کہ استحسان سختی کا چھوڑنا ہی اور آسانی کا لینا قال اللہ تعالے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کذا فی الطحطاوی اور بعضون نے کہا کہ استحسان اس قیاس کو کہتے ہین جسکی وجہ مخفی ہی لیکن قیاس جلی سے قوی تر ہی نہر الفائق مین ہی وجہ استحسان یہ ہی کہ پانی مین حیوان وغیرہ کا واقع ہونا اسکی موت کا سبب ظاہر ہی تو اسی پر موت کا حوالہ ہوگا نہ موہوم سبب پر اور بلا شک وجود بہ زمانہ وقوع کا سابق ہی تو انتفاخ مین تین دن کی تقدیر ہوئی اور اسکے غیر مین ایک دن رات کی بنا بر اکثر عادت کے وقالا من وقت العلم فلا یلزمہم شئ قبلہ قیل وبہ یفتی اور صاحبین نے کہا کہ پانی کی نجاست کا حکم ہوگا حیوان کے معلوم ہونے کے وقت سے تو لوگون کو معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہوگی بعضون نے اسی قول کو مفتی بہ کہا ہی ھم صاحبین کا قول ہی قیاس ہی اسواسطے کہ یقین یعنی طہارت کا یقین ہونا زمانہ گذشتہ مین زائل نہین ہوتا شک سے یعنے نجاست سے اسواسطے کہ احتمال ہی کہ حیوان کنوئین سے باہر مرا ہو پھر اسکو سخت ہوا نے یا کسی نادان یا پرند نے کنوئین مین ڈال دیا ہو نہر الفائق مین ہی کہ غایۃ البیان مین کہا کہ امام کا قول احوط ہی اور صاحبین کا قول لوگون کو آسان تر ہی فتاوی عتابی مین ہی کہ صاحبین کا قول مختار ہی اور شیخ قاسم نے اسکو رد کیا ہی کیونکہ اکثر کتب کے مخالف ہی اسواسطے کہ امام کی دلیل کی اکثر کتب مین ترجیح واقع ہی اور وہ احوط بھی ہی انتہے طحطاوی نے کہا شارح کو یون کہنا بہتر تھا قیل وہو المختار اسواسطے کہ اختیار کو افتا لازم نہین **فرع** مسئلہ ملحقہ شارح کا وجد فی ثوبہ منیا او بولا او دما اعاد من آخر احتلام وبول ورعاف اپنے کپڑے مین منی یا پیشاب یا خون کو پایا تو نماز کا اعادہ کرے پچھلے احتلام یا پیشاب یا نکسیر پھوٹنے سے ھم نوادر بن رستم مین امام سے منقول ہی کہ خون مین نماز کا اعادہ نہین اور اسیکو محیط مین اختیار کیا ہی کذا فی النہر ظاہر عدم اعادہ کی وجہ یہ ہی کہ غیر شخص کا خون شاید لگ گیا ہو ولو وجد فی جبتہ فارۃ میتۃ فان لا ثقب فیہا اعاد مذ وضع القطن والا فثلثۃ ایام ان منتفخۃ او متفسخۃ والا فیوم ولیلۃ اور اگر اپنے جبہ مین مردہ چوہا پایا تو اگر جبہ مین سوراخ نہو تو نماز کا اعادہ کرے

جب

ف استناد اور اقتصار کی تفصیل جلد چہارم مین مذکور ہی یہان اسقدر معلوم کر لینا چاہیے کہ استناد اسکو کہتے ہین کہ بعد ثبوت حکم زمانہ پیشتر سے منسوب اور اقتصار یہ کہ حال کے زمانہ سے

ف وابستہ ہووے

یعنے نجاست کی دور کرنے والی چیز

یعنے استحسان

روٹی بھرنے کے وقت سے اور اگر جبہ مین سوراخ ہو تو تین دن کی نماز پھیرے اگر چوہا پھولا یا خشک ہوا اور اگر چوہا پھولا یا خشک نہو تو ایکدن کی نماز پھیرے ھ روئی بھرنے کے وقت سے اسوقت اعادہ ہوگا جبکہ ہمیشہ اسکو پہنے رہا ہو کذا فی الطحطاوی ولا نزح فی بول فارۃ فی الاصح فیض اور کنوئین سے پانی نکالنا لازم نہین چوہے کے پیشاب مین صحیح تر قول مین کذا فی الفیض ولا بخرء حمامۃ وعصفورۃ وکذا سباع طیر فی الاصح لتعذر صونھا عنہ اور پانی نکالنا لازم نہین کبوتر اور کنجشک کے بیٹ پڑنے سے کنوئین مین اور اسی طرح کا حکم ہی پرندہ درندہ کی بیخال کا صحیح تر قول مین اسواسطے کہ حفاظت کنووں کی انسے نہین ہوسکتی ولا یتقاطر بول کرؤس ابر وغبار نجس للعفو عنھما اور نہ اس پیشاب کے ٹپکنے سے جسکی چھینٹین نہایت صغیر ہین چنانچہ سر سوزن اور نہ ناپاک غبار کے پڑنے سے اسواسطے کہ یہ دونون معاف ہین وبعر ابل وغنم اور نہ اونٹ اور بھیڑ بکری کی دو مینگنیون کے پڑنے سے کنوئین کا پانی نکالنا لازم ہی کما یعفو لو وقعتا فی محلب وقت حلب فرمیتا فورا قبل تفتت وتلون جسطرح معاف ہی اگر دو مینگنیان پڑگئین دودھ کے برتن مین دوہنے کے وقت پھر پھوٹین اور دودھ کے رنگین ہونے سے پہلے نکال کر پھینکی گئین ھ یہ معافی ہی ضرورت کے سبب سے اسواسطے کہ دودھنے کے وقت مینگنی گرنے کی عادت ہی تو سوائے اس وقت کے عفو نہین کذا فی النہر والتعبیر بالبعرتین اتفاقی لان ما فوق ذلک کذلک ذکرہ فی الفیض وغیرہ اور دو مینگنیون کا ذکر کرنا مصنف کا اتفاقی ہی نہ احترازی اسواسطے کہ دو مینگنیون سے زیادہ کا بھی یہی حکم ہی عفو کا کذا فی الفیض وغیرہ ولذا قال قیل القلیل المعفو عنہ ما یستقلہ الناظر والکثیر بعکسہ وعلیہ الاعتماد کما فی الھدایۃ وغیرھا لان ابا حنیفۃ لا یقدر شیئا بالرائے اور اسی واسطے یعنے اسلیے کہ دو سے زیادہ مینگنیان بھی عفو مین مصنف نے بیان کیا کہا گیا ہی کہ تھوڑی مینگنیان وہ ہین جنکو دیکھنے والا تھوڑی سمجھے اور کثیر اسکے بالعکس ہی یعنے جنکو ناظر بہت سمجھے اور اسی قول پر اعتماد ہی چنانچہ ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہی اسواسطے کہ امام ابو حنیفہ کسی چیز کا اندازہ اپنی تجویز سے نہین ٹھہرایا کرتے ھ معراج الدرایۃ مین کہا کہ یہی قول مختار ہی کذا فی الطحطاوی اور غیر معتمد اور غیر مختار تین قول ہین ایک یہ ہی کہ جو ہر ڈول مین مینگنی آوے تو کثیر ہی والا قلیل دوسرے یہ کہ اگر چوتھائی پانی پر مینگنیان ہون تو کثیر ہی والا قلیل اور تیسرے یہ کہ تھائی پانی پر ہو تو کثیر ہی والا قلیل **فرع** مسئلہ ملحقہ شارح کا البعد بین البئر والبالوعۃ بقدر ما لا یظہر للنجس اثر پانی کے کنوئین اور نجاست کے کنوئین اور گڑھے مین اسقدر دور ہونا معتبر ہی کہ نجاست کا اثر پانی کے کنوئین مین ظاہر نہو ھ جب پانی اکا اثر یعنے رنگ اور بو اور مزہ ظاہر نہوئی کنوان پاک ہی اگرچہ دونون مین ایک گز کا فرق ہوا اور اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو تو ناپاک ہی اگرچہ دونون مین دس گز کا فرق ہو کذا فی الطحطاوی ویعتبر سؤر بمسئر اسم فاعل من اسأر ای ابقی لاختلاطہ بلعابہ اور جھوٹے کی طہارت اور نجاست مین جھوٹھا کرنے والے جاندار کا اعتبار کیا جاتا ہی اسلیے کہ جھوٹھی چیز مین اس جاندار کا لعاب ملجاتا ہی شارح نے کہا کہ مسئر اسم فاعل کا صیغہ مشتق ہی اسار فعل ماضی سے جو بمعنی ابقی ہی ھ جب مصنف نے پانی کے فساد اور عدم فساد کے بیان سے نسبت واقع ہونے حیوانات کے فراغت پائی تو اب اسکا بیان شروع کیا جو حیوانات سے پیدا ہوتا ہی یعنے انکا جھوٹھا اور لیسنہ سؤر بضم العین یعنے جھوٹھا اسکو کہتے ہین جو پینے والے سے برتن یا حوض مین پانی باقی رہے پھر بقیہ طعام وغیرہ کو بھی سؤر بولتے ہین بطریق استعارہ کے اور چونکہ لعاب متولد ہوتا ہی جاندار کے گوشت سے تو اسیکو معتبر رکھا طہارت اور نجاست اور کراہت اور شک مین کذا فی الطحطاوی فسؤر آدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا او امرأۃ تو جھوٹھا آدمی کا مطلقا اگرچہ وہ جنب یا کافر یا عورت ہو پاک ہی ھ کافر کی نجاست اعتقادی ہی نہ حسی اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کو مسجد مین شب باش ہونے دیا کذا فی البحر نعم یکرہ سؤرھا للرجل کعکسہ للاستلذاذ واستعمال ریق الغیر وھو لا یجوز مجتبی ہان مکروہ ہی جھوٹھا عورت کا مرد کو اور مرد کا جھوٹھا عورت کو یعنے اجنبی مرد اور عورت کے حق مین لذت گیری کے سبب سے اور غیر کی رال کا استعمال کرنا جائز نہین کذا فی المجتبی ھ یعنے یہ کراہت استلذاذ کے وجہ سے ہی نہ نجاست کے سبب سے طحطاوی نے کہا اس سے نکلتا ہی کہ اگر خلاف امرد ہو اور محلوق اپنے سر مین اسکے ہاتھ لگانے سے لذت پاوے تو مکروہ ہی تو حامی امرد کی مشت مال بطریق اولی مکروہ ہوگی

بدون ڈاڑھی والا تنہا منڈانے والا

اور اسی طرح ہاتھ پاؤن کا دہوانا امر دسے و ماکول لحم ومنہ الفرس فی الاصح ومثلہ ما لا دم لہ اور اس جانور کا جھوٹھا پاک ہی جسکا گوشت کھانا حلال ہو اور اُسمین
سے ہی گھوڑا صحیح تر قول مین اور اسیکے مانند ہو وہ جانور جسمین دم مسفوح نہین ہم گھوڑے کے گوشت کی کراہت امام کے نزدیک احترام کے وجہ سے ہی کہ جہاد کا
آلہ ہی نہ نجاست کی وجہ سے تو اسکا جھوٹھا مکروہ نہین طاہر الفم قید الکل طاہر طہور بلا کراہۃ طاہر الفم سب کی قید ہی یعنے آدمی اور ماکول اللحم
اور گھوڑا اور جسمین خون سائل نہین جبکہ اُنکے مُنھ پاک ہون نجاست سے تو اُنکا جھوٹھا بذات خود پاک ہی اور غیر کا پاک کرنے والا ہی احداث اور اخباث سے
بلا کراہت مطلقا یعنے مکروہ تنزیہی بھی نہین ہی و بسور خنزیر و کلب و سباع بہائم ومنہ الھرۃ البریۃ وشارب خمر فور شربہا اور جھوٹھا
سوراور کتے اور چوپایہ درندون کا ناپاک ہی اور درندون مین جنگلی بلی داخل ہی اور شراب پینے والیکا جھوٹھا شراب پینے کے وقت فوراً ناپاک ہی
ہم چوپایہ درندے چنانچہ شیر اور چیتا اور بھیڑیا شراب خوار مین فوراً کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر شراب پی کر اتنا توقف کیا کہ رال سے مُنھ اسکا دھو گیا
پھر اُسنے پانی پیا تو اب اُسکا جھوٹھا ناپاک نہین ولو شاربہ طویلا لا یستوعبہ اللسان فنجس ولو بعد زمان اور اگر شراب خوار کی موچھ اسقدر درازی
کہ اسپر زبان نہین پہونچی تو اسکا جھوٹھا ہر صورت ناپاک ہی اگرچہ بعد مدت کے اُسنے پانی پیا ہو و ھرۃ فور اکل فارۃ نجس مغلظ اور بلی کا جھوٹھا
چوہے کھانے کے وقت فوراً نجس مغلظہ ہی ہم اور اگر بلی نے چوہا کھانیکے بعد زبان سے اپنے مُنھ کو چاٹا یہان تک کہ اسکا پاک ہوجانا مظنون ہوا تو اب اسکا جھوٹھا
پاک ہی کذا فی الطحطاوی و سؤر ھرۃ و دجاجۃ مخلاۃ و ابل و بقر جلالۃ فالاحسن ترک دجاجۃ لیعم الابل والبقر قہستانی و سباع طیر
لم یعلم ربہا طہارۃ منقارہا و سواکن البیوت طاہر للضرورۃ مکروہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلا کاکلہ لفقیر اور جھوٹھا مرغی
کوچہ گرد کا اور اونٹ اور گاے بیل نجاست خور کا اور ان درندون پرندکا جنکے پالنے والون کو اُنکی چونچ کی طہارت معلوم نہین اور جھوٹھا گھرون کے رہنے والے
جانورون کا پاک ہی ضرورت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہی صحیح تر قول مین اگر سوائے اُنکے اور پانی ملے اور اگر اُنکے جھوٹھے پانی کے سوا اور پانی نہ ملے تو اب مکروہ
تنزیہی بھی نہین اصلا جیسے اُنکے طعام کا کھانا محتاج کو مکروہ نہین قہستانی نے کہا تو بہتر یہ تھا کہ مصنف مرغی کا لفظ نہ کہتا تو کوچہ گرد کا لفظ اونٹ اور گاے اور بیل کو
شامل ہو جاتا یعنے اسواسطے کہ کوچہ گرد سے مراد نجاست خور ہی تو اسمین مرغی اور اونٹ اور بیل سب داخل رہتے ہین ہم سباع طیر سے مراد چنانچہ باز اور شکرہ اور شاہین ہی
چونکہ اُنکا گوشت حرام ہی تو قیاس یہ تھا کہ اُنکا جھوٹھا بھی نجس ہوتا وجہ استحسان یہ ہی کہ یہ پرند چونچ سے پانی پیتے ہین اور وہ خشک ہڈی ہی پاک لیکن غالباً
مردار خور ہین تو کوچہ گرد مرغی کے مانند ہوے تو کراہت کا شبہہ پیدا ہوا پھر اگر یہ شکاری جانور محبوس ہون اور اُنکے پالنے والے کو اُنکی چونچ کی طہارت معلوم ہو تو
اُنکے جھوٹھے پانی سے وضو کرنا مکروہ نہین یہ روایت ہی ابو یوسف سے اسکو پسند کیا ہی متاخرین نے اور اسپر فتوے دیا ہی ضرورت مذکورہ کا بیان یہ ہی کہ قیاس چاہتا تھا
کہ اُنکا جھوٹھا نجس ہو اُنکے گوشت کے نجس ہونے سے لیکن نجاست اُنکی ساقط ہو گئی طواف کی علت سے جو حدیث مین بلی کے حق مین وارد ہی اور کراہت ثابت ہی
نجاست کے توہم سے کذا فی الطحطاوی مختصرا و سؤر حمار اھلی ولو ذکرا فی الاصح و بغل امہ حمار اور جھوٹھا پالو گدھے کا اگرچہ نر ہو صحیح تر قول مین اور اس خچر کا
جسکی مان گدھی ہی مشکوک ہی ہم مقابل اصح بعضون کا قول ہی کہ نر گدھے کا جھوٹھا نجس ہی اسواسطے کہ نر گدھا مادہ کا پیشاب سونگھتا ہی اصح کی وجہ یہ ہی کہ سونگھنا امر موہوم
غالب الوجود نہین تو اسکا اعتبار نہین فلو فرسا او بقرۃ فطاہر کمتولد من حمار وحشی و بقرۃ فلا عبرۃ بغلبۃ الشبہ لتصریحہم بحل اکل ذئب
ولدتہ شاۃ فاعتبار اللام وجواز الاکل یستلزم طہارۃ السؤر کما لا یخفی تو اگر خچر کی مان گھوڑی یا گاے ہو تو اسکا جھوٹھا پاک ہی جیسے اس جانور کا
جھوٹھا پاک ہی جو پیدا ہوا گورخر اور گاے سے اور غلبہ مشابہت کا کچھ اعتبار نہین بسبب تصریح کرنے فقہا کے اس بھیڑیے کے حلال ہونے مین جسکو بکری نے جنا ماں
کے اعتبار کرنے کی وجہ سے اور کھانا حلال ہونا مستلزم ہی جھوٹھے کی طہارت کو چنانچہ یہ امر پوشیدہ نہین ہم یہ رد ہی ملا مسکین شارح کنز پر کہ اُسنے مشابہت کا اعتبار
کیا ہی و ما نقلہ المصنف عن الاشباہ من تصحیح عدم الحل قال شیخنا غریب اور جو مصنف نے اپنی شرح مین اشباہ سے عدم حلت کی تصحیح نقل کی ہی ہمارے

مطلب
احداث یعنے حکمی نجاستین اور اخباث یعنے حقیقی نجاستین ۱۲
مطلب
وجہ ناپاکی کی یہ ہے کہ موچھ درازی ...

امام استاد خیر الدین رملی نے کہا کہ وہ روایت نادر ہے مشہور کے مخالف ہے یعنے معتمد نہیں ہم ٹھیک بات یہ ہے کہ مصنف نے فوائد تاجیہ سے نہ اشباہ سے یون نقل کیا ہے کہ
جس حیوان کا احد الابوین ماکول ہوا اور دوسرا غیر ماکول تو وہ حلال نہیں اصح قول مین عدم اعتماد اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ماں کا اعتبار کرنا محققین مین مشہور قول ہے
کذا فی الطحطاوی مشکوک فی طہوریتہ لا فی طہارتہ حتی لو وقع فی ماء قلیل اعتبر بالاجزاء گدہے اور خچر کے جھوٹھے کے مطہر ہونے مین شک ہے اور اسکے پاک
ہونے مین شک نہین یہان تک کہ اگر اسکا جھوٹھا پانی قلیل پانی مین پڑ جاے تو اجزا کا اعتبار ہوگا یعنے اگر نصف سے کم ہے تو وضو اس سے جائز ہے جیسا کہ آب مستعمل مین
اجزا کا اعتبار ہے ہم دلیل شک یہ ہے کہ ثبوت ضرورت مین تردد ہے اسواسطے کہ گدہا مکانات مین باندھا جاتا ہے تو ظروف سے پانی پیتا ہے اور ضرورت کو اسقاط نجاست
مین اثر ہے چنانچہ بلی اور چوہے مین مگر گدہے کی ضرورت بلی اور چوہے سے کمتر ہے کیونکہ وہ دونون ہر جگہ گھر مین آمد و رفت رکھتے ہین برخلاف گدہے کے اور اگر مطلق ضرورت
ثابت نہوتی چنانچہ کلب و سباع تو نجاست کا حکم ہوتا بلا اشکال تو جبکہ ضرورت ایک وجہ سے ثابت ہوئی اور دوسری وجہ سے ثابت نہوئی تو طہارت اور نجاست دونون
ساقط ہوگئین تعارض کی وجہ سے کذا فی البحر وہل یطہر النجس قولان اور گدہے کا جھوٹھا پانی ناپاک چیز کو پاک کرتا ہے یا نہین اسمین دو قول ہین ایک قول یہ کہ ہان
پاک کر دیتا ہے اور دوسرا قول یہ کہ پاک نہین کرتا فیتوضأ بہ او یغتسل و یتیمم ای یجمع بینہما احتیاطا فی صلوۃ واحدۃ لا فی حالۃ واحدۃ ان فقد ماء مطلقا
جب گدہے اور خچر کا جھوٹھا مشکوک ہوا تو اس سے وضو کرے یا نہاوے اور تیمم بھی کرے یعنے دونون کو احتیاط کی راہ سے جمع کرے ایک نماز مین نہ ایک حالت مین
بشرطیکہ اب مطلق غیر مشکوک کو نہ پاوے ہم نماز واحد مین جمع بین الوضوء والتیمم احتیاط ہے نہ اداے واحد مین تو اگر گدہے کے جھوٹھے پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر وضو
ٹوٹا اور اسنے تیمم کیا اور وہی نماز پھر پڑھی تو جائز ہے یہی قول صحیح ہے اگرچہ اداے واحد مین جمع نہ کیا کذا فی الطحطاوی وصح تقدیم ایہما شاء فی الاصح اور وضو اور
تیمم مین جسکو چاہے مقدم کرے صحیح تر قول مین ولو تیمم وصلی ثم اراقہ لزمہ اعادۃ التیمم والصلوۃ لاحتمال طہوریتہ اور اگر تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر گدہے کا جھوٹھا
پانی گرا دیا تو اسپر تیمم کرنا اور وہی نماز کا پڑھنا لازم ہوگا اس پانی کے مطہر ہونے کے احتمال سے یعنے تیمم کا اعتبار اسوقت ہے جبکہ پانی مطہر نہو لہذا پانی گرانے سے
بعد نماز اور تیمم کا اعادہ لازم ہوا کیونکہ اسکا مطہر ہونا محتمل ہے ویقدم التیمم علی نبیذ التمر علی المذہب المصحح للمفتی بہ لان المجتہد اذا رجع عن قول لا یجوز الاخذ
اور تیمم کو مقدم کرنا چاہیے شربت خرما کی طہارت پر یعنے فقط تیمم متعین ہے وضو اس سے جائز نہین بنا بر قول صحیح ٹھہرائے گئے مفتی بہ مذہب پر اسواسطے کہ مجتہد نے
جبکہ رجوع کیا ایک قول سے تو اسپر عمل کرنا مقلد کو جائز نہین ہم نبیذ خرما اس سے عبارت ہے کہ خرمے پانی مین ڈالے جائین اور وہ پانی میٹھا اور سائل باقی رہے تو امام کا
اول قول یہ تھا کہ نبیذ سے وضو متعین ہے یعنے تیمم کرنا نچاہیے اور ابو یوسف نے کہا کہ فقط تیمم کرنا چاہیے اور محمد کے نزدیک جمع بین الوضوء والتیمم ہے اور نبیذ خرما جبکہ
گاڑھا اور مسکر ہو جاے تو بالاتفاق وضو جائز نہین شرح مجمع اور بحر الرائق مین ہے کہ امام کے نزدیک تیمم متعین ہے اسی قول کی طرف امام نے رجوع کیا ہے کہ تیمم کرے
اس سے وضو نہ کرے یہی مذہب صحیح مختار ہے کذا فی المنح ملخصا وحکم العرق کسؤر اور پسینہ جھوٹھے کے مانند ہے حکم مین ہم اسواسطے کہ جھوٹھا مخلوط ہوتا ہے لعاب سے
اور لعاب اور پسینہ دونون پیدا ہوتے ہین گوشت سے تو ہر حیوان کا پسینہ اسکے جھوٹھے کے ساتھ معتبر ہے طہارت اور نجاست اور کراہیت مین کذا فی المنح فعرق
الحمار اذا وقع فی الماء صار مشکوکا علی المذہب خلافا للمستصفی تو گدہے کا پسینہ جبکہ پانی مین ٹپکا تو پانی مشکوک ہوگیا صحیح مذہب پر چنانچہ مستصفی مین مذکور ہے
وفی المحیط عرق الجلالۃ عفو فی الثوب والبدن اور محیط مین ہے کہ اونٹ وغیرہ ماکول اللحم نجاست خور کا پسینہ معاف ہے کپڑے اور بدن مین یعنے ہرچند نجس ہے
مگر عفو ہے اور ظاہر تقیید اسپر دال ہے کہ پانی مین معاف نہین وفی الخانیۃ انہ طاہر علی الظاہر اور فتاوی قاضی خان مین ہے کہ اسکا پسینہ پاک ہے ظاہر مذہب
پر یعنے نجس معفو نہین اور ظاہر اسکے پڑنے سے پانی بھی پاک رہیگا واللہ اعلم

باب التیمم

باب التیمم

یہ باب ہے تیمم کے احکام مین ثلث بہ تاسیا بالکتاب مصنف نے تیمم کو بعد وضو اور غسل کے تیسرے درجہ مین مذکور کیا قرآن مجید کی پیروی سے ہم قرآن مجید مین

تیمم دو مقام مین مذکور ہی سورۂ نسا اور سورۂ مائدہ مین سو حق تعالے نے پہلے وضو کو بیان کیا پہر تیمم کو سو مصنف نے بہی قرآن مجید کی اقتدا کی وھو من خصائص ھذہ الامۃ بلا
ارتیاب اور تیمم اس محمدی امت کی مخصوصات سے ہی بلا شبہہ یعنے اگلی امتون کو اسکا حکم نہ تھا حق تعالے نے مزید رحمت سے ہم خاکسارون کے حق مین خاک کو مطہر قرار دیا
والحمد للہ علی ذلک ھو لغۃ القصد و شرعًا قصد صعید مطہر شرط القصد لانہ النیۃ مطہر تیمم لغت عرب مین بمعنی مطلق قصد کے ہی اور شرع کی اصطلاح مین تیمم قصد کرنا ہی پاک
کرنے والی مٹی کا مصنف نے قصد کو شرط کیا اسواسطے کہ قصد عبارت ہی نیت سے اور نیت تیمم مین فرض ہی ھم یہ تعریف تیمم کی مقبول نہین اسلیے کہ قصد تیمم مین شرط ہی نہ رکن
فتح القدیر مین تعریف تیمم کی یون مذکور ہی کہ تیمم نام ہی چہرہ اور دونون ہاتھون کے مسح کرنیکا پاک مٹی پر مار کے بشرط نیت کے کذا فی النہر بحر الرائق مین کہا کہ یہی
تعریف حق ہی اور قصد شرط ہی کیونکہ قصد کو نیت کہتے ہین خرج الارض للتنجسۃ اذا جفت فانہا کالماء المستعمل مطہر کی قید سے ناپاک مٹی جبکہ وہ خشک ہو جاوے
تیمم کی تعریف سے خارج ہو گئی اسواسطے کہ وہ تو مستعمل پانی کے مانند پاک ہی مگر پاک کرنے والی نہین ہی کہ تیمم اسپر درست ہو لیکن نماز اسپر درست ہی واستعمالہ حقیقۃ او حکما
لیعم التیمم بالحجر الاملس اور استعمال اسکا خواہ حقیقۃً ہو خواہ حکمًا تاکہ صاف پتھر پر تیمم کرنے کو شامل رہے ھم یہ جواب ہی سوال مقدر کا تقریر اسکی یہ ہی کہ صاف
چکنے پتھر پر تیمم جائز ہی اور حالانکہ اسمین استعمال نہین جواب دیا کہ اسپر دونون ہاتھ کے رکھنے سے استعمال حکمی پایا گیا بصفۃ مخصوصۃ قصد کرنا مطہر مٹی کا
اور اسکا استعمال ایک خاص طور پر ھم طور خاص سے تیمم کی کیفیت مراد ہی وہ یہ ہی کہ دونون ہاتھ مٹی پر مارے پہر انکو جہاڑے پہر اپنے چہرے کو ملے اسطرح پر کہ کچھ باقی
نہ رہے پہر دونون ہاتھ مٹی پر مارے پہر انکو جہاڑے پہر اپنے چہرے کو ملے اسطرح پر کہ کچھ باقی نہ رہے پہر دونون ہاتھ مٹی پر مارے پہر انکو جہاڑے پہر اپنے دونون
ہاتھ کہنیون تک ملے کذا فی المنح ھذا یفید ان الضربتین رکن وھو الاصح الاحوط یہ یعنی طور خاص نے اسکا فائدہ دیا کہ دو بار مٹی پر ہاتھ کا مارنا تیمم کا رکن ہی
اور یہی قول صحیح تر اور زیادہ تر احتیاط والا ہی ھم بعضون نے ضربتین کو شرط کہا ہی اور صحیح یہ ہی کہ رکن ہی اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہی التیمم ضربتان تو
ضربتین تیمم کی ماہیت مین داخل ہین ولہذا ابو شجاع نے کہا کہ اگر بعد ضرب حدث کیا قبل مسح کے تو اعادہ کرے اور اس مٹی سے مسح کرنا جائز نہین اور اسی
قول کو خلاصہ مین صحیح کہا ہی اور یہی مختار ہی شمس الائمہ کا اگرچہ اسبیجابی کا قول اسکے مخالف ہی کذا فی المنح لاجل اقامۃ القربۃ خرج التیمم للتعلیم فانہ لا یصلی
بہ تیمم کرنا بہ صفت خاص چاہیے عبادت کے ادا کرنے کرنے واسطے اس کہنے سے تعلیم قرآن کا تیمم خارج ہو گیا اسلیے کہ اس تیمم سے نماز جائز نہین ھم اسواسطے کہ جواز
نماز کے حق مین شرط ہی اس عبادت مقصودہ کی نیت کرنا کہ وہ بدون طہارت کے صحیح نہین اور تعلیم تو بدون طہارت کے بہی صحیح ہی کذا فی الطحطاوی ورکنہ
شیئان الضربتان والاستیعاب اور تیمم کی رکن دو چیزین ہین ضربتین یعنے دو بار مٹی پر ہاتھ مارنا اور تمام اعضاء تیمم پر ہاتھ پہیرنا وشرطہ ستۃ
النیۃ والمسح وکونہ بثلث اصابع فاکثر والصعید وکونہ مطہرا وفقد الماء اور تیمم کی چھ شرطین ہین ایک نیت ۲ مسح ۳ تین یا زیادہ انگلیون سے مسح کرنا
۴ مٹی ۵ مٹی کا مطہر ہونا ۶ پانی کا نپانا ھم فقدان آب عام ہی حقیقی ہو چنانچہ اسوقت پانی کا اصلا نہونا یا فقدان حکمی ہو چنانچہ بیماری سے پانی کا استعمال نہ کرسکنا
وسننہ ثمانیۃ الضرب بباطن کفیہ واقبالہما وادبارہما ونفضہما وتفریج اصابعہ وتسمیۃ وترتیب وولاء اور تیمم کی سنتین آٹھ ہین اول باطن کفین
یعنے دو ہتھیلیون کو اندر کی طرف سے مٹی پر مارنا ۲ ہتھیلیون کو مٹی پر رکھ کر آگے کہینچنا ۳ انکو مٹی پر رکھے ہوئے پیچھے ہٹانا کذا فی النہر الفائق ۴ انکو جہاڑنا
۵ مٹی پر رکھنے کے وقت انگلیون کو کشادہ رکھنا تاکہ غبار انکے مابین مین آجاے ۶ بسم اللہ کہنا بطور وضو کے ۷ ترتیب یعنے اول منہ کو مسح کرنا پہر داہنے ہاتھ
پہر بائین ہاتھ کو ۸ پے در پے بلا توقف مسح کرنا اسطرح کہ اگر پانی کا استعمال ہوتا تو عضو متقدم خشک نہوتا کذا فی الطحطاوی وزاد ابن وہبان فی الشرط الاسلام
وفرد ثم وصفت ستۃ الثمانیۃ فی بیتہ اخر وغیرہ شطر بیتہ الاول فقلت ولاسلام شرط عند وضرب ونیۃ بوقتہ وتعمیم صعید مطہر وسنتہ
سمی والطہر غیر جنب بہ نفضہ وترتیبہ الا قبال حتی بدا اور ابن وہبان نے وہبانیہ منظومہ مین تیمم کی شرطون مین اسلام کو زیادہ کہا سو مین نے بہی اسکو زیادہ
کیا اور تیمم کی آٹھ سنتون کو دوسری بیت مین ملا دیا اور اسکی بیت کے نصف اول کو بدل ڈالا سو مین نے یون کہا ہی اور اسلام شرط ہی

ؔ۱ ترجمہ اس صورت مین ہی کہ شرطا کو صیغہ معروف پڑھین مگر شامی نے تصحیح کی ہی کہ صیغہ مجہول ہی تو ترجمہ یون چاہیے تہا کہ قصد شرط ہوا ۱۲
ؔ۲ تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہی ۱۲
ؔ۳ اصل شعر ...

تیمم کے وقت اور عدم شرط ہی تیمم کی یعنے پانی کا نہونا یا بیماری اور ضرب کفین اور نیت اور مسح کرنا اور سارے اعضاء تیمم پر ہاتھ پھیرنا اور مٹی کا ہونا اور اسکا مطہر ہونا شرط ہی اور سنتین تیمم کی یہ ہین کہ اے تیمم کرنے والے بسم اللہ کہہ اور باطن کفین سے ضرب کر اور انگلیون کو کشادہ رکھ اور ہتھیلیون کو جھاڑ اور ترتیب کے ساتھ تیمم کر اور پے در پے بلا توقف تیمم کر اور مٹی پر ہاتھ رکھ کر آگے کھینچ اور پیچھے ہٹا اور منجملہ شروط تیمم کے جن سے اہل التصانیف نے غفلت کی انقطاع حیض اور نفاس ہی اور زائل کرنا مانع مسح کا چنانچہ موم اور چربی کا اعضاء تیمم پر ہو کذا فی الطحطاوی مَن عَجِزَ مبتداء خبرہ تیمم عن استعمال الماء المطلق الکافی لطہارتہ لصلوٰۃ تفوت الی خلف لبعدہ ولو مقیمًا فی المصر میلًا جو شخص کہ عاجز ہوا اُس آب مطلق کے استعمال سے جو کافی ہی اسکی طہارت کو اس نماز کے واسطے جو فوت ہوتی ہی اپنا خلیفہ چھوڑ کر اسکا عاجز ہونا پانی کے بعید ہونے سے ہی ایک میل اگرچہ وہ شخص شہر کا مقیم ہو شارح نے کہا من عجز مبتدا ہی اور تیمم اسکی خبر ہی جو آگے آویگا چند سطر کے بعد ہم آب مطلق اور کافی کی قید اسواسطے لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی بمنزلہ معدوم کے ہی اگر اتنا پانی ہو کہ فقط وضو یا فقط ازالہ نجاست کو جو کپڑے مین نماز کی مانع ہی کفایت کرتا ہی تو اس سے کپڑا دھووے اور وضو کے عوض تیمم کرے سبکے نزدیک اور اگر وضو کرکے نجس کپڑے سے نماز پڑھیگا تو نماز ادا ہوگی مگر گنہگار ہوگا چنانچہ بحر الرائق مین ہی خانیہ سے اور جو نماز کہ خلیفہ چھوڑ کر فوت ہوتی ہی وہ پنجگانہ نماز ہی جسکا خلیفہ قضا ہی اور نماز جمعہ ہی جسکا خلیفہ ظہر ہی اور جس نماز کا خلیفہ کوئی نہین وہ نماز جنازہ اور عیدین ہی تو نماز جنازہ اور عیدین کے واسطے تیمم کرنا درست ہی اگرچہ پانی موجود ہو شارح نے مقیم شہر کو اسواسطے شامل کرلیا کہ تیمم کی شرط عدم آب ہی پھر جہان یہ شرط متحقق ہو وہین تیمم جائز ہی سفر ہو یا اقامت چنانچہ یہ مسئلہ اسرار مین صحیح ہی خانیہ مین ہی کہ قلیل سفر اور کثیر تیمم مین برابر ہی وتمامہ فی الطحطاوی اربعۃ الاف ذراع وھو اربع وعشرون اصبعًا وھی ست شعیرات بظہر لبطن والشعیرۃ ست شعرات بغل میل چار ہزار گز ہی اور گز ۲۴ انگل کا ہی اور انگلی چھ جو کی ہی اسطرح کہ ایک جو کی پیٹھ دوسرے جو کے پیٹ سے ملی ہو اور جو خچر کے چھ بالون کا ہی او لمرض یشتد او یمتد بغلبۃ ظن او قول حاذق مسلم ولو بتحرک یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے اس بیماری کے سبب سے جو سخت ہوتی ہی یا دراز ہوجاتی ہی بظن غالب یا طبیب کامل مسلمان کے کہنے سے اگرچہ شدت مرض اور امتداد حاصل ہوتا ہو حرکت کرنے سے ہم یعنے جب بیمار کو ظن غالب ہو کہ اگر مین وضو یا غسل کرونگا تو بیماری تیز ہوگی یا طول کھینچیگی یا طبیب حاذق مسلم یہی بتاوے تو تیمم کرنا جائز ہی اسی طرح اگر بیمار کے پاس پانی نہین ہی اور اسکے پانون مین سخت پھوڑا یا مہروا ہی اور وہ یہ ظن غالب جانتا ہی کہ مین اُٹھکر پانی لاؤنگا تو بیماری دراز ہوگی تو اب بھی تیمم اسکو جائز ہی اولم یجد من یوضیہ یا بیمار نے نپایا اسکو جو اسکو وضو کراوے اور وہ خود وضو کرنیکی طاقت نہین رکھتا فان وجد ولو باجر المثل ولہ ذلک لا یتیمم فی ظاہر المذہب کما فی البحر پھر اگر بیمار وضو کرنے والے کو پاوے اگر دستور کے موافق مزدوری دیکر ملتا ہو اور اسکو مزدوری دینیکی طاقت ہی تو ایسا بیمار تیمم نہ کرے ظاہر مذہب مین چنانچہ بحر الرائق مین ہی وفیہ لا یجب علی احد الزوجین توضؤ صاحبہ ام لعبدہ وفی مملوکہ یجب اور بحر الرائق مین ہی کہ زوجین مین سے ایک پر وضو کروانا دوسرے کا یا خبرگیری اسکی واجب نہین اور لونڈی غلام مین واجب ہی یعنے مالک مملوک کی خبرگیری کرے اور مملوک مالک کی او برد یہلک الجنب او یمرضہ ولو فی المصر اذا لم یکن لہ اجرۃ حمام ولا ما یدفئہ یا عاجز ہوا اس سردی سے جو جنابت والے کو ہلاک کرتی ہی یا بیمار کرتی ہی اگرچہ جنب شہر مین ہو جبکہ اسکے پاس حمام مین نہانے کی مزدوری نہو اور نہ وہ چیز جو غسل کرنے والے کو گرم کردے یعنے پانی گرم کرنیکا سامان نہو اور نہ مکان محفوظ اور نہ ایسا لباس ہم شارح نے جنب کی قید اسواسطے لگائی کہ سردی کے خوف سے وضو کو چھوڑ کر تیمم کرنا جائز نہین صحیح قول مین مصفی مین اسپر اجماع نقل کیا ہی اسواسطے کہ یہ تو فقط وہم ہی کیونکہ وضو مین ہلاکی یا تندرستی کی بیماری نہین ہوتی عادت مین کذا فی البحر وما قیل انہ فی زماننا یتحیل بالعدۃ فیما لم یأذن بہ الشرع اور وہ قول جو کسی نے کہا کہ جو جنب ہلاکی سے ڈرے وہ ہمارے زمانے مین حمام کے نہانے کے واسطے حیلہ کرے مزدوری دینیکا وعدہ کرے سو یہ بات اس قسم سے ہی جسکی شرع شریف نے اجازت نہیں دی یعنے جو مفلس ہو وہ معذور ہی تیمم کرے اس حیلہ گری کی کچھ حاجت نہین نعم ان کان لہ مال غائب یلزمہ الشراء نسیئۃ والا لا ہان اگر اُس شخص کا

مال اسوقت موجود نہو تو اسکو لازم نہین خرید کرنا وعدہ پر اس چیز کا جو سر دی کو دفع کرے اور اگر مطلق مال نہو تو خرید لازم نہین وہ معذور ہی تیمم کر لے
وخوف عدو کحیۃ او نار علی نفسہ ولو من فاسق او حبس غریم او مالہ ولو امانۃ یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے دشمن کے خوف سے اپنی جان پر خواہ دشمن
آدمی ہو یا غیر آدمی چنانچہ سانپ یا آگ کا ہونا پانی کے پاس اگرچہ ہو خوف عورت کو مرد فاسق سے کہ پانی کے پاس ہی یا خوف ہو قرض خواہ کے گرفتار کر لینے
سے یا خوف ہو اپنے مال پر اگرچہ اسکے پاس کا مال بطریق امانت کے ہو ھ اگر مدیون مفلس ہی تو خوف حبس کا البتہ عذر ہی اور اگر مقدور والا ہی تو عذر نہین اسواسطے
کہ وہ ظالم ہی اداے قرض مین دیر لگانے سے ثم ان نشأ الخوف بسبب وعید عبد اعاد الصلوۃ والا لا لانہ سماوی پھر اگر خوف ہوا ہی بندے کے ڈرانے سے
تو متیمم بعد زوال کے نماز کو پھر پڑھے اور اگر بندہ کی طرف سے نہین ہی تو اعادہ نہ کرے اسواسطے کہ وہ خوف آسمانی ہی یعنے خدا کی طرف سے ہی کذا فی البحر بحثا ھ خلاصہ
اور خانیہ مین ہی کہ اگر اسیر مسلم کو کافر نے وضو اور نماز سے منع کیا تو تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے پھر نماز کا اعادہ کرے جب چھوٹے اور اسی طرح جبکہ مالک نے
کہا اپنے غلام سے کہ جب تو وضو کریگا تو تجھکو قید کرونگا یا قتل کرونگا تو وہ تیمم سے نماز پڑھے پھر اعادہ کرے محبوس کے مانند اسواسطے کہ تیمم کی طہارت منع وجوب
اعادہ مین ظاہر نہین کذا فی الطحطاوی او عطش ولو لکلبہ او رفیق القافلۃ حالًا او مآلًا یا عاجز ہو بالفعل یا بالقوہ کی تشنگی کے خوف سے اگرچہ اپنے کتے یا
رفیق قافلہ کی تشنگی کا خوف ہو ھ جس پانی کی دفع عطش کے واسطے حاجت ہو وہ بمنزلہ معدوم کے ہی خواہ اپنی پیاس ہو یا اپنے جانور کی یا اہل قافلہ کی آشنا ہو یا
اجنبی تو ان صورتون مین باوجود پانی کے تیمم جائز ہو وکذا العجین او ازالۃ نجس کما سیجیء اور تشنگی کے مانند ہی آٹا گوندھنا یا بدن اور کپڑے سے نجاست کا دور
کرنا چنانچہ اسکا بیان عنقریب آویگا وقید ابن الکمال عطش دوابہ بتعذر حفظ الغسالۃ لعدم الاناء اور ابن کمال نے چوپایون کی تشنگی کے خوف کو مقید
کیا ہی تعذر حفظ غسالہ کے ساتھ برتن کے نہونے سے یعنے اگر وضو اور غسل کا غسالہ برتن کے ہونے سے رہ سکتا ہو تو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ انکی دفع تشنگی غسالہ
مذکورہ سے ممکن ہی اور اگر برتن نہو تو جانور کے واسطے پانی رکھے اور آپ تیمم کرے و فی السراج للمضطر اخذہ قہرًا وقتالہ اور سراج مین ہی کہ مضطر کو یعنے جو شخص کہ
پیاس کے مارے مرتا ہو تو اسکو دوسرے شخص کا پانی زبردستی لینا اور اگر وہ نہ دے تو اس سے لڑنا جائز ہی بشرطیکہ پانی کا مالک بوجہ تشنگی پانی کی طرف حاجتمند ہونے والا
وہی مقدم ہی غیر سے کذا فی البحر فان قتل رب الماء فہدر پھر اگر لڑائی مین پانی کا مالک مارا گیا تو اسکا خون رایگان ہی یعنے نہ اسمین قصاص ہی نہ خون بہا
نہ کفارہ کذا فی البحر وان المضطر مضمون بقود او دیۃ اور اگر مضطر مارا گیا تو پانی کا مالک ضامن ہوگا قصاص یا دیت کا یعنے اگر قتل عمد ہی تو قصاص ہی اور اگر
شبہ عمد یا خطا یا جاری مجرای خطا ہی تو عاقلہ پر دیت ہی اور قاتل پر کفارہ کذا فی البحر او عدم آلۃ طاہرۃ یستخرج بہا الماء یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے
بسبب نہونے اس پاک سامان کے جس سے پانی نکالا جاے ھ یعنے جب کنوئین مین پانی ہو اور رسی اور ڈول نہو تو عاجزی ثابت ہوی کنوئین کا وجود اور عدم
برابر ہی اور اگر ڈول ناپاک ہوا تو بھی اسکا وجود اور عدم برابر ہی تیمم جائز ہی ولو نشا تیمم جائز نہین اگرچہ تھوڑا تھوڑا پانی نکل سکتا ہو ھ اور اسیکے مانند
رومال اور کپڑا ہی یعنے اگر کپڑا لٹکا کر کچھ پانی نکالنا ممکن ہو تو اسکو نچوڑ کر وضو کرنا لازم ہی اگرچہ پورا وضو چند مرتبہ لٹکانے سے مقصور ہو ایسی صورت مین تیمم جائز
نہین وان نقص باد لائہ او شقہ نصفین قدر قیمۃ الماء تیمم جائز نہین اگرچہ کپڑا وغیرہ کنوئین مین لٹکانے یا اسکے دو ٹکڑے کرنے سے بقدر قیمت پانی کے ناقص اور
خراب ہوجاے ھ صورت اسکی یہ ہی کہ مثلا کچے رنگ کی پگڑی ہی کہ پانی مین ڈالنے سے بدرنگ ہو کر کم قیمت ہوجاتی ہی یا ڈوپٹہ وغیرہ ہی کہ نصفا نصف پھاڑنے سے
پانی تک پہونچتا ہی تو اگر پگڑی یا ڈوپٹہ کا نقصان اسقدر ہی جسقدر سے پانی خرید ہو سکتا ہو تو تیمم جائز نہین پانی نکال کر طہارت کرے اور اگر پانی کی قیمت سے
زیادہ تر نقصان لازم آتا ہی تو تیمم جائز ہی طحطاوی نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے مذہب مین منصوص نہین ہی بلکہ شافعی مذہب مین مذکور ہی توشیح مین کہا ہی کہ یہ سبب
ہمارے مذہب کے قواعد کے موافق ہی کما لو وجد من ینزل الیہ بأجر چنانچہ اگر پاوے ایسے شخص کو جو کنوئین مین اترے اور پانی لاوے مزدوری کے
بدلے یعنے اگر اجرت مثل لے تو اجرت دینا لازم ہی اور تیمم جائز نہین اور اگر زیادہ مانگے دستور سے تو تیمم بلا اعادہ جائز ہی کذا فی البحر ویقسم لہذہ

مترجم اول نے لفظ شاشا کو شستا سمجھا ہو لا کہ سب نسخون در مختار اور حاشی مین شاشا موجود ہی لیکن کسی نے توضیح اسکے معنی کا نہین کیا بلکہ یہ لکھا ہی کہ لفظ شاشا پایا گیا ہو لیکن مثل اور چیز کے بحال دیکھا وغیرہ اور قاموس اور صراح وغیرہ کتب متداول لغت مین کوئی معنی مناسب مقام [illegible]

[illegible]

الاعذار کلہا عاجز مذکور تیمم کرے ان سب عذرون سے یعنے میل بھر کا پانی دور ہونا یا بیماری یا سردی یا خوف دشمن یا خوف تشنگی یا عدم آلۂ آب کشی ہر واحد
علت مستقلہ ہے جواز تیمم کی حتے لو تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلک التیمم لان اختلاف اسباب الرخصۃ یمنع الاحتساب
بالرخصۃ الاولی التقیید کانہ لم یکن جامع الفصولین فلیحفظ تو اگر ایک شخص نے تیمم کیا پانی کے نہونے سے پھر اسکو ایسی بیماری ہو گئی جس کے سبب سے تیمم کرنا
اسکو مباح ہو گیا تو اس تیمم سے نماز نہ پڑھے اسواسطے کہ رخصت کے اسباب کا متغیر ہونا اور بدلنا پہلے رخصت کی شمار کرنے اور کفایت کرنے کو مانع ہوتا ہے اور پہلے رخصت
اسطرح ہو جاتی ہے گویا کہ وہ موجود ہی نہ تھی ایسا مذکور ہے جامع الفصولین مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے م رخصت سے مراد یہان تیمم ہے اور اسباب سے مراد بعد
اجازت شرعی ۱۲
اور مرض اور خوف عدو اور عطش اور فقدان آلہ ہے جامع الفصولین سے مراد وہ کتاب ہے جو فصول عمادی اور فصول استروشنی کی جامع ہے مستوعبا وجہہ حتے
لو ترک شعرۃ او وترۃ منخرہ لم یجز تیمم کرے اپنے چہرے کو پورا مسح کرکے یہان تک کہ اگر ایک بال کو یا اپنے نتھنے کے کنارے کو یا حجاب بین المنخرین کو مسح کرنے
سے چھوڑیگا تو تیمم جائز نہوگا کذا فی الطحطاوی ویدیہ فینزع الخاتم والسوار او یحرک بہ یفترض مع مرفقیہ فیمسحہ الاقطع اور پورا مسح کرے
اپنے دونون ہاتھون کا تو انگوٹھی اور کنگن کو نکال ڈالے مسح کے وقت تاکہ مسح سے وہ مقام باقی نرہے یا اسکو حرکت دے یعنے اپنے مقام سے ہٹا دے اسیکا فتوی ہے
یعنے وضو کی طرح یہان فقط تحریک کافی نہین بدون مسح کرنے ماتحت کے ہاتھون کا مسح کرے دو کہنیون کے ساتھ تو جسکا ہاتھ کٹا ہے اور کچھ کہنی باقی ہے تو اسکا
بھی مسح کرے بضربتین ولو من غیرہ تیمم کرے دو بار مٹی پر ہاتھ مارکے اگرچہ ضربتین تیمم کی غیر سے صادر ہون یعنے اگر کوئی دوسرے کو تیمم کرا دیوے اسکو
بھی ضربتین کافی ہین اسطرح کہ ایک بار سے اسکے چہرے کو مسح کرے اور دوسری بار ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ کو مسح کرے اور دوسری بار دوسرے ہاتھ کو م حاکم
اور طبرانی اور دارقطنی نے جابرؓ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین یعنے اہل حدیث
اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین لیکن حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے اور دارقطنی نے کہا کہ اسکے راوی سب ثقات ہین معلوم کرنا چاہیے کہ تیمم مین احادیث مختلف اور
متعارض ہین بعضے حدیث مین ضربتین ہے اور بعضے مین ضربۃ واحدۃ اور بعضے مین مطلق ضرب اور بعضی مین کفین اور بعضے مین یدین الی المرفقین اور بعضے مین
یدین مطلق اور لینا احادیث ضربتین اور مرفقین کو چنانچہ امام اعظم کا مذہب ہے اقرب بہ احتیاط اور عمل بہ احادیث طرفین ہے اسواسطے کہ ضربتین مین ضربہ
ایکبار ہاتھ مارنا ۱۲ ہتھیلیان ۱۲
داخل ہے اور مسح ذراعین تا مرفقین مین مسح تا کفین داخل ہے دون العکس کذا فی شرح سفر السعادۃ للدہلوی وما یقوم مقامہما کما فی الخلاصۃ وغیرہا
لو حرک رأسہ او ادخلہ فی موضع الغبار بنیۃ التیمم جاز والشرط وجود الفعل منہ یا تیمم کرے اس فعل سے جو قائم مقام ہے ضربتین کے یہ تعمیم ہمنے
اسواسطے کی کہ خلاصہ وغیرہا مین ہے کہ اگر تیمم کرنے والے نے اپنے سر کو ہلایا یعنے سر کو چہرے کے ساتھ گرد و غبار کے اندر کھڑے ہوے ہلایا یا اپنا سر غبار کے مقام
مین داخل کر دیا تیمم کی نیت سے تو جائز ہے اور جواز شرط کی شرط وجود فعل کا ہے تیمم کرنے والے سے خواہ وہ فعل مسح ہو یا ضرب یا غیر ضرب کذا فی البحر م تو اس
تقریر سے معلوم ہوا کہ ضرب تیمم کا رکن نہین معلوم کرنا چاہیے کہ اکثر کتابون مین ذکر ضرب کا واقع ہے اور اصل یعنے مبسوط مین وضع مذکور ہے نہ ضرب تو ابن شجاع نے
کہا کہ ضرب رکن ہے تو اگر بعد ضرب کے حدث واقع ہوا یا بعد ضرب کے نیت کی تو کافی نہین اور اسبیجابی نے کہا کہ ضرب رکن نہین تو اگر بعد ضرب کے حدث واقع ہوا یا بعد
اسکے نیت کی تو کافی ہے فتح القدیر مین ہے کہ بنظر دلیل کے ضرب کا اعتبار نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین فقط مسح مامور ہے اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ التیمم ضربتان
تو یا اعم من المسحتین مراد ہے یا بنظر غالب عادت کے ہے تو شارح نے اس مقام مین فتح القدیر کی تحقیق کو اختیار کیا کذا فی الطحطاوی ولو جنبا او حائضا طہرت
لعادتہا او نفساء تیمم کرے اگرچہ تیمم کرنے والا جنب ہو یا وہ حائض جو پاک ہو گئی اپنی عادت کے موافق یا زچا ہو م جنب کو تیمم جائز ہے عمار یاسر کی حدیث
کی دلیل سے جو صحاح ستہ مین مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تیمم کرنے کا حکم کیا حالانکہ وہ جنب تھے اور حائض اور زچا ملحق بہ جنب ہین جواز تیمم
مین کذا فی النہر بطاہر من جنس الارض وان لم یکن علیہ نقع ای غبار تیمم کرے اس پاک کرنے والی چیز سے جو زمین کی جنس سے ہے اگرچہ اسپر گرد او غبار نہو

تیمم دو بار ہاتھ مارنا ایک بار ہاتھ مارنا منہ کے لیے اور ایک بار

دونون ہاتھون کہنیون تک ۱۲

ہم زمین کی جنس سے مراد وہ چیز ہی جو آگ سے نگھلے اور نہ راکھ ہو جاے جلکر جیسا نچہ پتھر اور گچ اور چونہ اور سرمہ اور گیرو اور ہرتال اور گندھک اور یاقوت اور زبرجد اور
فیروزہ اور عقیق اور ریہو اور پختہ اینٹ اور پہاڑ کے نمک مین یعنے سیندھا لون مین دو روائتین ہین مگر جواز تیمم پر فتوی ہی چنانچہ تجنیس مین ہی تو درخت اور
شیشہ جو ریت اور ریگ سے بنتا ہی جنس ارض سے خارج ہوگیا الحاصل جو منطبع اور مترمد نہو وہ جنس ارض سے ہی اسپر تیمم کرنا جائز ہی ورنہ جائز نہین کذا فی
الطحطاوی فلو یدخل بین اصابعہ لم یحتج الی ضربۃ ثالثۃ للتخلیل تو اگر غبار داخل نہوا انگلیون کے اندر تو تیسری بار ہاتھ مارنے کے خلال
کرنے کے واسطے حاجت نہین بلکہ خلال کرے بدون ضرب کے اور یہ مراد نہین کہ اصلا خلال نہ کرے اسلیے کہ استیعاب مسح پوری حقیقت ہی تیمم کی چنانچہ منیہ اور
اسکی شرح مین ہی۔ اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور عالمگیری مین ہی کہ اگر غبار انگلیون مین داخل نہو تو تخلیل اصابع واجب یعنے فرض ہی اور صحیح یہ ہی کہ کف کا
مسح کرنا ضرور نہین بلکہ ضرب کف کافی ہی کذا فی الطحطاوی وعن محمد یحتاج الیہا اور محمدؒ سے روایت یہ ہی کہ اگر غبار داخل نہو تو تیسری ضرب کی حاجت ہی
ولو تیمم غیرہ یضرب ثلثا للوجہ والیمنی والیسری قہستانی ہان اگر دوسرے کو تیمم کرا دے تو تین بار ہاتھ زمین پر مارے ایک چہرے کے واسطے اور
دوسری بار داہنے کے واسطے اور تیسری بار بائین ہاتھ کے لیے ایسا کہا ہی قہستانی شارح نقایہ نے وبہ مطلقا عجز عن التراب اولا لانہ تراب دقیق
اور غبار سے ہر طرح تیمم جائز ہی مٹی ملے یا نہ ملے اسواسطے کہ غبار تو باریک مٹی ہی فلا یجوز بلؤلؤ ولو مسحوقا لتولدہ من حیوان البحر ولا بمرجان ایضا
لشبہہ بالنبات لکونہ اشجارا نابتۃ فی قعر البحر علی ما حررہ المص جب تیمم کے واسطے جنس زمین کا ہونا شرط ہوا تو تیمم جائز نہین موتی سے اگرچہ وہ
پیسا ہو اسواسطے کہ اسکی پیدائش ہی سمندر کے جانور سے اور مونگے سے بھی تیمم جائز نہین کہ وہ روئیدگی کے مشابہ ہی اسواسطے کہ مونگا انُ درختون مین ہی جو سمندر
کی تہ مین جمتے ہین ایسی تحریر اور تنقیح کی ہی مصنف نے اپنی شرح مین ہم یہ رد ہی صاحب بحر پر اسواسطے کہ انھنے فتح القدیر سے عدم جواز تیمم کا مونگے سے نقل کیا پھر انکے سہو پر
حکم کیا اسواسطے کہ غایۃ البیان اور توشیح اور غنایہ اور محیط اور معراج الدرایۃ اور تبیین مین جواز ثابت ہی مصنف نے اپنی شرح مین کہا ظاہر ایہ سہو نہین اسواسطے کہ
عدم جواز کی وجہ یہ ہی کہ مونگا منعقد ہوتا ہی پانی سے موتی کے مانند بدلیل شہادت اہل تجربہ اور جو جواز کے قائل ہین وہ اسکو اجزاء ارض سے سمجھے ہین کذا فی الطحطاوی
مختصرا ولا منطبع کفضۃ وزجاج اور تیمم جائز نہین اس چیز سے جو آگ سے گداختہ ہو یعنے پگھل جاے جیسے چاندی اور کانچ ومترمد بالاحتراق اور نہ راکھ ہو جانے والی
چیز سے جل کر جو آگ سے جل کر راکھ ہو جاے چنانچہ درخت الا رمادا لحجر فیجوز کحجر مدقوق او مغسول وحائط مطین او مجصص واوان من طین غیر
مدھونۃ وطین غیر مغلوب بماء مگر پتھر کی راکھ سے تو تیمم جائز ہی جیسے جائز ہی کٹے پتھر یا دھوئے صاف پتھر سے یعنے اگرچہ اسپر غبار نہو اور جائز ہی کہگل کی ہوئی یا گچ لگائی
ہوئی دیوار سے اور مٹی کے برتنون سے جو روغنی نہین اور گیلی مٹی سے جو پانی سے مغلوب نہین ہم تو طرف چینی سے تیمم جائز نہین اسواسطے کہ اسپر کانچ کا روغن ہوتا ہی ہان
اگر جنس ارض سے اسپر روغن ہو چنانچہ گیرو کا تو جائز ہی چنانچہ بحر الرائق سے مستفاد ہوتا ہی اور گیلی مٹی جسکو گارا اور پنجابی بولتے ہین اگر اسمین پانی غالب ہی مٹی پر یا برابر ہی
تو اس سے تیمم جائز نہین چنانچہ متن مین مذکور ہی کہ غالب چیز کا حکم ہی لکن لا ینبغی التیمم بہ قبل خوف فوت وقت لئلا یصیر مثلۃ بلا ضرورۃ
لیکن گیلی مٹی سے تیمم کرنا فوت ہو جانے کے ڈر سے پہلے نہ چاہیے تاکہ بد شکل نہو جاے بھبوت مل کر بدون ضرورت کے ہم یعنے گیلی مٹی سے تیمم خلاف اولی ہی
اور اگر کریگا تو جائز ہی ولوالجیہ مین ہی کہ اگر مسافر گارے کی جگہ مین ہو اور صعید یعنے خشک مٹی نپاوے تو اپنا کپڑا جھاڑ کر تیمم کرے اگر اسپر غبار ہو اور
اگر غبار نہو تو اپنے کپڑے مین گیلی مٹی لگاوے جب وہ خشک ہو تو تیمم کرے کذا فی النہر ومعادن فی محالہا فیجوز بتراب علیہا جیسے جائز ہی
تیمم کانی چیزون سے جو اپنے اصلی مکانون مین ہین یعنے جبتک انکو خاک سے جدا نہین کیا چنانچہ خاک آمیختہ سونا اور چاندی اور لوہا کھان کا تو تیمم
انپر جائز ہی بسبب اس مٹی کے جو اسپر لپٹی ہی کذا فی النہر وقیدہ الاسبیجانی بان یستبین اثر التراب بمد یدہ علیہ والا یستبین لم یجز
اور معدن مین جواز تیمم کے واسطے اسبیجانی نے یہ قید لگائی کہ مٹی کا اثر ظاہر ہو اسپر دونون ہاتھ پھیلا کر اور اگر مٹی کا اثر ظاہر نہو تو معادن سے

تیمم کرنا جائز نہین ولکن کل مالا یجوز التیمم علیہ کحنطۃ وجوخۃ فلیحفظ اور مثل معاون کے ہر ایک وہ چیز جسپر تیمم جائز نہین مانند گیہون اور بانات کے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خوب بات ہی کذا فی النہر ھ فتاوے عالمگیری مین محیط سے منقول ہی کہ غبار سے تیمم کرنے کی یہ صورت ہی کہ اپنے دونون ہاتھ مارے کپڑے یا نمد یا تکیہ مین اور مانند اسکے اعیان طاہرہ مین جنپر غبار ہو پھر جبکہ غبار اسکے ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے یا اپنا کپڑا جھاڑتے تاکہ غبار نکلے پھر اپنا ہاتھ اٹھاوے غبار مین ہوا کے اندر سو جبکہ غبار ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے والحکم للغالب لو اختلط تراب بغیرہ کذھب وفضۃ ولو مستویین اور حکم ہی غالب چیز کا یعنے غالب چیز کا اعتبار ہی اگر مٹی ملی ہو دوسری چیز سے جسپر تیمم جائز نہین چنانچہ سونا اور چاندی اگرچہ دونون گداختہ ہون اور مٹی سے صاف ہو گئے ہون ھ شارح اس تعمیم مین شرح مصنف کا تابع ہوا اور مصنف نے اسکو بحر الرائق عن المحیط نقل کیا لیکن مین نے جو بحر الرائق کو دیکھا تو اسمین محیط سے یہ تفصیل مذکور ہی کہ اگر تیمم کیا سونے یا چاندی سے اگر وہ مسبوک یعنے گداختہ ہون تو جائز نہین اور اگر گداختہ نہین اور مختلط ہین مٹی سے اور غلبہ مٹی کو ہی تو جائز ہی اور یہ اسمین مذکور نہین کہ جب گداختہ ہون اور مٹی کے ساتھ ہون اور زیلعی مین ہی کہ تیمم جائز ہی سونے اور چاندی اور لوہے اور تانبے سے اور مانند انکے جبتک کہ وہ زمین پر ہین اور انسے کوئی چیز نہین بنائی گئی اور بعد گداختگی تیمم جائز نہین کذا فی الطحطاوی وارض محترقۃ فلو الغلبۃ لتراب جاز والا لا خانیۃ اور جلی مٹی راکھ سے ملے تو اگر مٹی غالب ہو راکھ سے تو تیمم جائز ہی اور اگر غالب نہین یعنے مغلوب یا برابر ہی تو تیمم جائز نہین کذا فی الخانیہ ھ یعنے زمین پر کا جھاڑ لوٹا جل گیا اور اسکی مٹی سے مل گیا تو غالب کا اعتبار ہی اور اگر مٹی جلی بدون اختلاط کسی چیز کے یہان تک کہ سیاہ ہو گئی تو اس سے تیمم جائز ہی اسواسطے کہ احراق سے مٹی کا رنگ بدل گیا نہ اسکی ذات کذا فی الطحطاوی ومنہ علم حکم المساوی اور خانیہ کی تقیید غلبۂ تراب سے معلوم ہو گیا برابر کا حکم یعنے اگر مٹی برابر ہی دوسری چیز سے تو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ مٹی غالب نہین وجاز قبل الوقت ولا کثر من فرض وجاز لغیرہ کالنفل لانہ بدل مطلق عندنا لا ضروری اور تیمم جائز ہی نماز کے وقت پہلے اور ایک تیمم چند فرضون کے واسطے اور تیمم جائز ہی غیر فرض کے لیے چنانچہ نفل کے واسطے اسواسطے کہ تیمم مطلق بدل ہی وضو اور غسل کا ہمارے نزدیک نہ ضروری بدل ھ یعنے جبکہ پانی نہو تو تیمم بدل مطلق ہی اور اس سے حدث مرتفع ہو جاتا ہی باوجود آب اور یہ نہین کہ وہ نماز کو مباح کر دیتا ہی باوجود قائم ہونے حدث کے اور شافعی کے نزدیک تیمم بدل ضروری ہی اور مبیح نماز ہی حالانکہ حدث حقیقۃً موجود ہی تو انکے نزدیک قبل وقت کے جائز نہین اور اس ایک فرض سے زیادہ نماز جائز نہین اور ہمارے نزدیک فرض اور نفل جو چاہے پڑھے کذا فی المنح وجاز لخوف فوت صلوۃ جنازۃ ای کل تکبیراتھا ولو جنبا او حائضا اور تیمم جائز ہی نماز جنازہ کی فوت ہو جانے کے خوف سے یعنے تمام تکبیرون کے فوت ہونے کے ڈر سے اگرچہ تیمم کرنے والا جنب یا حائض ہو ھ اور اگر فوت ہونیکا خوف نہو اسطرح پر کہ ایک ہی شخص نماز جنازہ کا واقف ہو اور جبکہ وضو کرنے جائیگا تو اسکا انتظار ہو گا تو اسکو تیمم جائز نہین اور اگر معلوم کرے کہ وضو کرنے مین بعض تکبیرات مین شریک ہو گا تو بھی اسکو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ باقی ادا کرنا تنہا اسکو ممکن ہی کذا فی البحر عن البدائع ولو جیٔ باخری ان امکنہ التوضی بینھما ثم زال تمکنہ اعاد التیمم والا لا بہ یفتی اور جو ایک جنازہ کی نماز کے بعد دوسرا جنازہ لوگ لائے تو اگر اس تیمم کو مابین ان دونون کے وضو کرنا ممکن ہوا پانی ملنے اور فرصت پانے سے پھر یہ قدرت زائل ہو گئی تو پھر تیمم کرے دوسرے جنازہ کے واسطے بالاتفاق اور جو مابین مین وضو پر قدرت نہوئی تو تیمم کا اعادہ نہین شیخین کے نزدیک اسی قول اخیر پر فتوی ہی کذا فی البحر عن المصفی وفوت عید بفراغ امام او زوال شمس اور جائز ہی تیمم نماز عید کی فوت ہو جانے کے ڈر سے بسبب فراغت کرنے امام کے یا ڈھلنے آفتاب کے ھ یہ حکم ہی کل نماز عید کے فوت ہونے کا اور اگر مقتدی وضو کر کے شریک ہو بعض نماز مین تو تیمم جائز نہین کذا فی الطحطاوی عن البحر ولو کان یبنی بناء لعد شروعہ متوضیا و سبق حدثہ اگرچہ خائف فوت نماز جنازہ یا عید تیمم کر کے بنا کرتا ہو بعد شروع کرنے نماز کے وضو سے اور غالب ہونے حدث کے یعنے وضو کر کے نماز جنازہ یا عید شروع کی پھر وضو ٹوٹ گیا اور خوف ہی کہ اگر وضو پھر کریگا تو نماز فوت ہو جاویگی تو امام کے نزدیک تیمم کر کے بنا کرنا جائز ہی

صلوٰۃ پاک جنون مین "

خلافا للصاحبین کذا فی البحر بلا فرق بین کونہ اماما او لا فی الاصح بدون فرق کے درمیان ہونے اس پانی کے امام یا غیر امام صحیح تر قول مین یعنے
جب فوت نماز عید یا جنازہ کا خوف ہو تو امام اور غیر امام دونون کو تیمم جائز ہی لان المناط خوف الفوت لا الی بدل اسواسطے کہ جواز تیمم کا مدار اس صورت
مین خوف ہی فوت ہونیکا بلا عوض یعنے جو نماز فوت ہوتی ہو اور اسکا بدلا نہو سکتا ہو قضا کرنے سے تو اسکے فوت ہوجانے کے ڈر سے تیمم جائز ہی فجاز لکسوف
و سنن رواتب و لو سنۃ فجر خاف فوتہا وحدہا جب جواز تیمم کا خوف فوت پر مدار ہوا تو تیمم جائز ہی سورج گہن اور اسی طرح چاند گہن کی نماز کے واسطے
اور موکدہ سنتون کے واسطے اگرچہ ہو فجر کی سنت کہ ڈر ا ہو فقط اسکے فوت ہونے سے بدون فرض کے ھ یہ بحث ہی حلبی شارح منیۃ المصلی کی کذا فی الطحطاوی
یعنے اگر خوف ہو کہ پانی کے پاس جانے تک سورج گہن ہوچکیگا یا ظہر اور مغرب کا فرض ادا کرچکا اور وضو ٹوٹ گیا اور پانی تک جانے مین وقت فوت ہوتا ہی
تو تیمم کرکے سنتین پڑھ لے اور فقط سنت فجر کی فوت ہونے کے بدون فرض کی صورت یہ ہی کہ پانی میل بھر سے کم ہی خادم پانی لینے گیا ہی لیکن اسکے آنے تک
فقط وضو کرنے اور فرض پڑھنیکا وقت باقی رہیگا تو تیمم کرکے فجر کی سنتین پڑھے پھر جب پانی آوے تو وضو کرکے فرض ادا کرے طحطاوی نے کہا فقط فوت
سنت فجر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر سنت کا فرض کے ساتھ فوت ہونیکا خوف ہو تو تیمم نہ کرے اسواسطے کہ سنت کو فرض کے ساتھ قضا کرلیگا و لنوم و سلام
و ردہ وان لم تجز الصلوۃ بہ اور جائز ہی تیمم سونے اور سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کے واسطے یعنے باوجود پانی کے ہونے کے اگرچہ اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز
نہین ھ اس تیمم سے نماز اسواسطے جائز نہین کہ نماز کے تیمم کے واسطے فقدان آب حقیقۃً یا حکماً ضرور ہی اور یہ کہ اس عبادت مقصودہ کی نیت کرے جو حلال
نہین بدون طہارت کے قال فی البحر وکذا الکل مالا یشترط لہ الطہارۃ لما فی المبتغی وجاز لدخول مسجد مع وجود الماء وللنوم فیہ واقرہ المصنف
بحر الرائق مین کہا اور اسی طرح تیمم جائز ہی یعنے باوجود پانی کے ہر ایک اس عمل کے واسطے جسکے لیے طہارت شرط نہین بدلیل اس قول کے جو مبتغی مین یون ہی
اور جائز ہی تیمم مسجد مین جانے کے واسطے باوجود پانی ہونے کے اور مسجد مین سونے کے واسطے اور مصنف نے اپنی شرح مین اسکو ثابت رکہا ہی یعنے اسپر رد نہین
کیا لکن فی النہر الظاہر ان مراد المبتغی للجنب فسقط الدلیل لیکن نہر الفائق مین ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ مبتغی کی مراد جنب ہی تو بحر الرائق کی دلیل ساقط
ہوگئی ھ یعنے جب مبتغی کے کلام سے جنب مراد ہوا تو صاحب بحر کا کلیہ ثابت نرہا کیونکہ جنب کو طہارت شرط ہی لیکن حلبی محشی نے کہا کہ کلام مبتغی سے ارادہ کرنا
جنب کا مسلم نہین اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین کہ پانی مسجد کے باہر ہی یا اندر اگر باہر ہی تو وہ باطل ہی کیونکہ جنب کا داخل ہونا مسجد مین باوجود ہونے
پانی کے خارج مین باتفاق ہمارے علما کے جائز نہین اور اگر مسجد کے اندر ہی اور یہی احتمال صحیح ہی مگر یہ احتمال مبتغی کی عبارت سے بعید ہی بدلیل قولہ والنوم
فیہ کذا فی الطحطاوی و قلت وفی المنیہ و شرحہا یتممہ لدخول مسجد و مس مصحف مع وجود الماء لیس بشئ بل ہو عدم لانہ لیس بعبادۃ یخاف
فوتہا مین کہتا ہون اور منیۃ المصلی اور اسکی شرح مین ہی کہ شخص کا تیمم کرنا مسجد کے داخل ہونے اور مصحف کے چھونے کے واسطے باوجود پانی
کے کوئی چیز نہین بلکہ وہ معدوم یعنے کرنا نہ کرنے کے برابر ہی اسواسطے کہ دخول مسجد اور مصحف کا مس وہ عبادت نہین ہی جسکے فوت ہوجانے کا ڈر ہو ھ
یہ تائید ہی صاحب نہر کی اور اگر دخول مسجد کو جنب پر محمول کیجیے تو کلام مبتغی کے مخالف نہین ہی لکن فی القہستانی عن المختار جوازہ مع الماء
لسجدۃ التلاوۃ لیکن قہستانی مین مختار سے منقول ہی کہ پسندیدہ قول جواز تیمم کا ہی پانی ہونے کے ساتھ سجدہ تلاوت کے واسطے ھ یہ تہ راک ہی
منیۃ المصلی کی دلیل پر کہ جس عبادت کے فوت ہونے کا کچھ خوف نہو اسکے واسطے تیمم جائز نہین یعنے سجدۂ تلاوت مین طہارت شرط ہی اور اسکے فوت ہونیکا
خوف نہین باوجود اسکے تیمم جائز ٹھہرا حلبی نے کہا کہ یہ نقل ضعیف مصادم ہی قاعدہ کے کیونکہ سجدۂ تلاوت مین طہارت مشروط ہی اور فوت ہوتی ہی
خلیفہ اپنا چھوڑ کر لکن سیجئ تقییدہ بالسفر لا الحضر [۱۲ مترجم] لیکن عنقریب فروع مین آویگا مقید کرنا جواز تیمم کا سجدۂ تلاوت کے واسطے سفر کے ساتھ یعنے
یہ سفر مین درست ہی نہ حضر مین ھ اس مسئلہ کی گفتگو فروع مین مذکور ہوگی ثم رأیت فی الشرعۃ وشرحہا ما یؤید کلام البحر پھر علامہ ابوبکر بخاری

کی شرعۃ الاسلام اور اسکی شروح مین ہے وہ دیکھا جو بحر الرائق کے کلام کی تائید کرتا ہی کہ جسمین طہارت مشروط نہین اسمین تیمم جائز ہی باوجود پانی کے قال ف
ظاہر الروایۃ جوازہ للتیمم مع وجود الماء وان لم تجز الصلوٰۃ بہ صاحب شرعہ یا صاحب بحر نے کہا کہ ظاہر الروایۃ جائز ہونا تیمم کا ہی تو چیز کے واسطے باوجود ہونے
پانی کے اگرچہ اس تیمم سے نماز جائز نہین ہم اکثر نسخون مین ظاہر الروایۃ ہی اور ایک نسخہ مطبوعہ مصر مین ظاہر البزازیہ ہی قلت بل لعلہ بل الکثر لما مرّ من
الضابط انہ یجوز لکل ما لا تشترط الطہارۃ لہ ولو مع وجود الماء مین کہتا ہون بلکہ وہ شی ہے بلکہ اکثر کے واسطے تیمم مذکور جائز ہی اسواسطے کہ یہ قاعدہ گذر
گیا کہ تیمم جائز ہی ہر ایک اس عمل کے واسطے جسمین طہارت مشروط نہین اگرچہ پانی موجود ہو واما ما تشترط لہ فیشترط فقد الماء کتیمم لمس مصحف فلا
یجوز لواجد الماء اما للقراءۃ فان محدثا فکالاول وجنبا فکالثانی اور جس فعل کے واسطے طہارت شرط ہی سو وہان تو پانی کا نہونا تیمم کے واسطے مشروط
ہی چنانچہ مصحف کے چھونے کے واسطے تیمم کرنا سو وہ جائز نہین پانی کے پانے والے کو اور اگر قرآن پڑھنے کے واسطے ہی سو اگر بے وضو ہی تو وہ اول کے مانند ہی یعنے باوجود
پانی کے اسکو تیمم جائز ہی یا کہ وہ شخص جنب ہی تو پانی کے مانند ہی یعنے پانی کے ہوتے اسکو تیمم درست نہین وقالوا لو تیمم لدخول مسجد او لقراءۃ ولو من
مصحف او مسہ او کتابتہ او تعلیمہ او لزیارۃ قبور او عیادۃ مریض او دفن میت او اذان او اقامۃ او اسلام او سلام او ردہ لم تجز
الصلوٰۃ بہ عند العامۃ بخلاف صلوٰۃ جنازۃ او سجدۃ تلاوۃ فتاوی شیخنا خیر الدین الرملی اور فقہا نے کہا ہی کہ اگر تیمم کیا دخول مسجد کے واسطے یا قرآن
پڑھنے کے واسطے اگرچہ مصحف دیکھکر پڑھے یا مصحف کے چھونے کو یا اسکے لکھنے کو یا اسکی تعلیم کو یا زیارت قبور کے لیے یا بیمار پرسی کے واسطے یا مردہ دفن کرنے کو یا اذان
یا اقامت کے واسطے یا مسلمان ہونے کو یا سلام کرنے کو یا سلام کے جواب دینے کو تو ایسے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہین اکثر علما کے نزدیک برخلاف نماز جنازہ یا سجدہ
تلاوت کے یعنے اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کے واسطے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز ہی بشرطیکہ پانی موجود نہو یہ ہمارے اُستاد خیر الدین رملی کے فتاوے
مین مذکور ہی قلت وظاہرہ انہ یجوز لہ فعل ذلک فتامل مین کہتا ہون فتاوے مذکورہ کا ظاہر کلام یہ ہی کہ اسکو اسکا کرنا جائز ہی یعنے تیمم کرنا سجدۂ تلاوت
کے واسطے درست ہی سوا اے مخاطب تامل کر ہم حلبی محشی نے کہا کہ ہمنے تامل کیا سو اسکو صحیح پایا طحطاوی نے کہا مین کہتا ہون کہ اگر شارح کی یہ مراد ہی کہ سجدۂ
تلاوت کے واسطے تیمم باوجود پانی کے جائز ہی تو یہ بالاتفاق جائز نہین اور اگر یہ مراد ہی کہ پانی نہونے کے وقت جائز ہی تو اسکا جواز بالاتفاق ہی تو شارح
کے اس کلام کی حاجت نہین انتہی کلامہ لا یتیمم لفوت جمعۃ ووقت ولو وتر لفوتہا الی بدل تیمم نہ کرے نماز جمعہ اور نماز وقتی کے
فوت ہونے سے اگرچہ دیر کا وقت ہو بسبب فوت ہونے انکی نمازون کے اپنا بدلا چھوڑ کر یعنے جمعہ کا بدلا ظہر اور پنجگانہ نماز اور وتر کا بدلا قضا ہی برخلاف
جنازہ اور عید کے اسواسطے کہ انکی قضا نہین وقیل یتیمم لفوت الوقت اور قول ضعیف یہ ہی کہ تیمم کرے وقت کے فوت ہوجانے کے ڈر سے
ہم قنیہ مین کہا کہ یہ روایت ہی ہمارے مشائخ سے اور اسپر چند فروع کو متفرع کیا از انجملہ یہ ہی کہ اگر چھت پر ہووے اور کوٹھری کے اندر پانی ہی اور
اندھیرے مین اسکے اندر جانے سے ڈرتا ہی تو تیمم کرے اگر فوت وقت کا خوف ہو کذا فی البحر قال الحلبی فالاحوط ان یتیمم ویصلی ثم یعید
حلبی شارح منیۃ المصلی نے کہا تو ایسی صورت مین احوط یہ ہی کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر وضو کرکے اس نماز کا اعادہ کرے یعنے قضا پڑھے ویجب
ای یفترض طلبہ ولو برسولہ قدر غلوۃ ثلثمائۃ ذراع من کل جانب ذکرہ الحلبی اور واجب ہی یعنے فرض ہی تلاش کرنا پانی کا اگرچہ اپنا
آدمی بھیج کر تلاش کرے اسقدر ایک تیر کے جانے کے یعنے تین سو گز ہر جانب سے ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے ہم نیر ہر تاب چار سو گز ہین چار سو گز تک کذا فی المنح
شرنبلالیہ مین برہان سے منقول ہی کہ جس طرف پانی کا گمان ہو فقط اسی طرف اسقدر تلاش کرنا چاہیے نہ ہر جانب سے تو شارح کا مطلب
یہ ہی کہ ہر جانب سے جدھر گمان ہو ادھر تلاش کرنا چاہیے کذا فی الطحطاوی وفی البدائع الاصح طلبہ قدر ما لا یضر بنفسہ ورفقتہ بالانتظار
اور بدائع مین ہی کہ صحیح تر قول یہ ہی کہ پانی کا تلاش کرنا اسقدر ہو کہ ضرر نہ پہونچے تلاش مین اسکی ذات کو اور اسکے سفر کے ساتھیون کو انتظار کرنے سے

یعنے اگر ایک کو بھی ائمین سے ضرر ہو تو عدم طلب مباح ہے ان ظن ظناً قویاً قربہ دون میل بامارۃ او اخبار عدل تلاش فرض ہے اگر گمان قوی ہو
پانی کے پاس ہونیکا ایک میل سے کم کسی علامت سے یا ایک متقی آدمی کے خبر دینے سے ھ ظن مین اور ظن غالب مین یہ فرق ہے کہ اگر احد الطرفین قوی اور راجح ہو
دوسرے سے اور دل نہ جمے راجح پر اور نہ چھوڑے دوسرے کو تو اوسکا نام ظن وگمان ہے اور جبکہ احد الطرفین دل مین جم جاوے اور دوسری جانب کو چھوڑ دے
اسکا نام اکبر ظن اور غالب الراے ہے میل کی قید اسواسطے لگائی کہ میل اور ما فوق میل بعید ہے اسکی طلب واجب نہین قرب پانی کی علامت یہ ہے کہ سبزہ نظر
آوے اور چڑیان گھومتی ہون کذا فی الطحطاوی کو اگر نہ یغلب علی ظنہ قربہ لا یجب بل یندب ان رجاہ ؎ اور اگر پانی کے نزدیک ہونیکا اسکو ظن
غالب نہو یعنے شک ہو یا غیر قوی ظن ہو تو تلاش واجب نہین بلکہ مستحب ہے اگر امید ہو نزدیکی کی اور اگر امید نہو تو تلاش مستحب بھی نہین ولو صلی بتیمم
ثمہ من یسئلہ ثم اخبرہ بالماء اعاد ؎ اور اگر نماز پڑھی تیمم سے بدون پوچھنے کے اور حالانکہ وہان وہ شخص تھا جس سے پوچھتا پھر نماز کے بعد اس
شخص نے پانی کے نزدیک ہونیکی خبر دی تو نماز کو پھر پڑھے ورنہ اعادہ نہ کرے کذا فی الزیلعی ھ بحر الرائق مین سراج سے منقول ہے کہ تیمم کیا بدون طلب کے
اور طلب واجب تھی اور نماز پڑھی پھر تلاش کی سو پانی نپایا تو اعادہ واجب ہے طرفین کے نزدیک مطلقاً خواہ بعد اسکے پانی کی کوئی خبر دے یا نہ دے
خلافاً لابی یوسف کذا فی الطحطاوی وشرط لہ ای للمتیمم فی حق جواز الصلوٰۃ بہ نیۃ عبادۃ اور مشروط ہے تیمم کے واسطے نماز جائز ہونیکے حق مین عبادت
کی نیت کرنا ھ جواز نماز کی قید اسواسطے لگائی کہ نماز کے سواے چنانچہ سلام یا جواب سلام کے واسطے فقط تیمم کی نیت کفایت کرتی ہے اور عبادت کی نیت
مانند طہارت یا استباحت نماز یا رفع حدث یا رفع جنابت کی نیت ہے کذا فی البحر ولو صلوٰۃ جنازۃ او سجدۃ تلاوۃ لا شکر فی الاصح اگرچہ عبادت
نماز جنازہ ہو یا سجدۂ تلاوت کا نہ سجدہ شکر کا امام کے صحیح تر قول مین یعنے اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس تیمم سے مطلق نماز جائز ہے
اور اگر سجدۂ شکر کے واسطے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہین کیونکہ وہ عبادت نہین امام کے نزدیک حلبی نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر
مستحب ہے اور اسی پر فتوے ہے چنانچہ سجدۂ تلاوت کے باب مین مذکور ہوگا تو جب عبادت ہوا تو اوس تیمم سے نماز صحیح ہوگی مقصودۃ تیمم کے واسطے
اوس عبادت کی نیت مشروط ہے جو مقصود بالذات ہو یعنے دوسری عبادت کا وسیلہ نہو خرج دخول مسجد ومس مصحف عبادت مقصودہ کی قید سے
مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا نکل گیا یعنے دخول مسجد اور مس مصحف خود عبادت مقصودہ نہین بلکہ نماز اور قرآن پڑھنے کے وسیلہ ہین اگر کوئی
کہے کہ دخول مسجد قطع نظر نماز کے اعتکاف کے واسطے ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ عبادت تو اعتکاف ہے اور دخول مسجد اسکا تابع ہے تو عبادت مقصودہ پھرا
اور قرارت کی نیت سے تیمم کرنے مین تفصیل حق ہے چنانچہ بدائع مین ہے کہ اگر جنب نے قرارت کے واسطے تیمم کیا تو اسکو اور نمازین پڑھنا جائز ہین کذا فی
الطحطاوی لا تحل ای لا تحل لیعم قرأۃ القران للجنب بدون طہارۃ تیمم کے واسطے وہ عبادت مقصودہ مشروط ہے جو صحیح نہین یعنے حلال نہین بدون
طہارت کے لا تصح کی تفسیر لا تحل اسواسطے کی تاکہ عبادت مقصودہ جنب کی قرآن خوانی کو بھی شامل ہو جاوے ھ زیلعی اور سراج وہاج وغیرہ مین
مطلق مذکور ہے کہ صحیح تر یہ ہے کہ قرآن خوانی کے تیمم سے نماز پڑھنا درست نہین لیکن بدائع اور غایۃ البیان اور مجتبی مین کہا کہ اطلاق صحیح نہین تفصیل حق
یہ ہے یعنے اگر جنب قرآن خوانی کے واسطے تیمم کرے تو اور نمازین پڑھنا درست ہین چنانچہ بحر الرائق مین ہے کہ شرط یہ ہے کہ منوی عبادت مقصودہ ہو یا عبادت
مقصودہ کا جز ہو اور وہ حلال نہو بدون طہارت کے تو قرآن خوانی عبادت مقصودہ یعنے نماز کا جز ہے لیکن اگر قرآن خوان جنب ہو تو شرط اخیر یعنے عدم حلت فعل الا
بالطہارۃ پائی گئی تو تیمم کی شرط پوری ہوگئی تو نماز اس سے درست ہوئی اور اگر قرآن خوان جنب نہین بلکہ بے وضو ہے تو شرط اخیر نہ پائی گئی تو اس تیمم سے نماز جائز نہوئی
کذا فی المنح شارح نے لا تصح کی تفسیر لا تحل کی تاکہ اشارہ ہو اس تفصیل تحقیقی کی طرف خرج السلام ورده شرط اخیر سے سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کا تیمم خارج ہو گیا
یعنے سلام اور جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہین لیکن بدون طہارت کے بھی صحیح ہین تو انکے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہین فلغا تیمم کافر لا وضوءہ

لانه ليس باهل للنية فما يفتقر اليها لا يصح منه جب تیمم مین نیت مخصوصہ شرط ہوئی تو کافر کا تیمم کرنا لغو یعنے باطل ہی نہ وضو کرنا اسکا اسلیے کہ کافر نیت کرنے کی اہلیت نہین رکھتا تو جو عمل کہ اپنی صحت مین نیت کی طرف حاجت رکھتا ہی وہ کافر سے صحیح نہوگا مراسواسطے کہ نیت سے فعل ثواب آخرت کا سبب مراد ہوتا ہی اور کافر سے حالت کفر مین ایسا فعل واقع نہین ہوتا ولهذا کافر کا وضو صحیح ہی کیونکہ اسمین نیت کی حاجت نہین تو کافر بعد اسلام کے وضوء سابق سے نماز پڑھ سکتا ہی نہ تیمم سابق سے وصح تيمم جنب بنية الوضوء به يفتي اور صحیح ہی جنب کا تیمم کرنا وضو کی نیت سے اسی قول کا فتوے ہی یعنے وضو کی نیت سے جنابت سے بھی پاک ہوجاتا ہی وندب لراجيه رجاء قويا اخر الوقت المستحب اور جسکو پانی ملنے کی امید قوی ہو تو اسکو وقت مستحب کے آخر وقت مین نماز پڑھنا مندوب اور مستحب ہی کذا فی المنح عن الوافی ولو لم يوخر وتيمم وصلى جاز لو كان بينه وبين الماء ميل والا لا اور اگر تاخیر نہ کی اور تیمم کیا اور نماز پڑھ لی تو جائز ہی اگر ہو درمیان اس شخص کے اور پانی کے میل بھر کی مسافت اور اگر اس قدر سے مسافت کم ہو تو نماز جائز نہین صلی من ليس في العمران بالتيمم ونسي الماء في رحله وهو مما ينسى عادة لا اعادة عليه نماز پڑھی اس شخص نے جو آبادی مین نہین اور بھول گیا اس پانی کو جو اونٹ کے کجاوے مین ہی اور کجاوہ اس قسم سے ہی کہ اسکی چیز کے بھول جانے کی عادت ہی تو اسپر نماز کا اعادہ نہین ہم آبادی مین نہونا عام ہی خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اور اگر آبادی مین ہو اور اس طرح نماز پڑھے تو اعادہ واجب ہی اور جسنے مسافر کی قید لگائی ہی تو بنظر غالب عادت کے کذا فی المنح اور نسیان وغیرہ باقی قیود کے احترازات کو شارح مذکور کریگا ولو ظن فناء الماء اعاد اتفاقا اور اگر پانی کے چک جانیکا گمان کیا اور تیمم سے نماز پڑھی تو پانی دیکھکر نماز کا اعادہ کرے بالاتفاق کما لو نسيه في عنقه او ظهره او في مقدمه راكبا او مؤخره سائقا او نسي ثوبه وصلى عريانا او في ثوب نجس ومعه ما يزيله او توضأ بماء نجس او صلى محدثا ثم ذكر اعاد اجماعا چنانچہ اگر اس پانی کو بھولا جو اونٹ کی گردن یا اسکی پیٹھ یا اسکے سامنے تھا سواری کی حالت مین یا اونٹ کے پیچھے جبکہ وہ اسکا ہانکنے والا تھا یا شخص اپنا کپڑا بھولا اور برہنہ نماز پڑھی یا ناپاک کپڑے مین یا نجاست کے ساتھ نماز پڑھی درحالانکہ اسکے پاس وہ چیز ہی جس سے ازالہ نجاست ہوسکتا تھا یا وضو کیا نجس پانی سے یا بے وضو نماز پڑھی پھر اسکو پانی یا کپڑا یا نجاست یا بے وضو ہونا یاد پڑا تو نماز کو پھر پڑھے بالاتفاق مم بعضی صورتون مین حکایت اجماع مین کلام ہی کہ بحر الرائق اور منح الغفار کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہی ويطلبه حتما على الظاهر من رفيقه من هو معه فان منعه ولو دلالة بان استهلكه تيمم لتحقق عجزه اور بنا بر ظاہر الروایۃ کے واجب ہی کہ پانی مانگے اپنے رفیق سے جو اسکے ساتھ ہی پھر اگر وہ پانی ندے اگرچہ ندینا دلالت حال کی راہ سے ہو اسطرح کہ کچھ پانی کو تلف کرے اور باقی طہارت کو کافی نرہے تو تیمم کرے بسبب ثابت ہوجانے اسکو عاجزی کے ہم رفیق کی قید باعتبار عادت کے ہی اسلیے کہ جو نماز کے وقت موجود ہو اس سے مانگنا چاہیے رفیق ہو یا غیر رفیق وان لم يعطه الا بثمن مثله او بغبن يسير وله ذلك فاضلا عن حاجته لا يتيمم اور اگر وہ شخص پانی ندے مگر بعوض اس ثمن کے جو اسقدر پانی کا معمول ہی یا تھوڑے سے غبن کے ساتھ اور اسکے پاس وہ ثمن موجود ہی اسکی حاجت سے زیادہ تو تیمم نہ کرے بلکہ پانی خرید کرکے وضو کے ساتھ نماز پڑھے ہم غبن یسیر وہ ہی جو دو چند قیمت سے کم ہو یہ معلوم ہوتا ہی غبن فاحش کی تعریف سے جو عنقریب مذکور ہوگی ولو اعطاه بالكل يعني بغبن فاحش وهو ضعف قيمته في ذلك المكان او ليس له ثمن ذلك تيمم اور اگر پانی کا مالک پانی دے اکثر ثمن سے یعنے غبن فاحش کے ساتھ اور غبن فاحش دو چند ہی پانی کی قیمت کا اس مکان مین یا اس شخص کے پاس اسقدر ثمن نہین ہی تو تیمم کرے ہم غبن فاحش سے خرید کرنا اسواسطے واجب نہوا کہ حرمت مال مسلم اسکے جان کی حرمت کے مانند ہی اور جان مین ضرر مسقط ہی اسی طرح مال مین کذا فی البحر واما للعطش فيجب على القادر شراؤه باضعاف قيمته احياء لنفسه اور پیاس کے واسطے تو واجب ہی خرید کرنا مقدور والے پر اضعاف بیشمار کے بدلے اپنی جان کے زندہ رکھنے کی وجہ سے یعنے اسلیے کہ حفظ جان کا مقدم ہی مال کے حفظ پر وانما يعتبر المثل في تسعة عشر موضعا ملكوها في الاشباه اور ثمن مثل معتبر نہین مگر ۱۹ مکانون مین جو اشباہ مین مذکور ہین ہم مواضع مذکورہ کی تفصیل یہان ضرور نتھی لهذا بخوف تطویل انکو مذکور نہ کیا وقيل طلبه للماء لا يتيمم على الظاهر اي ظاهر الرواية عن اصحابنا

ف ۱ غلامہ شامی نے فرمایا یعنے عندالامام اور علماء کی اصل مین کی طرف پھیرنے کی وجہ سے اور یہ بھی کہا ہی کہ اسکا انضباط دشوار ہی لہذا مناسب یہی ہی کہ دونون ضمیرین بھی جو اسکی طرف راجع ہین پہلی ضمیر اونٹ کی طرف

ف ۲ پھیرنا اولی ہی شامی نے زیلعی سے نقل کیا کہ نجس کپڑے سے نماز پڑھنے مین اختلاف ہی باقی مین اجماعا اعادہ کا ہی ۱۲ ف ۳ یعنے جان کا ضرر وضو کو ساقط کر دیتا ہی ۱۲

لانہ مبذول عادۃ کما فی البحر عن المبسوط اور پانی مانگنے سے پہلے تیمم نہ کرے بنا بر ظاہر الروایۃ کے ہمارے اصحاب یعنے ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ سے اسواسطے کہ پانی مین بخل نہین ہوتا وہ دینے اور خرچ کرنے کی چیز ہی عادت مین چنانچہ بحر الرائق مین مبسوط سے منقول ہے اور جو چیز محتاج الیہ ہو اور اسکے دینے مین بخل کی عادت نہو تو اسکے مانگنے مین کچھ ذلت اور خواری نہین اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض حوائج کو غیرون سے سوال کیا ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر وعلیہ یجب طلب الدلو والرشاء اور بنا بر اسکے چونکہ پانی کا طلب کرنا واجب ہے مبذول ہونے کے سببسے تو ڈول اور رسی کا مانگنا واجب ہے یعنے اسمین بھی بخل کی عادت نہین ہے وکذا الانتظار لو قال حتی استقی وان خرج الوقت اور اسی طرح انتظار کرنا واجب ہے اگر طالب سے کہا ڈول اور رسی کے مالک نے ٹھہر جا یہان تک کہ پانی بھر لون اگرچہ انتظار مین نماز کا وقت نکل جاوے ہم اور دوسرا قول یہ ہے کہ انتظار کرنا واجب نہین مستحب ہے کذا فی الطحطاوی ولو کان فی الصلوۃ ان ظن الاعطاء قطع والا لا اور اگر متیمم نماز مین کسی دوسرے شخص کے پاس پانی دیکھے اگر اسکو پانی دینے کا گمان ہو تو نماز کو قطع کرے اور اگر دینے کا گمان نہو تو نماز نہ توڑے نہر الفائق مین ہے کہ تیمم کرنے والا نماز مین ہو اور اسکو دینے کا گمان غالب ہو تو قطع کرے اور طلب کرے پھر اگر وہ نہ دے تو تیمم اسکا باقی ہے پھر اگر اسنے بلا سوال نماز تمام کی پھر سوال کیا تو اگر اسنے پانی دیا تو نماز پھر پڑھے ورنہ نماز تمام ہو گئی کذا فی الطحطاوی لکن فی القہستانی عن المحیط ان ظن اعطاء الماء اولا لہ وجب الطلب والا لا لیکن قہستانی مین محیط سے منقول ہے کہ اگر پانی یا ڈول و رسی دینے کا گمان ہو تو طلب کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہین ہم یہ روایت مخالف ہے ظاہر الروایۃ مین جو متن مین مذکور ہو چکی اور محیط کے مانند وافی مین بھی تفصیل مذکور ہے کذا فی الطحطاوی والمحصور فاقد الماء والتراب الطہورین بان حبس فی مکان نجس ولا یمکنہ اخراج مطہر وکذا العاجز عنہما لمرض یوخرہا عندہ اور بندیوان پانے والا پانی اور مٹی پاک کرنے والون کا اس طرح ہے کہ وہ شخص بند کیا گیا ناپاک مکان مین اور اسکو ممکن نہین پاک مٹی کا نکالنا زمین یا دیوار کھود کر اور اسی طرح بندیوان کے مانند وہ شخص ہے جو پانی اور مٹی مطہر سے عاجز ہے بیماری کے سببسے نماز کو تاخیر کرے امام کے نزدیک ہم تاخیر کرے یعنے اسپر نماز حرام ہے الیہ نقل کیا ہے نووی شافعی نے امام کا مذہب کذا فی المنح اور اگر پاک کرنے والی مٹی کے نکالنے پر قادر ہو تو مٹی نکال کے نماز پڑھے باتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ خلاصہ مین ہے وقالا یتشبہ بالمصلین وجوبا فیرکع ویسجد ان وجد مکانا یابسا والا یومی قائما ثم یعید کالصوم اور صاحبین نے کہا کہ فاقد الطہورین نمازیون کے مشابہ بنجاوے وجوبا تو رکوع اور سجدہ کرے اگر خشک مکان پاوے اور اگر خشک مکان نملے تو نماز کا اشارہ کرے کھڑے ہو کر پھر جب پانی یا مٹی پاوے تو نماز کا اعادہ کرے صوم کے مانند ہم یعنے اگر مسافر موضع اقامت مین داخل ہوا کھانیکے بعد رمضان شریف مین یا اسوقت پہونچا کہ نیت صوم کا وقت باقی نرہا تو باقی دن مین اسپر امساک واجب ہے روزہ دارون کے مشابہ بنکر پھر اس روزہ کا اعادہ واجب ہے کذا فی الطحطاوی بہ یفتی والیہ صح رجوعہ ای الامام کما فی الفیض اور اسی صاحبین کے قول پر فتوے ہے اور اسی قول کی طرف امام کا رجوع کرنا صحیح ہے چنانچہ فیض مین ہے وفیہ ایضا مقطوع الیدین والرجلین اذا کان بوجہہ جراحۃ یصلی بغیر طہارۃ ولا یتیمم ولا یعید علی الاصح اور یہ مسئلہ بھی فیض مین ہے کہ جسکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹے ہوے ہین جبکہ اسکے چہرے پر زخم ہو تو بدون طہارت کے نماز پڑھے اور تیمم نہ کرے اور نماز کا اعادہ نہ کرے صحیح تر قول پر ہم اور اگر چہرہ صحیح اور سالم ہو تو مٹی پر مل لے اور جسکے ہاتھ شل یعنے خشک ہو گئے وہ اپنا چہرہ اور ہاتھ مٹی سے مل لے اور نماز کو نہ چھوڑے اور اقطع یعنے جسکے دونون ہاتھ کٹے ہون وہ باقی کا مسح کرے اگر غسل مفروض کا کچھ محل باقی ہو والا لا کذا فی الطحطاوی وبہ ظہر ان تعمد الصلوۃ بلا طہر غیر مکفر فلیحفظ وقد مر ویجیٔ فی صلوۃ المریض اور مسئلہ سابقہ سے ظاہر ہو گیا کہ قصدا نماز پڑھنا بدون طہارت کے نماز پڑھنے والے کو کافر نہین کر دیتا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور البتہ یہ مسئلہ مذکور ہو گیا اول کتاب الطہارۃ مین اور آگے بھی آویگا صلوۃ المریض کے باب مین

فروع مسائل ملحقہ شارح کی صلی المحبوس بالتیمم ان فی المصر اعاد والا لا محبوس نے تیمم کے ساتھ نماز پڑھی اگر وہ قیدی شہر مین ہے تو خلاص ہونے کے بعد نماز کو پھیرے اور اگر شہر مین نہین ہے تو نہ پھیرے ہم یعنے مقیم محبوس پر اعادہ ہے نہ مسافر پر اسواسطے کہ سفر کا عذر عجز حقیقی کے ساتھ مل گیا اور سفر مین غالب بے آبی ہے تو عدم متحقق ہو گیا ہر وجہ سے اور مقیم کو اعادہ اسواسطے ہے کہ عجز متحقق

ہوا عباد کے فعل سے اور فعل عباد موثر نہیں حق اللہ کے اسقاط مین کذا فی العالمگیریہ ہل یتیمم السجدۃ التلاوۃ ان فی السفر نعم والا لا سوال سجدۂ تلاوت
کے واسطے تیمم کرے یا نکرے جواب اگر وہ شخص سفر مین ہو تو ہان تیمم کرے اور اگر سفر مین نہین تو نکرے ھم اگر یہ صورت پانی موجود ہونے مین مفروض ہو تو حق یہ ہو کہ
مطلقاً درست نہین نہ سفر مین نہ اقامت مین اور اگر پانی موجود نہین تو مطلقاً درست ہو کذا فی الحلبی الماء المسبل فی الفلاۃ لا یمنع التیمم ما لم یکن کثیراً
فیعلم انہ للوضوء ایضاً جو پانی کہ بطریق سبیل کے رکھا ہو جنگل مین وہ تیمم کرنیکا مانع نہین جبتک کہ بہت نہو یعنے اگر بکثرت ہوگا تو معلوم ہوگا قرینہ سے کہ وہ وضو
کے واسطے بھی ہو ھم پینے کے واسطے جو پانی راہون مین وقف ہوتا ہو تو وہ تیمم کا مانع نہین اسواسطے کہ وضو کا پانی شرعاً معدوم ہو اور کثیر پانی سے اسوقت وضو درست ہوگا
جبکہ فقط شرب کا یقین نہوا اور جبکہ یقین ہو کہ فقط پینے کے واسطے ہو تو وضو حرام ہو اسواسطے کہ وقف کی شرط شارع کے نص کے مانند ہو کذا فی الطحطاوی و لیشرب ماء الوضوء
اور وہ پانی جو وضو کے واسطے وقف اور سبیل ہو اسکا پینا درست ہو الجنب اولی بمباح من حائض و محدث و میت جنابت والا مقدم اور لائق تر ہو مباح پانی
استعمال کرنے مین حائض اور بے وضو اور غسل میت سے یعنے اسواسطے کہ جنابت اشد ہو تو اسکا ازالہ اہم ہو و لحدھم فہو اولی اور اگر وہ پانی انمین سے کسی ایک شخص کا
مملوک ہو تو وہ شخص مقدم ہو کیونکہ وہ مالک ہو ولو مشترکا ینبغی صرفہ للمیت اور اگر وہ پانی تینون مین مشترک ہو تو اسکا صرف کرنا غسل میت کے واسطے لائق ہو جاز
تیمم جماعۃ من محل واحد تیمم کرنا جماعت کا ایک مکان سے جائز ہو یعنے اسواسطے کہ مٹی مستعمل نہین ہوتی یہان تک کہ اگر تیمم کرنے والون کے ہاتھون کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو
اسپر بھی تیمم درست ہو کذا فی الطحطاوی حیلۃ جواز تیمم من معہ ماء زمزم ولا یخاف العطش ان یخلطہ بما یغلبہ او یہبہ علی وجہ یمنع الرجوع
تدبیر جائز ہونے تیمم کی اس شخص کو جسکے ساتھ زمزم کا پانی ہو اور اسکو پیاس کا کھٹکا نہین یہ ہو کہ زمزم کے ساتھ اس چیز کو ملا دے جو اُس سے غالب ہو جاے یا برابر جیسا کہ گلاب
وغیرہ کو مخلوط کر دے یا اسکو ہبہ کر دے اسطرح پر کہ مانع ہو رجوع فی الہبہ کے ھم عدم خوف تشنگی کی اسواسطے قید لگائی کہ تشنگی کے خوف سے تیمم جائز ہو بدون مخلوط کرنے کے
اسواسطے کہ وہ پانی حاجت اصلی مین مشغول ہو اور ظاہر اسپہ مذکورہ کا حیلہ خوب نہین کہ اسمین اپنا کچھ فائدہ نرہا واللہ اعلم و ناقضہ ناقض الاصل ولو غسلاً اور
تیمم کا توڑنے والا وہ ہو جو تیمم کی اصل کا ناقض ہو یعنے تیمم جسکا خلیفہ اور بدل ہو اگرچہ وہ اصل غسل ہو یعنے جو چیز کہ وضو کی ناقض ہو وہ اس تیمم کی ناقض ہو جو خلیفہ ہو وضو کا
اور جو چیز غسل کی ناقض ہو وہ اُس تیمم کی بھی ناقض ہو جو بدلا ہو غسل کا مصنف نے اپنی شرح مین کہا کہ کنز اور وقایہ مین یون کہا ہو کہ تیمم کا ناقض وہ ہو جو وضو کا ناقض ہو
اور شرح نقایہ مین کہا کہ ناقضہ ناقض الاصل وضوءً اکان او غسلاً اور یہی کہنا بہتر ہو اسواسطے کہ جو ناقض ہو غسل کا وہ ناقض ہو وضو کا لیکن ہر ناقض وضو کا غسل
کا ناقض نہین کیونکہ حدث ناقض وضو ہو پر وہ غسل کا ناقض نہین تو یہ کلیہ نہ ٹھہرا کہ ناقض وضو کا ہر تیمم کا ناقض ہو انتہی فلو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثاً لا
جنباً تو اگر جنابت کے واسطے تیمم کیا پھر حدث اصغر واقع ہوا تو وہ محدث ہو گیا نہ جنب یعنے اسکا وضو ٹوٹا نہ غسل ھم دریافت کر کہ متن مذکور تین صورت
مین شامل ہو ایک یہ کہ اگر تیمم حدث اصغر سے ہو تو اسکا ناقض وہ ہو جو اسکی اصل یعنے وضو کا ناقض ہو دوسری صورت یہ کہ اگر تیمم جنابت سے ہو تو اسکا ناقض وہ ہو
جو غسل کا ناقض ہو تیسری صورت یہ ہو کہ حدث اصغر اور حدث اکبر یعنے جنابت کے واسطے ساتھی تیمم کیا پھر حدث اصغر واقع ہوا تو یہان تیمم ٹوٹا ایک اصل
کے اعتبار سے یعنے باعتبار حدث اصغر کے نہ باعتبار جنابت کے تو شارح کا متفرع کرنا صحیح ٹھہرا تو حلبی کا اعتراض جو شارح پر تھا کہ انھنے مسکوت عنہ پر تفریع
کی دفع ہو گیا کذا فی الطحطاوی تہرف تہتی ضا دینزع خفیہ جبکہ وہ محدث ہو گیا نہ جنب تو اب وہ وضو کرے اگر پانی بقدر وضو کے پاوے
اور اپنے دونون موزے اُتار کے پانون دھووے ھم یعنے جو موزے کہ جنابت سے پہلے طہارت کاملہ پر پہنے تھے انکو اُتار ے جیسا کہ زیلعی مین ہو
موزہ اسواسطے اُتارے کہ موزہ جنابت کا مانع نہین جیسا کہ باب المسح علی الخفین مین مذکور ہوگا کذا فی الحلبی ثم یمسح علیہ ما لم یمر بالماء
پھر وضو کے بعد ہر موزے پر مسح کرتا رہے جبتک اسقدر پانی پر نگذرے جو غسل کے واسطے کفایت کرتا ہو کیونکہ اگر اسقدر پانی پر گذر ہوگا تو جنابت
کا بھی تیمم ٹوٹ جاویگا پھر تجاوز کے بعد جنابت کے واسطے دوسرا تیمم کرے کہ پہلا ٹوٹ گیا پانی کے دیکھنے سے پھر اسکے بعد اگر حدث اصغر واقع ہو

سے یعنی اصل ہے جس سے سہا عبارت مین مذکور ہوا ۱۲

اور پانی بقدر وضو کے پاوے تو موزون پر مسح نکرے بلکہ انکو اتارے اور پانون کو دھووے کیونکہ جنابت پانون مین سرایت کر گئی پھر موزے پہنے اور مسح
کرتا رہے بعد حدث کے کذا فی الطحطاوی قھستانی فی عبارۃ صدر الشریعۃ بعد بمعنی بعد کما فی ان مع العسر یسرا فافہم تو مع کا لفظ صدر الشریعۃ کی عبارت مین
بمعنی بعد کے ہی جیسے ان مع العسر یسرا مین مع بمعنی بعد ہی یعنے دشواری کے بعد آسانی ہی سو اسکو سمجھ لے ای مخاطب ہم شرح وقایہ مین اول باب تیمم مین صدر الشریعۃ
کی عبارت اسطرح ہی اما اذا کان مع الجنابۃ حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء یعنے جبکہ مع الجنابۃ حدث موجب وضو ہو تو اسپر وضو واجب ہی تو اسکا مطلب
یہ ہی کہ جب جنابت کے تیمم کے بعد حدث پایا جاوے تب وضو واجب ہی اسواسطے کہ جنابت کے ساتھ وضو کرنیکی حاجت نہین چنانچہ قہستانی مین یون مصرح ہی کہ
اگر جنب کے پاس اتنا پانی ہو کہ اسکے کچھ اعضا یا وضو کو کفایت کرتا ہو تو وہ تیمم کرے اور اسپر واجب نہین پانی کا صرف کرنا اعضا یا وضو کی طرف مگر
جبکہ جنابت کا تیمم کیا پھر حدث واقع ہوا وضو کا موجب تو اب اسوقت اسپر وضو کرنا واجب ہی کیونکہ وہ پانی بقدر کفایت پر قادر ہوا کذا فی الطحطاوی
اور اسی طرح حسن چلپی محشی شرح وقایہ نے عبارت مذکورہ کے وضو کو بعد تیمم جنابت کے محمول کیا ہی وقدرۃ علی ماء ولو اباحۃ فی الصلوۃ اور ناقض تیمم ہی
قادر ہونا پانی پر اگرچہ قدرت بطریق اباحت کے ہو نماز مین ہم یعنے اگر ایک شخص نے پانی کے نہونے سے تیمم کر کے نماز شروع کی اور عین نماز مین کسی شخص نے
اسپر پانی مباح کر دیا تو قدرت حاصل ہوئی نماز چھوڑ کر وضو کرے اور نماز پڑھے مصنف نے شرح مین کہا کہ رویت سے قدرت کو تعبیر کرنا بہتر ہی اسواسطے کہ
مریض پانی کو دیکھتا ہی اور پھر بھی تیمم کرتا ہی اور بعد زوال مرض تیمم باطل ہوگا بسبب قدرت کے اگرچہ پانی نظر نہ آوے کافی لطہرہ ولو مرۃ لانہ قدرۃ بقدر
پانی کی ناقض ہی جو کافی ہو اسکی طہارت کو یعنے وضو یا غسل کو اگرچہ ایک ایک بار اعضا کا دھونا ممکن ہو فضل عن حاجتہ کعطش وعجن وغسل
نجس مانع ولمعۃ جنابۃ لان المشغول بالحاجۃ وغیر الکافی کالمعدوم قدرت اس پانی کی ناقض ہی جو اسکی حاجت سے زائد ہی چنانچہ تشنگی سے اور آٹا
گوندنے اور نجاست سے مانع نماز کے دھونے سے اور اس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اسواسطے کہ جو پانی کہ حاجت کے ساتھ مشغول ہی اور وضو
یا غسل کو کفایت نہین کرتا ہی وہ نہونے کی برابر ہی لا ردۃ نہ ارتداد یعنے تیمم کا ناقض نہین مرتد ہو جانا یعنے اگر مسلمان نے تیمم کیا پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا پھر توبہ کی
تو وہ تیمم باقی ہی نماز اس سے جائز ہی وکذا ینقضہ کل ما منع وجودہ التیمم اذا وجد بعدہ لان ما جاز بعذر بطل بزوالہ اور اسی طرح توڑتی ہی تیمم کو ہر ایک
وہ چیز جسکا ہونا تیمم کا مانع ہی جبکہ وہ چیز تیمم کے بعد پائی جائے اسواسطے کہ جو چیز جائز ہوئی کسی عذر کے ہونے سے باطل ہو جاتی ہی اسکے زائل ہو جانے سے فلو تیمم لمرض بطل ببرئہ او لبرد وبطل بزوالہ تو اگر تیمم کیا بیماری کے سبب تو تیمم باطل ہو جاتا ہی بیماری کے جاتے رہنے سے یا تیمم کیا تھا سردی کے سبب تو باطل
ہوتا ہی سردی کے زوال سے والحاصل ان کل ما منع وجودہ التیمم نقض وجودہ التیمم اور خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جس چیز کا وجود مانع ہی تیمم کا اسکا موجود ہونا تیمم کا
ناقض ہی ہم طحطاوی نے کہا شلح کا یہ کلام بعینہ متن کا کلام ہی تو اسکا کچھ فائدہ حاصل نہوا اور توضیح اسکی یون ہی کہ تیمم جائز نہین ابتدا مین پانی کے ہوتے اور بعد اسکے
اگر پانی میل سے کم ہی سو اگر وہ متیمم تھا پھر پانی حاضر ہوا یا تیمم چلا یہان تک کہ میل سے کم ہو گیا تو تیمم ٹوٹ گیا اور اگر مریض نے تیمم کیا مرض کے سبب پانی کے ہوتے
پھر پانی حاضر ہوا تو تیمم نہین ٹوٹتا انتہی وما لا یمنع وجودہ فی الابتداء فلا ینقض وجودہ بعد ذلک التیمم اور جس چیز کا وجود تیمم کا مانع
نہین ابتدا مین تو اسکا موجود ہونا بعد اسکے تیمم کو نہین توڑتا ہی ہم چنانچہ مریض مذکور کی مثال سے یہ امر واضح ہوتا ہی ولو قال وکذا زوال ما اباح التیمم لکان
اظہر واخصر اور اگر مصنف یون کہتا اور اسی طرح ناقض تیمم کا ہی زائل ہونا اس چیز کا جسنے تیمم کو مباح کر دیا تو ظاہرتر اور مختصرتر ہوتا مصنف کی عبارت سابقہ
سے کما لا یخفی لظہورہ واختصارہ وعلیہ ولو تیمم لبعد میل فسار فانتقص انتقض فلیحفظ اور بنا بر قاعدہ مذکورہ کے اگر تیمم کیا ایک میل پانی
کے دور ہونے سے پھر متیمم پانی کی طرف چلا سو میل سے کم ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم تیمم اسواسطے ٹوٹ گیا کہ تیمم کی اباحت ہوئی تھی بقدر
میل کے دور ہونے سے پھر جب میل بھر نہ رہا تیمم ٹوٹ گیا اور بموجب متن کے یہ وجہ ہی نقض تیمم کی کہ اقل میل کا وجود تیمم کا مانع ہی پھر جب کہ اقل میل پایا گیا

اُسکے چلنے سے تو تیمم ٹوٹ گیا وَمُرُورُ نَاعِسٍ مُتَيَمِّمٍ عَنْ حَدَثٍ اَوْ نَائِمٍ غَيْرِ مُتَمَكِّنٍ مُتَيَمِّمٍ عَنْ جَنَابَةٍ عَلٰى مَاءٍ كَافٍ لَمْ يَسْتَيْقِظْ لَيْسَ بِنَقْضٍ اور گذرنا اس
اونگھنے کا جسنے تیمم کیا حدث سے یا گذرنا نائم غیر متمکن کا جو تیمم ہی جنابت سے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو جاگتے شخص کی مانند ہو تو تیمم ٹوٹیگا اس گذرنے سے
دابقیا تیممہٗ فَهُوَ الرِّوَايَةُ الْمُصَحَّحَةُ عَنْهُ الْمُخْتَارَةُ لِلْفَتْوٰى اور صاحبین نے نائم اور ناعس مذکور کے تیمم کو باقی کہا ہو اور یہی روایت صحیح ٹھہرائی گئی ہو
امام سے پسندیدہ ہو فتوی دینے کے واسطے ھم تو اب یہ مسئلہ اختلافی نرہا اتفاقی ہو گیا کما لو تیمم وبقربہ ماء لا یعلم بہ کما فی البحر وغیرہ واقرہ المصنف
جیسے تیمم صحیح اور قائم ہو اگر ایک شخص نے تیمم کیا اور اُسکے نزدیک پانی ہو اور وہ اُسکو نہین جانتا ہو ایسا مذکور ہی بحر الرائق وغیرہ مین اور اسکو مصنف نے
اپنی شرح مین ثابت رکھا ہو تیمم لو کان اکثرہ او اکثر اعضاء الوضوء عددا وفی الغسل مساحۃ مجروحا او بہ جدری اعتبارا للاکثر
تیمم کرے جو اکثر یعنے آدھے سے زیادہ وضو کے اعضا شمار کی راہ سے اور غسل مین پیمایش کی راہ سے زخمی ہون یا بدن مین چیچک نکلی ہو تیمم کا حکم ہوا اکثر کے
اعتبار کرنے سے اسواسطے کہ للاکثر حکم الکل ھم تو اگر سر اور چہرہ اور دونون ہاتھون مین زخم ہو اور پاؤن مین زخم نہو تو تیمم کرے خواہ اعضاء زخمی اکثر مجروح
ہون یا صحیح اور یہی قول مختار ہی کذا فی البحر اور غسل مین پیمایش کا اعتبار کرنا یہ صاحب بحر کی تجویز ہی اور صاحب نہر نے بھی اسکو مسلم رکھا ہی کذا فی الطحطاوی
وبعکسہ یغسل الصحیح ویمسح الجریح اور اسکے عکس مین یعنے اکثر اعضاء صحیح ہون اور اقل مجروح تو دھووے صحیح کو اور مسح کرے مجروح کو ھم یعنے محل جراحت
پر مسح کرے اور اگر تاب نہو تو کپڑے پر مسح کرے حلبی شارح منیہ کے کلام سے نکلتا ہی کہ کپڑا باندھنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی وکذا ان استویا غسل الصحیح
من اعضاء الوضوء ولا روایۃ فی الغسل اور اسی طرح اگر اعضاء صحیح اور برابر ہون تو اعضاء صحیح وضو کو دھووے اور مجروح کو مسح کرے اور
غسل مین درصورت مساوات کوئی روایت نہین ھم اور اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور دھونا اور مسح کرنا احوط قول ہی چنانچہ متن مین ہی کذا فی الحلبی شرح منیۃ
المباقی ومفادہ وضوئہ تیمم لانہ احوط فکان اولی درصورت مساوات صحیح کو دھووے اور باقی اعضاء مجروحہ کو مسح کرے اور یہی قول صحیح تر ہی اسواسطے کہ
اسمین زیادہ تر احتیاط ہی تو یہی قول بہتر ٹھہرا وصححہ فی الفیض وغیرہ التیمم اور فیض وغیرہ مین تیمم کرنے کو درصورت مساوات کے صحیح کہا ہی ولا تیمم
او الجرح بیدیہ وان وجد من یوضیہ خلافا لھما جیسے تیمم کرے اگر اسکے دونون ہاتھون مین زخم ہو اگرچہ پاوے اس شخص کو جو اسکو وضو کراوے
برخلاف صاحبین ھم امام کے نزدیک غیر شخص سے اعانت مستحب ہی اور صاحبین کے نزدیک فرض ہی منیہ کی شرح ابن امیر حاج مین مذکور ہی کہ جبکہ یہ حال ہو کہ صحیح
عضو کے دھونے سے مجروح عضو کو پانی پہونچتا ہو تو تیمم کرے کذا فی الطحطاوی ولا یجمع بینھما ای تیمم وغسل اور جمع نکیا جاوے دونون مین یعنے
تیمم اور دھونے مین ھم یہان غسل بالضم مراد نہین بلکہ بالفتح مراد ہی تا کہ غسل اور وضو دونون کو شامل رہے تیمم اور وضو مین یا تیمم اور غسل مین اسواسطے جمع کرنا
جائز نہین کہ بدل اور مبدل مین جمع کرنا شرع سے ثابت نہین کما لا یجمع بین حیض وحبل واستحاضۃ ونفاس چنانچہ اجتماع نہین درمیان حیض
اور حمل یا حیض اور استحاضہ یا حیض اور نفاس کے ولا بین نفاس واستحاضۃ وحبل اور نہ درمیان نفاس اور استحاضہ یا نفاس اور حمل کے ولا زکوۃ
وعشر او خراج او فطرۃ اور نہ اجتماع زکوۃ اور عشر مین یا زکوۃ اور خراج مین یا زکوۃ اور فطرہ مین ھم اجتماع زکوۃ اور عشر یا خراج کی صورت یہ ہی کہ
عشر خارج کا یا خراج زمین کا ادا کیا اور غلہ باقیہ مین تجارت کی نیت کی اور ایک سال اسپر گذر گیا تو اسمین زکوۃ نہین اور حلبی محشی نے اسکی یہ صورت
مذکور کی ہی کہ زمین کا خراج ادا کیا پھر اسمین تجارت کی نیت کی اور سال اسپر گذر گیا تو اسمین زکوۃ نہین اور اجتماع زکوۃ اور فطرہ کی یہ صورت ہی
کہ ایک شخص کی تجارت کے غلام مین اسپر سال گذرا تو اسمین مولی پر زکوۃ ہی اور فطرہ نہین ہی کذا فی الطحطاوی ولا عشر مع خراج اور عشر نہین
خراج کے ساتھ اسواسطے کہ زمین یا عشری ہی یا خراجی عشری پر خراج نہین اور خراجی پر عشر نہین ولا فدیۃ وصوم اور اجتماع نہین فدیہ اور صوم
مین اسواسطے کہ جسپر روزہ رکھنا لازم ہی اسپر فدیہ دینا نہین اور جسکو فدیہ دینا چاہیے چنانچہ شیخ فانی اسپر روزہ نہین لو فعلھما ھم طحطاوی نے کہا یہان

سہو کاتب سے کفارہ ساقط ہوگیا تو بحر الرائق کے موافق عبارت اسطرح مناسب تھی ولا بین القصاص والکفارۃ یعنے اجتماع نہین درمیان قصاص اور کفارہ کے
اسواسطے کہ قصاص ہوتاہی قتل عمد مین اور اسمین کفارہ نہین اور کفارہ ہوتاہی شبہ عمد اور خطا اور اسکے جاری مجرا مین اور اسمین قصاص نہین انتہی مافی الطحطاوی
اور بعضے نسخون مین یون عبارت ہی اور قصاص او دیۃ یعنے جمع نہین درمیان قصاص اور دیت کے واللہ اعلم وَلَا ضَمَانٍ وَقَطْعٍ وَاَجْرٍ اور اجتماع نہین
تاوان اور قطع مین یا تاوان اور اجرت مین یعنے جب سارق کا ہاتھ کاٹا گیا تو اسپر مال مسروقہ کا تاوان نہین اور جس مزدور پر مال کے تلف کرنے سے تاوان ہی
اسکے واسطے مزدوری نہین اور جسکی مزدوری لازم ہی اسپر تاوان نہین وَلَا جَلْدٍ مَعَ رَجْمٍ اَوْ نَفْيٍ اور نہ درہ مارنا سنگساری اور تغریب کے ساتھ یعنے اخراج از
وطن ہم اسواسطے کہ کنوارے کی حد درے ہین اور بیاہے کی حد سنگساری اور درہ مارنا تغریب[1] کے ساتھ مجتمع نہین ہوتا مگر بتجویز حاکم لیکن دُرّہ مارنا قید کرنیکے ساتھ
جمع ہوسکتاہی کذافی الطحطاوی وَلَا مَهْرٍ وَمُتْعَةٍ اَوْ حُبُلٍ اَوْ ضَمَانِ اِفْضَائِهَا اَوْ مَوْتِهَا مِنْ جِمَاعِهِ اور اجتماع نہین مہر اور متعہ مین اسواسطے حسد مین یا مہر
اور عورت کی ضمان افضا یا اسکی موت مین زوج کے اجماع سے ہم مہر اور متعہ مین اسواسطے اجتماع نہین کہ مطلقہ قبل از دخول کا اگر مہر مسمی ہی تو نصف مہر واجب ہی اور
اگر مہر مسمی نہین تو متعہ واجب ہی یہان متعہ سے مراد کرتی اور اوڑھنی اور چادر مراد ہی اور مہر اور حد مین عدم اجتماع کی وجہ یہ ہی کہ اگر وطی صحیح یا شبہہ سے ہی تو مہر واجب ہی
اور حد نہین اور اگر وطی زنا کی ہی تو حد ہی اور مہر نہین اور افضا کی حقیقت یہ ہی کہ زوج کے جماع سے عورت کی بول اور براز کی دونون راہین پھٹکر ایک ہوگئین
تو یہان زوج پر ضمان ہی نہ مہر اور اسی طرح اگر اسکے جماع سے زوجہ مرگئی تو تاوان ہی نہ مہر وَلَا مَهْرِ مِثْلٍ وَتَسْمِيَةٍ اور اجتماع نہین مہر مثل اور مہر معین
مین اسواسطے کہ اگر مہر جائز کا تعین ہوگیا تو وہی واجب ہی اور اگر مہر کا ذکر نہوا یا غیر جائز کو معین کیا چنانچہ شراب یا سوئر تو مہر مثل واجب ہوگا وَلَا وَصِيَّةٍ
وَمِيرَاثٍ اور اجتماع نہین وصیت اور میراث مین یعنے وارث کے واسطے وصیت کرنا صحیح نہین الا باجازت باقی ورثہ کذافی الطحطاوی وغیرھا مما
سيجئ فی محله ان شاء الله تم اور ان اشیاء مذکورہ کے سوا اور چیزین عدیم الاجتماع ہین جنکا ذکر آگے آویگا اپنے موقع پر اگر حق تعالے نے چاہا مَنْ بِهِ
وَجَعٌ رَأْسٍ لَا يَسْتَطِيعُ مَسْحَهُ مُحْدِثًا وَلَا غَسْلَهُ جُنُبًا فَفِی الفَيْضِ عَنْ غَرِيبِ الرِّوَايَةِ يَتَيَمَّمُ وَاَفْتَى قَارِئُ الْهِدَايَةِ اَنَّهُ يَسْقُطُ عَنْهُ فَرْضُ مَسْحِهِ
جسکے سر مین ایسا درد ہی کہ اسکے ساتھ مسح نہین کرسکتا بے وضو ہونے مین اور نہ اسکو دھو سکتاہی نہانے کی حاجت مین تو فیض مین ظاہر الروایۃ کے خلاف غریب الروایہ سے
مذکور ہی کہ وہ شخص تیمم کرے یعنے وضو اور غسل کے عوض اور قاری ہدایہ نے اسکا فتوے دیا ہی کہ اس شخص سے مسح سر کی فرضیت وضو مین ساقط ہی وَلَوْ عَلَيْهِ
جَبِيرَةٌ فَفِی مَسْحِهَا قَوْلَانِ اور اگر سر پر کھپاچون کی پٹی ہی تو اسکے مسح مین دو قول ہین مسح کرنا اور نکرنا اور وجوب مسح کا قول اظہر ہی کذافی الطحطاوی
وَكَذَا يَسْقُطُ غَسْلُهُ فَيَمْسَحُهُ وَلَوْ عَلَى الْجَبِيرَةِ اِنْ لَمْ يَضُرَّهُ وَاِلَّا سَقَطَ اَصْلًا وَجُعِلَ عَادِمًا لِذَلِكَ الْعُضْوِ حُكْمًا كَمَا فِی الْمَعْدُومِ حَقِيقَةً
اور اسی طرح غسل مین دھونا سر کا ساقط ہوتاہی تو سر کو مسح کرے اگرچہ پٹی پر مسح ہو بشرطیکہ مسح اسکو ضرر نکرتا ہو اور اگر ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونون
بالکل ساقط ہین اور یہ شخص حکم شرع مین بدون اس عضو کے ٹھہرایا گیا گویا اسکے سر ہی نہین جسطرح فی الحقیقۃ معدوم العضو سے دھونا اور مسح کرنا ساقط ہوتاہی

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

یہ باب ہی دونون موزون پر مسح کرنیکا اَخَّرَهُ لِثُبُوتِهِ بِالسُّنَّةِ مصنف نے موزون پر مسح کرنا تیمم کے بعد ذکر کیا بسبب ثابت ہونے مسح کے حدیث سے اور تیمم ثابت ہی
قرآن مجید سے وَهُوَ لُغَةً اِمْرَارُ الْيَدِ عَلَى الشَّيْءِ اور مسح لغت عرب مین ہاتھ کا پھیرنا ہی کسی چیز پر خواہ وہ چیز موزہ ہو یا عضو یا دیوار وَشَرْعًا اِصَابَةُ الْيَدِ الْمُبْتَلَّةِ
لِخُفٍّ مَخْصُوصٍ فِی زَمَنٍ مَخْصُوصٍ اور شرع کی اصطلاح مین مسح عبارت ہی تراوت کے پہونچانے سے خاص موزے کو زمانہ خاص مین م خاص موزہ جسمین
شروط آئندہ موجود ہون اور زمانہ خاص سے مراد ایک دن اور ایک رات ہی مقیم کے واسطے اور تین رات اور دو دن مسافر کو وَالْخُفُّ شَرْعًا السَّاتِرُ
لِلْكَعْبَيْنِ فَاَكْثَرَ مِنْ جِلْدٍ وَنَحْوِهِ اور شرع مین موزہ اسکا نام ہی جو ڈھکلے دونون ٹخنون کو پھر زیادہ تر کو بنا ہو چمڑے اور اسکے مانند اور چیز سے بشرطیکہ

[1] تغریب جلاوطن کرنا

باب المسح علی الخفین

ثلثة انمل الاول كونه ساتر محل فرض الغسل القدم مع الكعب او يكون نقصانه اقل من الخرق المانع مسح موزے کی تین چیزین شرط ہین پہلے شرط ہونا موزے کا ڈھکنے والا اس مقام کو جسکا دھونا وضو مین فرض ہی یا قدم کا ٹخنے کے ساتھ یا ہو کمی اسکی کمتر اس سوراخ سے جو مانع ہی مسح کا یعنے اگر پانون کی چھوٹی تین انگلیون سے موزہ کمتر پھٹا ہی تو مسح جائز ہی اتنا نقصان مانع مسح کا نہین فیجوز علی الزربول لو مشدودا الا ان یظهر قدر ثلثة اصابع تو جائز ہی مسح زربول پر اگر وہ تاگے یا گھنڈی سے بندھا ہو مگر یہ کہ بقدر تین انگلیون کے پانون کھلا ہو تو اب مسح جائز نہین ہم زربول مصر کی زبان مین وہ جراب ہی چمڑے کی جو ایڑی پر قائم ہی اور دونون ٹخنون کی طرف مکشوف ہی دوختہ نہین جسطرح اس ملک مین یعنے چمڑے کے موزے ٹخنون سے نیچے دوختہ نہین ہوتے اور گھنڈیون سے انکو کس لیتے ہین وجوز مشایخ سمرقند ستره باللفافة اور سمرقند کے عالمون نے ڈھک لینا زربول مشقوق کا کپڑے سے جائز کہا ہی یعنے اگر موضع مشقوق کو کپڑے سے باندھے تو مسح کرنے کو کافی ہی ہم یہ قول ضعیف ہی اور معتمد اہل بخارا کا قول ہی کہ جائز نہین مگر جبکہ ثخین یعنے گف اور سخت چیز سے ہو جسمین پانی سرایت نکرے اسکو سی لے چنانچہ بانات وغیرہ کذا فی الطحطاوی عن الحلبی والثانی کونه مشغولا بالرجل لیمنع سرایة الحدث اور دوسری شرط مشغول ہونا موزے کا پانون کے ساتھ یعنے تمام موزے مین پانون بھرا ہو موزہ خالی نرہا ہو تاکہ سرایت کرنے حدث کو مانع رہے فلو واسعا فمسح علی الزائد ولو تقدم قدمه الیه یجز تو اگر موزہ کشادہ اور لمبا ہو پھر اسنے مسح کیا زائد پر حالانکہ اس زائد کی طرف پانون نہین پہونچا تو مسح جائز نہوا ہم فتاوے عالمگیری مین سراج سے منقول ہی کہ معتبر نہین مسح کرنا اس موضع کا جو خالی ہی قدم سے تو اگر اسنے پانون کو خالی مقام مین کر دیا اور مسح کیا تو جائز ہی اور اگر وہان سے پانون ہٹاوے تو مسح کو اعادہ کرے انتہی اور حلبی نے اپنے اُستاد سے نقل کیا کہ اعادہ مسح کا ضرور نہین کذا فی الطحطاوی مختصرا ولا یضر رؤیة رجله من اعلاه اور مسح مین ضرر نہین کرتا نظر پڑنا اپنے پانون کا اوپر سے یعنے اگر ایسا موزہ کشادہ ہو کہ اوپر سے نظر آتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین والثالث کونه مما یمکن متابعة المشی المعتاد فیه فرسخا فاکثر اور تیسری شرط ہونا موزے کا ہی اس چیز سے کہ ممکن ہو پیادہ پا چلنا اسمین عادت کے موافق تین کوس پھر زیادہ اسقدر ہم فرسخ کی قید حاشیہ ہدایہ مین ہی اور محیط مین امکان سفر مذکور ہی فلم یجز علی متخذ من زجاج او خشب او حدید تو جائز نہین مسح اس موزے پر جو بنا ہی کانچ یا لکڑی یا لوہے سے یعنے اسواسطے کہ اسکو پہنکر آدمی بے تکلف عادت کے موافق چل نہین سکتا وهو جائز فالغسل افضل الا لتهمة فمسحه افضل ورد یعنے موزے کا مسح جائز ہی نہ فرض اور واجب تو پانون کا دھونا افضل ہی مسح کرنے سے مگر رفض اور خروج کی تہمت کے وجہ سے تو مسح کرنا ہی افضل ہی ہم روافض اور خوارج کے نزدیک مسح موزے کا جائز نہین بل ینبغی وجوبه علی من لیس معه الا ماء یکفیه او خاف فوت وقت او وقوف عرفة بحر بلکہ مسح کا واجب ہونا چاہیے اس شخص پر جسکے پاس پانی نہین مگر اتنا کہ مسح کو کفایت کرتا ہو یا ڈرا وقت کے فوت ہونے سے اگر پانون دھووے یا ڈرا وقوف عرفات کے فوت ہونے سے کذا فی البحر ہم یہ تجویز ہی صاحب بحر کی کتب شافعیہ کے موافق اسواسطے کہ قواعد حنفیہ کے مخالف نہین وفی القهستانی انه رخصة مسقطة للعزیمة ولهذا لو خاض الماء فی خفیه بنیة الغسل ینبغی ان یأثم انتہی اور قہستانی کی شرح نقایہ مین ہی کہ البتہ مسح رخصت ہی عزیمت کی ساقط کرنے والی اور اسی واسطے کہ اگر پانی ڈالے اپنے موزون مین دھونے کی نیت سے تو چاہیے کہ گنہگار ہو ہم رخصت (اجازت ۱۲) وہ ہی جو عذرات عباد پر مبنی ہو اور عزیمت عبارت ہی حکم اصلی سے جسکی بنا عذرات عباد پر نہین ہو الاصح فی التعریف تو مسح ایسی رخصت ہی کہ مشروعیت عزیمت کی مسقط ہی یعنے اسکے ساتھ عزیمت کا مشروع ہونا باقی نرہا بخلاف رخصت ترفیہ (آرام دینا ۱۲) کے کہ اسکے ساتھ عزیمت کی مشروعیت باقی رہتی ہی چنانچہ روزہ رکھنا سفر مین کذا فی البحر بسنة مشهورة مسح موزے کا جائز ہی سنت مشہورہ سے یعنے احادیث مشہورہ سے ہم حدیث مشہورہ وہ ہی جسکے راوی دو سے زیادہ ہون ہر طبقہ مین طبقات رواۃ سے اور تواتر کی حد کو نہ پہونچین امام اعظم نے فرمایا مین مسح کا قائل نہوا یہان تک کہ مسح کا ثبوت مجھپر دن کے تا روشن ہوگیا یعنے کثرت احادیث سے کذا فی الطحطاوی فمنکره مبتدع تو منکر مسح کا بدعتی ہی ہم امام اعظم سے مذہب اہل سنت سے سوال ہوا فرمایا کہ تفضیل الشیخین وحب الختنین والاعتقاد المسح علی الخفین وعلی رأی الثانی یکفر اور ابو یوسف کے نزدیک منکر کافر ہی ہم اسواسطے کہ انکے نزدیک احادیث

ف [illegible] زربول [illegible] جراب [illegible] چمڑے کی [illegible] زربول [illegible] ۱۲

ف یعنے بزرگ تر سمجھنا حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اور محبت رکھنی حضرت عثمان غنی اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما سے اور اعتقاد کرنا موزون پر مسح کا جائز ہونا ۱۲

مشہور حدیث متواتر کے حکم مین ہو کذا فی الطحطاوی عن القہستانی و فی التحفۃ ثبوتہ بالاجماع بل بالتواتر رواتہ اکثر من ثمانین منہم العشرۃ القہستانی
اور تحفہ مین ہو کہ ثبوت مسح کا اجماع سے بلکہ تواتر سے ہو راوی اسکے صحابیون سے زیادہ ترہین اسّی سے از انجملہ عشرہ مبشرہ ہین کذا فی القہستانی ہم علامہ عینی نے شرح ہدایہ
مین مذکور کیا کہ ہمنے معانی الآثار کی شرح مین ۶۶ صحابیون کی روایت احادیث کی مذکور کی ہو مع المخرجین و قیل بالکتاب ورد بانہ غیر مغیا بالکعبین
اجماعا فالجر للجوار اور قول ضعیف یہ ہو کہ ثبوت مسح موزے کا قرآن مجید سے ہو اور یہ قول رد کیا گیا ہو اسطرح کہ مسح موزے کی غایت دونون ٹخنے نہین بالاجماع
تو ارجلکم کا زیر قرب مجرور کے وجہ سے ہو ارجلکم کے لام مین دو قرائتین نصب اور جر کی ہین بعضون نے کہا چونکہ دونون قرارت مین تعارض واقع ہوا تو جر کی
قرائت کو موزہ پہنے پر محمول کیا اور نصب کی قرارت کو جبکہ موزہ پانون مین نہو اس قول کا رد یون ہو کہ اگر جر کی قرارت سے مسح موزے کا مراد ہوتا تو کعبین مسح
کی غایت ٹھرتی یعنے ٹخنون تک مسح کرنا واجب ہوتا اسواسطے کہ ارجلکم کے بعد الی الکعبین مذکور ہو حالانکہ بالاتفاق یہ ثابت نہین اور ارجلکم کے جر کا جواب یہ ہو کہ وہ
عضو مغسول پر عطف ہو تو نصب لازم تھا چونکہ وہ مجرور کے پاس پڑا یعنے برؤسکم کے پاس تو اسکو بھی مجرور کر دیا چنانچہ عرب کا یہ قول مشہور ہو حجر ضب خرب
للمحدث طاھرہ عدم جوازہ للمجدد الوضوء کان یقال لما حصل لہ القربۃ بذلک صار کالمحدث مسح جائز ہو بے وضو شخص کو مفہوم ظاہر اس کلام کا
عدم جواز مسح کا ہو تازہ وضو کرنے والے کے حق مین مگر اسکا یون جواب دیا جائے کہ ہر گاہ تازہ وضو کرنے والے کو ثواب حاصل ہوا اس وضو پر وضو کرنے سے تو وہ بے وضو
کے مانند ہو گیا لا یجنب و حائض جائز نہین مسح کرنا موزے کا جنب اور حائض کو یعنے جسپر غسل واجب ہو جنابت یا حیض یا نفاس سے اسکو مسح جائز نہین اسواسطے
اسکو تمام بدن کا دھونا لازم ہو اور مسح مین یہ بات حاصل نہین نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی مین صفوان بن عسال سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ہمکو حکم کرتے تھے جبکہ ہم سفر مین ہوتے تھے کہ ہم اپنے موزے نہ اتارین تین دن اور تین رات مگر جنابت سے و لیکن بول اور غائط اور نوم سے کذا فی ہدایۃ العینی
طحطاوی نے بحر الرائق سے نقل کیا کہ حائض کا مسئلہ ابو یوسف کے قول پر مبنی ہو اسواسطے کہ اقل حیض انکے نزدیک دو دن اور اکثر ثالث کا ہو تو سفر مین اسکی تصویر
ہو سکتی ہو برخلاف طرفین کے انتہی مختصرا و المنفی لا یلزم تصویرہ اور جسکی نفی ہو گئی اسکی تصویر لازم نہین یعنے حکم ممنوع کے وجود کی صورت بیان کرنا ضرور نہین
کیونکہ اسکی طرف کچھ حاجت نہین اور عدم لزوم تصویر اسکے امکان کا منافی نہین کذا فی الطحطاوی چونکہ جنابت کی حالت مین وضو کرنا ضرور نہین تاکہ مسح موزے
کا جائز ہو لہذا اسکے فرض صورت مین تردد تھا شارح نے اسکا دفع دخل کر دیا کہ حکم ممنوع کا وجود بیان کرنا لازم نہین و فیہ ان المنفی الشرعی یفتقر
الی الثبات عقلا اور دفع دخل مذکور مین یہ خلل ہو کہ شرعی نفی وجود عقلی یعنے تصور عقلی کی محتاج ہو ہم یہ بحث ہو قہستانی کی نفی مین شرعی کی قید اسواسطے
لگائی تاکہ نفی عقلی سے احتراز ہو جیسا چنانچہ شریک باری کہ اسکی نفی مین اثبات عقلی کی حاجت نہین اور اثبات عقلی سے تصور بوجہ مراد ہو مگر اسمین یہ خلل ہو
کہ اسمین بھی تصور ذہنی کی تصریح واقع ہو تاکہ نفی کرنا حاصل ہو سکے کیونکہ نفی شی کی فرع ہو اسکے تصور کی تو شرعی کی قید لگانا بہتر نہین اور مسح جنب کی صورت
کفایہ مین یون مذکور ہو کہ وضو کیا اور بحلد جرابہ کا پہنا پھر جنب ہو گیا تو اسکو جائز نہین کہ جرابون کو باندھکر تمام بدن کو دھووے لیٹ کر اور جرابون پر مسح کرے
کذا فی الطحطاوی اور ہدایہ عینی مین اسکی تصویر یون ہے یون مذکور ہو کہ ایک مرد نے وضو کیا اور موزہ پہنا پھر جنب ہوا پھر اتنا پانی پایا کہ وضو کو کفایت کرتا ہو غسل
کو تو وہ شخص وضو کرے اور پانون دھووے اور مسح نکرے اور جنابت کے واسطے تیمم کرے انتہی ما فی العینی ثم ظاہرہ جوازہ لمغتسل جمعۃ و نحوہ پھر ظاہر کلام متن
جائز ہونا مسح کا ہو جمعہ کے اور اسکے مانند کے نہانے والے کو یعنے ماتن نے جنب کے مسح کی نفی کی تو اس کلام سے مفہوم ہوا کہ جمعہ یا عید کے نہانے والے کو مسح کرنا جائز ہو کیونکہ
یہ غسل واجب نہین و لیس کذلک علی ما فی المبسوط اور حالانکہ ایسا نہین بنا بر اس مضمون کے جو مبسوط مین ہو کہ لا یبعد ان یجعل فی حکمہ اور مغتسل جمعہ
وغیرہ کو جنب کے حکم مین ٹھہرانا کچھ بعید نہین فالاحسن المتوضی لا المغتسل تو بہتر عبارت لمتوضی لا المغتسل ہو یعنے بجائے لمحدث لا لجنب کے لمتوضی لا لمغتسل کہنا
بہتر ہو یعنے مسح موزے کا وضو کرنے والے کو جائز ہو نہ نہانے والے کو ہم طحطاوی نے کہا یہ بحث اور احسنیت قہستانی کی ہو و السنۃ ان یخط خطوطا باصابع

له یعنی سوراخ ہوکر خراب ہو تو یہان خراب کو بیش جانیے کہ وہ خرق ... [illegible]

يَبْدَأُ مِنْ قِبَلِ أَصَابِعِ رِجْلِهِ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْأَصْلِ السَّاقِ مُفَرِّجَةً قَلِيلًا اور سنت یہ ہو کہ مسح کرنے مین ہاتھ کی انگلیون سے خط بناوے تھوڑا سا انگلیون کو کھول کر یبدأ مسح شروع کرے پانون کی انگلیون کی طرف سے پنڈلی کی جڑ کی طرف رخ کرتا ہوا اور کیفیت مسح کی قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین اسطرح ہو کہ داہنے ہاتھ کی انگلیان رکھے داہنے موزے کے سرے پر اور بائین ہاتھ کی انگلیان بائین موزے کے سرے پر انگلیون کی طرف سے پھر جبکہ انگلیان وہان ٹھہرین تو انکو کھینچے پنڈلی کی جڑ تک دونون ٹخنون کے اوپر اسواسطے کہ ٹخنون کا دھونا فرض ہو اور انکا مسح کرنا سنت ہو اور اگر انگلیون کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھے تو بہتر اسی طرح مروی ہو محمد بن حسن رح سے اور مسح فرض ہو ہاتھ کی تین انگلیون کے برابر اصح قول پر اور یہ فرض عملی ہو اور تین انگلیون کے برابر ہر قدم پر فرض ہو اور ہاتھ کے اندر سے مسح کرنا مستحب ہو اور اگر موضع مسح پر پانی لگجائے تو کافی ہو اور اسی طرح اگر گھاس پر چلے اگرچہ گھاس شبنم سے تر ہو یہی قول معتمد ہو کذا فی الطحطاوی وَمَحَلُّهُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ مِنْ رُؤُوسِ أَصَابِعِهِ إِلَى مَعْقِدِ الشِّرَاكِ اور مسح کرنیکا مقام دونون موزون کا ظاہر ہو انگلیون کے سرون سے معقد شراک تک یعنے جہان تسمہ بند ہارہتا ہو حلبی مین طحطاوی نے کہا معقد شراک سے وسط قدم مراد ہو اور یہ قول قاضی خان کے قول مذکور کے مخالف ہو ظاہر موزے کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر باطن یا جوانب یا ایڑی یا ٹخنے پر مسح کریگا تو جائز نہوگا چنانچہ زیلعی مین ہو انتہی مافی الطحطاوی وَيُسْتَحَبُّ الْجَمْعُ بَيْنَ ظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ اور مسح مین مستحب ہو جمع کرنا درمیان ظاہر موزہ کے اور باطن کے جو ظاہر ہو باطن سے موزے کا تلوہ مراد ہو نہ داخل موزے کا لہذا باطن کو موصوف لیا کیا اہم شارح اس مقام مین صاحب نہر کا تابع ہوا ہو اور بحر الرائق مین محیط سے منقول ہو کہ مسح باطن موزے کا ظاہر کے ساتھ مسنون نہین اور محیط کے سوا اور کتابون مین استحباب کی نفی ہو اور اعلی اور اسفل موزے کے مسح کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے ضعیف کہا ہو انتہی مافی الطحطاوی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اس تضعیف کا جواب مشروحًا ذکر کیا ہو اور صاحب بدائع سے نقل کیا ہو کہ ہمارے نزدیک جمع بین الظاہر والباطن مستحب ہو انتہی لیکن ہمارے جمہور اصحاب نے علی مرتضی رض کی اس حدیث سے استدلال کیا ہو کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو البتہ اسفل موزے کا مسح کرنے مین ظاہر سے مقدم تھا حالانکہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسح کرتے تھے موزون کے ظاہر پر اسکو ابو داؤد اور احمد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہو کہ یہ حدیث حسن صحیح ہو اور یہ جو صاحب ہدایہ نے کہا ہو کہ باطن موزے پر مسح جائز نہین اگر یہ مراد ہو کہ باطن پر اقتصار جائز نہین تو مسلم ہو اور اگر یہ مراد ہو کہ باطن کو ظاہر کے ساتھ مسح کرنا جائز نہین تو مسلم نہین کما ذکرنا انتہی مافی العینی مختصرًا وَمِنْ شَرَائِطِهِ مَزِيدُ التَّوْضِيحِ فَلْيُرَاجِعِ الْيَدَ أَوْ جُرْمُوقَيْهِ وَلَوْ فَوْقَ خُفٍّ أَوْ لِفَافَةٍ یا جائز ہو مسح ظاہر جرموقین پر اگرچہ ہون موزہ کے اوپر یا پانون کے لپٹے کپڑے پر جرموق بضم جیم جمڑا ہو جسکو موزے پر پہنتے ہین کیچڑ وغیرہ کی حفاظت کے واسطے اور نہر الفائق مین ہو کہ موق اور جرموق فارسی ہو معرب اسکو موزے پر پہنتے ہین اسکی ساق موزے سے کمتر ہوتی ہو کذا فی الطحطاوی منح الغفار مین ہو کہ جرموق جو موزے پر پہنا جاتا ہو اسکی حفاظت کے واسطے سو اگر جرموق چمڑے اور اسکے مانند کا ہو تو اسپر مسح جائز ہو خواہ اسکو تنہا پہنا ہو یا موزے پر اور اگر جرموق کپڑے کا ہو تو اگر تنہا اسکو پہنا ہو تو مسح اسپر جائز نہین اور اسی طرح اگر اسکو موزے پر پہنا تو بھی جائز نہین ہان مگر جبکہ تراوت اندر کے موزے پر پہونچے تو جائز ہو انتہی مختصرًا وَلَا اعْتِمَادَ بِمَا فِي فَتَاوَى الشَّاذِيِّ لِأَنَّهُ رَجُلٌ مَجْهُولٌ لَا يُقَلَّدُ فِيمَا خَالَفَ الْمَنْقُولَ اور کچھ اعتبار نہین اس قول کا جو فتاوے شاذی مین ہو اسواسطے کہ شاذی مرد مجہول غیر مشہور ہو تو اسکی پیروی نکیجاوے اس مسئلے مین جو منقولات مذہب کے مخالف ہو فتاوے شاذی مین ہو کہ جو کرباس مجرد تحت الخف پہنا جاتا ہو وہ موزے پر مسح کرنیکا مانع ہو کیونکہ وہ فاصل یعنے پانون کو اسکے موزے سے جدا کردیا ہو انتہی لیکن اسکے مخالف کافی مین یون ہو کہ اگر موزے پارہ گی کے سبب سے مسح کے لائق نہون تو جرموق پر بالاتفاق مسح جائز ہو انتہی تو جبکہ خف غیر صالح فاصل نہ ٹھہرا تو کرباس یعنے کپڑا بطریق اولے فاصل نہوگا چنانچہ شرح مجمع مین ہو اور مانند اسکے غایۃ البیان مین صاحب بحر نے کہا یہی حق ہو کذا فی المنح مختصرًا وَجَوْرَبَيْهِ وَلَوْ مِنْ غَزْلٍ أَوْ شَعْرٍ الثَّخِينَيْنِ بِحَيْثُ يَمْشِي فَرْسَخًا وَيَثْبُتُ عَلَى السَّاقِ بِنَفْسِهِ وَلَا يُرَى مَا تَحْتَهُ وَلَا يَشِفُّ الْمَاءَ إِلَّا أَنْ يَنْفُذَ

الی الخف قدر الفرض یا مسح کرے جرابون پر اگرچہ وہ ہون سوت سے یا بال سے اسطرح کی گاڑھی جرابون پر مسح جائز ہے کہ انکو پہن کے تین کوس آدمی چلے اور وہ پنڈلی پر آپ سے ٹھہرے رہین بدون باندھنے کے اور انکے اندر کی چیز نظر نہ آوے اور پانی انمین نہ چھنے مگر اسوقت مسح جائز ہے کہ پانی نفوذ کرکے انکے نیچے موزے تک پہونچ جاے بقدر فرض کے ص ہر چند شفوف لغت مین بمعنی رقت ثوب ہے لیکن یہان مراد پانی کا نفوذ ہے بدلیل استثنا اور تاکہ تکرار لازم نہ آوے کذا فی الطحاوی مختصراً ولو نزع جرموقیہ اعاد مسح خفیہ اور اگر اتارے دونون جرموق موزون پر سے تو مسح کرے دوسری بار اپنے موزون پر ولو نزع احدھما مسح الخف الجرموق الباقی اور اگر ایک جرموق اتارے تو مسح کرے موزے کو اور باقی جرموق کو یعنی اسواسطے کہ ایک کے نکالنے سے دونون کا مسح جاتا رہا ولو ادخل یدہ تحتھما ومسح خفیہ لم یجز اور اگر اپنا ہاتھ دونون جرموق کے اندر داخل کیا اور اندر کے موزون کو مسح کیا تو جائز نہین یعنی اسواسطے کہ حدث کا محل جرموق خارج ہے نہ خف داخل والمنعلین بسکون النون ما جعل علی اسفلہ جلدۃ اور منعل جرابون پر مسح جائز ہے منعل بسکون نون وہ جراب ہے جسکے نیچے چمڑا لگا یا گیا یعنی اسکے تلوے پر فقط چمڑا ہو نہ ٹخنون پر والمجلدین اور چمڑا مڈھی جرابون پر مسح جائز ہے نہر الفائق مین ہے جراب مجلد وہ ہے جسکے اوپر اور نیچے چمڑا مڑھا ہو مرۃ مسح کرنا ہے ایک بار یعنی دو تین بار مسح کرنا خلاف مسنون ہے کذا فی المنح ولو امراۃ او خنثی مسح جائز ہے اگرچہ ہو محدث عورت یا خنثی ملبوسین علی طہر مسح جائز ہے اس حالت مین کہ موزے یا جرموق یا جرابین پہنی گئی ہین طہارت پر فلو احدث ومسح بخفیہ او لم یمسح فلبس جرموقیہ لم یمسح علیہ تو اگر لابس خف کا وضو ٹوٹا اور اسنے اپنے موزون پر مسح کیا یا نکیا پھر اسنے جرموق کو پہنا تو جرموق پر مسح نکرے یعنی اسواسطے کہ جرموق کو اسنے طہارت پر نہین پہنا بلکہ موزون پر مسح کرنا متعین ہوگا کیونکہ انکو طہارت پر پہنا ہے کذا فی الطحاوی تام خرج الناقص حقیقۃ کلمعۃ او معنی کتیمم معذور موزے ملبوس ہون طہر تام یعنی پوری طہارت پر تام کی قید سے ناقص حقیقی یا ناقص معنوی طہارت خارج ہوگئی ناقص حقیقی جیسا کہ اعضاء وضو مین سے قدرے خشک رہگیا اور ناقص معنوی جیسا کہ تیمم کرنے والے اور معذور کی طہارت ھم صورت تیمم کی یہ ہے کہ پانی کے نہونے سے تیمم کیا اور موزہ پہنا تو اسکو اب مسح کرنا پانی ملنے کے وقت جائز نہین اور اگر وضو کیا اور موزہ پہنا پھر وضو ٹوٹا اور پانی نہ پانے سے تیمم کیا پھر بعد اسکے پانی پایا تو اسکو مدت کے اندر مسح کرنا درست ہے کذا فی الطحاوی فانہ یمسح فی الوقت فقط اسواسطے کہ معذور تو فقط وقت مین مسح کرتا ہے یعنی معذور نے عذر کے موجود ہونے سے مثلاً ظہر کو وضو کیا اور موزہ پہنا پھر وضو کسی اور سبب سے ٹوٹا جبتک ظہر کا وقت باقی ہے مسح جائز ہے بعد ظہر کے عصر کے وقت مسح جائز نہین الا بعد تجدید وضو کامل الا اذا توضأ ولبس علی الانقطاع فکالصحیح مگر جبکہ معذور نے وضو کیا اور موزہ پہنا انقطاع عذر پر تو وہ صحیح سالم کے مانند ہے یعنی اگر وضو اور موزہ پہننے کے وقت عذر منقطع ہے تو تا بقاے مدت مسح اسکو تندرست کے مانند جائز ہے عند الحدث طہر تام چاہیے وضو ٹوٹنے کے وقت یعنی مسح کے واسطے موزہ پہننے کے وقت طہارت کامل ہونا ضرور نہین بلکہ حدث کے وقت ضرور ہے فلو غسل رجلیہ ثم خاض الماء فابتل قدماہ ثم تمم وضوءہ ثم احدث جاز ان یمسح تو اگر بے وضو شخص نے موزہ پہنا پھر وہ پانی کے اندر گھس گیا سو دونون پانون اسکے تر ہوگئے پھر اسنے باقی اعضاء وضو کو پورا کیا پھر اسکا وضو ٹوٹا تو اسکو مسح کرنا جائز ہے یعنی اسواسطے کہ حدث کے وقت طہارت شرط ہے اگرچہ موزہ پہننے کے وقت نہو ھم اسی طرح اگر اسنے دونون پانون کو دھویا پھر موزون کو پہنا پھر وضو کو پورا کیا یا کہ وضو کیا اور پانون نہ دھوئے پھر ایک پانون دھویا اور موزہ پہنا پھر دوسرا پانون دھویا اور دوسرا موزہ پہنا ان صورتون مین بھی مسح جائز ہے بدلیل مذکور یوماً ولیلۃ للمقیم وثلاثۃ ایام ولیالیہا للمسافر مسح کرنا جائز ہے مقیم کو ایک رات دن اور مسافر کو تین رات دن وابتداء المدۃ من وقت الحدث اور اس مدت کی ابتدا وضو کے ٹوٹنے سے ہے یعنی ایک رات دن یا تین رات دن کا شروع وضو ٹوٹنے سے ہے نہ موزے کے پہننے سے اور نہ وضو کرنے سے فخف یمسح المقیم بستا جب یہ معلوم ہوا تو مقیم گلے سے مسح کرتا ہے چھ نماز مین ھم صورت اسکی یہ ہے کہ مثلاً ظہر کی تاخیر کی آخر وقت تک یا وضو موزہ پہنے ہوئے پھر وضو ٹوٹا اور مسح کرکے آخر وقت مین نماز ظہر کی پڑھی پھر ظہر کی نماز دوسرے دن

ط پہنے ہونے والا ۱۲

ٹرھی اول وقت مین کذا فی القہستانی وقد لا یتمکن الا من اربع اور کبھی آدمی قادر نہین ہوتا مگر چار نماز سے کمن توضأ وتخفف قبل الفجر فلما طلع صلے فلما تسقّد احدث چنانچہ ایک شخص نے وضو کیا اور موزہ پہنا صبح ہونے سے پہلے پھر بعد طلوع فجر کے نماز ٹرھی پھر جب التحیات ٹرھ چکا وضو ٹوٹ گیا ام اس شخص کو اگلی فجر کی نماز ٹرھنا مسح کے ساتھ ممکن نہین اسواسطے کہ حدث واقع ہوا اسکے آخر نماز مین کذا فی القہستانی یعنے ظہر عصر مغرب عشا چار نماز کے واسطے یہ شخص مسح کریگا اور دوسرے دن کی فجر کے واسطے اگر مسح کرے تو نماز سے خارج ہوگا مدت گذرنے کے ساتھ اور یہ مفسد نماز ہی لا یجوز علی عمامة وقلنسوة وبرقع وقفازين لعدم الحرج جائز نہین مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر بسبب ہونے مشقت اور تکلیف کے مع اور دوسری وجہ عدم جواز کی یہ ہی کہ مسح موزے کا ثابت ہوا حدیث سے برخلاف قیاس تو اور چیز کا قیاس موزے پر نہین ہوسکتا وفرضہ عملا قدر ثلث اصابع الید اصغرھا طولا وعرضا من کل رجل لا من الخف اور مسح کا فرض عملی ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیون کے برابر ہی طول و عرض مین ہر پانون سے نہ ہر موزے سے ھم یعنے فرض مسح اسی قدر ہی خواہ ابتدا مسح کی پانون کی انگلیون سے ہو خواہ پنڈلی سے خواہ دہنے بائین سے اور مسنون مسح پہلے مذکور ہو چکا کہ انگلیون سے ہی پنڈلی تک ہر پانون کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک پانون پر بقدر چار انگلی کے مسح کیا اور دوسری پر بقدر دو انگلی کے تو فرض ادا نہوگا اور اسی طرح اگر موزہ زیادہ ہو پانون سے اور اسپر وہان مسح کیا جو پانون کے محاذی نہین تو بھی فرض ادا نہوگا فمنعوا فیہ مدّ الاصبع جب فرض بقدر تین انگلی کے مسح ہوا تو فقیہون نے مسح مین ایک انگلی کا کھینچنا منع کیا ہی یعنے اگر ایک انگلی کو ایکبار تر کر کے بقدر تین انگلی کے مسح کیا تو جائز نہین اور اگر ایک انگلی سے تین بار مسح کیا اور ہر بار نیا پانی لیا اور جدے جدے مقام پر مسح کیا تو جائز ہی کذا فی البحر فلو مسح برؤس اصابعہ وجافی اصولہا لم یجز سو اگر انگلیون کے سرون پر مسح کیا اور انگلیون کی جڑون کو موزے سے جدا رکھا تو مسح جائز نہوا یعنے اسواسطے کہ مستعمل پانی سے مسح ہوا الا ان یبتل من الخف عند الوضع قدر الفرض قالہ المصنف مگر یہ کہ انگلیون کے رکھنے کے وقت بقدر فرض کے موزہ تر ہو گیا تو مسح اب جائز ہی ایسا کہا ہی مصنف نے اپنی شرح مین ھم اسواسطے کہ فرض حاصل ہو گیا بدون مستعمل پانی کے کذا فی الطحطاوی ثم قال وفی الذخیرۃ ان الماء متقاطرا جاز والا لا پھر مصنف نے شرح مین کہا اور ذخیرہ مین ہی کہ اگر انگلیون کے سرون سے پانی ٹپکتا ہی تو مسح جائز ہی یعنے اسواسطے کہ فرض حاصل ہوا غیر مستعمل پانی سے اور اگر ٹپکتا نہین ہی تو مسح جائز نہین ولو قطع قدمہ ان بقی من ظہرہ قدر الفرض مسح والا غسل کمن قطع من کعبہ اور اگر ایک آدمی کا پانون کاٹا گیا تو اگر پشت قدم بقدر فرض کے یعنے بقدر تین انگشت کے باقی ہی تو موزون پر مسح کرے اور اگر بقدر فرض باقی نہین تو دونون پانون کو دھووے مانند اس شخص کے جسکا پانون ٹخنون سے کاٹا گیا یعنے ٹخنون کے نیچے سے سو اسکو بھی مسح کرنا جائز نہین کیونکہ مسح کا محل باقی نہین رہا مگر غسل کا محل باقی ہی ولو لہ رجل واحدۃ مسحہا اور اگر ایک آدمی کے ایک ہی پانون ہی پیدایشی یا ایک پانون ٹخنے سے اوپر کاٹا گیا تو اسی ایک پانون کو یعنے اسکے موزے کو مسح کر وجاز مسح خف مغصوب خلافا للحنابلۃ اور جائز ہی مسح کرنا چھینے موزے پر برخلاف حنبلی مذہبون کے ھم ہر چند غصب کرنا گناہ کبیرہ ہی لیکن ماسح کی نماز ادا ہوگی کما جاز غسل رجل مغصوبۃ اجماعا جس طرح جائز ہی دھونا مغصوب پانون کا بالاتفاق ھم اطلاق غصب کا اسپر مسامحہ ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ کسی شخص کا پانون بسبب سرقہ یا قصاص کے مستحق قطع ہوا پھر وہ بھاگ گیا اور وضو کر کے اپنے پانون دھویا کذا فی الطحطاوی ولخرق الکبیر بموحدۃ او مثلثۃ وھو قدر ثلث اصابع القدم الاصاغر بکمالہا فلو مقطوعہا یعتبر باصابع مماثلہ یمنعہ اور موزے کا بڑا یا بہت سوراخ یعنے قدم کی چھوٹی تین انگلیون کی برابر مانع ہی مسح کرنیکا اور جس شخص کی سب انگلیاں کٹی ہین تو اسکے مماثل دوسرے شخص کی انگلیون کا اعتبار کیا جاویگا شارح نے کہا لفظ کبیر کا بائے موحدہ یا ثائے مثلثہ دونون سے ہوسکتا ہی طحطاوی نے شرح منیۃ المصلی سے نقل کیا کہ بائے موحدہ کی روایت صحیح ہی اگرچہ ثائے مثلثہ بھی بتاویل مقصود ہی الا ان یکون فوقہ خف اخر او جرموق فیمسح علیہ مگر یہ کہ پھٹے موزے پر دوسرا درست موزہ یا جرموق تو اسپر مسح کر

اسواسطے کہ اعلی کا اعتبار ہے نہ اسفل کا وَهٰذا لو الخرق علٰی غیر اصابعہ وَعقبہ وَیری ما تحتہ اور یہ یعنے اصابع مین صغیر کا اعتبار کرنا اسوقت ہے کہ سوراخ
اور دریدگی اسکی انگلیون اور ایڑی پر نہو اور سوراخ کے نیچے پاؤن نظر آتا ہو فلو علیہا اعتبر الثلث ولو کبارا اور اگر دریدگی انگلیون پر ہو تو عدم
جواز مسح مین تین انگلیون کا اعتبار ہوگا اگرچہ بڑی انگلیان ہون یعنے تو اس صورت مین صغیر کا اعتبار نہین تو اگر ابہام اور کلمہ شہادت کی انگلی منکشف
ہوجاے اور وہ بقدر تین چھوٹی انگلیون کے ہو تو مسح اسپر جائز ہے اور اگر ان دونون کے بیچ کی انگلی بھی کھلجاے تو مسح جائز نہوگا علی الاصح کذا فی الطحطاوی
عن تتمۃ الفتاوی ولو علیہ اعتبر اکثرہ اور اگر دریدگی ایڑی پر ہے تو اکثر ایڑی کا کھل جانا معتبر ہے یعنے آدھی ایڑی سے اگر زیادہ مکشوف ہے
تو مسح جائز نہین ھم قاضی خان نے شرح جامع صغیر مین اسی قول پر اقتصار کیا ہے اور ظاہر متون مین ہر مقام مین تین انگلیون کا اعتبار ہے اور اسی
قول کو کمال الدین صاحب فتح القدیر اور سرخسی نے پسند کیا ہے کذا فی الطحطاوی ولو لم یر القدر المانع عند المشی لصلابتہ لم یمنع وان کثر
اور اگر نظر نہ پڑے قدم اسقدر جو مسح کا مانع ہے پیادہ پا چلنے کے وقت موزے کی سختی کے سبب سے تو مسح کا مانع نہین اگرچہ بہت پھٹا ہو ھم حلبی نے کہا
کہ زمین سے پاؤن اٹھانے کے وقت اگر نظر نہ آوے تو مسح کا مانع نہین کما لو انشقت البطانۃ دون الظہارۃ چنانچہ اگر موزے کا ابرہ پھٹ گیا
نہ اسکا استر تو مسح کا مانع نہین خواہ استر چمڑے کا ہو یا کپڑے کا سیا ہوا موزے مین کذا فی الطحطاوی وتجمع الخروق فی خف واحد لا فیہما
اور متفرق سوراخ جمع کیے جاتے ہین ایک موزے مین نہ دونون موزون مین یعنے اگر ایک موزے مین کئی جگہ تھوڑا تھوڑا پھٹا ہے تو اسکو جمع کرکے دیکھینگے
اگر بقدر تین انگشت کے ہے تو مسح جائز نہین والا جائز ہے اور اگر ایک موزے مین بقدر دو انگشت کے پھٹا ہے اور دوسرے موزے مین بقدر ایک انگشت کے
تو دونون پر مسح جائز ہے بشرط ان یقع فرضہ علی الخف نفسہ کما علٰی ما ظھر من خرق فیس مسح جائز ہے دونون موزون پر اس شرط سے کہ فرض مسح کا
واقع ہو نفس موزے پر نہ اس مقام پر جو تھوڑا پھٹا ہے واقل خرق یجمع لیمنع المسح الحالی والاستقبالی کما ینقض الماضوی قہستانی اور کمتر
سوراخ جو جمع کیا جاتا ہے واسطے منع کرنے مسح حالی اور استقبالی کے جسطرح گذشتہ مسح کو توڑتا ہے کذا فی القہستانی ھم مسح حالی وہ جسکے فی الحال کرنیکا ارادہ ہے اور
استقبالی مسح وہ ہے جو آگے ہوگا اور مسح ماضی کی یہ صورت ہے کہ درست موزے پر مسح کیا پھر وہ اسقدر پھٹ گیا کہ مانع ہوا مسح کا تو مسح سابق ٹوٹ گیا کذا فی الطحطاوی
قلت وَمَرّ اَنّ ما ینقض التیمم یمنع وکذا نجاستہ وانکشاف حتی انعقادہ کما سیجیٔ فلیحفظ مین کہتا ہون اور یہ مذکور ہوچکا باب تیمم مین کہ جو چیز
تیمم کی ناقص ہے چنانچہ پانی کا موجود ہونا اور اسکے استعمال پر قادر ہونا وہ ابتدا تیمم کا مانع ہے اور دور کرنے والا ہے تیمم موجود کا مانند نجاست اور انکشاف
عورت کے کہ وہ ابتداء صلوۃ کی مانع ہے اور صلوۃ موجودہ کی رافع ہے یہان تک کہ انعقاد صلوۃ یعنے تحریمہ کا مانع ہے چنانچہ آگے آویگا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
ھم خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح ناقص تیمم اور نجاست و انکشاف عورت مانع اور (دور کرنے والی ۱۲) رافع ہے اسی طرح خرق موزہ بھی مانع اور رافع ہے ما تدخل فیہ المسلۃ لا
ما دونہ الحاقا لہ بمواضع الخرز کمتر سوراخ جو منع مسح کے واسطے جمع کیا جاتا ہے وہ ہے جسمین ٹاٹ وغیرہ کے سینے کا سوا داخل ہوا نہ وہ سوراخ جو اس سے
کمتر ہے بوجہ الحاق بمواضع دوخت یعنے جیسے دوخت موزے کے سوراخ بالاتفاق عفو مین لائق شمار کے نہین اسی طرح یہ سوراخ بھی لائق شمار کے نہین بخلاف
نجاسۃ متفرقۃ وانکشاف عورۃ وطیب لمحرم واعلام ثوب من حریر فانہا تجمع مطلقاً برخلاف متفرق نجاست اور انکشاف عورت کے اور خوشبو
محرم کے اور کپڑے پر ریشم کی بوٹیان اسواسطے کہ یہ سب جمع کیے جاتے ہین مطلقاً یعنے ایک مقام مین ہون یا چند مقامات مین ھم نجاست متفرقہ موزون مین ہو
یا کپڑے یا بدن یا مکان مین یا مجموع مین اور انکشاف متفرق چنانچہ عورت کی کچھ شرمگاہ اور اسکی پیٹھ اور کچھ ران مین تو یہ جمع کیا جاویگا نجاست کہ مانند اور نماز کا
مانع ہوگا اور محرم کی خوشبوئی متفرق اکثر اعضا مین جمع ہوگی اگر بقدر ایک عضو کے ہونچیگی تو جانور کا ذبح کرنا لازم ہوگا اور ریشمی بوٹیان بھی جمع کیجاوینگی اگر چار انگشت
سے زیادہ ہونگی تو مرد کو اسکا پہننا جائز نہوگا یہی قول معتمد ہے کذا فی الطحطاوی واختلف فی جمعہ خرق اذنی الضحیۃ وینبغی ترجیح الجمع احتیاطا ور قربانی کے

ط یہ لفظ مبتدا ہو اسکی خبر اذ وقع ہے جو چند سطر بعد آویگی ۱۲

ع مسئلہ [illegible] فتح [illegible] [illegible] موزون [illegible] ۱۲

دونون کانون کے سوراخون کے جمع کرنے مین اختلاف واقع ہی یعنے ایک قول یہ ہی کہ جمع کرینگے سو اگر ایک کان کی تہائی سے زیادہ ہونگے تو قربانی جائز نہین اور دوسرا
قول یہ ہی کہ جمع نکرینگے مگر ایک کان کے سوراخون مین موزے کے مانند اور جمع کرنے کو ترجیح دینا لائق ہی احتیاط کی راہ سے یا باب عبادت مین کذا فی المنح وناقضہ
ناقض وضوء لانہ بعضہ اور مسح کا توڑنے والا وہ ہی جو وضو کا توڑنے والا ہی اسواسطے کہ مسح بعض ہی وضو کا یعنے جو کل کا ناقض ہی وہ بعض کا بھی ناقض
ہوگا ونزع خف ولو واحدا اور مسح کا ناقض ہی موزہ اُتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اُتارا ہو ومضی المدۃ وان لم یمسح اور مدت کا گذر جانا مسح کا
ناقض ہی اگرچہ اُسنے مدت مین مسح نکیا ہو ان لم یخش بغلبۃ الظن ذھاب رجلہ من برد للضرورۃ گذرنا مدت کا ناقض ہی بشرطیکہ اسکو بظن غالب
خوف نہو اپنے پانون کے جاتے رہنے کا سردی سے یہ شرط ہوئی ضرورت کے سبب سے ھ ظاہر اس کلام کا اسپر دلالت کرتا ہی کہ مسح نہین ٹوٹتا ہی مدت کے گذرنے سے
خوف مذکور کے وقت پر اسمین خلل یہ ہی کہ سردی کے خوف کو سرایت حدث کے منع مین کچھ اثر نہین غایۃ الامر یہ ہی کہ موزہ نہ اُتارے لیکن مسح نکرے بلکہ تیمم
کرے کذا فی ابی السعود مگر اسمین یہ خلل ہی کہ فقہانے وضو کا تیمم منع کیا ہی سردی کے خوف مین لہذا فتح القدیر مین ہی کہ لائق یہ ہی کہ فتوے دیا جاے مسح کے
ٹوٹنے کا مدت گذرنے سے اور دوسرے مسح کے استیناف کا پٹی کا مانند شارح نے اسیکی طرف اشارہ کیا ہی اور یہی قول اعتماد کے لائق ہی کذا فی الطحطاوی فیصیر
کالجبیرۃ فیستوعبہ بالمسح ولا یتوقت تو خوف مذکور مین موزہ ہو جائیگا پٹی کے مانند تو سارے موزے کو پورا مسح کرے اور اس مسح کی مدت نہین جیسے
پٹی کے مسح کی مدت نہین یعنے جبتک خوف باقی ہی مسح کرتا رہے ھ پورا مسح کرنا افضل ہی اور اگر اکثر موزے کا مسح کریگا تو صحیح ہی اور یہ جو صاحب نہر نے معراج سے
وجوب استیعاب کا بیان کیا ہی ابو سعود نے اسکو رد کیا ہی اسطرح کہ عبارت معراج کی افضلیت کا احتمال رکھتی ہی کذا فی الطحطاوی فلذا قالوا لو تمت
المدۃ وھو فی صلوتہ ولا ماء مضی فی الاصح اور اسی واسطے یعنے ضرورت مین مدت کے گذر جانے سے مسح نہین ٹوٹتا فقہانے کہا ہی کہ اگر مسح
کی مدت تمام ہوگئی اور مسح کرنے والا نماز مین ہی اور پانی موجود نہین تو نماز پڑھتا رہے صحیح تر قول مین اسواسطے کہ موزہ اُتارنے مین کچھ فائدہ
نہین کیونکہ پانی نہین جو پائون کو دھووے وقیل تفسد فیتیمم وھو کالمتیمم اور جنھون نے کہا کہ شخص مذکور کی نماز فاسد ہو جاتی ہی اور
وہ تیمم کرے اور یہی قول مناسب تر ہی روایت کی راہ سے اور راجح تر ہی فہم کی راہ سے ھ وجہ اُسکی یہ ہی کہ مدت کے گذر جانے سے حدث نے پائون مین
سرایت کی اسواسطے کہ پانی کا نہونا مانع سرایت کا نہین تو تیمم کرے اور نماز پڑھے جسطرح وہ شخص کہ اسکے اعضاء وضو مین کچھ شک باقی رہا اور
پانی نہین ہی جو اسکو دھووے تو اسکو تیمم کرنا چاہیے کذا فی الطحطاوی وبعدھما ای النزع والمضی غسل المتوضی رجلیہ لا غیر لحلول الحدث
السابق قدمیہ اور موزہ اُتارنے اور مدت کے گذر جانے کے بعد باوضو شخص دھووے اپنے دونون پائوون کو نہ اور اعضاء وضو کو بسبب
سرایت کرنے اگلے حدث کے اسکے دونون پائوون کو یعنے حدث سابق کے بعد باقی اعضاء دھوئے گئے فقط قدم باقی رہے تو اسپر کچھ واجب نہین قدم دھونے
کے سوا کذا فی البحر الا لمانع کبرد فیتیمم حینئذ مگر کسی مانع کے ہونے سے قدمون کو نہ دھووے چنانچہ نہایت سردی سے تو اب تیمم کرے ھ حلبی محشی نے کہا کہ
اسوقت مین تیمم صحیح نہین اسواسطے کہ ضرر کے خوف سے مسح کرنا چاہیے موزے پر پٹی کی مانند اور تیمم تو اسوقت ہی جبکہ ضرر کا خوف ہو اور پانی نہو کذا فی الطحطاوی
وخروج اکثر قدمہ من الخف الشرعی نزع وکذا اخراجہ نزع فی الاصح اعتبارا للاکثر اور نکلنا اور نکالنا آدھے قدم سے زیادہ شرعی موزے سے نکال ڈالنا ہی
موزے کا صحیح تر قول مین اکثر کے اعتبار کرنے سے یعنے اسواسطے کہ للاکثر حکم الکل ھ قدم عبارت ہی رسغین سے تا سر اصابع اور شرعی موزہ ہوتا ہی ٹخنے سے سر
اصابع تک ولا عبرۃ بخروج عقبہ ودخولہ اور کچھ اعتبار نہین ایڑی کے خروج اور دخول کا یعنے اگر بلا قصد موزے کی کشادگی سے خروج اور
دخول عقب کا معتبر نہین وما روی من النقض لزوال عقبہ فمقید بما اذا کان بنیۃ نزع الخف اور یہ جو فقہ مین ایڑی کے ٹل جانے
سے مسح کا ٹوٹ جانا مروی ہی سو مقید ہی اُس صورت کے ساتھ جبکہ اُسکا ٹلنا ہو موزہ اُتارنے کی نیت سے اما اذا لم یکن ای زوال عقبہ بنیۃ

بل لسعۃ او غیرہا فلا ینقض بالاجماع کما یعلم من البرجندی معزیا للنہایۃ وکذا القہستانی لکن باختصار حتی زعم بعضہم
انہ خرق الاجماع قنیہ لیکن جبکہ ایڑی کا ٹلجانا اپنے محل سے قصد سے نہو بلکہ موزے کی کشادگی یا اسکے سوا اور وجہ سے ہو تو مسح نہین ٹوٹتا ہی
باتفاق روایات چنانچہ برجندی سے معلوم ہوتا ہی یہ قول نہایہ کی طرف منسوب ہوتا اور اسی طرح قہستانی شارح نقایہ نے بیان کیا مگر اختصار عبارت کے
ساتھ بیان تک کہ بعضے لوگون نے گمان کیا ہی کہ قہستانی نے اجماع کو پھاڑا یعنے مخالف اجماع کے بیان کیا سو خبردار ہو کہ اسکا قول اجماع کے مخالف نہین ہی
وینتقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیہ لو دخل الماء خفیہ صححہ غیر واحد اور موزے مین اکثر پانؤن کے دھوجانے سے بھی مسح ٹوٹتا ہی اگر اسنے اپنے
موزون مین پانی کو داخل کیا اور اس قول کو بہت فقیہون نے صحیح کیا ہی ہم حلبی نے کہا اور اسی طرح کا حکم ہی اگر پانی خود موزے مین داخل ہوگیا وقیل هذا
لا ینتقض وان بلغ الماء الرکبۃ وھو الاظہر کما فی البحر عن السراج لان استتار القدم بالخف یمنع سرایۃ الحدث الی الرجل فلا یقع
غسلہ معتبرا فلا یوجب بطلان المسح نہر فیغسلہما ثانیا لبطلانہ والنزع کما مر اور بعضون نے کہا کہ موزے مین پانی کے داخل ہونے سے مسح نہین ٹوٹتا ہی
اگرچہ پانی زانو تک پہونچا ہو اور یہی قول ظاہر تر ہی چنانچہ بحر الرائق مین سراج سے منقول ہی اسواسطے کہ چھپنا قدم کا موزے سے منع کرتا ہی حدث کے پہونچنے کو پانون
تک تو اسطرح کا دھوجانا معتبر دھونا نہ ٹھہریگا تو بطلان مسح کا موجب نہوگا چنانچہ نہر الفائق مین ہی تو دونون قدمون کو مدت اور اُتارنے کے بعد دوسری بار
دھوویگا چنانچہ مذکور ہوچکا وبقی من نواقضہ الخرق وخروج الوقت للمعذور اور مسح کے نواقض مین سے باقی رہا موزے کا پھٹنا اور معذور کے حق مین
نماز کے وقت کا نکلجانا مسح مقیم بعد حدثہ المسافر قبل تمام یوم ولیلۃ فلو بعدہ نزع مثلا مقیم نے مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پھر اسنے سفر کیا
ایکرات اور دن کے تمام ہوجانے سے پہلے تو وہ تین رات اور دن مسح کرے تو اگر مدت کے تمام ہوجانے کے بعد سفر کرے تو موزہ اُتارے ہم تین دن مسح
کرے یعنے مسح کی مدت کو پورا کرے اسطرح پر کہ مجموع تین دن ہوجاوین اور یہ مراد نہین کہ سرنوسے تین دن تک مسح کرتا رہے کذا فی الطحطاوی ح لو تمام مسافر
بعد مضی مدۃ مقیم تنزع والا اتمہا لانہ صار مقیما اور اگر مسافر مقیم ہوگیا مدت مقیم یعنے ایک رات دن کے بعد تو موزہ اُتارے اور پانؤن دھووے اور
اگر ایک رات دن نہین گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرے اسواسطے کہ مسافر اب مقیم ہوگیا وحکم مسح جبیرۃ ھی عیدان یجبر بہا الکسر وخرقۃ قرحۃ وموضع
فصد وکی ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ ولو برأس کغسل لما تحتہا اور مسح جبیرہ کا حکم اور زخم کے پھائے کا حکم فصد اور داغ کے مکان کا اور مانند اسکے چنانچہ زخم کی
پٹی کا اگرچہ زخم سر مین ہو اسکے ماتحت کے دھونے کے مانند ہی یعنے بدل نہین ہین شارح نے کہا جبیرہ وہ لکڑیان ہین جنسے ٹوٹی ہڈی باندھی جاتی ہی مکیون منہ
یعنے عملیا لثبوتہ بظنی وھذا قولہما والیہ رجع الامام خلاصۃ وعلیہ الفتوی شرح مجمع جبکہ مسح جبیرہ وغیرہ کا ماتحت کے دھونے کے مانند ہو تو مسح کرنا
فرض ہوگا یعنے فرض عملی نہ فرض اعتقادی بسبب ثابت ہونے مسح کے دلیل ظنی سے اور یہ یعنے مسح مذکور کو فرض کہنا صاحبین کا قول ہی اور اسیکی طرف امام نے
آخر کو رجوع کیا چنانچہ خلاصہ مین ہی اور اسی فرض پر فتوے ہی چنانچہ مجمع کی شرح مین ہی ہم جواز مسح جبیرہ کی دلیل یہ ہی کہ علی مرتضی کے ہاتھ کی ہڈی
جنگ احد یا خیبر مین ٹوٹ گئی تھی سو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسح علی الجبائر کا امر فرمایا اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہی لیکن تعدد طرق سے
قوی ہوگئی ہی امام اول مسح جبیرہ کو واجب کہتے تھے پھر فرض ہونے کے قائل ہوئے قد منا ان لفظ الفتوی اکد فی التصحیح من المختار والاصح
والصحیح اور ہمنے دیباجہ کتاب مین پہلے ذکر کردیا ہی کہ فتوے کا لفظ تصحیح مین موکد تر ہی مختار اور اصح اور صحیح کے الفاظ سے ہم یعنے ہرچند بعضون نے
وجوب مسح کی تصحیح کی ہی لیکن فرضیت مین فتوے کا لفظ واقع ہوا ہی تو فرضیت موکد تر ٹھہری ثم انہ یخالف مسح الخف من وجوہ ذکر منہا
ثلثۃ عشر پھر معلوم کرنا چاہیے کہ مسح جبیرہ کا مخالف ہی مسح موزے کی کئی وجہون سے انمین سے مصنف نے تیرہ وجہون کو بیان فرکر
کیا ہی فقال فلا یتوقت لانہ کالغسل حتی یوم الا صحاء سو مصنف نے کہا تو مسح کا وقت یعنے مدت معین نہین اسواسطے کہ وہ

دھونے کے مانند ہوتا اینکہ مسح کرنے والا تندرستون کی امامت کرتا ہی یعنے اسواسطے کہ وہ صاحب عذر نہین کذا فی الطحطاوی ولو بدّلہا باخریٰ اوسقطت
العلیا لم یجب اعادۃ المسح بل یندب اور اگر ایک جبیرہ کو بدل کر دوسرے جبیرہ کو باندھا یا اوپر کی جبیرہ ساقط ہوگئی تو دوسری بار مسح کرنا واجب
نہین ہی بلکہ مستحب ہی ویجمع مسح جبیرۃ رجل معہ ای مع غسل الاخریٰ اور جمع کیا جاتا ہی ایک پائون کی پٹی کا مسح دوسرے پائون کے دھونے کے ساتھ
یعنے اگر مسح جبیرہ کا مسح ہوتا حکما تو غسل کے ساتھ جمع نہوتا جیسے ایک قدم کا دھونا اور دوسرے قدم کے موزہ پر مسح کرنا جائز نہین کذا فی الدرر لا مسح خفہا جمع
نہین کیا جاتا جبیرہ کے موزے کا مسح دوسرے قدم کی جبیرہ کے مسح کے ساتھ یعنے اگر دونون قدم پر جبیرہ ہی سوا اسنے ایک قدم کے جبیرہ پر مسح کیا اور دوسرے
قدم کے موزے پر مسح کیا تو جائز نہین طحطاوی نے کہا اسواسطے کہ اصل اور بدل مین جمع کرنا لازم آیا بل خفیہا بلکہ دونون موزون کا مسح جمع کیا
جاتا ہی صورت اسکی یہ ہی کہ اگر ایک پائون پر جبیرہ ہی سو اسکا مسح کیا اور دوسرے پائون کو دھویا پھر دونون قدم پر موزے پہنے پھر وضو ٹوٹا تو دونون
پر مسح کرنا جائز ہی اسواسطے کہ جمع متقدم یہان نہین ہی یعنے اصل اور بدل مین یہان اجتماع نہین کذا فی الطحطاوی ویجوز ای یصح مسحہا ولو شدّت
بلا وضوء وغسل دفعا للحرج اور جائز ہی یعنے مسح جبیرہ کا صحیح ہی اگرچہ جبیرہ بدون وضو اور دھونے کے باندھی گئی ہو دفع مشقت کے واسطے ویترک
المسح کالغسل ان ضرّ والا لا یترک اور ترک کیا جاتا ہی جبیرہ کا مسح جیسے دھونا وہان کا متروک ہی اگر ضرر کرتا ہو اور اگر ضرر نہو تو ترک نکیا جاے
ھم ضرر سے مراد وہ ضرر ہی جو اعتبار کے لائق ہی نہ مطلق ضرر اسواسطے کہ عمل اونے ضرر سے خالی نہین اور یہ ترک کو مباح نہین کرتا کذا فی الطحطاوی وھو ای
مسحہا مشروط بالعجز عن مسح نفس الموضع اور وہ یعنے جبیرہ کا مسح کرنا مشروط ہی ساتھ عاجز ہونیکے مسح کرنے نفس موضع سے یعنے عضو کو جب مسح نکر سکے
تب جبیرہ کا مسح صحیح ہی ھم عاجزی کی صورت یہ ہی کہ موضع جبیرہ کو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی بندھی ہو جسکو کھولنا ضرر کرتا ہو کذا فی الدرر فان قدر علیہ فلا مسح
علیہا سو اگر عضو کے مسح پر قادر ہو تو پٹی پر مسح کرنا صحیح نہین ھم محیط مین ہی کہ اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ لوگ اس شرط سے غافل ہین کذا فی الدرر والحاصل لزوم
غسل المحل ولو بماء حار فان ضرّ مسحہ فان ضرّ مسحہا فان ضرّ سقط اصلا حاصل کلام یہ ہی کہ دھونا محل مکسورہ کا لازم ہی اگرچہ گرم پانی سے ہو یعنے اگر سرد پانی سے
دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیے اور گرم پانی سے بھی دھونا وہان کا ضرر کرتا ہو تو عضو کو مسح کرے اور اگر نفس عضو کا مسح ضرر کرتا ہو تو اسکی پٹی پر مسح
کرے اور اگر پٹی پر مسح کرنا بھی ضرر کرتا ہو تو بالکل ساقط ہو گیا یعنے نہ دھونا لازم رہا نہ مسح کرنا ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابۃ مع فرجتہا فی
الاصح ان ضرّ الماء او حلّہا اور مسح کرے فصد لینے والا اور زخمی اور جو کہ انکی مانند ہو ساری پٹی پر اس مکان کے ساتھ جو پٹی کی گرہ کے دونون طرف کشادہ ہی صحیح تر قول
مین اگر اسکو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی کا کھولنا مضر ہو ھم مصنف استیعاب مسح مین جیسا کنز کا تابع ہوا اور قول اصح جسپر فتوے ہی یہ ہی کہ اکثر عصابہ کا مسح کافی ہی اور گرہ کے پاس کی کشادگی کا
مسح کرنا کافی ہی ذخیرہ مین کہا کہ یہی قول اصح ہی یعنے خلاصہ مین جو وہانکے دھونے کو فرض کہا ہی سو اصح نہین کذا فی الطحطاوی فی منہ ان لا یمکنہ ربطہا بنفسہ ولا یجد من
یربطہا اور منجملہ ضرر کے یہ ہی کہ اس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہین اور نہ اس شخص کو پاتا ہی جو پٹی کو باندھ دے انکسر ظفرہ فجعل علیہ دواء او وضعہ علی شقوق
رجلہ اجری الماء علیہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ ایک شخص کا ناخن ٹوٹا سو اسنے اسپر دوا رکھی یا پائون کی بوائی پر دوا لگائی تو وضو مین اسپر پانی کو
بہاوے اگر ہو سکے اور اگر اسپر قادر نہو تو اسکو مسح کرے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو چھوڑ دے یعنے تو دھونا اور مسح کرنا دونون ساقط ہو گیا عذر سے والمسح یبطلہ سقوطہا
عن برء اور مسح کو باطل کرتا ہی گر پڑنا پٹی کا زخم کے چنگے ہو جانے سے اور اگر بدون صحت کے پٹی ساقط ہو گئی تو مسح باطل نہین ہوتا ہی بخلاف مسح موزہ
فان سقطت فی الصلوٰۃ استانفہا پھر اگر پٹی صحت کے بعد نماز مین ساقط ہو گئی تو نماز کو پھر شروع کرے ذلک الحکم لو سقط الدواء او برء موضعہ
ولم یسقط مجتبیٰ اور اسی طرح حکم تفصیلی ہی اگر دوا ساقط ہو گئی یا پٹی کا مکان اچھا ہو گیا اور ہنوز پٹی نہین گری کذا فی المجتبیٰ ھم یعنے اگر وہ صحت کے بعد نماز مین
ساقط ہوئی یا پٹی کا محل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے وینبغی تقییدہ بما اذا لم یضرّ ازالتہا فان ضرّہ فلا بحر اور حکم مذکور کو مقید کرنا چاہیے اس

صورت کے ساتھ جبکہ پٹی کا اُتار نا ضرر نکرے تو اگر مضر ہو تو مسح باطل نہین کذا فی البحر ھم یعنے پٹی کے ساقط ہونے سے بعد صحت کے اسوقت مسح باطل ہوتا ہو جبکہ پٹی کا کھولنا الناضرر نکرتا ہو اور اگر مضر ہو اسطرح کہ پٹی نہایت چپکی ہو گوشت سے اور اسکے جدا کرنے مین تازگی زخم کا احتمال ہو تو اس صورت مین مسح باطل نہو گا والرجل والمرأۃ والمحدث والجنب فی المسح علیہا وعلی توابعہا سواء اتفاقا اور مرد اور عورت اور محدث اور جنب جبیرہ کے مسح مین اور اسکے توابع مین برابر ہین بالاتفاق ھم توابع جبیرہ بچایا اور فصد کی پٹی اور داغ کا موضع اور وہ تندرست مقام جو ضرورت کے سبب پٹی کے نیچے آگیا ہو ولا یشترط فی مسحہا استیعاب وتکرار فی الاصح فیکفی مسح اکثرھا مرۃ بہ یفتی اور پٹی کے مسح مین پوری پٹی پر مسح کرنا اور مسح کو مکرر کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین تو پٹی کا ایکبار آدھے سے زیادہ مسح کرنا کفایت کرتا ہو اسی قول پر فتوے ہو ھم یہ قول مخالف ہو قول سابق کے کہ وہان پوری پٹی کا مسح مذکور ہو اور اگر اسی قول اخیر پر اقتصار ہوتا تو بہتر تھا اسواسطے کہ فتوے اسی قول پر ہو کذا فی الطحطاوی وکذا لا یشترط فیہا نیۃ اتفاقا بخلاف الخف فی قول اور اسی طرح پٹی کے مسح مین نیت شرط نہین برخلاف مسح موزہ کے کہ اسمین ایک قول مین نیت شرط ہو اور اصح قول یہ ہو کہ موزے کے مسح مین نیت شرط نہین وما فی نسخ المتن رجع عنہ المصنف فی شرحہ اور جو عبارت کہ متن کے نسخون مین ہو مصنف نے اسکو ترک کیا ہو اپنی شرح مین ھم یعنے شرح منح الغفار مین ومسح نحو مفتصد وجریح سے آخر تک ساقط ہو طحطاوی نے کہا تو اسکا ذکر نکرنا بہتر تھا تاکہ تناقض کا مصنف پر اعتراض نہ لگتا

باب الحیض

یہ باب حیض کے احکام اور مسائل مین عنونہ بہ لکثرتہ واصالتہ ولان فیہا ثلثۃ حیض ونفاس واستحاضۃ مصنف نے حیض کو عنوان قرار دیا اسی باب کا حیض کی کثرت اور اصالت کے سببے ورنہ عورت کے خون تو تین قسم کے ہین حیض و نفاس اور استحاضہ یعنے ہر چند اس باب مین حیض اور نفاس اور استحاضہ تینون خونون کے احکام مذکور ہین مگر مصنف نے اس باب کو فقط باب الحیض کر کے آغاز کیا تو اسکی وجہ یہی ہو کہ حیض کثیر الوقوع اور اصل ہو برخلاف نفاس کے کہ ہمیشہ نہین ہوتا بچہ پیدا ہونیکے بعد ہوتا ہو اور استحاضہ بھی بیمار عورت کو ہوتا ہو نہ ہر عورت کو ھو لغۃ السیلان وشرعا علی القول بانہ من الاحداث مانعیۃ شرعیۃ بسبب الدم المذکور وہ یعنی حیض لغت عرب مین روانگی اور بہنے کو کہتے ہین اور اصطلاح شرع مین بنا بر اس قول کے کہ حیض حدث ہو منجملہ حدث اور احداث کے شرعی رد کنا ہو خون مذکور کے سببے یعنے جن عبادات مین طہارت شرط ہو جیسا کہ نماز اور مس مصحف اور دخول مسجد انمین شارع نے حیض کو مانع طہارت اعتبار کیا ہو اگرچہ بالغیبت حسیۃ وعلی القول بانہ من الانجاس دم من رحم اور بنا بر اس قول کے کہ حیض ناپاک چیز ہو منجملہ اور نجاسات کے تو وہ خون ہو کہ عورت کے رحم یعنے بچہ دان سے جاری ہوتا ہو خرج الاستحاضۃ رحم کی قید سے استحاضہ حیض کی تعریف سے نکل گیا اسواسطے کہ استحاضہ رحم کا خون نہین بلکہ رگ کے پھٹجانے سے نکلتا ہو اور اسی طرح نکسیر اور زخمون کا خون اور جو کہ مقعد سے خارج ہو وہ رحم کی قید سے خارج ہو گیا ومنہ ماتراہ صغیرۃ وآئسۃ ومشکل اور منجملہ استحاضہ ہی وہ خون ہو جسکو نو برس سے کم عمر کی چھوٹی لڑکی دیکھتی ہو اور وہ بڈھی عورت جسکو حیض کی امید نرہی اور جو خون کہ خنثیٰ مشکل دیکھے قول مختار یہ ہو کہ ۵۵ برس کی عورت آئسہ ہو کذا فی الاکثر المعتبرات لا لولادۃ خرج النفاس نہ ولادت کے سبب اس قید سے نفاس خارج ہو گیا حیض کی تعریف سے اسواسطے کہ نفاس خارج ہوتا ہو رحم سے ولادت کے سببے برخلاف حیض کے وسببہ ابتلاء اللہ لحواء لاکل الشجرۃ اور حیض کے ہونیکا پہلا سبب خدا کا مبتلا کرنا تھا حوا علیہا السلام کو درخت منہی عنہ کے کھا لینے سے وہ درخت گیہون تھا یا انجیر یا انگور ورکنہ بروز الدم من الرحم اور حیض کا رکن خون کا باہر نکل آنا ہو رحم سے یعنے فرج داخل کے کنارے کے برابر ہو جائے یہی قول معتمد ہو اور محمد کے نزدیک احساس رکن ہو حیض کا اور ثمرۂ اختلاف اس صورت مین ظاہر ہوتا ہو کہ عورت نے وضو کیا پھر گدی رکھی پھر نزول خون کا احساس ہوا قبل غروب کے پھر گدی جدا کی اسکے بعد تو محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹا برخلاف شیخین کے یعنے جبکہ خون کنارہ فرج کے محاذی نہو اور اگر محاذی ہو گا تو بالاتفاق حیض بالفاس ثابت ہو گا کذا فی الطحطاوی عن النہر وشرطہ تقدم نصاب الطہر ولو حکما اور حیض کی شرط مقدم ہونا ہو نصاب طہر

یعنے اقل مدت طہر کا کہ پندرہ دن ہین اگرچہ طہر حکمی ہو ہم طہر حکمی کی دو صورتین ہین ایک تو عورت مستحاضہ کہ بعد ایام حیض کے وہ طاہر ہی حکماً اگرچہ خون بہا کرے دوسری وہ عورت جسکو اول بار حیض نمود ہوا تو یہان بھی نصاب طہر کا مقدم ہونا حکماً ہو وعدم نقصہ عن اقلّہٖ اور شرط حیض کی کم نہونا ہی کمتر مدت حیض سے یعنے تین دن سے وأوانہ بعد التسع اور حیض کا زمانہ نو برس کے بعد ہی وقت ثبوتہ بالبروز فیہ ترکُ الصَّلوٰۃ ولو مبتدأۃ فی الاصح لان الاصل الصحۃ والحیض دم صحۃ متفق اور حیض کے ثابت ہونیکا وقت اسکے خارج ہونے سے ہی اسوقت مین عورت نماز کو چھوڑ دے اگرچہ اسکو پہلے پہل حیض آیا ہو صحیح تر قول مین اسواسطے کہ صحیح سالم ہونا اصل ہی اور حیض صحت کا خون ہی کذا فی الشمنی ہم غیر اصح یہ قول ہی کہ جسنے اول بار خون دیکھا وہ تین دن کے بعد نماز چھوڑ دے کہ شاید وہ خون استحاضہ کا ہو نہ حیض اور اصح قول اکثر مشائخ بخارا کا ہی کہ جب اُسنے حالت بلوغ مین خون دیکھا تو مجرد دیکھنے کے نماز ترک کرے اسواسطے کہ صحت اجسام اصلی ہی اور مرض مقتضی استحاضہ عارض ہی تو بمقتضاء اصالت اس خون کو حیض قرار دینا چاہیے نہ استحاضہ واقلہ ثلثۃ ایام بلیالیھا الثلث اور کمتر مدت حیض کی تین دن ہین تین راتون کے ساتھ خواہ انھین دنون کی راتین ہون یا نہون فالاضافۃ لبیان العدد المقدر بالساعات الفلکیۃ لا للاختصاص تو اضافت اور نسبت لیالی کی ایام ضمیر کی طرف اس زمانہ کے شمار کے واسطے ہی جسکا اندازہ ساعات فلکیہ یعنے نجومی گھڑیون سے کیا گیا ہی نہ خصوصیت کے بیان کے واسطے یعنے یہ مراد نہین کہ انھین ایام مخصوصہ کی تین راتین ہون ہم ساعت دو قسم ہی ساعت فلکی اور ساعت زمانی ساعت فلکی پندرہ درجہ کی ہوتی ہی اسکو ساعت معتدلہ بھی کہتے ہین ایک رات اور دن کی ۲۴ گھڑیان ہوتی ہین تو اقل مدت حیض کی ۷۲ گھڑیان ہوئین اور ساعت زمانی رات یا دن کے بارھوین حصہ کا نام ہی اسکو ساعت معوجہ بھی کہتے ہین تو ساعت فلکی کی قید سے ساعت زمانی سے احتراز ہوا اور اسیطرح ساعت لغوی اور ساعت شرعی سے کہ عبارت ہی زمانہ کے ہر ایک جزو سے اگرچہ وہ قلیل ہو تو اگر عورت کو اول بار خون آیا جبکہ نصف قرص آفتاب کا طالع تھا اور چوتھے دن منقطع ہوا جبکہ چہارم قرص طالع تھا تو وہ استحاضہ ہی حیض نہین کیونکہ اقل مدت اسکی پائی نہین گئی اور اگر نصف قرص کے طلوع ہونیکے بعد خون منقطع ہوا تو البتہ حیض ثابت ہوگا کذا فی الطحطاوی عن القہستانی بتصرف فلا یلزم کونہا لیالی تلک الایام جبکہ اضافت مذکورہ بیان عدد کے واسطے ٹھہری نہ اختصاص کے واسطے تو راتون کو انھین دنون کی راتین ہونا لازم نہین ہم رات مقدم ہوتی ہی دن پر تو اگر جمعہ کے دن سے حیض شروع ہوا تو یہ لازم نہین کہ جمعہ کی رات بھی ہو بلکہ مطلقاً تین راتین لازم ہین جسطرح یہ لازم نہین کہ تین دن پورے ہون آفتاب کے طلوع سے بلکہ مقدار تین دن کے زمانہ گذرنا چاہیے وکذا قولہ واکثرہ عشرۃ بعشر لیالی کذا رواہ الدار قطنی وغیرہ اور اسی طرح مصنف کا یہ قول ہی کہ اکثر مدت حیض کی دس دن ہین دس راتون کے ساتھ مطلقاً خواہ انھین دنون کی راتین ہون یا نہون الیسا روایت کیا ہی اقل اور اکثر مدت کو دار قطنی وغیرہ نے ہم یہ حدیث طرق متعددہ سے مروی ہی تو مرتبہ حسن کو پہونچکر لائق احتجاج کے ہوگئی کذا فی النہر والناقص عن اقلہ والزائد علی اکثرہ او اکثر النفاس او علی العادۃ وجاوز اکثرھما وما تراہ صغیرۃ دون تسع علی المعتمد وآیسۃ علی ظاہر المذہب وحامل ولو قبل خروج اکثر الولد استحاضۃ اور جو خون کہ حیض کی اقل مدت یعنے تین رات اور تین سے کم ہو اور جو کہ اکثر مدت حیض سے یا اکثر مدت نفاس سے زائد ہی یا زائد ہی حیض اور نفاس کی عادت سے جو مقرر تھی اور بڑھ گیا اکثر مدت حیض اور نفاس سے اور جو خون کہ نو برس سے کم عمر کی لڑکی دیکھی بنا بر قول معتمد کے اور جو خون کہ وہ بڈھی عورت دیکھے جسکو حیض سے ناامیدی ہوگئی بنا بر ظاہر مذہب کے اور جو خون کہ حاملہ عورت دیکھے اگرچہ وہ اکثر ولد کے نکلنے سے پہلے ہو یہ سب استحاضہ ہیں ہم اقل اور اکثر مدت سے ناقص اور زائد ہونا استحاضہ ہی اگرچہ کمی اور زیادتی نہایت کم ہو تو اگر عورت کو پانچ دن کی مثلاً عادت ہو اور اسکا خون جاری ہوا پہلی تاریخ جبکہ نصف قرص آفتاب کا طالع ہوا اور گیارھوین تاریخ منقطع ہوا جبکہ دو ثلث قرص طالع ہوا تھا تو جو پانچ دن سے زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی اسواسطے کہ دس دن سے بقدر سدس کے زائد ہو گیا کذا فی الطحطاوی عن القہستانی واقل الطہر بین الحیضتین او النفاس والحیض خمسۃ عشر یوماً ولیالیھا اجماعاً اور کمتر مدت طہر کی یعنے پاک رہنے کی دو حیض کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان پندرہ

دن اور اُنکی راتین باتفاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفاس اور حیض کے درمیان کا طہر اس صورت مین پندرہ دن ہوتا ہی جبکہ نفاس کی اکثر مدت پوری ہو گئی ہو
کذا فی الطحطاوی وَلَاحَدَّ لِاَکثرِہٖ وَاِنِ استغرق العمر اور حد مقرر نہین اکثر مدت طہر کی اگرچہ تمام عمر کو احاطہ کر جاوے ہم استغراق طہر کی تین صورتین ہین پہلی صورت
یہ ہی کہ عورت بالغہ ہو جاوے عمر کے وجہ سے اور تمام عمر اسکو خون نہ آوے تو وہ روزہ رکھا کرے اور نماز پڑھا کرے اور ہمیشہ شوہر سے قربت کیا کرے اور اسکی عدت مہینون
سے منقضی ہوگی دوسری یہ کہ بلوغ کے نزدیک یا بعد اسکے تین دن سے کم خون کو دیکھے پھر ہمیشہ کو خون منقطع ہو جاوے اسکا حکم پہلی صورت کا سا حکم ہی تیسری یہ کہ
ایسا خون دیکھے جو حیض ہو سکتا ہی پھر دائمی انقطاع ہو جاوے اسکا حکم بھی پہلی صورت کی مانند ہی مگر یہ کہ اسکی عدت منقضی نہوگی مگر حیض سے اگر حیض طاری ہو قبل از
سن ایاس اور اگر طاری نہو تو مہینون سے اسکی عدت منقضی ہوگی ابتدا سن ایاس سے چنانچہ باب العدت مین مذکور ہوگا اِلَّا عِندَ الاحتیاجِ اِلٰی نَصبِ عَادَۃٍ لَھَا اِذَا
استمرَّ بِھَا الدَّمُ اکثر طہر کی حد نہین مگر عورت کی عادت مقرر کرنیکی احتیاج کے وقت جبکہ اسکا خون برابر بلا انقطاع جاری ہو جاوے یعنے سیلان دائمی
مین البتہ اکثر طہر کے محدود کرنیکی حاجت ہوگی فیحدُّ لاجل العدۃ بشھرین یفتی تو طلاق کی عدت کے واسطے طہر کی اکثر مدت دو مہینے ٹھہرائے جاوینگے یہی قول
مفتی بہ ہی ہم نہایہ مین کہا کہ حاکم شہید کے اس قول پر اسواسطے فتویٰ ہوا کہ یہ آسان تر ہی اور یہ دو مہینون کی حد معتادہ اور متحیرہ کے حق مین ہی نہ مبتداۃ مین یعنے
جس عورت کو جوان ہوتے ابتداء جوانی سے برابر خون جاری ہو گیا اسواسطے کہ مبتداۃ کا حیض ہر مہینے سے دس دن ہین ابتداء رویت سے خواہ عشرہ اولیٰ ہو
یا عشرہ ثانیہ ہو یا ثالثہ اور باقی ایام طہر کے ہین سو اگر مبتداۃ کو اسکے زوج نے طلاق دی آخر طہر مین تو اسکی عدت اونہتر ۶۹ دن مین منقضی ہوگی تین حیض تین دن
کے اور دو طہر ایک طہر ۲۰ دن کا اور دوسرا اُنیس دن کا اور اگر اول طہر مین طلاق دی تو عدت آخر ہوگی ۸۸ یا ۸۹ دن مین تین حیض تو تیس دن کی اور
تین طہر ایک طہر ۲۰ دن کا اور دو طہر اُنیس اُنیس دن کے یا ایک طہر اُنیس دن کا اور دو طہر بیس بیس دن کے اور اگر طلاق دی اول حیض مین عدت
منقضی ہوگی ۹۸ یا ۹۹ دن مین چار حیض چالیس دن کے اور تین طہر بطور سابق کے کذا فی الطحطاوی وَعَمَّ کَلَامُہُ المبتدأۃَ والمعتادۃَ ثُمَّ نَسِیَت عَادَتَھَا
اور مصنف کا کلام بلحاظ عبارت مین شامل ہی مبتداۃ اور معتادہ یعنے وہ عورت کہ اپنی عادت نہین بھولی اور اس عورت کو جو اپنے حیض کی عادت بھول گئی ہم یہ کلام فی نفسہ
صحیح ہی اگرچہ اکثر طہر کی حد مختلف ہی اسواسطے کہ معتادہ اور ناسیہ کی اکثر طہر کی حد دو مہینے ہین اور مبتداۃ کے ۲۰ دن ہین حالت استحاضہ مین طحطاوی نے کہا مصنف
کا یہ کلام الا عند نصب عادۃ لہا اذا استمر بہا الدم مبتداۃ کے ۲۰ دن پر بھی صادق آتا ہی وَتُسَمّٰی المُحَیَّرَۃَ وَالمُضِلَّۃَ اور جو کہ حیض کی عادت بھول گئی اسکو محیرہ اور
مضلّلہ کہتے ہین ہم محیرہ اور مضللہ بصیغہ مفعول اور فاعل دونون جائز ہی یعنے وہ عورت اپنے حیض اور طہر مین حیران اور گمراہ ہی یا یہ کہ اُسنے فقہا کو حیران کر رکھا ہی
اور اسکو ناسیہ اور ضالّہ اور متحیرہ بھی بولتے ہین وَاِضلَالُھَا اِمَّا بِعَدَدٍ اَو بِمَکَانٍ اَو بِھِمَا کَمَا بُسِطَ فِی البَحرِ وَالحَاوِی اور اسکا گم کرنا اور بھول جانا یا تو شمار ایام حیض کا
بھولنا ہی کہ کئے دن حیض آتا تھا یا مکان کا بھولنا ہی یعنے شمار ایام کا تو یاد ہی مگر تاریخ یاد نہین کہ عشرہ اولیٰ مین ہوتا تھا یا ثانیہ یا ثالثہ مین یا دونون کا بھولنا ہی
یعنے نہ شمار یاد ہی نہ تاریخ چنانچہ بحر الرائق اور حاوی مین شرح مذکور ہی وَحَاصِلُہٗ اِنَّھَا تَتَحَرّٰی اور حاصل اس بیان شرح کا یہ ہی کہ بھولنے والی انکل دوڑاوے
اور خوب سوچے یعنے ظن غالب پر عمل کرے یعنے جن دنون کو طہر گمان کرے تو وہ پاک ہی ہر وقت وضو کرکے نماز پڑھا کرے اور جن دنون کو حیض سمجھے اُن مین نماز
روزہ ترک کرے خلاصۂ کلام یہ ہی کہ جب اسکو حیض کا یقین ہو وقت مخصوص مین تو عبادت ترک کرے اور اگر یقین نہو تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر
کسی طرح دل نہ ٹھہرے اور تردد واقع ہو اسکا حکم شارح بیان کرتا ہی وَمَتٰی تَرَدَّدَت بَینَ حَیضٍ وَدُخُولٍ فِیہِ وَطُہرٍ تَتَوَضَّأُ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ اور جبکہ
عورت مذکورہ کو تردد واقع ہو حیض مین اور حیض کے آنے مین اور طاہر ہونے مین تو ہر نماز کے واسطے وضو کرے یعنے جسدن یہ تردد ہو کہ شاید یہ دن حیض کا ہی
یا حیض شروع ہوا یا شاید پاکی کا دن ہی تو ہر نماز مین وضو کیا کرے یہی قول صحیح ہی اور واجبات اور سنن موکدہ ادا کرے اور قرآن بقدر مفروض
اور واجب کے پڑھے اور مسجد مین نجاوے اور قرآن کا مس نکرے وتمامہ فی الطحطاوی وَاِن بَینَہٗمَا وَالدُّخُولِ فِیہِ تَغتَسِلُ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ

اور اگر تردد ہو حیض اور طہر مین اور طہر کے داخل ہونے یعنے حیض سے خارج ہونے مین تو ہر نماز کے واسطے غسل کرے اسواسطے کہ شاید حیض سے خارج ہوئی اور طہر مین داخل ہوئی ہو ویترک غیر موکدۃ ومسجدًا وجماعًا اور چھوڑے نماز غیر موکدہ کو اور مسجد کے جانے کو اور جماع کو یعنے زوج کو اپنے اوپر قادر نہونے دے کہ شاید حیض مین جماع واقع ہو حلبی محشی نے کہا کہ یہ دوسری صورت سے تعلق ہے وتصوم رمضان ثم تقضی عشرین یومًا ان علمت بدایتہ لیلًا اور سارے رمضان مین روزہ رکھے پھر بیس دن قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو ہم اسواسطے کہ اگر حیض رات سے شروع ہوا تو رات پر ختم ہوگا تو اسکا روزہ رمضان مین سوا دس دن کے فاسد نہوا اور دس دن قضا کے فاسد ہوئے کذا فی الحلبی قضا کے دن فاسد ہوئے حیض کے احتمال سے تو بیس دن کے قضا کرنے مین دس روزے بالیقین طہر مین واقع ہونگے والا فاثنین وعشرین اور نہ بائیس دن قضا کرے یعنے اگر ابتدا حیض دن سے جانتی ہو تو بائیس دن قضا کرے اسواسطے کہ اگر حیض دن سے شروع ہوا تو دن مین ختم ہوگا گیارھوین دن تو گیارہ روزے اسکے فاسد ہوگئے اور اسی قدر قضا مین کذا فی الحلبی تو بائیس دن کی قضا مین گیارہ روزے بالیقین طہر مین واقع ہونگے وتطوف لرکن ثم یعید بعد عشرۃ اور طواف کرے فرض جسکو طواف الزیارۃ کہتے مین پھر اسکا اعادہ کرے دس دن کے بعد یعنے اسواسطے کہ طواف الزیارۃ مین طہارۃ واجب ہے اور شاید کہ وہ طواف حیض مین واقع ہوا ہو ویطوف للصدر اور طواف الصدر کرے یعنے کعبہ سے رخصت ہونیکا طواف اور اسکو اعادہ نکرے اسواسطے کہ حائض پر طواف الصدر ساقط ہے وتعتد لطلاق بسبعۃ اشہر علی المفتی بہ اور عدت کرے طلاق کی وجہ سے سات مہینے مفتی بہ قول پر یعنے مفضلہ اور اسی طرح معتادہ مستمرۃ الدم لقول الحاکم الشہید بسات اشہر کی عدت کرے کذا فی الحلبی اسلیے کہ تین حیض کے تیس دن اور چھ مہینے کے تین طہر چنانچہ سابق مین گذرا کہ اکثر طہر اسکا دو مہینے کا ہے وما تراہ من لون ککدرۃ وتربیۃ فی مدۃ المعتادۃ اور حیض کی مدت معتادہ مین جو رنگ کہ دیکھے چنانچہ تیرگی اور خاکستری وہ حیض ہے ہم جبکہ تیرہ اور خاکستر خون حیض ٹھہرا تو سرخ اور سیاہ اور زرد اور سبز بطریق اولے حیض ہوگا سوی بیاض خالص قیل ہو شیء یشبہ الخیط الابیض سفیدی خالص کے سوا کہ وہ حیض نہین ہے بعضون نے کہا کہ بیاض خالص ایک چیز ہے سفید دھاگے کی مانند یعنے بعد اختتام حیض کے وہ گدی پر ظاہر ہوتی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ بیاض خالص سے انقطاع حیض مراد ہے کذا فی نہر الفائق ولو المرئی طہرًا متخللًا بین الدمین فیہا حیض اگرچہ مدت کے اندر دو خونون کے درمیان طہر معلوم ہو وہ بھی حیض ہے یعنے حیض کے دس دن کی مدت مین اول خون نظر آیا اور آخر مین بھی نمود ہوا اور بابین مین خشکی معلوم ہوئی تو یہ طہر متخلل بین الدمین بھی حیض مین داخل ہے لان العبرۃ لاولہ واخرہ وعلیہ المتون فلیحفظ طہر متخلل اسواسطے حیض ٹھہرا کہ اسکے اول اور آخر کا اعتبار ہے اور اسی قول پر متون فقہ کا اتفاق ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنے جیسے وجوب زکوۃ مین ابتدا اور انتہاء سال مین نصاب کا ہونا کافی ہے اگرچہ سال کے اندر پوری نصاب باقی نرہی ہو اسی طرح حیض مین مدت کے اول اور آخر کا اعتبار ہے درمیان کی خشکی ساقط الاعتبار ہے شارح نے اس قول سے صاحب بحر کے اس کلام کے رد ہونے پر اشارہ کیا کہ اگرچہ اس روایت کو اصحاب متون نے اختیار کیا ہے لیکن اصحاب شروع نے اسکی تصحیح نہین کی اسواسطے کہ نصاب پر قیاس صحیح نہین کیونکہ یہان خون اثناء مدت مین منقطع ہے اور زکوۃ مین بقاء جزو النصاب اثناء سال مین مشروط ہے صاحب نہر الفائق نے اسکو یون رد کیا ہے کہ یہ قیاس نہین ہے نصاب پر بلکہ اسکا نظیر بیان کیا ہے ثم ذکر احکامہ بقولہ یمنع صلوۃ مطلقًا ولو سجدۃ شکر پھر مصنف نے احکام حیض کے بیان کیے اپنے اس قول سے کہ حیض منع کرتا ہے نماز کو مطلقًا یعنے خواہ رکوع سجود والی نماز ہو خواہ جنازہ کی اگرچہ سجدہ شکر کا ہو وصومًا وجماعًا اور حیض مانع ہے روزہ اور جماع کو وتقضیہ لزومًا دونہا للحرج اور عورت روزہ کو قضا کرے ضرورت نہ نماز کو بسبب حرج اور مشقت کے ہم نماز ہر سال ہر روز فرض ہے اور روزہ سال بھر مین ایک مہینا تو قضاء صوم مین حرج نہین اور نماز کی قضا مین وقت ہے ولو شرعت تطوعًا فیہما فحاضت قضتہما خلافًا لما زعمہ صدر الشریعۃ بحر اور اگر عورت نے نفل نماز روزہ شروع کیا پھر وہ حائض ہوگئی تو نماز روزہ دونون قضا کرے برخلاف اس قول کے جو صدر الشریعۃ نے گمان کیا ہے کذا فی البحر یعنے شارح وقایہ نے کہا ہے

کہ روزہ قضا کرے نہ نماز وفی الفیض لو نامت طاہرۃ وقامت حائضۃ حکم بحیضہا من قامت اور فیض مین ہی کہ اگر عورت سوئی پاک اور اٹھی حیض کی حالت مین تو اسکے ثبوت حیض کا حکم ہوگا جب سے کہ وہ اٹھی ہم یہ حکم نظر باحتیاط ہی تو اگر عشا کے وقت بدون نماز پڑھے سوگئی اور صبح کو اٹھی تو عشا کو قضا کرے اسواسطے کہ اضافت حوادث کی اقرب اوقات کی طرف ہوتی ہی وبعکسہ من نامت احتیاطا اسکے بالعکس یعنی سوئی حائض اور اٹھی طاہر تو اسکی طہارت کا حکم ہوگا سونے کے وقت سے احتیاط کی راہ سے ہم بعضون نے کہا کہ قولہ احتیاطاً عکس کی علت ہی مین کہتا ہون کہ وہ دونون صورتون کی متعلقات ہی چنانچہ عنقریب مذکور ہوگیا اور اسپر دلیل بحر الرائق کا کلام ہی کہ اگر عورت نے گدی رکھی رات کو اور فجر کو پاک اٹھی تو عشا کی نماز قضا کرے پھر اگر وہ طاہر تھی سوتے سے تراوت دیکھی صبح کو تو بھی عشا کو قضا کرے اگر نماز نہ پڑھی ہو گدی رکھنے سے پہلے اسکو پاک قرار دینے کے وجہ سے پہلے صورت مین گدی رکھنے کے وقت سے اور حائض قرار دینے کی علت سے دوسری صورت مین گدی کے جدا کرنے کے وقت سے نظر باحتیاط دونون صورتون مین کذا فی الطحطاوی ویمنع حل دخول مسجد اور منع کرتا ہی حیض دخول مسجد کے حلال ہونے کو ہم اس سے معلوم ہوا کہ جسکے بدن پر نجاست لگی ہو وہ مسجد مین نجاوے مسجد کی قید سے عید گاہ خارج ہی اور اسی طرح خانقاہ اور مدرسہ اور جسکے پیٹ مین ریح گھومی وہ اسکے خارج کرنے کو باہر مسجد کے نکلے یہی قول اصح ہی اور اگر مسجد مین کسیکو احتلام ہو وہ تیمم کرکے باہر نکلے اگر خوف نہو دشمن یا جانور کا اور اگر خوف ہو تو تیمم کرکے وہین ٹھہرا رہے اگر مسجد سے جلد نکلے تو تیمم کرنا جائز ہی اور اگر خوف سے وہین ٹھہرے تو واجب ہی کذا فی الطحطاوی مختصراً وحل الطواف ولو بعد دخولہا المسجد وشروعہا فیہ اور حیض حلت طواف کا مانع ہی اگرچہ حیض بعد داخل ہونے مسجد الحرام کے اور طواف مین شروع کرنیکے بعد عارض ہوا ہو وقربان ما تحت ازار یعنی ما بین سرۃ ورکبۃ ولو بلا شہوۃ اور منع کرتا ہی حیض تہ بند کے نیچے کی نزدیکی سے یعنی اس بدن کی قربت سے جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہی اگرچہ قربت بدون شہوت کے ہو یعنی جماع کرنا اور ران وہان لگانا اور بدون شہوت کے ہاتھ لگانا سب حرام ہی ہم یہ حرمت استمتاع ما تحت الازار کی درصورت عدم حیلولت کے ہی اور اگر بدون جماع کے استمتاع ما تحت الازار ہو حیلولت کے ساتھ یعنی کپڑا درمیان مین حائل ہو تو جائز ہی اگرچہ خون سے آلودگی ہو اور حائض کا کھانا پکانا اور اسکے آٹے اور پانی چھوئے کو استعمال کرنا مکروہ نہین اور حائض کے بچھونے سے علیحدہ رہنا لائق نہین کہ یہ یہودیون کا فعل ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر وحل ما عداہ مطلقاً اور قربت مذکورہ کے سوا ہر فعل حلال ہی مطلقاً ہم ماسوائے قربت مذکورہ نظر ما تحت الازار اور استمتاع بقیہ بدن پر صادق ہی خواہ نظر کرنا اور استمتاع شہوت کے ساتھ ہو یا بدون شہوت اور یہی مطلب ہی اطلاق کا کذا فی الحلبی وھل یحل النظر ومباشرتہا لہ فیہ تردد اور کیا نظر کرنا عورت کی ما تحت الازار کو اور بدن سے بدن لگانا عورت کا مرد کو حلال ہی یا نہین جواب اسکا یہ ہی کہ اسمین تردد ہی ہم شارح کو یہ تردد پیدا ہوا ہی صاحب بحر کے متردد ہونے سے لیکن تحقیق یہ ہی کہ نظر کے حلال ہونے مین کچھ تردد نہین اسکی تحریم پر کوئی معتمد دلیل نہین وہ داخل ہی اس قول کے تحت مین وحل ما عداہ مطلقاً کذا فی الطحطاوی وقراءۃ قرآن بقصدہ اور حیض منع کرتا ہی قرآن پڑھنے کو قرآن کی نیت سے ہم حائض کو قرآن پڑھنا ممنوع ہی خواہ پوری آیت ہو یا کم یہی قول ہی کرخی کا اور اکثر کتب مین اسی کی تصحیح ہی کذا فی البحر لیکن اگر قرآن پڑھا بہ قصد ثنا یا افتتاح امر یا بقصد دعا تو اصح روایت مین ممنوع نہین اور بسم اللہ پڑھنا بالاتفاق ممنوع نہین اور اذکار کا پڑھنا مباح ہی مطلقاً اور ذکر کے واسطے حائض کو وضو کرنا مستحب ہی اور ترک اسکا خلاف اولی ہی کذا فی الطحطاوی ملخصاً ومسہ ولو مکتوبا بالفارسیۃ فی الاصح اور حیض منع کرتا ہی قرآن کے چھونے کو اگرچہ قرآن فارسی خط مین لکھا ہو صحیح تر قول مین ہم مس قرآن جنب اور حائض کو جائز نہین خواہ لوح پر لکھا ہو خواہ درم یا دیوار پر مصحف کا مس کسی طرح جائز نہین نہ عوض کا نہ حاشیہ کا یہی قول معتمد ہی برخلاف غیر مصحف کہ اسمین مکتوب کا مس جائز نہین اور غیر مکتوب کا مس جائز ہی کذا فی البحر الا بغلافہ المنفصل کما مر مگر قرآن کا چھونا جدے غلاف سے جائز ہی چنانچہ گذرا یعنی خردان کے ساتھ جھونا درست ہی جولی کے ساتھ درست نہین ہم قرآن کے مانند توریت اور انجیل اور زبور ہین جنمین تبدیل اور تحریف واقع نہین ہوئی فقہانے کہا ہی

نتیج حاصل کرنا تہ بند سے

کہ تفسیر اور فقہ اور احادیث کی کتابون کا چھونا حائض کو مکروہ ہی کیونکہ آیات قرآنی سے خالی نہین اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ جمیع شروح نحو کا بھی یہی حال ہی
کذا فی النہر وکذا منعہ حملہ کلوح و درہم وغیرہما اذا کان فیہ آیۃ اور حیض اسی طرح منع کرتا ہی قرآن کے اٹھانے کو جیسے اس تختے اور ورق کا اٹھانا ممنوع ہی جسمین آیت
قرآنی مکتوب ہو اور اگر آیت سے کم مکتوب ہی تو اسکا چھونا مکروہ نہین کذا فی الطحطاوی عن القہستانی ولا باس لحائض وجنب بقراءۃ ادعیۃ ومسہا
وحملہا وذکر اللہ تعالی وتسبیح وزیارۃ قبور ودخول مصلی عید اور کچھ مضائقہ نہین حائض اور جنب کو دعاؤن کے پڑھنے اور چھونے اور اٹھانے مین اور
اللہ تعالی کے ذکر مین اور سبحان اللہ کہنے اور قبرون کی زیارت اور عیدگاہ کے داخل ہونے مین ہم لا باس کے لفظ مین اشارہ ہی کہ جنب اور حائض کو ان چیزون
مین وضو کر لینا مستحب ہی واکل وشرب بعد مضمضۃ وغسل ید اور کھانے پینے مین کلی کر لے اور ہاتھ دھونے کے بعد ہم تو کلی اور ہاتھ دھونے کے بعد کھانا
پینا اصلا مکروہ نہین حائض کو تو لفظ الباس کا خلاف اولی پر جو مرجع ہی کراہت تنزیہی کا دلالت نہین کرتا بدلیل قول شارح واما قبلہا فیکرہ کذا فی الطحطاوی وما قبلہا
تیکرہ للجنب لا الحائض الا اذا خاطبت بالغسل ذکرہ الحلبی اور کلی اور ہاتھ دھونے سے پہلے تو کھانا پینا جنب کو مکروہ ہی نہ حائض کو جبتک کہ حائض کو نہانے کا
حکم نہو یعنی طاہر ہونیکے بعد ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے ہم جنب اور حائض مین فرق یہ ہی کہ جنب کا منھ دھونا کلی سے ساقط ہو جاتا ہی تو پانی مستعمل ہوگا اور مستعمل پانی پینا
مکروہ ہی ہرچند یہ تعلیل طعام مین جاری نہین برخلاف حائض کہ اسکا حدث مرتفع نہین ہوتا قبل از انقطاع حیض ویکرہ تحریما مس قراٰن بکم غسل
الجنب وتیسر اصحح فی الہدایۃ الکراہۃ ہو اوحوط اور مکروہ تحریمی یہ نہین چھونا قرآن کا آستین سے اکثر عالمون کے نزدیک آسانی کے واسطے اور ہدایہ مین اسکے مکروہ ہونے کو
صحیح کہا اور اسمین زیادہ تر احتیاط ہی ہم آستین سے مراد وہ کپڑا جو چھونے والے کے بدن سے متصل ہو ویحل وطیہا اذا انقطع حیضہا لاکثرہ بلا غسل وجوبا بل ندبا
اور حلال ہی عورت سے جماع کرنا جبکہ اسکا حیض منقطع ہو گیا حیض کی اکثر مدت کے بعد بدون غسل واجب کے بلکہ قبل جماع کے نہانا مستحب ہی یعنی جبکہ دس رات دن کے بعد
حیض بند ہوا تو بدون نہانے کے اس عورت کا جماع درست ہی اور قبل جماع کے غسل کرنا واجب نہین ہی بلکہ مستحب ہی تو جماع بلا غسل مکروہ تنزیہی ہی وان انقطع لدون اقلہ
تتوضأ وتصلی فی اٰخر الوقت اور اگر منقطع ہوا خون حیض کی اقل مدت سے کمتر مین یعنے تین رات دن سے کم مدت مین بند ہوا تو عورت وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت
مین ہم یہان غسل ثابت ہوا اگر نہ ہو یہ خون حیض کا نہین ہی طحطاوی نے کہا شارح نے اس صورت مین جماع کا حکم بیان نہین کیا لیکن اسکا حلال نہونا اگلے مسئلے سے ظاہر
ہوتا ہی یعنے جبکہ عادت سے کم اقل مدت کے بعد منقطع ہونے سے حلت نہین تو یہان بطریق اولے حلت نہوگی وان لاقلہ فان لدون عادتہا لم یحل اور اگر حیض منقطع ہوا
اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سے کم مدت مین بند ہو گیا تو جماع حلال نہین اگرچہ وہ غسل کر چکی ہو کذا فی البحر وتغتسل وتصلی وتصوم احتیاطا اور عورت مذکورہ
غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے ہم تاخیر کرنا غسل کا آخر وقت تک مستحب ہی جبکہ پوری عادت کے بعد حیض منقطع ہوا ہو اور اگر عادت سے کم
منقطع ہوا ہو تو تاخیر واجب ہی کذا فی النہر وان لعادتہا فان کتابیۃ حل فی الحال اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اگر وہ عورت
اہل کتاب سے ہی تو اسکا جماع کرنا فی الحال حلال ہو گیا یعنے اسواسطے کہ اسپر غسل کرنا واجب نہین کیونکہ کفار احکام شرعیہ کے مخاطب نہین کذا فی البحر والا لا یحل
حتی تغتسل او تتیمم بشرطہ اور اگر عورت مذکورہ مسلمان ہی تو جماع حلال نہین یہان تک کہ غسل کرے یا تیمم کرے بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق یعنے
آب مطلق کافی کے استعمال سے عاجز ہی تب اسکو تیمم درست ہوگا نہر الفائق مین ہی کہ تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے جماع اسکا حلال نہین بالاجماع بنا بر قول اصح
او یمضی علیہا زمن یسع الغسل ولبس الثیاب والتحریمۃ یعنی من اٰخر وقت الصلوۃ لتعلیلہم بوجوبہا فی ذمتہا حتی لو طہرت فی
وقت العید لا بد ان یمضی وقت الظہر کما فی السراج یا انقطاع حیض کے بعد اسقدر زمانہ گذر جاے جو گنجائش رکھتا ہو نہانے اور کپڑے پہننے اور تحریمہ
باندھنے کی یعنے نماز کے آخر وقت سے اسقدر زمانہ چاہیے بسبب وجہ بیان کرنے فقہا کے واجب ہونے نماز کے عورت کے ذمہ پر یعنے وجوب نماز کا ثابت
نہین ہی بدون خروج وقت کے تو اگر عورت طاہر ہوئی عید کے وقت تو ضرور ہی کہ ظہر کا وقت گذر جاے چنانچہ سراج وہاج مین مذکور ہی ہم تو مراد یہ ہی

کہ ایسے وقت مین پاک ہو کہ خروج وقت تک اسقدر باقی ہو کہ نہانا اور کپڑے پہننا اور تحریمہ باندھنا ہو سکتا ہو اور یہ مراد نہین کہ نماز کے اول وقت مین پاک ہو اور اسقدر زمانہ گذر جاے جیسا کہ بعضے غلط سمجھے ہین ہرچند مصنف کی عبارت عام ہو لیکن مراد یہی ہی جو مذکور ہوگیا اور جماع کو اسواسطے مخصوص کر کے ذکر کیا تا معلوم ہو کہ حیض اور نفاس کی طہارت وقت مذکور کے گذر جانے سے جماع کے حق مین ہی نہ قرآن پڑھنے کے حق مین کذا فی الطحطاوی عن الحموی عن البرجندی درر مین ہی کہ اگر حیض بند ہوا دس دن کے بعد تو وہ پاک ہوگئی اور غسل واجب ہوا اور اگر تین دن سے کم مین خون بند ہوا یا تین دن سے زیادہ عادت سے کم یا عادت کے موافق بند ہوا اور پھر جاری ہوا دس دن کی مدت مین تو اسکی طہارت کا حکم باطل ہوگیا خواہ وہ مبتداہ ہو خواہ معتادہ انتہی وھل تعتبر التحریمۃ فی الصوم لا صح لا اور کیا صوم مین بھی تحریمہ معتبر ہی یا نہین جواب یہ ہی کہ صحیح تر قول مین معتبر نہین یعنے اگر قبل فجر کے طاہر ہوئی تو وجوب صوم کے واسطے اسقدر زمانہ شرط ہی رات کا جسمین نہانا اور کپڑے پہننا ممکن ہو تو نماز اور صوم مین کچھ فرق نہین سواے تحریمہ کے تو نماز مین تحریمہ معتبر ہی اور صوم مین معتبر نہین وھی من الطہر مطلقا اور وہ یعنے تحریمہ طہر اور پاکی مین داخل ہی نہ حیض مین ہر صورت سے خواہ انقطاع اکثر مدت سے ہوا ہو خواہ اقل سے کذا فی الحلبی وکذا الغسل لو لاکثرہ والا فمن الحیض فتقضی مطلقا ان بقی قدر الغسل والتحریمۃ ولو لعشرۃ فقدر التحریمۃ فقط لئلا تزید ایامہ علی عشرۃ فلیحفظ اور اسی طرح غسل بھی طہر مین داخل ہی اگر حیض منقطع ہوا ہو اکثر مدت پر اور اگر ایسا نہین تو وہ حیض مین داخل ہی تو عورت نماز قضا کرے مطلقا اگر زمانہ بقدر غسل اور تحریمہ کے باقی ہو تا کہ حیض کے ایام دس سے زیادہ نہو جاوین سو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنے اگر اکثر مدت مین انقطاع ہوا ہو تو غسل کا زمانہ حیض مین شمار نہوگا ورنہ ایام حیض کے دس سے زیادہ ٹھہرینگے اور یہ شرع سے ثابت نہین ووطیھا یکفر مستحلہ کما جزم بہ غیر واحد اور جماع کرنا حائض سے کافر ٹھہراتا ہی اسکے حلال سمجھنے والے کو چنانچہ اس تکفیر پر ایک نے نہین بہت فقہا نے یقین کیا ہی از انجملہ صاحب مبسوط اور صاحب اختیار اور صاحب فتح القدیر ہی کذا فی الطحطاوی وکذا مستحل وطی الدبر عند الجمھور مجتبی اور اسی طرح وطی دبر کا حلال سمجھنے والا کافر ہی اکثر علما کے نزدیک کذا فی المجتبی ہم حلال عورت کی دبر مراد ہی اور غلام وغیرہ کی دبر مین ظاہرا یہ تکفیر کا خلاف جاری نہین کذا فی الطحطاوی وقیل لا یکفر فی المسئلتین وھو الصحیح خلاصۃ وعلیہ المعول لانہ حرام لغیرہ وما یجئ فی المرتد انہ لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ اور بعضون نے کہا کہ حلال سمجھنے والے کو کافر کہنا نچاہیے دونون مسئلون مین اور یہی قول صحیح ہی کذا فی الخلاصۃ اور اسی قول پر اعتماد ہی اسواسطے کہ وہ اپنے غیر کے سبب سے حرام ہی یعنے حیض اور براز کی نجاست کے وجہ سے اور اسلیے کہ باب المرتدین آویگا کہ فتوے نہین دیا جاتا اس مسلمان کی تکفیر کا جسکے کفر مین عالمون کا خلاف واقع ہی اگرچہ ضعیف ہی روایت ہو ہم حرام لغیرہ کے مستحل کی تکفیر پر فتوے نہین بلکہ حرام لعینہ کے مستحل پر فتوی ہی جبکہ اسکی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو سو اگر حرام لغیرہ دلیل قطعی سے ثابت ہی یا حرام لعینہ اخبار احاد سے تو اسکی حلت کا معتقد کافر نہین کذا فی الطحطاوی عن البحر ثم ھو کبیرۃ لو عامدا مختارا عالما بالحرمۃ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ جماع کرنا حیض مین گناہ کبیرہ ہی اگر دانستہ ہوا اپنے اختیار سے حرمت کو جان بوجھ کر لا جاھلا او مکرھا او ناسیا گناہ کبیرہ نہین اگر اسکی حرمت کو نہ جانتا ہو یا بے اختیار ہو کسی کے جبر کرنے سے یا حیض کو بھول کر جماع کیا ہو فتلزمہ التوبۃ جب گناہ کبیرہ ہوا تو اسکے فاعل کو توبہ اور استغفار لازم ہی ویندب تصدقہ بدینار او نصفہ اور مستحب ہی اسکو صدقہ دینا ایک دینار یا نصف دینار کا ہم دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہی اصحاب سنن کی ابن عباس سے ایک روایت یون ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد نے حائض سے جماع کیا اول خون مین اور حالانکہ خون سرخ ہی تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر انقطاع خون مین جماع کیا اور حالانکہ خون زرد ہی تو نصف دینار خیرات کرے کذا فی تیسیر جامع الاصول ومصرفہ کزکوٰۃ اور مصرف اس دینار اور نصف دینار کا زکوٰۃ کی مانند ہی وھل علی المرأۃ تصدق قال فی الضیاء الظاھر لا اور کیا عورت پر بھی خیرات کرنا مستحب ہی ضیا مین کہا کہ ظاہرا عورت پر یہ حکم نہین ہی ودم استحاضۃ حکمہ کرعاف دائم وقتا کاملا اور استحاضہ کے خون کا حکم نکسیر دائمی کی مانند ہی کہ نماز کے پورے وقت مین جاری ہی ہم خون استحاضہ چھ قسم ہی ایک وہ ہی جو اقل حیض سے کم ہو ۲ یہ کہ اکثر حیض سے

زیادہ ہو مثلا یہ کہ حیض مبتداۃ سے زیادہ ہوا اور اسکا حیض دس روز کا ہی ہر مہینہ مین ہم یہ کہ نفاس مبتداۃ سے زیادہ ہوا اور اسکا نفاس ۴۰ دن کا ہی ۵ یہ کہ
حیض اور نفاس کی عادت سے زیادہ ہوا اور دونون کی اکثر مدت سے تجاوز کر جاسے ۶ حاملہ کا خون کذا فی الحموی اور آئیسہ اور صغیرہ اور مرلضۃ الرحم کا خون اسی قسم کا ہی
کذا ذکرہ ابو السعود اور خون استحاضہ کی علامت یہ ہی کہ اسمین بو نہین ہوتی اور حیض کے خون مین بدبو ہوتی ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر لا یمنع صوما وصلوۃ
ولو نفلا وجماعا لحدیث توضئ وصلی وان قطر الدم علی الحصیر خون استحاضہ مانع نہین صوم اور صلوۃ کا اگرچہ نفل کی نماز ہو اور جماع کا مانع نہین
بدلیل اس حدیث کے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا کہ وضو کیا کر اور نماز پڑھا کر اگرچہ خون چٹائی پر ٹپکے ہم حکم نماز کا حدیث کی عبارۃ النص سے ثابت ہی اور
صوم اور جماع کا دلالۃ النص سے کذا فی المنح والنفاس لغۃ ولادۃ المرأۃ وشرعا دم فلو لم تره هل تکون نفساء المعتمد نعم یخرج من رحم
اور نفاس لغت عرب مین عورت کا جننا ہی اور اصطلاح شرع مین نفاس وہ خون ہی جو رحم سے نکلے لڑکا پیدا ہونے کے بعد پھر اگر عورت ولادت کے بعد خون نہ دیکھے
کیا وہ نفساء یعنی زچا ٹھیریگی یا نہین جواب یہ ہی کہ ہان معتمد قول یہی ہی کہ وہ زچا ہی ہم تو اسپر غسل واجب ہی احتیاط کی راہ سے اسواسطے کہ ولادت قلیل خون
سے خالی نہین کذا فی البحر فلو ولدته من سرتها ان سال الدم من الرحم فنفساء والا فذات جرح وان ثبت له احکام الولد پھر اگر عورت لڑکا جنی
اپنی ناف سے اسطرح کہ ناف مین زخم تھا وہ پھٹ گیا اور بچہ نکل آیا تو اگر خون بچہ دان سے جاری ہوا تو وہ زچا ہی اور اگر خون وہان سے جاری نہین ہوا تو وہ
عورت زچا نہوگی زخم والی ٹھہریگی اگرچہ اس مولود کو احکام ولد کے ثابت ہونگے ہم احکام مولود کے یہ ہین کہ اسکی مان کی عدت منقضی ہوگی اور وہ ام ولد ٹھیریگی
اور اسکی طلاق اگر ولادت پر معلق ہوگی تو اسکے پیدا ہونے سے واقع ہوگی کذا فی الطحطاوی عن الظہیریۃ عقیب لہا واکثرہ ولو متقطعا عضوا عضوا
نفاس ثابت ہوتا ہی اور لڑکا پیدا ہونے یا اکثر یعنی نصف سے زیادہ نکلنے کے بعد اگرچہ تمام یا اکثر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکلا ہو لا اقلہ فتتوضأ ان قدرت
او تیمم وتؤمی بصلوۃ ولا تؤخر فما عذر الصحیح القادر نفاس ثابت نہین کمتر مولود کے نکلنے سے یعنی اگر نصف بدن سے کم خارج ہوا تو وہ عورت زچا نہین
تو اب وہ اس حالت مین وضو کرے اگر وہ قادر ہو یا تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے اور نماز کو تاخیر نکرے تو اب کون عذر باقی ہی تاخیر یا ترک نماز کا چنگے بھلے قادر
شخص کو یعنی جب ایسی سخت حالت مین عورت کو تاخیر نماز کا حکم نہین تو تندرست توانا مرد کو کہان عذر باقی رہا ہم عورت مذکورہ کو یون نماز پڑھنا چاہیے کہ اپنے
نیچے ٹھیکرا رکھے یا گڑھا کھود لے اور بیٹھکر نماز پڑھے تاکہ لڑکے کو تکلیف نہو کذا فی الطحطاوی وحکمہ کالحیض فی کل شیء الا فی سبعۃ ذکرتہا فی الخزائن وشرحی للملتقی
اور نفاس کا حکم حیض کے مانند ہی ہر چیز مین مگر سات چیزون مین جنکو مین نے خزائن الاسرار اور ملتقی الابحر کی اپنی شرح مین ذکر کیا ہی ہم وہ سات چیزین یہ ہین
بلوغ اور استبرا اور عدت اور یہ کہ اقل نفاس کی کچھ حد نہین اور اکثر نفاس ۴۰ دن کا ہوتا ہی اور نفاس صوم کفارہ کے تتابع کا قاطع ہی اور نفاس سے
طلاق سنت اور طلاق بدعت مین فصل واقع نہین ہوتا کذا فی الحلبی منہا انہ لا حد لاقلہ منجملہ ان سات چیزون کے ایک چیز یہ ہی کہ اقل نفاس
کی کچھ حد مقرر نہین الا اذا احتیج الیہ لعدۃ کقولہ اذا ولدت فانت طالق فقالت مضت عدتی فقدرہ الامام بخمسۃ وعشرین یوما
مع ثلث حیض والثانی باحد عشر والثالث بساعۃ اقل نفاس کی حد نہین مگر جبکہ عدت کے واسطے اسکی طرف حاجت پڑے چنانچہ مرد کے اس قول
مین کہ اسنے اپنی عورت سے کہا کہ جب تو جنے تو تجھکو طلاق ہی سو اس عورت نے کہا کہ میری عدت طلاق کی گذر گئی تو امام اعظم نے اقل مدت نفاس کی اس
صورت مین ۲۵ - دن کی ٹھہرائی ہی تین حیضون کے ساتھ اور ابو یوسف نے گیارہ دن کی اور محمد نے ایک ساعت کی مدت ٹھہرائی ہی ہم یہان امام کے قول پر
فتوی ہی کذا فی النہر تو اگر عورت نے ولادت سے ۸۵ دن کے بعد کہا کہ میری عدت گذر گئی تو امام کے نزدیک اسکی تصدیق ہوگی کیونکہ ۲۵ دن نفاس کے اور ۱۵
دن کا طہر نفاس اور حیض کے مابین ہین اور تین حیضون کے پندرہ دن ہر حیض پانچ دن کا اور مابین تین حیضون کے دو طہر ۳۰ دن کے اور ابو یوسف
کے نزدیک ادنی مدت تصدیق کی ۱۵ دن ہین گیارہ دن نفاس کے اور پندرہ دن طہر کے اور تین حیض ۹ دن کے اور انکے مابین دو طہر ۳۰ دن کے

ع
یعنی نفاس ... ثابت نہین ہوتا بلکہ
خروج سے ثابت ہوتا ہی
حیض نفاس ثابت ہوتا ہی
اور استبرا کی ...
کہ لونڈی ... ہو
اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور
بچہ اسکے پیٹ مین ہو
تو خون دونون
بچون کے درمیان
کا نفاس ...
استبرا ...
بچہ ... پیدا ہو
ہوگا اور عدت کی صورت
یہ ہو کہ اپنی زوجہ سے
کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو
طلاق ہی پھر وہ جنی
تو کہا کہ میری عدت
منقضی ہوگئی تو
سوائے نفاس کے
تین حیض کی محتاج
ہوگی اور اگر حیض پر
طلاق کی تعلیق
ہوتی تو وہ داخل
عدت ہوتا ۱۲

اور محمد کے نزدیک ادنیٰ مدت تصدیق کے ۵۴ دن اور ایکساعت نفاس کی اور ۱۵ دن طہر کے اور تین حیض ۹ دن کے اور مابین کے طہر کے ۳۰ دن کذا فی الطحطاوی والاکثرہ اربعون یوما کذا رواہ الترمذی وغیرہ ودلت الکثرۃ اربعۃ امثال اکثر الحیض اور اکثر مدت نفاس کی ۴۰ دن ہین اسی طرح ترمذی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہی اور اسواسطے کہ اکثر نفاس اکثر حیض کا چہار چند ہی ھم اکثر حیض دس دن کا ہی تو اسکا چوگنا ۴۰ دن ہوئے چہار چند ہونیکی یہ وجہ ہی کہ چار مہینے کے بعد بچے مین جان پڑتی ہی تو اسوقت سے حیض کا خون اسکی غذا ہوتا ہی اور پہلے جو چار مہینے خون بند رہا وہ نفاس ہوکر نکلتا ہی واللہ اعلم والزائد علی الکثرۃ استحاضۃ لو مبتدأۃ اور جو خون کہ زیادہ ہو اکثر نفاس یعنے ۴۰ دن سے وہ استحاضہ ہی اگر وہ عورت مبتداۃ ہی یعنے پہلے پہل جنی ہی اسکی عادت مقرر نہین ہوئی اما المعتادۃ فترد لعادتہا اور عادت والی زچا تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی یعنے اگر اسکی عادت ۳۰ دن کے نفاس کی ہی اور خون ۴۵ دن جاری رہا تو ۳۰ دن نفاس کے ہین اور باقی استحاضہ ہی وکذا الحائض اور اسی طرح حائضہ کا حکم ہی یعنے اگر مبتداۃ مین دس دن سے زیادہ خون جاری ہوا تو زائد استحاضہ ہی اور عادت والی تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی کذا فی الطحطاوی فان انقطع علی اکثرھما او قبلہ فالکل نفاس وکذا حیض ان ولیہ طہر تام پھر اگر خون بند ہوگیا نفاس اور حیض کی اکثر مدت پر یا پہلے اسکے تو سارا خون نفاس مین نفاس ہی اور حیض مین تمام حیض ہی اگر ہر ایک نفاس اور حیض کے بعد پوری طہر یعنے پندرہ دن کا اتصال ہوا والا فعادتہا اور اگر ایسا نہین ہی یعنے اگر اس خون کے بعد ۱۵ دن کا طہر نہوا تو عادت کے موافق نفاس اور حیض ہی اور عادت سے زیادہ استحاضہ ہی ھم حیض کی صورت یہ ہی کہ عورت کی عادت تھی ہر مہینہ مین مثلاً پانچ دن کی سو اسکو چھ دن خون آیا تو چھٹا دن حیض کا ہی پھر اگر اسکے بعد ۱۴ دن طاہر رہی پھر خون آیا تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی اور زائد استحاضہ ہوگا اور اگر ۱۵ دن (ایک روز ۱۴) طہر رہا تو اب ۶ دن کی اسکی عادت ٹھیریگی اور نفاس کی صورت یہ ہی کہ اسکی عادت تھی ہر نفاس مین ۳۰ دن کی پھر اسکو ایکبار ۳۱ دن خون آیا پھر ۱۴ دن طہر ہوا پھر خون آیا تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی اور یوم زائدہ ۱۵ دن کے طہر مین شمار ہوگا کذا فی الطحطاوی وھی تثبت وتنتقل بمرۃ بہ یفتی اوتمامہ فیما علقناہ علی الملتقی اور عادت ثابت ہوتی ہی اور بدل جاتی ہی ایکبار سے اسی قول پر فتوی ہی اور اسکا پورا بیان ملتقی الابحر کی ہماری شرح مین ہی ھم مثلاً مبتداۃ کو چار دن خون آیا یہ اسکی عادت ٹھہری پھر جبکہ پانچ دن مثلاً خون آیا تو اب یہی عادت ٹھہری پہلی عادت بدل گئی دوبار ایک طرح پر آنا اثبات اور انتقال عادت مین ابو یوسف کے نزدیک شرط نہین اسی قول پر فتوی ہی اور طرفین کے نزدیک عادت ثابت نہین ہوتی بدون دوبار کے والنفاس لام توأمین من الاول وھما ولدان بینہما دون نصف حول اور دو جوڑوان بچون کی مان کا نفاس پہلے بچے کے پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہی توأمین وہ دو بچے ہین جنکے مابین مین آدھی برس سے کم زمانہ ہی یعنے اسواسطے کہ ولد اول سے انفتاح رحم ظاہر ہوا تو اسکے بعد کا خون نفاس ٹھہریگا وکذا الثلاثۃ ولو بین الاول والثالث اکثر منہ فی الاصح اور اسی طرح کا حکم تین بچون کا ہی اگرچہ مابین ولد اول اور ولد ثالث کے نصف سال سے زیادہ زمانہ ہوگیا ہو صحیح تر قول مین یعنے اول اور ثانی مین اور ثانی اور ثالث مین نصف سال سے کم ہو تو اول اور ثالث کے زیادہ ہونیکا اصح قول مین کچھ اعتبار نہین مصنف نے اپنی شرح مین بحر الرائق سے نقل کیا کہ جو خون کہ ولد ثانی کے بعد آیا اگر ۴۰ دن سے پہلے ہی تو وہ ولد اول کا نفاس ہی پورے ۴۰ دن تک اور ۴۰ دن کے بعد استحاضہ ہی تو عورت غسل کرے اور نماز پڑھے بمجرد وضع ثانی کے وھو الصحیح انتہی وانقضاء العدۃ من الاخیر اتفاقا المتعلقۃ بالفراغ اور عدت کا منقضی ہونا پچھلے بچے سے ہی بالاتفاق بسبب متعلق ہونے انقضا اور اختتام کے رحم کے خالی ہوجانے سے وسقط مثلث السین ای مسقوط ظہر بعض خلقہ کید او رجل او اصبع او ظفر او شعر ولا یستبین خلقہ الا بعد مائۃ وعشرین یوما ولد حکما اور سقط یعنے جو پیٹ سے ایسا بچہ ناتمام گر پڑا جسکی بعض خلقت ظاہر ہوگئی چنانچہ ہاتھ یا پانون یا انگلی یا ناخن یا بال تو وہ بچہ ہی حکم شرح مین شارح نے کہا کہ سقط کے سین مین تینون حرکات زبر زیر پیش لغت مین جائز ہین اور وہ بمعنی مسقوط کے ہی اور ظہور اعضا نہین ہوتا مگر ایک سو بیس دن کے بعد ھم بحر الرائق مین ہی کہ سقط کی تعبیر ساقط کے ساتھ حق ہی لفظاً ومعنی اسواسطے کہ

سقط لازم ہوا اسکا مفعول نہین آتا اور مقصود تو سقوط ولد ہے خواہ آپ گرجاے یا اسکو کوئی گرادے فتصیر المرأة به نفساء والامة ام ولد ویحنث به فی
تعلیقه وتنقضی به العدة جبکہ ساقط ولد ٹھہرا تو عورت اسکے سبب سے نفاس والی اور لونڈی ام ولد ہوجاویگی اور مرد اسکے سبب سے اپنے تعلیق مین قسم توڑنے والا ٹھہریگا
اور اس سے عدت منقضی ہوجاویگی ھ لونڈی اسوقت ام ولد ٹھہریگی جبکہ اسکا مولی دعوی کرے کہ یہ میرے نطفہ سے ہے اور تعلیق کی یہ صورت ہے کہ طلاق یا عتاق
وغیرہما کو عورت کی ولادت پر معلق کیا تو طلاق اور عتاق واقع ہوگی ساقط کے پیدا ہونے سے اور حاملہ کی عدت آخر ہوگی خواہ وہ بی بی ہو یا لونڈی یا اسکا شوہر
مرگیا ہو کذا فی الطحطاوی فان لم یظهر له شیء فلیس بشیء پھر اگر حمل ساقط مین کچھ اعضا سے ظاہر نہو تو وہ کوئی چیز نہین یعنے نفاس وغیرہ کا حکم اس سے متعلق نہین
والمرئی حیض ان دام ثلثا وتقدمه طهر تام اور جو خون کہ اسکے بعد دیکھا جاے وہ حیض ہے اگر جاری رہا تین دن اور اسکے پہلے پورا طہر گذرا یعنے پندرہ دن
والا استحاضة اور اگر ایسا نہین یعنے تین دن جاری نرہا اور پورا طہر مقدم ہوا یا تین دن جاری رہا اور پورا طہر مقدم نہین ہوا تو وہ خون استحاضہ ہے
فلو لم یدر حاله ولا عدة ایام حملها ودام الدم تدع الصلوة ایام حیضها بیقین ثم تغتسل ثم تصلی کمعذور اور اگر حمل ساقط کا حال معلوم نہوا کہ اسکی بعض
خلقت ظاہر ہوئی یا نہین مثلاً اندھیرے مین گرا اور پھینک دیا گیا اور نہ حمل کے دنوں کا شمار دریافت رہا اور خون ہمیشہ جاری ہوگیا تو نماز کو چھوڑے اپنے حیض کے
یقینی دنون مین پھر نہاوے پھر نماز پڑھا کرے معذور کے مانند ولا یحد ایاس بمدة بل هو ان تبلغ من السن ما لا تحیض مثلها فیه فاذا بلغته
وانقطع دمها حکم بایاسها اور محدود نہین ناامیدی حیض کی پیری کی وجہ سے کسی مدت معین کے ساتھ بلکہ ایاس یعنے ناامیدی یہ ہے کہ عورت اتنی عمر کو پہونچے کہ ویسی
عورت کو اس عمر مین حیض نہ آتا ہو پھر عورت جبکہ اس عمر کو پہونچی اور خون اسکا بند ہوگیا تو اسکے ایاس کا حکم ہوگا ھ حلبی محشی نے کہا کہ یہ امام سے روایت ہے اور حکم
ایاس کا قاعدہ یہ ہے کہ اسکی عدت مہینوں سے ٹھہریگی اگر اثناے عدت مین خون نہو فما رأته بعد الانقطاع حیض فیبطل الاعتداد بالاشهر وتفسد
الانکحة ھ پھر جو خون کہ دیکھا اسنے انقطاع کے بعد وہ حیض ہے تو باطل ہوگا عدت کا شمار مہینوں سے اور نکاح فاسد ہوجاوینگے ھ طلاق کی عدت تین حیض سے
منقضی ہوتی ہے اور ایاس مین تین مہینوں سے پھر جب بعد انقطاع کے حیض آیا تو مہینوں کی عدت باطل ہوگئی اب حیض سے عدت کرنا چاہیے اور نکاح اسواسطے
فاسد ہوا کہ عدت کے اندر نکاح واقع ہوا وہ جائز نہین وقیل یحد بخمسین سنة وعلیه المعول والفتوی فی زماننا مجتبی وغیرہ تیسیرا اور بعضون نے
کہا کہ ایاس کی مدت ۵۰ برس کے ساتھ محدود ہے اور اسی قول پر اعتماد ہے اور اسی پر فتوی ہے ہمارے زمانہ مین چنانچہ مجتبی وغیرہ مین ہے آسانی کے واسطے وحده
فی العدة بخمس وخمسین قال فی الضیاء وعلیه الاعتماد اور مصنف نے باب العدة مین ۵۵ برس کی حد ایاس بیان کی ہے ضیا مین کہا اور اسی قول پر اعتماد ہے
وما رأته بعدها ای بعد المدة المذکورة فلیس بحیض فی ظاهر المذهب الا اذا کان دما خالصا فحیض حتی یبطل به الاعتداد بالاشهر لکن
قبل تمامها لا بعده حتی لا تفسد الانکحة وهو المختار للفتوی جوهرة وغیرها ومتحققة فی العدة اور جو خون کہ عورت دیکھے کہ مدت مذکورہ کے بعد
یعنے ۵۰ یا ۵۵ برس کے بعد وہ حیض نہین ہے ظاہر مذہب مین مگر جبکہ خون خالص ہو تو وہ حیض ہے تو باطل ہوجاویگا خون خالص کے نکلنے سے عدت کا شمار کرنا مہینوں
سے لیکن قبل تمام ہونے عدت کے بطلان ہے نہ بعد تمام ہونیکے تو نکاح فاسد نہونگے بعد عدت کے خون خالص کے نکلنے سے اور یہی قول فتوی کے واسطے مختار ہے چنانچہ
جوہرہ نیرہ وغیرہ مین ہے اور ہم آگے اسکی تحقیق مذکور کرینگے باب العدة مین وصاحب عذر من به سلس بول لا یمکنه امساکه او استطلاق بطن
وانفلات ریح او استحاضة او بعینه رمد او عمش او غرب وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرة اور صاحب عذر یعنے معذور وہ
شخص ہے جسکو سلس البول کی بیماری ہے یعنے جسکا پیشاب ہر وقت جاری ہے اسطرح کہ اسکو روک نہین سکتا یا کہ اسکا پیٹ چلتا ہے یعنے دست آتے ہین یا ریح نہین
تھمتی یا استحاضہ ہے یا اسکی آنکھ مین جوش ہے یعنے درد کے ساتھ یا آنکھ چوندھی ہے کیچڑ بہتا ہے یا گوشہ چشم مین ناسور ہے اور اسی طرح جو پیپ یا پانی بدن سے
نکلے درد کے ساتھ اگرچہ کان اور پستان اور ناف سے نکلے وہ معذور ہے ھ جوش چشم اور ناسور وغیرہ مین آنسو اور پانی کا نکلنا درد کے ساتھ شرط ہے عذر کی

ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث لشرط يكہ گہیرے عذر اُسکا
نماز فرض کے تمام وقت کو اسطرح پر کہ نماز کے سارے وقت مین ایسا زمانہ پایا نجاے جسمین وضو کرے اور نماز پڑھے حدث سے خالی ہوکر ولو حكما لان الانقطاع
اليسير ملحق بالعدم اگرچہ استیعاب اور احاطہ عذر کا حکمی ہو نہ حقیقی اسواسطے کہ تھوڑا سا منقطع ہوجانا عذر کا عدم انقطاع کے ساتھ ملحق ہی ہم استیعاب حکمی
کی یہ صورت ہی کہ اسقدر انقطاع قلیل ہو کہ اسمین اداے نماز اس سے خالی ہوکر نہو سکے كذا في الطحطاوي وهذا شرط العذر في حق الابتداء اور یہ یعنے استیعاب
عذر کا نماز کے تمام وقت مین شرط ہی عذر کے شروع ہونے کے حق مین یعنے ثبوت عذر اولا اسی طرح ہوتا ہی و في حق البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت ولو مرة
اور عذر باقی رہنے کے حق مین عذر کا پایا جانا وقت نماز کے کسی جز مین کفایت کرتا ہی اگرچہ ایک ہی بار ہو یعنے ایک بار کا وجود کافی ہی نہ استیعاب و في حق الزوال يشترط
استيعاب الانقطاع تمام الوقت حقيقة لانه الانقطاع الكامل اور عذر جاتے رہنے کے حق مین استیعاب انقطاع عذر کا تمام وقت مین
حقیقۃً شرط ہی اسواسطے کہ انقطاع کامل یہی ہی ہم انقطاع حقیقی کہ تمام وقت مین اصلا عذر کا اثر معلوم نہو پھر اگر انقطاع کامل کے بعد دوسرے وقت مین موجود رہا
تو وہ پھر صاحب عذر ٹھہریگا اور نہین تو نہین كذا في الطحطاوي وحكمه الوضوء لا غسل ثوب ونحوه لكل فرض اور حکم معذور کا وضو کرنا ہی ہر نماز فرض کے وقت
نہ دھونا کپڑے کا اور مانند اسکے یعنے بدن اور مکان کا ہم وضو سے مراد طہارت ہی خواہ وضو سے ہو خواہ تیمم سے اور فتوی اسپر ہی کہ اگر یہ حالت ہی کہ جو کپڑا دھویا جا
تو نماز کے فراغت ہونے سے پہلے وہ ناپاک ہوجاے تو اب کپڑا دھونا لازم نہین اور اسی طرح بدن اور مکان کا كذا في الطحطاوي اللام للوقت كما في لدلوك الشمس
حرف لام کا لكل فرض مین وقت ہی جیسا نچہ قرآن مجید مین لدلوك الشمس کا لام وقت کے واسطے ہی یعنے نماز کو قائم کر سورج ڈھلنے کے وقت جونکہ لكل فرض سے
وضو کرنا ہر نماز فرض کے لیے نکلتا تھا اگرچہ ایک وقت مین چند فروض ہون لہذا شارح نے جواب دیا کہ حرف لام کا یہان وقت کے واسطے ہی ثم يصلي به فيه
فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولى پھر نماز پڑھے اس وضو سے وقت کے اندر فرض اور نفل تو واجب نماز بطریق اولے داخل ہی یعنے جبکہ نفل
باوجودیکہ ضرور نہین جائز ہی تو واجب بطریق اولے جائز ہی فان خرج الوقت بطل اي ظهر حدثه السابق حتى لو توضأ على الانقطاع ودام الى
خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر او يسيل پھر جبکہ وقت گیا تو وضو باطل ہوگیا یعنے اگلا حدث ظاہر ہوگیا یعنے ظہور حدث سابق بطلان
کا سبب ہی خروج وقت سبب نہین تو اگر معذور نے وضو کیا عذر کے منقطع ہوجانیکے وقت پھر وہ انقطاع دائم رہا وقت نماز کے نکل جانے تک تو وضو
باطل نہوگا وقت کے خارج ہونے سے جبتک کہ دوسرا حدث اس وضو پر طاری نہو یا عذر سابق جاری نہو ہم اس صورت مین خروج وقت سے اسواسطے وضو
باطل نہوا کہ سیلان کے وقت وضو نہین کیا اور نہ سیلان اسکے بعد پایا گیا كمسئلة مسح خفه يہ مسئلہ مانند مسئلہ مسح کرنے موزہ معذور کے ہی یعنے اگر عذر
کے وقت وضو کرکے موزہ پہنا تو وقت کے اندر مسح کرنا جائز ہی اور خروج وقت سے بدون نزع خف مسح روا نہین اور اگر انقطاع عذر مین وضو کیا اور موزہ
پہنا تو غیر معذور کے مانند ایک رات دن مقیم کو اور تین رات دن مسافر کو مسح جائز ہی وافاد انه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعيد او ضحى لم يبطل الا بخروج
وقت الظهر اور وقت کے قید نے اسکا فائدہ دیا کہ اگر بعد طلوع کے وضو کیا اگرچہ عید یا چاشت یا عید اضحی کا وضو ہو تو وضو باطل
نہوگا مگر ظہر کے وقت کے خارج ہوجانے سے یعنے یہ جو مصنف نے کہا کہ خروج وقت مبطل ہی سو وقت سے مراد نماز پنجگانہ کا وقت ہی اور طلوع کے بعد تا نصف النہار
کوئی نماز فرض کا وقت نہین تو بدون خروج وقت ظہر بطلان وضو ثابت نہوگا وان سال على ثوبه فوق درهم جاز له ان لا يغسله ان كان
لو غسله تنجس قبل الفراغ منها اي الصلوة وان لم يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار والفتوى اور اگر معذور کے
کپڑے پر درم سے زیادہ نجاست روان ہوئی تو اسکو اسکا نہ دھونا جائز ہی جو اسطرح ہو کہ اگر اسکو دھووے تو کپڑا نجس ہوجاے نماز کے فراغت
ہونے سے پہلے اور اگر ناپاک نہو فارغ ہونے سے پہلے تو دھونا ترک کرنا جائز نہین یہی قول پسندیدہ ہی فتوی دینے کے واسطے وكذا مريض لا يبسط ثوبه الا

تجنس فوراً اللہ تعالیٰ کہ اور اسی طرح وہ مریض ہے کہ نہین بچھاتا ہے کپڑے کو مگر فوراً ناپاک ہوجاتا ہے تو اسکو ترک فرش جائز ہے ہم صورت اسکی یہ ہے کہ زمین پر پاک مکان نہین پاتا ہے نماز کے واسطے اور اگر اپنا پاک کپڑا بچھاتا ہے تو اسکے زخمون کی نجاست مانع سے قبل از نماز ناپاک ہوجاتا ہے تو اب اسکو ترک بسط ثوب جائز ہے فوراً سے مراد ظاہراً قبل تمام نماز ہے کذا فی الطحطاوی والمعذور انما تبقے طہارتہ فی الوقت بشرطین اذا توضأ لعذرہ ولم یطرأ علیہ حدث آخر اور معذور کی طہارت باقی نہین رہتی وقت مین مگر دو شرطون سے ایک یہ کہ جب وضو کیا اپنے عذر کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ اسپر اور حدث طاری نہوا ہو اما اذا توضأ لحدث آخر وعذرہ منقطع ثم سال او توضأ لعذرہ ثم طرأ علیہ حدث آخر بان سال احد منخریہ او جرحیہ او قرحتیہ ولو من جدری ثم سال الآخر فلا تبقی طہارتہ لیکن جبکہ وضو کیا معذور نے کسی اور حدث کے سبب سے اور اسکا عذر سابق بند ہے پھر اسکا عذر روان ہوا یا وضو کیا اپنے عذر معلوم کے سبب سے پھر اس وضو پر کوئی اور حدث طاری ہوا اسطرح پر کہ اسکا ایک نتھنا یا ایک زخم یا ایک قرحہ جاری ہوا اگرچہ وہ چیچک کا ہو پھر دوسرا نتھنا یا دوسرا زخم یا دوسرا قرحہ جاری ہوگیا تو طہارت اسکی باقی نرہی ہم پہلی صورت مین نقض وضو عذر سے اسواسطے ہوا کہ وضو عذر کی وجہ سے نہوا تھا بلکہ اور وجہ سے واقع ہوا تھا چنانچہ منیہ اور اسکی شرح مین ہے اور اگر دونون نتھنے یا دونون زخم ساتھ ہی جاری ہوئے پھر ایک بند ہوگیا تو اسکا وضو باقی ہے جب تک کہ وضو نماز کا باقی ہے کذا فی البحر

فروع

مسائل ملحقہ تتارخ کے یجب رد عذرہ او تقلیلہ بقدر قدرتہ ولو بصلوتہ مومیا واجب ہے ہٹانا اور روکنا اپنے عذر کا یا اسکا کم کردینا بقدر اپنی طاقت کے اگرچہ اشارہ کرکے نماز پڑھنے سے عذر موقوف ہوسکے ہم یعنے اگر عذر ہٹ سکتا ہو تو اسکو ہٹاوے نہین تو کم کردے بحر الرائق مین ہے کہ جب معذور قادر ہو رد سیلان پر پٹی باندھنے یا روئی اندر کرنے سے یا اگر بیٹھ کر پڑھے تو سیلان بند ہو تو رد کرنا واجب ہے یعنے فرض ہے تو بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اگر میلان سے سیلان ہوتا ہے اسواسطے کہ ترک سجدہ آسان تر ہے حدث کے ساتھ نماز پڑھنے سے وبردہ لا یبقے صاحب عذر اور عذر کے روک دینے سے وہ شخص معذور باقی نرہیگا یعنے تندرست کا حکم پیدا کریگا بخلاف الحائض برخلاف حیض والی عورت کے یعنے اگر حائض حیض کا سیلان روکدے کسی تدبیر سے تو وہ حائض ہی باقی رہیگی اور مستحاضہ مین اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ وہ معذور کی مانند ہے اور بعضون نے کہا حائض کی مانند طحطاوی نے کہا کہ استحاضہ عذرات مین داخل ہے تو قول ثانی ضعیف ہے ولا یصلے من بہ انفلات ریح خلف من سلس بول لانہ معہ حدث ونجس اور نماز نہ پڑھے وہ شخص جسکی ریح جاری ہے پیچھے اس شخص کے جسکا پیشاب نہین تھمتا اسواسطے کہ امام مین دو عذر ہین ایک حدث اور دوسرا نجاست یعنے مقتدی مین ایک ہی عذر ہے حدث کا نہ نجاست کا

باب الانجاس

یہ باب ہے نجاستون اور ناپاکیون کے احکام مین ہم جبکہ نجاست حکمیہ کے بیان سے فراغت ہوئی تو نجاست حقیقیہ اور اسکے پاک کرنیکا بیان شروع ہوا اور حکمیہ کو اسواسطے مقدم کیا کہ وہ قوی تر ہے کیونکہ نجاست حکمیہ قلیل بھی نماز کی مانع ہے بالاتفاق اور اسکا وجوب ازالہ کسی عذر سے ساقط نہین برخلاف نجاست حقیقیہ کے جمع نجس بفتحتین وھو لغۃ یعم الحقیقی والحکمی وعرفا یختص بالاول الانجاس جمع ہے نَجَس کی بفتح نون وجیم اور وہ لغت عرب مین شامل ہے ناپاک حقیقی اور حکمی کو اور عرف مین اول یعنے حقیقی کو خاص ہے ہم نجس بفتح جیم مخصوص بنجاست ذاتیہ ہے مثل بول وبراز اور نجس بکسر جیم ذاتیہ اور عرضیہ دونون مین مستعمل ہین تو وہ عام ہے مطلقاً تو گوہ اور پیشاب کو نجس بالفتح اور بالکسر دونون کہینگے اور جس کپڑے مین نجاست لگ گئی اسکو نجس بفتح جیم نہ کہینگے بلکہ اسکو نجس بکسر جیم بولین گے اور خبث کا لفظ نجاست حقیقی کے ساتھ اور حدث نجاست حکمی کے ساتھ مخصوص ہے اور ازالہ حقیقی کا بدن اور کپڑے اور مکان سے فرض ہے اگر بمقدار مانع صلوۃ ہو اور اسکا ازالہ بلا ارتکاب امر اشد ممکن ہو تو اگر ازالہ بلا کشف عورت ممکن نہو تو نجاست کے ساتھ نماز پڑھے کیونکہ کشف عورت شدید تر ہے تو اگر کشف عورت لوگون مین کریگا تو فاسق ہوگا اسواسطے کہ جو شخص دو امر قبیح مین مبتلا ہو وہ آسان تر کو اختیار کرے کذا فی الطحطاوی مختصراً یجوز رفع نجاسۃ حقیقیۃ عن محلہا ولو اناء او ماکولا علم محلہا او لا بماء ولو مستعملا بہ یفتی جائز ہے دور کرنا نجاست حقیقی کا اسکے

مقام میں یعنے جہان وہ لگی ہو اگرچہ محل نجاست برتن یا کھانے کی چیز ہو چنانچہ روٹی یا لکڑی خواہ محل اسکا معلوم ہو یا نہو پانی سے دھوکر اگرچہ مستعمل پانی ہو اسی کا فتوی دیا گیا ہو ھم طحطاوی مین خلاصہ سے منقول ہو کہ کپڑے کا ایک کنارہ نجس ہو گیا سو یاد نرہا کہ کونسا ہو سوا سنے کوئی کنارہ دھوڈالا بدون انکل کے تو کپڑا پاک ہو گیا یہی قول مختار ہو وبکل مائع طاہر قالع للنجاسۃ ینعصر بالعصر کخل وماء ورد حتی الریق فتطہر اصبع وثدی تنجس بالمص ثلثا اور جائز ہو رفع نجاست ہر ایک بہنے والی پاک نجاست اکھارنے والی چیز سے کہ نچڑ جاے نچڑنے سے چنانچہ سرکہ اور گلاب یہان تک کہ منھ کی رال بھی تو جو انگلی اور پستان کہ ناپاک ہوئی پاک ہو جاتی ہو تین بار کے چاٹنے سے ھم گلاب اور سرکہ کی مانند آب باقلا اور آب، زعفران اور اشجار اور اثمار اور تربوز کا پانی بھی نجاست کو دور کرتا ہو اور پستان نجس ہو جاتی ہو شیرخوار کی قے سے پھر اسکے تین بار چاٹنے اور ازالہ اثر سے پاک ہو جاتی ہو بخلاف نحو لبن کزیت لانہ غیر قالع برخلاف مثل دودھ کے چنانچہ تیل اسواسطے کہ وہ نجاست کو نہین دور کرتا یعنے اپنی چکنائی کے سبب سے وما قیل ان اللبن وبول مایوکل مزیل فخلاف المختار اور یہ جو بعضون نے کہا ہو کہ دودھ اور حلال جانور کا پیشاب نجاست کا دور کرنے والا ہو سو قول مختار کے مخالف ہو ھم یہ قول غیر مختار ابو یوسف کا قول ہو ویطہر خف ونحوہ کنعل تنجس بذی جرم ھو کل ما یری بعد الجفاف ولو من غیرھا کخمر وبول اصابہ تراب بہ یفتی بدلک یزول بہ اثرھا

اور موزہ اور اسکے مانند چنانچہ جوتا جو ناپاک ہو گیا جسم والی نجاست سے پاک ہو جاتا ہو ایسے رگڑنے سے کہ اثر اسکا اس سے دور ہو جاے جسم دار وہ نجاست ہو جو نظر آوے خشکی کے بعد اگرچہ اور چیز سے ملکر خشک ہونے کے بعد نظر پڑے چنانچہ شراب اور پیشاب جسکو مٹی لگ گئی اسیکا فتوے دیا جاتا ہو ھم موزہ کی قید اسواسطے لگائی کہ بدن اور کپڑا رگڑنے سے پاک نہین ہوتا مگر منی کے رگڑڈالنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہو شراب اور پیشاب اگرچہ بعد خشکی کے نظر نہین آتا مگر مٹی سے ملکر جرم دار ٹھہریگا تو وہ بھی رگڑنے سے پاک ہو جائیگا اثر سے مراد اوصاف ثلثہ ہین یعنے رنگ اور مزا اور بو تو اگر کوئی بھی باقی رہیگا تو پاک نہوگا رگڑنا خواہ زمین پر خواہ ناخن اور لکڑی اور پتھر سے کذا فی الطحطاوی والا جرم لھا فیغسل اور اگر نجاست کا جرم نہو تو موزہ اور مانند اسکے دھویا جاے یعنے تین بار خشک کرنیکے ساتھ ایسا ہی بحر الرائق مین لیکن حلبی مین قہستانی سے منقول ہو کہ قول مختار یہ ہو کہ تین بار اسپر پانی ڈالے اور چھوڑ دے یہان تک کہ ٹپکنا بند ہو جاے ویطہر صقیل لا مسام لہ کمرآۃ وظفر وعظم وزجاج وآنیۃ مدھونۃ وخراطی وصفائح فضۃ غیر منقوشۃ بمسح یزول بہ اثرھا مطلقا بہ یفتی اور پاک ہوتا ہو صیقل دار یعنے گھونٹ والا جسمین مسام نہین چنانچہ آئینہ اور ناخن اور ہڈی اور شیشہ اور روغنی برتن چنانچہ رکابی اور پیالہ چینی اور خرادی سخت لکڑی چکنی اور بے نقش چاندی کے پتر پوچھنے سے اسطرح کہ اثر نجاست کا باقی نرہے خواہ نجاست تر ہو یا خشک اسیکا فتوی دیا جاتا ہو ھم پوچھنا صیقلی چیز کا قول معتمد مین مُطہر ہو خواہ مٹی سے پونچھے خواہ کپڑے اور صوف سے خواہ نجاست تر ہو یا خشک کذا فی الطحطاوی وتطہر ارض بخلاف نحو بساط بیبسہا ای جفافہا ولو بریح اور پاک ہو جاتی ہو زمین اسکے خشک ہو جانے سے اگرچہ حرارت ہوا سے خشکی حاصل ہو برخلاف فرش اور اسکے مانند کے کہ وہ پاک نہین ہوتا بدون پانی جاری کرنیکے ھم اگر زمین تر ہو تو بدون دھونے کے پاک نہوگی پھر اگر ایسی نرم زمین ہو کہ پانی کو سوکتی ہو تو اتنا پانی اسپر ڈالے کہ اسکے پاک ہو جانیکا ظن غالب حاصل ہو اور اگر سخت ہو اور ڈھالو ہو تو اسکے اسفل مین گڑھا کھودے اور زمین پر پانی ڈالے جب گڑھے مین پانی جمع ہو تو اسکو مٹی سے توپ دے اور اگر سخت زمین برابر ہو تو اسکا دھونا ممکن نہین بلکہ اسکو کھود کر نیچے کی مٹی اوپر اور اوپر کی نیچے کردے اور گچ کی زمین ہو تو اسپر پانی ڈالے پھر اسکو رگڑے اور کپڑے یا صوف سے پانی اسکا خشک کرے تین بار اسطرح کرے اور اگر بہت سا پانی اسپر ڈالے کہ نجاست کا بالکل اثر باقی نرہے پھر اسکو چھوڑے کہ خشک ہو جاے تو پاک ہو جاویگی کذا فی الطحطاوی عن السراج والخلاصۃ والمحیط وذھاب اثرھا کلون وریح لاجل صلوۃ علیہا لا لتیمم بہا اور نجاست کا اثر جانا زمین پر نماز پڑھنے کے واسطے ہو نہ اس سے تیمم کرنیکے لیے ھم نجاست کا اثر چنانچہ رنگ اور بو اور اسی طرح مزہ لان المشروط ع

لیما الطھارۃ ولہ الطھرت اسواسطے کہ نماز کے لیے زمین کا پاک ہونا شرط ہی نہ مطہر ہونا اور تیمم کے واسطے مطہر ہونا شرط ہی نہ فقط پاک ہونا وحکم اجر و نحوہ کلبن مفروش وخص بالخاء المعجمۃ سطح وشبہ وکلا قائمین فی ارض کذلک ای کارض فیطہر بجفاف اور حکم کچی اینٹ مفروش اور اسکے مانند کا چنانچہ کچی اینٹ فرش کی اور بانس اور نرکل یا لکڑی کی ٹٹی کا حکم اور اس درخت اور گھاس کا جو زمین پر جما ہوا ہی اسی طرح کا ہی یعنے زمین کے مانند ہی کہ پاک ہو جاتی ہین یہ سب چیزین نجاست کے خشک ہو جانے سے شارح نے کہا کہ خص بخاء معجمہ چھپت کی اوٹ ہی ہم خص بضم خاء معجمہ وصاد مہملہ مشددہ گھر ہی بانس یا نرکل کا اور یہان مراد وہ ستر یعنے اوٹ ہی جو چھتون پر ہوتی ہی یعنے ٹٹیان کھڑی کر کے کذا فی الطحطاوی عن البحر وکذا کل ما کان ثابتا فیہا لاخذہ حکمہا باتصالہ بہا اور اسی طرح خشک ہونے سے طاہر ہو جاتی ہی وہ چیز جو زمین پر ثابت اور قائم ہی چنانچہ دہلیز اسواسطے کہ اسکے متصل ہونے سے زمین کے ساتھ اسنے زمین کا حکم پیدا کیا فالمنفصل یغسل لا غیر الا حجرا خشنا کرحی فکارض تو جو چیز کہ زمین سے جدا ہی چنانچہ غیر مفروش اینٹ یا زینہ چوبی تو وہ دھونے سے پاک ہوتی ہی نہ اسکے غیر سے مگر کھردرا پتھر چنانچہ چکی وہ زمین کے مانند خشک ہونے سے پاک ہوتی ہی ہم بحر الرائق مین ہی کہ چکنا پتھر تو بدون دھونے کے پاک نہین ہوتا ویطہر منی ای محلہ یابس بفرکہ ولا یضر بقاء اثرہ ان طہر راس حشفۃ کان کان مستنجیا بماء اور خشک منی کا مکان پاک ہو جاتا ہی مل ڈالنے سے اور اسکے اثر کا باقی رہنا کچھ ضرر نہین کرتا بشرطیکہ سر ذکر پاک ہو اسطرح پر کہ پانی سے استنجا کیا ہو ہم ملنا اس صورت مین کافی ہی جبکہ راس ذکر طاہر ہو اسطرح کہ پیشاب کیا اور مخرج سے متجاوز نہوا یا متجاوز کیا اور پانی سے استنجا کر لیا کذا فی الطحطاوی وفی المجتبے اولج فنزع فانزل لم یطہر الا بغسلہ لتلوثہ بالنجس انتہی ای برطوبۃ الفرج فیکون متفرعا علی قولہما بنجاستہا اما عندہ فہی طاہرۃ کسائر رطوبات البدن جوہرہ اور مجتبی مین ہی کہ ذکر فرج مین داخل ہوا پھر خارج کیا پھر انزال ہوا تو یہ خشک منی طاہر نہوگی بدون دھونے کے بسبب بھر جانے ذکر کے نجاست سے انتہی کلام المجتبی یعنے ناپاکی ہوئی فرج کی رطوبت سے تو یہ مجتبی کا قول متفرع ہی صاحبین کے قول پر کہ اسکی رطوبت ناپاک ہی لیکن امام اعظم کے نزدیک تو وہ پاک ہی جیسے بدن کی باقی رطوبات چنانچہ تھوک اور رینٹ اور پسینا پاک ہین والا یکن یابسا او لم یکن راسہا طاہرا فیغسل کسائر النجاسات ولو دما عبیطا علی المشہور اور اگر منی خشک نہو یا سر حشفہ پاک نہو تو دھوئی جاوے جیسے باقی ناپاک چیزین دھوئی جاتی ہین خشک ہون یا تر اگرچہ تازہ خون ہو موجب قول مشہور کے ہم غیر مشہور مجتبی کا یہ قول ہی کہ اگر تازہ خون کپڑے مین لگا اور خشک ہو گیا پھر اسکو چھیلا اور ملا تو کپڑا پاک ہو گیا جیسے منی سے پاک ہوتا ہی کذا فی الطحطاوی بلا فرق بین منیہ ولو رقیقا لمرض بہ ومنیہا ولا بین منی آدمی وغیرہ کما بحثہ الباقانی بدون فرق کے درمیان منی مرد کے اگرچہ وہ بیماری سے پتلی ہو گئی ہو اور درمیان منی عورت کے اور بدون فرق کے درمیان منی آدمی کے اور غیر آدمی کے چنانچہ باقانی نے اسکو بحث کی راہ سے بیان کیا ہی نہ روایت کی راہ سے ہم اور اسی طرح قہستانی مین بحث کی راہ سے آدمی اور غیر آدمی کی منی کو برابر کہا ہی اور فیض مین اسکو صحیح بیان کیا ہی حلبی نے کہا کہ آدمی کی منی مین خلاف قیاس رخصت وارد ہی تو اسپر غیر آدمی کا قیاس نہین کذا فی الطحطاوی ولا بین ثوب ولو جدیدا ومبطنا فی الاصح وبدن علی الظاہر من المذہب اور بدون فرق کے درمیان کپڑے کے اگرچہ کپڑا نیا یا دوہرا ہو صحیح تر قول مین اور درمیان بدن کے بنا بر ظاہر مذہب کے ہم یعنے درصورت طہارت مخرج خشک منی ملنے اور تر منی دھونے سے پاک ہوتی ہی خواہ مرد کی منی ہو یا عورت کی خواہ کپڑے پر ہو یا بدن پر ثم ہل یعود نجسا ببللہ بعد فرکہ المعتمد لا پھر دریافت کرنا چاہیے کہ کپڑا وغیرہ خشک منی کے ملنے کے بعد تر ہونے سے پھر ناپاک ہوتا ہی یا نہین جواب وہ ناپاک نہین ہوتا معتمد قول مین وکذا کل ما حکم بطہارتہ بغیر مائع اور اسی طرح جس چیز کی طہارت کا حکم ہو گیا بدون سائل چیز کے وہ تر ہونے سے پھر ناپاک نہین ہو جاتی ہی ہم مطہر غیر سائل چنانچہ پوچھنا اور خشک ہونا اور جلنا وغیرہ ذلک بحر الرائق مین ہی الحاصل التصحیح اور اختیار طہارت کے ہر مسئلہ مین مختلف ہی مگر طہارت

اعتبار ہر صورت مین اوے ہی جیسا کہ اصحاب متون نے اسکی تصریح کی ہی ہرسنا مین وقد انھیت فی الخزائن المطہرات الی نیف وثلثین وعیوت نظم ابن
وہبان بغفلت اور النہ مین نے پہونچایا ہی خزائن الاسرار مین مطہرات کو کئی اور بتیس تک اور بدل ڈالا مین نے ابن وہبان کی نظم کو سو مین نے یون کہا
ہی وغسل ومسح والجفاف مطہر ونحت وقلب العین والحفر یذکر اور دھونا اور پوچھنا اور خشک کرنا پاک کرنے والا ہی اور چھیلنا اور
ذات کا بدل جانا اور کھودنا مذکور ہی مطہرات مین ہم دھونا جیسے مثلاً کپڑے مین اور پوچھنا صیقل دار مین اور خشکی زمین اور چھیلنا لکڑی مین اور ذات کا
بدل جانا گدھے اور سور کے نمک ہو جانے مین اور کھودنا زمین مین طاہر کرتا ہی ہی ودبغ وتخلیل ذکوۃ تخلل ودفر ک ودلک والدخول التغور
اور دباغت کرنا چمڑے کا اور سرکہ بنانا شراب کا نمک وغیرہ ڈال کر اور ذبح کرنا جانور کا اور شراب کا خود بخود سرکہ بنجانا اور خشک منی کا مل ڈالنا اور موزے
کا رگڑنا اور حوض نجس مین پاک پانی کا اسقدر داخل ہونا کہ وہ کچھ رواں ہوجاے اور کنوئین کے پانی ناپاک کا زمین کے اندر گھسنا اور دھس جانا طاہر کرتا ہی
ہی نص فم فی البعض ندف ونزحہا ونار وعلی غسل بعض تفوہ تقرر تقرف کرنا بعض مین اور روئی کا دھنا اور کنوئین کے پانی کا نکال ڈالنا اور ناپاک
چیز کا آگ مین جلجانا اور اوبالنا اور بعض کا دھونا اور بستہ چیز مین نجاست نکال کر گڑھا کر دینا ہم تقرف بعض کا اسطرح مطہر ہی کہ اناج جب بھوسے سے جدا ہوتا ہی
بیلون کے روندنے سے تو انکے پیشاب اور گوبر سے ناپاک ہوجاتا ہی تو جب اسمین کچھ خرچ کیا تو سب پاک ہوگیا خرچ کرنا عام ہی خواہ کھانیکے واسطے ہو خواہ
بیع خواہ ہبہ خواہ خیرات کے واسطے فتاوے عالمگیری مین ہی کہ اگر نصف سے کمتر روئی ناپاک ہوئی تو دھنے سے پاک ہوجاویگی اور قہستانی مین ہی کہ تیل اور
اسکے مانند چنانچہ گھی یا شہد ناپاک ہوا پھر اسمین پانچوان حصہ پانی ڈال کر اوبالا کہ پانی جل گیا تو وہ پاک ہوا اور کپڑا ناپاک ہوا معلوم نہین کہ ناپاکی
کہان ہی تو ایک طرف کے دھونے سے پاک ہوجاتا ہی اور گھی یا شہد یا راب گاڑھی ہی اور اسمین چوہا گر کے مرگیا تو چوہے کو اور اسکے گردبیش کے گھی کو
نکال ڈالے کہ گڑھا بنجاے تو باقی چیز پاک ہوگئی ویطہر ذیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوی کتنور رش بماء نجس لاباس بالخبز فیہ اور پاک
ہوجاتا ہی ناپاک تیل اسکو صابون بنا ڈالنے سے اسی قول پر فتوی ہی بوجہ بلوے یعنے اس سے بچاو دشوار ہی جیسے وہ تنور جو ناپاک پانی سے چھڑکا گیا اسمین
روٹی پکانے کا کچھ ڈر نہین کطین تنجس فجعل منہ کوز بعد جعلہ فی النار یطہر ان لم یظہر فیہ اثر النجس بعد الطبخ ذکرہ الحلبی چنانچہ وہ مٹی کہ
ناپاک ہوگئی سو اسکا کوزہ بنایا گیا آگ مین ڈالنے کے بعد پاک ہوجاتا ہی اگر اسمین نجاست کا اثر پکانیکے بعد ظاہر نہین ہوا ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے ہم یہ حلبی
شارح ہی منیۃ المصلی کا اور دوسرا حلبی ابراہیم ہی درمختار کا محشی وعفا الشارع عن قدر درہم وان کرہ تحریماً فیجب غسلہ اور صاحب شرع نے
نجاست بقدر درہم کے معاف کردی ہی اگرچہ اسکے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہی تو بقدر درم کے نجاست کا دھونا واجب ہی ہم عفو سے مراد یہ ہی کہ قدر درم کی نجاست
کے ساتھ نماز صحیح ہی بدون اسکے دھونے کے اور یہ مراد نہین کہ وہ مکروہ بھی نہین کیونکہ اسکی کراہت ثابت ہی اور اگر نماز شروع کرچکا تو اسکے دھونے کے واسطے نماز کا توڑنا
جائز ہی کذا فی الطحطاوی وما دونہ تنزیہاً فیسن اور مکروہ تنزیہی ہی درم سے کم نجاست تو اسکا دھونا مسنون ہی نہ واجب اور فرض ہم یہی قول معتمد ہی پھر
اگر درم سے کم نجاست کے ساتھ نماز شروع کرچکا تو تامل کرے اگر وقت مین وسعت ہو تو دھونا افضل ہی پھر نماز پڑھنا اور اگر جماعت فوت ہوتی ہو تو اگر پانی
مل سکتا ہو اور دوسری جماعت پاسکتا ہو دوسرے مقام مین تو بھی دھونا افضل ہی ورنہ نماز قطع نکرے وفوقہ مبطل فیفرض اور درم سے زیادہ نجاست نماز کو باطل
کرتی ہی تو اسکا دھونا فرض ہی والعبرۃ لوقت الصلوۃ لا الاصابۃ علی الاکثر نہر اور اعتبار نجاست کی مقدار مین نماز پڑھنے کے وقت کا ہی نہ نجاست
لگ جانیکے وقت کا اکثر علما کے نزدیک چنانچہ نہر الفائق مین ہی وہو مثقال وزنہ عشرون قیراطا فی نجس کثیف لہ جرم وعرض مقعر الکف وہو داخل مفاصل
الاصابع فی رقیق من مغلظۃ کعذرۃ آدمی اور وہ یعنے درم بوزن ایک مثقال کے ہی یعنے ۲۰ قیراط کی گاڑھی نجاست جرم دار مین اور بقدر چوڑائی
قعر کف دست کے ہی پتلی نجاست مین اور قعر کف دست اندر ہی انگلیون کے جوڑ و نکا غلیظ نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ ہم نجاست غلیظہ ایک درم

معاف ہی بعضون نے درم کے وزن کا اعتبار کیا مطلقاً اور بعضون مساحت کا ہندوانی نے دونون قولون مین توفیق دی اسطرح کہ اگر نجاست گاڑھی ہی
تو درم کے وزن کا اعتبار ہی اور اگر پتلی ہی تو مساحت درم کا اعتبار ہی بدائع مین کہا یہی قول مشائخ ماوراء النہر کے نزدیک مختار ہی اور زاہدی اور زیلعی نے
اسکو صحیح کہا ہی امام اعظم کے نزدیک نجاست غلیظہ جسمین دو نص متعارض نہ ہون صاحبین نے کہا اور اسکے ساتھ مجتہدین معاصرین اور اُنکے سابقین کا اُسمین
اختلاف نہو اور نجاست خفیفہ امام کے نزدیک یہی جسمین دو نص متعارض ہون صاحبین نے کہا اور اُنکے ساتھ مجتہدین کا اختلاف بھی ہو اور غلیظہ کی تعریف مین اتنا
زائد اور ہی کہ اُسکے اجتناب مین بلوی یعنی حرج واقع نہو کذا فی الطحطاوی مختصراً وکذا کل ما خرج منہ موجبا لوضوء او غسل مغلظا اور اسیطرح جو چیز کہ آدمی کے
بدن سے نکلے وضو یا غسل کی موجب ہو کر وہ نجاست غلیظہ ہی ہم چنانچہ پیشاب اور منی اور مذی اور ودی اور پیپ اور قی مُنھ بھر کے اور خون حیض کا یہ سب نجس
نجاست غلیظہ ہین لیکن اس کلیہ پر پیچ کا اعتراض وارد ہوتا ہی کہ باوجودیکہ ناقض وضو ہی پر طاہر ہی و بول غیر ماکول ولو من صغیر لم یطعم الا بول الخفاش و
خرءہ فطاھر اور چنانچہ جانور غیر ماکول کا پیشاب آدمی ہو یا غیر آدمی اگرچہ شیرخوار بچے کا پیشاب ہو مگر چمگیدڑ کا پیشاب اور اُسکی بیٹ پاک ہی وکذا بول الفارۃ
لتعذر التحرز عنہ وعلیہ الفتوی کما فی التاتارخانیۃ اور اسیطرح چوہے کا پیشاب پاک ہی یعنے معاف ہی بسبب نہو سکنے بچاؤ کے اُس سے اور اسی پر فتوی ہی چنانچہ
تاتارخانیہ مین ہی ہم حلبی نے کہا یہ معافی کپڑون اور طعام مین ہی نہ پانی مین بزازیہ اور فتاوی قاضیخان مین چوہے کی نجاست کو ظاہر الروایۃ کہا ہی لیکن ظاہر الروایۃ پر فتوی مقدم ہی
کذا فی الطحطاوی وسیجیء آخر الکتاب نجرھا لا تفسد مالم یظھر اثرہ اور آخر کتاب مین آویگا کہ چوہے کی مینگنی ناپاک نہین کرتی جبتک اُسکا اثر ظاہر نہو یعنی رنگ یا بو
روٹی کے اندر چوہے کی مینگنی نکلی اگر وہ سخت ہو تو اسکو نکال ڈالے اور روٹی کو کھائے کہ وہ پاک ہی کذا فی البحر وفی الاشباہ بول السنور فی غیر اوانی الماء عفو وعلیہ الفتوی
اور اشباہ مین ہی کہ بلی کا پیشاب پانی کے برتنون کے سوا معاف ہی اور اسی پر فتوی ہی ودم مسفوح من سائر الحیوانات الا دم شہید ما دام علیہ
وما بقی فی لحم مھزول او عروق وکبد وطحال وقلب وما لم یسل ودم سمک وقمل وبرغوث وبق اور نجاست غلیظہ ہی خون روان تمام حیوانات کا مگر
شہید کا خون پاک ہی جبتک اُسکے جسم پر ہی اور جو خون کہ دبلے گوشت اور رگون اور کلیجے اور تلّی اور دل مین باقی رہا یعنی ذبح کے بعد اور جو خون کہ جاری نہین اور مچھلی
اور جون اور پسو اور مچھر کا خون کہ یہ سب پاک ہین ہم جو خون کہ کلیجے وغیرہ مین باقی رہتا ہی وہ جاری نہین تو وہ دم مسفوح کی قید سے خارج ہو گیا تو استثنا کی کچھ حاجت
نہین زاد فی السراج وکتان دھی کما فی القاموس کرمان دویبۃ حمراء لساعۃ اور سراج وہاج مین ہی اور خون کتان بروزن رمان کا چنانچہ قاموس مین ہی
چھوٹا سا کیڑا ہی سرخ رنگ بسیار گزندہ ہم شاید کہ کتان مذکور کھٹمل ہی واللہ اعلم فالمستثنی اثنا عشر تو حیوانات سے بارہ خون مذکور مستثنی ہین کہ وہ ناپاک نہین وخمر
وفی باقی الاشربۃ روایات التغلیظ والتخفیف والطہارۃ رجح فی البحر الاول وفی النہر الاوسط اور جیسے خمر یعنی شراب انگوری کہ وہ نجس مغلظ ہی اور باقی مسکر شرابون
مین تغلیظ اور تخفیف اور طہارت کی روایات مختلف ہین بحر الرائق مین اول یعنی تغلیظ کی روایت کی ترجیح ہی اور نہر الفائق مین درمیان یعنی تخفیف کی ترجیح ہی ہم صاحب
نہر نے نیہ کے اس مسئلہ سے استدلال کیا ہی کہ اگر نماز پڑھے اور اُسکے کپڑے مین شراب مسکر سے کثیر فاحش نہین تو قول اصح مین وہ کافی ہی حلبی نے کہا یہ نص ہی
تخفیف نجاست مین تو صاحب نہر ہی کا قول ہی اسواسطے کہ فرع منصوص کیطرف رجوع ہی اور صاحب بحر کی ترجیح تو فقط بحث کی راہ سے ہی وخرء کل طیر لا یذرق
فی الھواء کبط اھلی ودجاج اور نجاست غلیظہ جیسے بیخال ہر ایک اُس پرندہ کی جو ہوا مین نہین اُڑتا چنانچہ خانگی بط اور مرغی اما ما یذرق فیہ فان ماکولا
فطاھر والا فمخفف لیکن جو پرندہ کہ ہوا مین اُڑا کرتا ہی تو اگر وہ حلال ہی جیسے کبوتر اور گنجشک تو اُسکی بیٹ پاک ہی اور اگر حرام ہی تو اُسکی بیخال ناپاک نجاست
خفیفہ ہی چنانچہ باز اور شکرا اور چیل لیکن اُنکی بیٹ سے کنوان ناپاک نہین ہوتا عموم بلوی کی جہت سے یعنی اُس سے بچنا مشکل ہی کذا فی الطحطاوی وروث وخثی
اور نجاست غلیظہ جیسے لید اور گوبر ہم بحر الرائق مین ہی کہ فضلہ فرس اور حمار کو عرب مین روث یعنی لید کہتے ہین اور گائے بیل بھینس کو خثی یعنی گوبر کہتے ہین اور فضلہ اونٹ کو
بعر یعنی مینگنی اور فضلہ انسان کو غائط یعنی گوہ بولتے ہین افاد بھا نجاسۃ خرء کل حیوان غیر الطیور مصنف نے لید اور گوبر کے لفظ سے ہر حیوان کے

ف
کوّے اور چیل کی
بیٹ سے کنوان
ناپاک نہین ہوتا ۱۲

فضلے کی نجاست کو جتادیا سواے چڑیون کے ہم بہتر یہ تھا کہ شارح کہتا کہ تغلیظ نجاست پر آگاہ کردیا وجا فادہ یہ ہی کہ تغلیظ نجاست حلال جانور کے فضلے مین ثابت ہوئی تو حرام جانور مین بہی ثابت ہوگی بلکہ بطریق اولی کذافی الطحطاوی وقالا مخففۃ اورصاحبین نے کہا کہ لید اور گوبر نجس نجاست خفیفہ ہین ہم صاحب بحر نے کافی سے نقل کیا ہی کتے اور تمام جانورون کے گوہ کی نجاست غلیظہ ہونے مین امام اورصاحبین کا اتفاق ہی تو اختلاف نہین مگر لید اور گوبر مین کذافی الطحطاوی وفی الشرنبلالیۃ قولهما اظهر اور شرنبلالیہ مین ہی کہ صاحبین کا قول ظاہر تر ہی اسواسطے کہ علما کا اختلاف ہی نجاست اور طہارت مین تو یہ اختلاف خفت کا مورث ہی اور عموم بلوے کے سبب سے بھی کہ راہین اُس سے پر رہتی ہین برخلاف حمار وغیرہ غیر ماکول اللحم کے پیشاب کے کہ زمین اسکو سوک جاتی ہی کذافی الزیلعی وطہرهما محمد آخر اللبلوی وبہ قال مالک اور محمد بن حسن نے لید اور گوبر کو آخر حال مین پاک کہا عموم بلوی اور مزید مشقت کی وجہ سے اور یہی قول ہی امام مالک کا ہم جبکہ امام محمد خلیفہ کے ساتھ رے مین داخل ہوئے اور تکلیف اور مشقت لوگونکی دیکھی کہ راہین اور سرائین اس سے پر ہین تو مجبور ہو کر تخفیف کا پہلا قول ترک کرکے طہارت کے قائل ہوئے ولو اصابہ من نجاسۃ لیظهر نجاسۃ خفیفۃ جعلت الخفیفۃ تبعا للغلیظۃ احتیاطا کما فی الظہیریۃ اور اگر بدن یا کپڑے کو نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ لگ گئی تو خفیفہ تابع غلیظہ کے ٹھہرائی جاویگی احتیاط کی راہ سے چنانچہ ظہیریہ مین ہی یعنے خفیفہ اس صورت مین بمنزلہ غلیظہ کے ہوگی تو اگر دونون ملکر قدر درم سے زائد ہون تو نماز جائز نہوگی ثم متی اطلقوا النجاسۃ فظاهر التغلیظ پھر جاننا چاہیے کہ جب فقہا نجاست کو مطلق بلا قید بولین تو ظاہر اطلاق کا تغلیظ نجاست پر دلالت کرتا ہی وعفی دون ربع جمیع بدن وثوب ولو کبیرا هو المختار ذکرہ الحلبی ورجحہ فی النهر علی التقدیر بربع المصاب کذیل وکم وان قال فی الحقائق وعلیہ الفتوی اور نجاست خفیفہ معاف ہی تمام بدن اور کپڑے کی چوتھائی سے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو چنانچہ جامہ اور پگڑی ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے اور اس قول کو نہر الفائق مین راجح کہا ہی اُس چیز کی چوتھائی اتقدیر پر جسکو نجاست لگ گئی ہی چنانچہ دامن اور آستین اگرچہ حقائق مین کہا ہی وعلیہ الفتوی یعنی بدن یا کپڑے کے جس ٹکڑے کو نجاست لگی اُسکی چوتھائی سے کم ہونے کے معافی پر فتوی ہی حقائق مین نہ تمام بدن اور جمیع ثوب کی چوتھائی پر فتاوی عالمگیری مین ہی کہ اسی قول کو صاحب تحفہ اور محیط اور بدائع اور مجتبی اور سراج وہاج نے صحیح کہا ہی حلبی محشی در المختار نے کہا کہ فتوی کا لفظ مقدم ہی مختار اور راجح کے لفظ پر من نجاسۃ مخففۃ کبول ماکول ومنہ الفرس وطہرہ محمد کم از چہارم کی معافی ہی نجاست خفیفہ سے جیسے جانور ماکول اللحم کا پیشاب اور اسی قسم سے ہی گھوڑے کا پیشاب اور ماکول اللحم کے پیشاب کو محمدؒ نے پاک کہا ہی شیخین کے نزدیک گھوڑے کے پیشاب کی نجاست خفیفہ ہی اور امام نے اسکے گوشت کو مکروہ جو کہا ہی تو اسواسطے کہ وہ جہاد کا سامان ہی نہ اسواسطے کہ اسکا گوشت ناپاک ہی وخرء طیر من السباع او غیرها غیر ماکول اور چنانچہ بیٹ غیر ماکول اللحم چڑیون کی خفیف نجس ہی خواہ وہ چڑیان درندہ ہون مثل باز جرہ یا درندہ نہون وقیل طاهر وصحح اور بعضون نے اسکو پاک کہا ہی اور اُسکی تصحیح بھی بعضون نے کی ہی ثم الخفۃ انما تظهر فی غیر الماء فلیحفظ پھر جاننا چاہیے کہ نجاست کی خفت مین پانی کے غیر مین ظاہر ہوتی ہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی نجاست خفیفہ کے پڑنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہی حلبی نے کہا مگر طیر غیر ماکول کی بیٹ سے کنوان نجس نہین ہوتا تو یہ مستثنی ہی چنانچہ سابق مذکور ہوچکا وعفی دم سمک ولعاب بغل وحمار والمذهب طهارتها اور معاف ہی خون مچھلی کا اور رال خچر اور گدہے کی اور صحیح مذہب اُنکے طاہر ہونیکا ہی وبول انتضح کرؤس ابر اور معاف ہی پیشاب چھینٹین ہو کر لگا سوئیون کے سرون کی مانند یعنی ہر چھینٹ سوئی کی نوک کی برابر ہو اگرچہ سیکڑون ہون وکذا جانبہ الآخر اور اسیطرح ہر سوزن کے مانند سوئی کی دوسری طرف ہی جدھر سوئی کا ناکا ہوتا ہی وان الکثر باصابۃ الماء للضرورۃ اگرچہ پیشاب کی چھینٹین بہت ہوجاوین پانی لگجانے سے یہ معافی ہی ضرورت کے سبب سے یعنے اس سے بچنا دشوار ہی لکن لو وقع فی ماء قلیل نجسہ فی الاصح لان طهارۃ الماء اکد جوهرۃ لیکن اگر پیشاب کی چھینٹ تھوڑے پانی مین پڑیگی تو اسکو ناپاک کریگی صحیح تر قول مین اسواسطے کہ پانی کی طہارت مین زیادہ تر تاکید ہی کذافی الجوہرۃ ہم پانی اس صورت سے نجس ہوگا جبکہ چھینٹ کا اثر پانی پر ظاہر ہو اسطرح کہ گرنے کے وقت پانی مین فرجہ ہوجاے یا پانی ہلجاے ورنہ اُسکا کچھ اعتبار نہین چنانچہ قہستانی نے تمرتاشی سے نقل کیا باوجود اسکے اگر

کنوئین مین پیشاب کی چھینٹ گریگی تو ناپاک نہوگا کذا فی الحلبی و فی القنیۃ لو انضم و انبسط و زاد علی قدر الدرہم ینبغی ان یکون کالدہن النجس
اذا انبسط اور قنیہ مین ہی کہ اگر پیشاب کی چھینٹین باہم ملگئین اور پھیل گئین اور درہم کی مقدار سے زائد ہوگئین تو چاہیے کہ ناپاک تیل کے مانند مانع نماز ہون جبکہ
وہ پھیل جاوے ہم یہ اس صورت مین ہی جب گرنے کے وقت کپڑے پر نمودار ہو جیسا کہ قہستانی مین ہی کہ پانی سے کذا فی الطحطاوی عن الحلبی و طین شارع
و بخار نجس و غبار سرقین و محل کلاب انتضاح غسالۃ لا یظہر مواقع قطرہا فی الاناء عفی اور کیچڑ شارع عام یعنی بڑے رستہ کی
اور ناپاک چیز کی بھاپ اور گوبر کا بخار اور کتون کے مقام اور چھینٹین وضو یا غسل کے پانی کی کہ انکے قطرات کے مقامات نمودار نہین برتن مین یہ سب معاف ہین
یعنی ضرورت کی وجہ سے ہم اصح قول یہ ہی کہ اگر میت کے بدن پر نجاست نہو تو اسکا غسالہ ناپاک نہین ہی مگر محمد نے جو نجس کہا ہی تو اسوجہ سے کہ غالبا میت کا
بدن نجاست سے خالی نہین ہوتا اگر پانی سے استنجا کیا اور اسکو نہ پونچھا اور ریح کا اخراج ہوا تو اسکی نجاست مین اختلاف ہی لیکن اکثر علما کے نزدیک وہ ناپاک
نہین ہوتا اور نجاست کا دھوان اگر کپڑے مین لگا یا بدن مین اسمین بھی اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ وہ ناپاک نہین کرتا کذا فی الطحطاوی عن البحر و ماء بالمد و رد کان
جرى علے نجس و نجس اذا ورد کلہ او اکثرہ او اقلہ لا لکنیتہ فی نہر او نجاسۃ علی سطح لکن قدمنا ان العبرۃ للاثر اور جو پانی
کہ وارد ہوا یعنی جاری ہوا ناپاک پر وہ ناپاک ہی بشرطیکہ سارا پانی یا اکثر نجاست پر گذرا ہو اور اگر تھوڑا پانی نجاست کو لگا اور بہت علیحدہ اس سے گذر گیا
تو وہ ناپاک نہین جیسا کہ مردار جانور نہر مین پڑا ہی یا نجاست چھت پر ہی اور پانی بہتا جاتا ہی تو یہان تھوڑا پانی نجاست کا ملاقی ہوگا تو ناپاک نہوگا لیکن
ہمنے باب المیاہ مین مقدم ذکر کیا ہی کہ اثر نجاست کا اعتبار ہی یعنی جبکہ تھوڑا پانی نجاست پر گذرے ہم ورود عام ہی جریان اور بختگی سے اور یہان حکم بھی عام ہی
تو بہتر یہ تھا کہ شارح ورود کی تفسیر جریان نکرتا متن کو عام رہنے دیتا پانی کا گذرنا نجاست پر اسطرح ہی کہ ساری زمین ناپاک ہو یا پرنالہ کے پاس نجاست
پڑی ہو بحر الرائق مین ہی کہ آب باران جبکہ نجاست پر گذرا ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ نجاست پاک مین سے زیادہ تر نہو یا پرنالے کے پاس ہو کذا فی الطحطاوی
کعکسہ ای اذا وردت النجاسۃ علی الماء تنجس الماء اجماعا لکن لا یحکم بنجاستہ اذا لاقی المتنجس ما لم ینفصل فلیحفظ جیسے اسکے
عکس مین ناپاک ہوتا ہی یعنی جبکہ نجاست پانی پر پڑے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہی باجماع حنفی و شافعی لیکن اسکے نجاست کا حکم نہین کیا جاتا جبکہ ناپاک چیز اسکو ملی تا وقتیکہ
نجاست سے جدا نہین ہوا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم بحر الرائق مین ہی کہ قیاس اسکا مقتضی ہی کہ پانی ناپاک پانی ہوجاے نجاست کی اول ملاقات ہی لیکن یہ
قیاس ضرورت کے سبب سے ساقط الاعتبار ہی خواہ نجس کپڑا تغارے مین ہو اور پانی اسپر ڈالا جاے یا پانی تغارے مین ہو اور ناپاک کپڑا اسمین ڈالا جاے ہم
حنفیون کے نزدیک تو وہ اپنے محل مین طاہر ہی اور نجس ہی جبکہ وہان سے جدا ہوا اور ناپاک کپڑے دھونے مین بہتر یہ ہی کہ کپڑے تغارے مین رکھے بدون پانی
کے پھر پانی اسپر ڈالے نہ یون کہ پانی تغارے مین اول رکھے پھر ناپاک کپڑا اسمین ڈالے تاکہ امام شافعی کے مخالف نہو اسواسطے کہ انکے نزدیک پانی مین ناپاک
کپڑا ڈالنے سے ناپاک ہوجاتا ہی انتہی مختصرا لا یکون نجسا رماد قذر و الا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار ناپاک نہین ہوتی نجاست کی راکھ
جیسا کہ گوبر اور لید اور گندگی آدمی کی ورنہ لازم آوے ناپاک ہونا روٹی کا اکثر شہرون مین یعنی جہان لکڑی میسر نہین یا کمیاب گران قیمت ہی ولا ملح کان حمارا
او خنزیرا اور نہ وہ نمک ناپاک ہی جو اول گدھا یا سور تھا جو نمکسار مین پڑکر نمک بنگیا ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین یفتے اور نہ
گندگی ناپاک ہی جو کنوئین مین گری پھر کالی مٹی ہوکر کیچڑ بنگئی بسبب بدل جانے اسکی ذات کے اسیکا فتوی دیا جاتا ہی ہم انقلاب ذات تینون مسئلون کی دلیل ہی یعنے
گندگی کی راکھ کا اور گدھے اور سور کے نمک کا اور گندگی کی کیچڑ کا ناپاک نہونا اسواسطے ہی کہ انکی حقیقت بدل کر اور چیز بنگئی و غسل طرف ثوب او بدن اصابت
نجاسۃ محلا منہ و نسی المحل مطہر لہ و ان وقع الغسل بغیر تحر ہو المختار اور اس کپڑے یا بدن کا دھونا جسکے ایک مکان پر نجاست
لگ گئی اور وہ مکان بھول گیا ہو اس کپڑے کا پاک کرنے والا ہی اگرچہ بدون ظن غالب کے دھویا ہو یہی قول مختار ہی ہم یہ دہی بدائع اور اسبیجابی کے قول کا بدائع میں ہے

کپڑے کے دھونے کو واجب کہا ہی اور اسبیجابی نے اٹکل کر کے دھونا شرط کیا ہی کذا فی الطحطاوی ثم اظہر اتمام فی طرف اخر ھل یعید فی الخلاصۃ نعم وفی الظہیریۃ المختار انہ لا یعید الا الصلوٰۃ التی ھو فیہا پھر اگر دھونے کے بعد ظاہر ہوا کہ نجاست دوسری طرف ہی جدھر نہین دھویا تو دھوئے کا عادہ کرے یا نکرے خلاصہ مین ہی کہ ہان دھووے اور ظہیریہ مین قول مختار یہ ہی کہ اعادہ نکرے مگر اُس نماز کا جسمین اُسنے نجاست کو دیکھا ھم یہ غفلت ہی شارح سے صاحب نہر الفائق کے اتباع سے اسواسطے کہ ظہیریہ کا یہ مسئلہ مغایر ہی مسئلہ خلاصہ کے چنانچہ بحر الرائق کی عبارت اسمین صریح ہی ظہیریہ مین یون ہی کہ نماز پڑھنے والے نے اپنے کپڑے پر نجاست دیکھی اور معلوم نہین کہ کب سے لگی ہی تو امام کی روایات مختلفہ سے قول مختار یہ ہی کہ اعادہ نکرے مگر اسمین نماز کا جسمین وہ مشغول ہی کذا فی الحلبی کما لو بال حمر خصہا التغلیظ بولہا اتفاقا علی نحو حنطۃ تدوسہا فقسم او غسل بعضہ او ذھب بھبۃ او اکل او بیع کما مر چنانچہ اگر گدھون نے پیشاب کیا مثلاً اُن گیہون پر جسکو وہ مانڈتے ہین یعنی روند کر بھوسے سے جدا کرتے ہین پھر گیہون بانٹے گئے یا تھوڑے سے دھوئے گئے یا کچھ جاتے رہے بخشش یا کھانے یا بیع کی وجہ سے چنانچہ ابیات سابقہ مین اسکا بیان گذرا مصنف نے گدھون کو خاص کر کے اسواسطے بیان کیا کہ اُنکے پیشاب کی نجاست بالاتفاق ہی حیث یطہر والباقی وکذا الذاھب لاحتمال وقوع النجس فی کل طرف کمسئلۃ الثوب اسواسطے کہ باقی گیہون پاک ہوجاتے ہین اور اسیطرح وہ گیہون بھی پاک ہوجاتے ہین جو صرف ہوگئے بسبب احتمال واقع ہونے ناپاک کے ہر طرف مین یعنی ہوسکتا ہی کہ جسقدر گیہون بعد تصرف کے باقی رہے ناپاک گیہون انھین مین ہون تو اس صورت مین جدا ہوئے پاک ٹھہرینگے اور یہ بھی ممکن ہی کہ ناپاک گیہون اُنمین جاتے رہے ہون جو تصرف ہوگئے ہین تو اس صورت مین باقی پاک ٹھہرینگے جیسے کپڑے کا مسئلہ کہ ایکطرف کے دھونے سے پاک ٹھہرا نجاست دھوجانے کے احتمال سے وکذا یطہر محل نجاسۃ اما عینہا فلا تقبل الطہارۃ مرئیۃ بعد جفاف کدم بقلعہا ای بزوال عینہا واثرھا ولو بمرۃ او بما فوق الثلث فی الاصح اور اسیطرح خشکی کے بعد نمودار نجاست چنانچہ خون پاک ہوجاتی ہی اُسکے اُکھاڑنے اور بالکل دور کر ڈالنے سے یعنے عین نجاست اور اُسکے اثر کے زائل ہوجانے سے اگرچہ زوال ایکبار کے ازالہ سے ہو یا تین بار سے زیادہ صحیح تر قول مین مصنف نے طہارت کے محل کو اسواسطے ذکر کیا کہ عین نجاست تو طہارت کو قبول نہین کرتی غایۃ البیان مین کہا نمودار نجاست سے مراد وہ نجاست ہی جو خشک ہوجانے سے نظر آوے چنانچہ خون اور گوہ اور جو خشکی کے بعد نظر نہ آوے وہ نمودار نہین اصح یہی ہی کہ ایکبار کے دھونے سے بھی بشرط ازالہ کلی طہارت حاصل ہوتی ہی خواہ گرم پانی سے ہو خواہ آب کثیر بستہ سے خواہ آب بستہ سے خواہ تغاری مین تین بار سے زیادہ دھونا اُسوقت ہی جبکہ اقل کافی نہو اور غیر صحیح یہ قول ہی کہ بعد زوال عین دو بار دھونا واجب ہی یا تین بار یا ایکبار اسیطرح کذا فی الطحطاوی ثم یقل بغسلہا لیعم نحو ذلک دفرلت اور مصنف نے قلع نجاست کہا نہ اُسکے دھونے کو تاکہ رگڑنے اور ملنے وغیرہ کو بھی شامل ہے یعنی تطہیر فقط دھونے پر منحصر نہین بلکہ رگڑنے سے چنانچہ موزے مین اور ملنے سے چنانچہ منی مین بھی طہارت حاصل ہوتی ہی ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالتہ الی ماء حار او صابون ونحوہ اور طہارت مین ضرر نہین کرتا باقی رہنا نجاست کے اثر لازم کا یعنی جسکا زوال دشوار ہی اثر نجاست چنانچہ رنگ اور بو تو مسلمان مکلف نہین اثر لازم کے دور کرنے مین گرم پانی یا صابون اور اسکے مانند اور چیز کی طرف ہم مانند اسکے وہ برتن ہی جسمین شراب تھی خواہ برتن نیا ہو یا پرانا تو بو کا باقی رہنا مضر طہارت نہین یعنی دھونے کے بعد کذا فی الطحطاوی عن البحر عن الفتح بل یطہر ما صبغ او خضب بنجس بغسلہ ثلثا بلکہ پاک ہوجاتا ہی وہ جو رنگا گیا یا خضاب کیا گیا ناپاک چیز چنانچہ مہندی اور کسم ناپاک سے اُسکے تین بار دھوڈالنے سے ہم نجس سے مراد یہان متنجس ہی نہ نجس العین بدلیل مسئلہ چربی مردار تو اگر رنگ یا خضاب کیا گیا نجس العین سے چنانچہ خون سے تو اُسکی عین اور مزہ اور بو کا ازالہ واجب ہی رنگ کا باقی رہنا مضر نہین والاولیٰ غسلہ الی ان یصفو الماء اور بہتر ہی اُسکا دھونا یہان تک کہ دھونے کا پانی صاف بے رنگ نکلے ولا یضر اثر دھن الا دھن ودک میتۃ لانہ عین النجاسۃ حتے لا یدبغ بہ جلد بل تستصبح بہ فی غیر مسجد اور ضرر نہین کرتا طاہر ہونے مین ناپاک تیل کی چکنائی کا رہنا مگر مردار جانور کی چربی کی چکنائی مضر

دھونے کے بعد بو یا نجاست کا رہنا مضر طہارت نہین

طہارت

طہارت ہو کیونکہ عین نجاست ہو یہان تک کہ اُس سے چمڑے کو دباغت نکیجیے بلکہ مسجد کے سوا اور جگہ اُسکا چراغ مین جلانا چاہیے وَيَطْهُرُ مَحَلٌّ غَيْرُهَا اَىْ غَيْرِ مَرْئِيَّةٍ
بِغَلَبَةِ ظَنِّ غَاسِلٍ اَوْ مُكَلَّفًا وَاِلَّا فَمُسْتَعْمِلٍ طَهَارَةَ مَحَلِّهَا بِلَا عَدَدٍ بِهِ يُفْتٰى اور جو نجاست نمودار نہین اسکا محل پاک ہوتا ہو دھونے والے کے گمان غالب
اُسکے محل کے پاک ہوجانے کو بلا تعیین عدد اسی کا فتوی ہو یعنی جبکہ غاسل کو طہارت محل کا ظن غالب حاصل ہوا تو محل نجاست پاک ہو بشرطیکہ دھونے والا مکلف
یعنے عاقل بالغ مسلم ہو اور جو وہ مکلف نہین یعنی صغیر یا مجنون تو اُسکے استعمال کرنیوالے کا ظن غالب کا اعتبار ہو ہم دھونے کی حالت مین جبکہ طہارت محل کا گمان
غالب حاصل ہوا اگرچہ ایک ہی بار دھونے سے یہ بات حاصل ہو تو کفایت کرتا ہو چنانچہ کرخی نے اسکی تصریح کی ہو اور اسبیجابی نے اسکو اختیار کیا ہو کذا فی الطحطاوی وَقُدِّرَ
ذٰلِكَ لِمُوَسْوِسٍ بِغَسْلٍ وَعَصْرٍ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا فِيْمَا يَنْعَصِرُ مُبَالِغًا بِحَيْثُ لَا يَقْطُرُ اور یہ دھونا وسواسی کے حق مین اندازہ کیا گیا ہو ساتھ دھونے اور نچوڑنے کے
تین بار یا سات بار اُس چیز مین جو نچوڑ سکتی ہو بحالت مبالغہ اسطرح کہ پھر نچوڑنے سے بوند نہ ٹپکے ہم ازبسکہ موسوس کو ظن غالب بکثرت اوہام سے حاصل نہین لہذا اُسکے
حق مین یہ اندازہ شرع مین مقرر ہوا فقہاء عراق کا قول ظن غالب کا اعتبار تھا اور فقہا بخارا کا تین بار دھونے کا صاحب سراج نے دونون قولون مین توفیق دی
کہ اگر شخص وسواسی نہین تو ظن غالب معتبر ہو اور اگر وسواسی ہو تو تین بار کا دھونا کافی ہو سات بار کا دھونا واجب نہین مستحب ہو تاکہ خلاف شافعی کا نہو اور اشتراط عَصْرٍ عَلَى الْعُمُومِ نہین
کہ بعضے برتنون مین نہین ہوتا بحر الرائق مین حاوی قدسی سے منقول ہو کہ برتن تین طرح مین مٹی کے اور لکڑی کے اور لوہے وغیرہ کے اور انکی تطہیر چار طرح ہو جلانا اور چھیلنا
اور پونچھنا اور دھونا تو اگر برتن مٹی یا پتھر کا ہو اور نجاست اُسکے اجزا مین گھس گئی تو جلایا جاے اور اگر پُرانا ہو تو دھویا جاے اور اگر نئی لکڑی کا برتن ہو تو چھیل
ڈالا جاے اور اگر پُرانی کا ہو تو دھویا جاے اور اگر لوہے یا پیتل یا رانگ یا کانچ کا ہو اور چکنا صیقلدار ہو تو پونچھ ڈالا جاے اور اگر چکنا نہین کھردرا ہو تو دھو یا جاے اور
ذخیرہ مین ہو کہ اگر بدن مین نجاست لگی تو تین بار پے درپے دھویا جاے اسلیے کہ نچوڑنا متعذر ہو تو پے درپے دھونا قائم مقام نچوڑنے کے ہو کذا فی الطحطاوی وَلَوْ كَانَ لَوْ
عُصِرَ بِغَيْرِهِ قَطَرَ طَهُرَ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِ دُوْنَ ذٰلِكَ الْغَيْرِ اور اگر یہ حال ہو کہ اگر دھونے والے کے سوا غیر شخص اُسکو نچوڑے تو وہ ٹپکے تو وہ پاک ہوگیا دھونے والے کی نسبت نہ غیر
شخص کی نسبت ہم وجہ اسکی یہ ہو کہ ہر شخص مخاطب ہو بقدر اپنی طاقت کے تو دوسرے کی قدرت سے یہ شخص قادر نہ ٹھہریگا وَلَوْ لَمْ يُبَالِغْ لِرِقَّتِهِ هَلْ يَطْهُرُ الْاَظْهَرُ نَعَمْ لِلضَّرُوْرَةِ
اور اگر نچوڑنے مین مبالغہ نکیا کپڑے کے باریک ہونے کی وجہ سے تو پاک ہوگا یا نہین ظاہر تر جواب یہ ہو کہ ہان پاک ہوگا ضرورت کے سبب سے ہم فتاوی قاضیخان مین
عدم طہارت کو پسند کیا ہو وَقُدِّرَ بِتَثْلِيْثِ جَفَافٍ اَيْ اِنْقِطَاعِ التَّقَاطُرِ فِيْ غَيْرِهِ اَيْ غَيْرِ مُنْعَصِرٍ مِمَّا يَتَشَرَّبُ النَّجَاسَةَ وَاِلَّا فَبِقَلْعِهَا كَمَا مَرَّ
اور ٹھہرایا گیا ہو دھونے مین تین بار کا خشک ہوجانا یعنے تقاطر کا بند ہونا اُسکے غیر مین یعنے جو چیز نچڑ نہین سکتی اُس قسم سے کہ نجاست کو سوکھتی ہو اور
اگر سوکھتی نہین تو ازالہ نجاست سے پاک ہوجاتی ہو یعنے اسمین خشک کرنا شرط نہین کذا فی الطحطاوی وَهٰذَا كُلُّهُ اِذَا غُسِلَ فِيْ اِجَّانَةٍ اَمَّا لَوْ
غُسِلَ فِيْ غَدِيْرٍ اَوْ صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ كَثِيْرٌ اَوْ جَرٰى عَلَيْهِ الْمَاءُ طَهُرَ مُطْلَقًا بِلَا شَرْطِ عَصْرٍ وَتَجْفِيْفٍ وَتَكْرَارِ غَمْسٍ هُوَ الْمُخْتَارُ اور یہ سب یعنی تین بار
دھونا اور نچوڑنا نچڑنے والی چیزمین اور دھونا تین بار خشکی کے ساتھ اُسکے غیر مین اسوقت ہو جبکہ دھویا جاے طاش اور طغاری مین لیکن اگر حوض اور تالاب
مین دھویا جاے یا اُسپر پانی بہت سا ڈالا جاے یا اُسپر پانی جاری ہو تو وہ پاک ہوجاتا ہو مطلقا بلا شرط نچوڑنے اور سکھانے اور چند بار غوطہ دینے کے یہی قول مختار
اور پسندیدہ ہو ہم فرش ناپاک پر جب پانی جاری ہوا اسقدر کہ زوال نجاست کا گمان آیا تو وہ پاک ہوگیا کیونکہ پانی کا جاری کرنا قائم مقام نچوڑنے کے ہو
کذا فی الطحطاوی عن المحيط وَيَطْهُرُ لَبَنٌ وَعَسَلٌ وَدِبْسٌ وَدُهْنٌ يُغْلٰى ثَلٰثًا اور پاک ہوتا ہو دودھ اور شہد اور شیرۂ خرما اور تیل تین بار کے جوش دینے
ہم ان چیزون کے پاک کرنیکا یہ طریقہ ہو کہ مثلاً شہد کا نجس حصہ پانی اسمین ڈالکر جوش دے کہ پانی جل جاے اسیطرح تین بار کرے کذا فی الطحطاوی عن البحر وَبِقَوْلِهٖ
وَلَحْمٌ طُبِخَ بِخَمْرٍ يُغْلٰى وَيُبَرَّدُ ثَلٰثًا اور جو گوشت کہ پکایا گیا شراب مین وہ پاک ہوتا ہو تین بار جوش دینے اور سرد کرنے سے اور خشک کرنا ہو یہ قول ابو یوسف
اور امام کا قول مفتی بہ عدم طہارت ہو دائما کذا فی الطحطاوی عن البحر وَكَذَا دَجَاجَةٌ مُلْقَاةٌ حَالَةَ غَلْيٍ لِلنَّتْفِ قَبْلَ شَقِّهَا فَتْحٌ اور اسیطرح پاک ہوتی ہو تین بار

دھونے و خشک کرنے سے وہ مرغی جو پانی کے جوش مین ڈالی گئی پر اُکھاڑنے کے واسطے پیٹ پھاڑنے سے پہلے کذا فی الفتح ہم یہ مرغی امام کے قول پر کبھی پاک نہوگی ابو یوسف کے
نزدیک پاک ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی تو بہتر یہ ہی کہ پہلے گرم پانی مین ڈالنے سے اُسکے پیٹ کی آلائش نکال ڈالی و محل فرج مین جو خون کہ جما ہو دھو ڈالے کذا فی الطحطاوی حنطۃ
فی التجنیس حنطۃ طُبخت فی خمر لا تطھر ابدا بہ یفتی اور تجنیس مین ہی کہ جو گیہون کہ پکایا گیا شراب مین وہ کبھی پاک نہین ہوتا اسی کا فتوی ہی ہم یہ امام کا
قول ہی اور ابو یوسف کے نزدیک کے بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک ہوتا ہی ولو انتفخت من بول نقعت وجففت ثلثا اور جو گیہون
پیشاب مین پھولا وہ پانی مین تین بار خشک کیا جاے اور سکھایا جاوے ولو عجن خبز بخمر صبّ فیہ خل حتی یذھب اثرھا فیطھر
اور جو گوندا گیا آٹا شراب مین اور روٹی پکی تو اُسمین سرکہ ڈالا جاے یہان تک کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جاے ہم یہ روٹی دھونے سے پاک نہین ہوتی
بدون سرکہ کے اسطرح کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُسمین ڈالی جاے **فروع** چھری بجھائی گئی ناپاک پانی مین وہ تین بار پاک چیز مین بجھائی جاے گوشت کے شوربے مین
نجاست گری جوش کی حالت مین وہ تین بار اُبالا جاے تو پاک ہو اور اگر جوش کی حالت مین نہین گری تو تین بار گوشت دھویا جاے کذا فی الطحطاوی

فصل فصل ہی استنجا کے احکام مین ہم ایک نسخہ مین فصل ہی تنوین کے ساتھ اور دوسرے نسخہ مین فصل فی الاستنجا ہی الاستنجاء ازالۃ نجس عن سبیل
فلا یسن من ریح وحصاۃ ونوم وفصد استنجا دور کرنا ہی نجاست کا نجاست کی راہ سے یعنی قُبُل اور دُبُر سے تو استنجا کرنا مسنون نہین ریح اور پتھر اور نیند سے
اور فصد کے خون سے ہم اسواسطے کہ ریح اور پتھری اور نیند نجاست نہین اور خون فصد کا قُبُل اور دُبُر سے نہین جو اُسکا ازالہ مسنون ہو وھو سنۃ مؤکدۃ مطلقا
اور استنجا سنت مؤکدہ ہی ہر حال مین یعنی خواہ نجاست حسب عادت ہو یا نہو تر ہو یا خشک خواہ استنجا پانی سے ہو یا ڈھیلون سے خواہ بے وضو کرے یا جنب یا حائض وما
قیل من افتراضہ لنحو حیض ومجاوزۃ مخرج فتسامح اور وہ جو کسی نے استنجا کا فرض ہونا کہا ہی مانند حیض اور مخرج سے بڑھجانے مین سو قول تحقیقی نہین ہم حیض کے مانند نجاست
جنابت اور نفاس ہی ارکانہ اربعۃ شخص مستنجی وشیء یستنجی بہ کماء وحجر ونجس خارج من احد السبیلین ولو اصابہ من خارج وان قام من موضعہ
علی المعتمد ومخرج دُبُر او قُبُل اور ارکان استنجا کے چار ہین ایک تو شخص استنجا کرنے والا دوسرے وہ چیز جس سے استنجا کیا جاتا ہی جیسا پانی اور پتھر تیسرے نجاست
نکلنے والی بول یا براز کی راہ سے اور اسیطرح مسنون ہی استنجا اگر احد السبیلین کو باہر سے نجاست لگجاے اگرچہ وہ شخص قضاے حاجت کے مکان سے اُٹھ کھڑا ہو قول معتمد پر چوتھا رکن ہی
نجاست نکلنے کا مقام دُبُر یا قُبُل بنحو حجر منق ھو کل عین طاھرۃ قالعۃ لا قیمۃ لھا کمدر منق استنجا سنت ہی پتھر ایسی چیز سے اُس قسم سے کہ وہ چیز پاک نجاست کی دور کرنے والی
ہی جسکی کچھ قیمت نہین چنانچہ صاف کرنیوالا ڈھیلا ہم ڈھیلے کے مانند خاک اور لکڑی اور کپڑا اور روئی اور پرانی کھال ہی اور دیوار اور زمین سے رگڑنا لیکن خانہ غیر مملوک سے بدون کراہیت
استنجا جائز نہین بہتر طریقہ استنجا کا یہ ہی کہ بدن کو نہایت ڈھیلا کر کے بیٹھے مگر جبکہ روزہ دار ہو اور استنجا پانی سے کرتا ہو اور مناسب ہی کہ بعد استنجا اُٹھنے سے کپڑے سے موضع استنجا
پونچھ ڈالے اور کپڑون کو آب مستعمل سے بچاوے اور قبل از استنجا اور بعد از استنجا دونون ہاتھون کو دھووے کذا فی الطحطاوی لانہ ھو المقصود فیختار الابلغ والاسلم
عن التلویث اسواسطے کہ یہی پاک صاف کرنا استنجا کرنے سے مقصود ہی تو استنجا کرنے کو وہ چیز اختیار کرے جو بہت پاک صاف کرنے والی اور نہایت سلامت رکھنے والی
ہو آلودہ کرنے سے ولا یتقید باقبال وادبار شتاء وصیفا اور استنجا مقید نہین اقبال اور ادبار کے ساتھ جاڑے اور گرمی مین ہم اقبال یہ کہ پیچھے کیطرف سے آگے ڈھیلا
لاوے اور ادبار یہ کہ آگے سے پیچھے لیجاوے یعنی استنجا سے مقصود ازالہ نجاست ہی یہ مسنون کہ مرد جاڑون مین پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے اور تیسرا
اول کے مانند اور گرمی مین اسکے بالعکس کرے اور عورت ہر موسم مین اول اقبال کرے یہ اقبال اور ادبار کا قول قاضی خان کا ہی اور زیلعی اور شمنی نے اسکو اختیار کیا ہی
ولیس العدد ثلثا بمسنون فیہ بل مستحب اور تین ڈھیلون کا شمار استنجا مین مسنون نہین بلکہ مستحب ہی ہم استنجا کرنے سے مقصود پاک صاف کرنا ہی خواہ
ایک ڈھیلے سے ہو یا تین یا پانچ یا زیادہ سے اور تین ڈھیلون کا ذکر جو بعضی احادیث مین ہی بنا بر غالب عادت کے ہی یعنی غالبا اسقدر سے پاکی حاصل ہوتی ہی
وتغسل بالماء ان یقع فی قلبہ انہ طھر مالم یکن موسوسا فیقدر بثلث کما مر اور پانی سے دھونا یہان تک کہ استنجا کرنے والے کے دل مین گمان حاصل ہو

کہ موضع استنجا کا پاک صاف ہوگیا یحد اسکے حق مین ہی جو شخص وسواسی نہین تو وسواسی کے حق مین تین بار کا دھونا ٹھہرایا جاے جیسا کہ نجاست غیر مرئیہ مین گذرا
لجنۃ ای الحجر بلا کشف عورۃ عند احد پانی سے دھونا ڈھیلون کے بعد بدون شرمگاہ کھولنے کے کسی کے روبرو یعنے اس شخص کے روبرو جس سے جماع
ستنجی کو حرام ہو ھم عمدہ مرتبہ یہ ہی کہ ڈھیلون کے بعد پانی سے دھونا پھر اسکے بعد فقط پانی پر اکتفا کرنا پھر اسکے بعد فقط ڈھیلون پر کفایت کرنا کذا فی الطحطاوی اما
مع فترکہ کما مر اور کشف عورت کے ساتھ تو دھونے کو ترک کرے چنانچہ غسل کی سنتون سے پہلے مذکور ہو چکا فلو کشف لہ صار فاسقا تو اگر دھونے
کے واسطے اسنے بدن کھولا تو گنہگار ہو جاویگا ھم بحر الرائق مین ہی کہ ایسی صورت مین ڈھیلون پر کفایت کرے پانی سے استنجا نکرے نہین تو گنہگار ہوگا اور عوام نمازی
اکثر ایسا کرتے ہین لا لو کشف لاغتسال و تغوط کما بحثہ ابن الشحنۃ گنہگار ہوگا اگر غسل واجب یا ہگنے کے واسطے شرمگاہ کھولی چنانچہ ابن شحنہ شارح
وہبانیہ نے اسکو بحث کی راہ سے نہ روایت کی راہ سے بیان کیا ہی سنۃ مطلقا بہ یفتی سراج ڈھیلون کے بعد پانی سے دھونا سنت ہی ہر زمانے مین اسی کا
فتوی ہی کذا فی السراج ھم یعنی ہمارے زمانے اور صحابہ کرام کے زمانے مین یکسان سنت ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ ہمارے زمانے مین سنت ہی صحابہ کرام کے وقت مین
مستحب تھا و یجب ای یفرض غسلہ ان جاوز المخرج نجس مائع اور واجب یعنی فرض ہی محل استنجا کا دھونا اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہو وہ نجاست جو نماز
کی مانع ہی یعنی اگر قدر درم سے زائد ہی مخرج عام ہی قبل ہو یا دبر و یعتبر القدر المانع لصلوۃ فیما وراء موضع الاستنجاء لان ما علی المخرج ساقط
شرعا وان کثر ولھذا لا تکرہ الصلوۃ معہ اور مانع نماز کی مقدار نجاست ماورا ے موضع استنجا مین معتبر ہی اسواسطے کہ جو نجاست کہ مخرج پر ہی
وہ شرعا ساقط الاعتبار ہی اگرچہ وہان بکثرت ہو یعنی درم سے زیادہ ہو لہذا اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہین ھم قدر درم سے زیادہ نجاست کا ہونا مخرج پر
اسواسطے ممکن ہی کہ ایک شخص کی مقعد بڑی ہو اور عدم کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہی نہین تو ترک استنجا مکروہ تنزیہی ہی کیونکہ استنجا سنت ہی کذا فی الطحطاوی
وکرہ تحریما بعظم وطعام وروث یابس کعذرۃ یابسۃ وحجر استنجی بہ الا بحرف آخر اور مکروہ تحریمی ہی استنجا کرنا ہڈی اور کھانے کی چیز اور
خشک لید سے جیسے مکروہ ہی آدمی کے خشک گوہ سے اور اس ڈھیلے سے جس سے ایک بار استنجا کیا گیا مگر اسکی دوسری نوک سے کہ آلودہ نجاست سے نہین
استنجا کرنا مکروہ نہین و آجر و خزف و زجاج وشی محترم کخرقۃ دیباج و یمین ولا عذر بیسراہ اور مکروہ تحریمی ہی پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ اور
حرمت والی چیز جیسے ریشمی کپڑے سے اور داہنے ہاتھ سے اس حالت مین کہ اسکے بائین ہاتھ مین کچھ عذر نہین ھم اینٹ وغیرہ سے استنجا کرنے مین جراحت موضع کا
ضرر ہی اور محترم چیز سے اسکی تضییع بیجا ہی اور داہنے ہاتھ سے استنجا اور مس ذکر حدیث مین منع ہی تو چاہیے کہ پیشاب کے بعد ذکر کو بائین ہاتھ سے پکڑے اور دیوار یا زمین
پر رگڑے اور اگر نہو سکے تو داہنے ہاتھ مین ڈھیلا لے اور اسکو حرکت ندے بلکہ ذکر کو اسپر رگڑے بائین ہاتھ سے کذا فی البحر فلو مشلولۃ ولم یجد ماء جاریا
ولا صابا ترک الماء پھر اگر بایان ہاتھ لنجا ہو اور وہ شخص جاری پانی نپاوے اور نہ اس شخص کو جو اسپر پانی ڈالے تو پانی سے استنجا کرنا ترک کرے ھم اور
اگر جاری پانی ہو یا پانی کا ڈالنے والا جس سے شرعا یہ مدد ہی نہین تو داہنے ہاتھ سے استنجا کرے ولو شلتا سقط اصلا کمریض و مریضۃ لم یجد من یحل جماعہ
اور اگر دونون ہاتھ لنجے ہون تو استنجا بالکل ساقط ہوگیا یعنی ڈھیلون سے بھی اور پانی سے بھی اس بیمار مرد اور عورت کے مانند جنھونے اس شخص کو نپایا جسکا جماع
کرنا حلال ہو کہ اسنے بھی استنجا مطلقا ساقط ہی یعنی اگر بیمار مرد کو زوجہ یا حلال لونڈی اور بیمار عورت کو زوج میسر ہو تو اسنے استنجا کروالے وفحم و علف
حیوان وحق غیر وکل ما ینتفع بہ اور مکروہ تحریمی ہی استنجا کرنا کوئلے سے اور جانور کے چارے سے اور غیر شخص کے حق سے چنانچہ غیر کی دیوار بدون
اسکی اجازت کے اور جو چیز قابل انتفاع ہو اس سے چنانچہ کاغذ اور پتا اور نرکل اور بانس اور روئی اور کپڑا ان سب سے استنجا مکروہ ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر فلو فعل اجزاہ
مع الکراھۃ لحصول الانقاع پھر اگر ہڈی وغیرہ سے استنجا کیا تو کفایت کرتا ہی کراہت تحریمی کے ساتھ بسبب حاصل ہو جانے صفائی کے ھم قہستانی میں
نظم سے منقول ہی یون کرنا چاہیے کہ تین ڈھیلون سے استنجا کرے پھر اگر نپاوے تو پتھر سے کرے پھر اگر اسکو بھی نپاوے تو مٹھی بھر خاک سے ان تین چیزون کے سوا

استنجا نکرے کہ بموجب حدیث کے سورت فقیری ہو اور کیفیت استنجا کرنے کی یون ہی کہ انگشت وسطی کو تھوڑا سا اونچا کرے اور اسکا موضع دھووے پھر بنصر کو اونچا کرے
اور دھووے پھر خنصر کو پھر سبابہ کو اونچا کرکے دھووے یہان تک کہ اطمینان حاصل ہو اصح قول مین اور بعضون نے کہا یہان تک دھووے کہ وہانسے
چکنائی دور ہو کر کھر درا ہو جاے اور عورت اول بنصر اور وسطی کو اونچا کرکے دھووے پھر مرد کیطرح دھووے اور موسم سرما مین زیادہ تر مبالغہ کرے اگر ٹھنڈا پانی
ہو اور اگر گرم پانی ہو تو موسم گرما کے مانند مبالغہ کی حاجت نہین لیکن آب سرد کا ثواب زیادہ تر ہی آب گرم سے کذا فی الطحطاوی وَفِیہِ نَظَرٌ لِمَا مَرَّ اَنَّہٗ سُنَّۃٌ
لَا عَیْرُ فَیَنْبَغِیْ اَنْ لَّا یَکُوْنَ مُقَیَّدًا لَھَا بِالْمَنْھِیِّ عَنْہُ اور مصنف کے اس قول مین کہ ہڈی وغیرہ سے استنجا کرنا کافی ہی خلل ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ استنجا سنت ہی نہ کچھ اور تو لائق یہ ہی کہ نہو آدمی قائم کرنے والا سنت کا ممنوع چیز سے ھم صاحب نہر الفائق نے اسکا یون جواب دیا کہ مسنون تو ازالہ ہی نجاست کا
اور ڈھیلا وغیرہ مقصود بالذات نہین بلکہ اس جہت سے کہ وہ مزیل ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ اس شئی مخصوص سے ازالہ ممنوع ہی اس سے نفی ازالہ نہین ہوتی چنانچہ
غصب کیے مکان مین سنت پڑھنے سے سنت ادا ہو گی لیکن ارتکاب نہی عنہ لازم آویگا کَمَا کُرِہَ تَحْرِیْمًا اسْتِقْبَالُ قِبْلَۃٍ وَاسْتِدْبَارُھَا لِاَجْلِ بَوْلٍ اَوْ غَائِطٍ
جیسے مکروہ تحریمی ہی قبلہ کا سامنا اور اسکو پیٹھ دینا پیشاب کرنا یا ہگنے کے واسطے ھم قبلہ کسی جہت مین ہو اسکا استقبال او راد بار ممنوع ہی اور یہ جو حدیث مین
وارد ہی کہ شرق مغرب کیطرف بول براز کے واسطے بیٹھا کرو تو انکے حق مین ہی جنکا قبلہ شرق اور مغرب کیطرف نہین چنانچہ اہل مدینہ کا قبلہ جنوب کیطرف ہی
فَلَوْ لِلْاِسْتِنْجَاءِ لَمْ یُکْرَہْ پھر اگر استنجا کرنے کے وقت استقبال یا استدبار قبلہ ہو تو مکروہ نہین یعنی مکروہ تحریمی نہین یعنی کراہت تنزیہی ثابت ہی کیونکہ ترک ادب ہی
کذا فی الطحطاوی وَلَوْ فِیْ بُنْیَانٍ لِاِطْلَاقِ النَّھْیِ اور استقبال اور استدبار قبلہ مکروہ ہی اگرچہ عمارت کے اندر ہو جیسے میدان مین مکروہ ہی بسبب مطلق ہونے
نہی کے یعنی حدیث شریف مین عمارت اور میدان کی قید نہین تو ہر مقام مین کراہت ثابت ہی فَلَوْ جَلَسَ مُسْتَقْبِلًا لَّھَا غَافِلًا ثُمَّ ذَکَرَہٗ انْحَرَفَ نَدْبًا
لِحَدِیْثِ الطَّبَرَانِیِّ مَنْ جَلَسَ یَبُوْلُ قُبَالَۃَ الْقِبْلَۃِ فَذَکَرَھَا فَانْحَرَفَ عَنْھَا اِجْلَالًا لَّھَا لَمْ یَقُمْ مِنْ مَّجْلِسِہٖ حَتّٰی یُغْفَرَ لَہٗ سو اگر قبلہ کے سامنے
بیٹھا غفلت سے پھر اسکو یاد آیا تو پھر جاے اسکی طرف سے استحباب کی راہ سے بدلیل حدیث طبرانی کہ جو بیٹھا پیشاب کرنے کو قبلہ کے سامنے پھر اسکو یاد آیا ہو گیا
اسکی طرف سے قبلہ کی تعظیم اور تکریم کی وجہ سے تو کھڑا ہو گا اپنی نشست گاہ سے یہان تک کہ بخشا جاویگا اِنْ اَمْکَنَہٗ وَاِلَّا فَلَا بَاْسَ بِہٖ اگر ممکن ہو قبلہ کیطرف سے
پھرنا اور اگر ممکن نہو تو کچھ ڈر نہین عدم انحراف سے وَکَذَا یُکْرَہُ ھٰذِہِ تَعُمُّ التَّحْرِیْمِیَّۃَ وَالتَّنْزِیْھِیَّۃَ لِلْمَرْاَۃِ اِمْسَاکُ صَغِیْرٍ لِبَوْلٍ اَوْ غَائِطٍ نَحْوَ الْقِبْلَۃِ
اور اسیطرح عورت کو مکروہ ہی تھامنا صغیر کا پیشاب یا ہگنے کے واسطے قبلہ کیطرف شارح نے کہا کہ یہ کراہت کے اقسام شامل مین کراہت تحریمی اور تنزیہی
دونون کو وَکَذَا مَدُّ رِجْلِہٖ اِلَیْھَا اور اسیطرح پانون پھیلانا قبلہ کیطرف مکروہ ہی ھم طحطاوی نے کہا کہ یہ کراہت تنزیہی ہی وَاسْتِقْبَالُ شَمْسٍ وَّقَمَرٍ لَّھُمَا
اَیْ لِاَجْلِ بَوْلٍ اَوْ غَائِطٍ اور مکروہ ہی سامنا سورج اور چاند کا پیشاب یا ہگنے کے واسطے وَکَذَا بَوْلٌ اَوْ غَائِطٌ فِیْ مَاءٍ وَّلَوْ جَارِیًا فِی الْاَصَحِّ وَفِی الْبَحْرِ اَنَّھَا فِی الرَّاکِدِ
تَحْرِیْمِیَّۃٌ وَّفِی الْجَارِیْ تَنْزِیْھِیَّۃٌ اور مکروہ ہی بول اور براز پانی مین اگرچہ جاری پانی ہو صحیح تر قول مین اور بحر الرائق مین ہی کہ آب بستہ مین کراہت تحریمی ہی
اور آب روان مین کراہت تنزیہی ہی ھم طحطاوی نے کہا مگر عذر سے مکروہ نہین چنانچہ کشتی اور جہاز سے اترنا ممکن نہو وَعَلٰی طَرَفِ نَھْرٍ اَوْ بِئْرٍ اَوْ حَوْضٍ
اَوْ عَیْنٍ اَوْ تَحْتَ شَجَرَۃٍ مُّثْمِرَۃٍ اَوْ فِیْ زَرْعٍ اَوْ فِیْ ظِلٍّ یُّنْتَفَعُ بِالْجُلُوْسِ فِیْہِ اور مکروہ ہی بول یا براز نہر یا کنوئین یا حوض یا چشمہ کے کنارے پر یا پھلے
درخت کے نیچے یا کھیت مین یا اس سایہ مین جس سے لوگ فائدہ پاتے ہین اسمین بیٹھ کر ھم یہ سب کراہت تحریمی ہی کیونکہ اسکی نہی احادیث مین وارد ہی کذا فی
الطحطاوی انتفاع جلوس کی قید سے معلوم ہوا کہ جو سایہ آبادی سے دور ہو اسکے نیچے بول اور براز مکروہ نہین وَبِجَنْبِ مَسْجِدٍ وَّمُصَلّٰی عِیْدٍ وَّفِیْ
مَقَابِرَ وَبَیْنَ دَوَابَّ وَفِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اور مکروہ ہی مسجد اور عیدگاہ کے آس پاس اور قبرستان مین اور چارپایون کے درمیان اور لوگون کی راہ مین
قبرستان مین وجہ کراہت یہ ہی کہ میت کو تکلیف ہوتی ہی جس سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہی اور ظاہر یہ کہ کراہت تحریمی ہی اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہی کہ جو قبرستان مین جدید راہ جاری

ہوئی ہوا اسمین چلنا حرام ہے تو بول وبراز بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا کذا فی الطحطاوی وفی مھب ریح وجحر فارۃ او حیۃ او نملۃ وثقب اور ہوا چلنے کے مکان مین
اور چوہے یا سانپ یا چیونٹی کے بل مین اور ہر سوراخ مین زاد العینی وفی موضع یعبر علیہ احد او یقعد علیہ وبجنب طریق او قافلۃ او خیمۃ وفی
اسفل الارض الی اعلاھا یعنی مین اتنا زیادہ کہا ہے اور مکروہ ہے اُس مکان مین جہان کوئی گذرتا ہو یا وہان بیٹھتا ہو اور راہ یا قافلہ یا خیمہ کے برابر اور پست زمین
پر بیٹھکر بلند زمین کی طرف پیشاب کرنا مکروہ ہے یعنی عود نجاست کی وجہ سے والتکلم علیہما اور مکروہ ہے بولنا بول و براز کرتے ہم اسواسطے کہ حق تعالیٰ اُسپر
ناخوش ہوتا ہے اور بول براز کرتے خدا کا ذکر نکرے اور چھینک پر الحمد للہ نکہے اور چھینکنے والے کو دعا نکرے اور سلام کا جواب ندے اور نہ اذان کا جواب دے اور بلا ضرورت
شرمگاہ اور بول براز کو نہ دیکھے اور نہ وہان تھوکے نہ ناک کو جھاڑے اور نہ کھنکھارے اور چپ و راست نہ دیکھے اور اپنے بدن سے عبث فعل نکرے اور آسمان کیطرف سر نہ اٹھاوے
اور وہان بہت نہ بیٹھے کہ بواسیر پیدا ہوتی ہے اور درد جگر حادث ہوتا ہے چنانچہ لقمان علیہ السلام سے مروی ہے اور مستحب ہے کہ نمازی کپڑون کو وہان نہ لیجاے
اگر مقدور ہو نہین تو خوب حفاظت کرے نجاست کے لگجانے سے اور آب مستعمل سے اور سر برہنہ نجاے اور وہان داخل ہوتے کہے اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث
واعوذ بک من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم اور مکروہ ہے وہان وہ انگوٹھی لیجانا جسپر خدا کا نام یا قران لکھا ہو اور وہان داخل ہوتے بایان پانون
اول بڑھاوے اور کھڑے ہوکر شرمگاہ کو نہ کھولے اور دونون پانون کو کشادہ کرکے بیٹھے اور بائین پانون پر جھکا رہے پھر جب فراغت پاوے تو کہے الحمد للہ الذی
رفع عنی الاذی وعافانی کذا فی الطحطاوی وان یبول قائما او مضطجعا او متجردا من ثوبہ بلا عذر اور مکروہ ہے پیشاب کرنا کھڑے ہوکر یا لیٹے یا کپڑون سے
برہنہ ہوکر بدون عذر کے ہم بلا عذر کی قید سب سے متعلق ہے اسواسطے کہ عذر سے کھڑے وغیرہ پیشاب کرنا جائز ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پیشاب
کیا پیٹھ کے درد کی وجہ سے کذا فی البحر او یبول فی موضع یتوضأ ھو او یغتسل فیہ لحدیث لا یبولن احدکم فی مستحمہ فان عامۃ الوسواس منہ
یا مکروہ ہے پیشاب کرنا اُس مکان مین جہان وہ شخص وضو کرتا ہے یا اُسمین غسل کرتا ہے اس حدیث کی دلیل سے کہ ہرگز پیشاب نکرے کوئی شخص تم لوگون مین سے اپنے غسل خانہ مین
اسواسطے کہ اکثر وسواس اسی سے پیدا ہوتا ہے **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے یجب الاستبراء بمشی او تنحنح او نوم علی شقہ الایسر واجب ہے یعنی فرض ہے
استبراء یعنی پیشاب کے بعد خوب پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا پیادہ پا چل کر اور کھنکھار کر اور بائین پہلو پر لیٹ کر ہم حدیث مین وارد ہے کہ خوب پاکیزگی حاصل کرو پیشاب سے
کہ اکثر عذاب قبر اسی سے یعنی عدم پاکیزگی سے ہوتا ہے ہم استبراء عبارت ہے ازالہ خارج سے تا اینکہ منقطع ہوجاے کذا فی الطحطاوی ویختلف بطباع الناس
اور استبراء مختلف ہوتا ہے لوگون کے اختلاف طبائع کے سبب سے یعنے کسی کو جلد پاکیزگی حاصل ہوتی ہے کسی کو دیر سے کسی کو چلنے سے کسی کو کھنکھارنے وغیرہ سے ومع طہارۃ
المغسول تطھر الید اور مغسول کی طہارت کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہوجاتا ہے یعنی جب دھونے کا محل پاک ہوا ہاتھ بھی اُسکے ساتھ پاک ہوگیا اُسکے علیحدہ
دھونے کی حاجت نہین خواہ محل دھونے کا استنجا ہو یا سواے اُسکے ویشترط ازالۃ الرائحۃ عنھا وعن المخرج الا اذا عجز والناس عنہا غافلون اور طہارت مین
شرط ہے دور کرنا بدبو کا ہاتھ سے اور مخرج نجاست سے مگر جبکہ عاجز ہو آدمی بو کے دفع کرنے سے یعنی ہرچند دھوتا ہے بدبو دفع نہین ہوتی تو اب معاف ہے اور لوگ اس
شرط سے غافل اور بیخبر ہین ہم ہاتھ سے بدبو کا دفع ہونا سونگھنے سے معلوم ہوتا ہے اور مخرج سے معلوم ہونا ظن غالب کے حاصل ہونے سے کذا فی الطحطاوی ینبغی
المتوضی ان علی وجہ السنۃ بان ارخی انتقض والا لا باوضو شخص نے استنجا کیا اگر استنجا مسنون وجہ سے کیا اسطرح کہ مخرج کو ڈھیلا کرکے
استنجا کیا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر بطریق سنت کے استنجا کیا تو وضو نہ ٹوٹا نام او مشی علی نجاسۃ ان ظھر عینھا تنجس والا لا سویا یا چلا نجاست
اگر نجاست کی ذات ظاہر ہوئی بدن یا کپڑے یا پانون یا موزہ یا جوتی پر تو ناپاک ہوا اور نہ ناپاک نہ ہوا ہم نور الایضاح مین لفظ عین کے عوض مین اثر کا لفظ وارد ہے
اور یہی بہتر ہے کہ بو وغیرہ کو بھی شامل ہے کذا فی الطحطاوی ولو وقعت فی نھر فاصاب ثوبہ ان ظھر اثرھا تنجس والا لا اور اگر نجاست گری نہر مین
پھر آدمی کے کپڑے پر وہ پانی پڑا اگر نجاست کا نشان یعنے رنگ یا بو ظاہر ہوا تو کپڑا ناپاک ہوا اور اگر ایسا نہین تو ناپاک نہین لف طاھر فی نجس مبتل بماء ان بحیث

لو عصر ینقطر تنجس والالا پاک کپڑا لپیٹا گیا اُس ناپاک کپڑے مین جو تر ہوگیا ہو پانی سے اگر پاک کپڑا اسقدر تر ہو کہ جو اسکو نچوڑیے تو ٹپکے تو وہ ناپاک ہوگیا اور اگر ایسا نہین تو ناپاک نہین اگرچہ نم ہوگیا ہو ولو لف فی مبتل ببول ان ظهر نداوته او اثره تنجس والالا اور اگر پاک کپڑا لپیٹا گیا اُس ناپاک کپڑے مین جو تر ہوگیا ہو پیشاب کے مانند نجس العین سے تو اگر اسکی تراوت یا اثر اسکا ظاہر ہوا تو پاک کپڑا ناپاک ہوگیا اور اگر تراوت یا اثر ظاہر نہین ہوا تو ناپاک نہین فائدة وجدت فی خمر فأرة میتة فتخللت ان متفسخة تنجس والالا چوہا نکلا شراب مین سوکھا گیا پھر وہ شراب سرکہ بنگئی اگر چوہا پھٹا پھوٹا تھا تو سرکہ ناپاک ہے اور اگر ایسا نہین تو ناپاک نہین هم تفسخ سے اجزا چوہے کے شراب مین مل گئے تو شراب کے منقلب ہوجانے سے چوہے کے اجزا سرکہ منقلب بطہارت نہین ہوسکتے وقع خمر فی خل ان قطرة لم یحل الا بعد ساعة وان کوزا حل فی الحال شراب گری سرکہ مین اگر ایک قطرہ گرا تو سرکہ کھانا حلال نہین مگر ایک ساعت کے بعد اور اگر شراب کوزہ بھر ہو تو وہ سرکہ فی الحال حلال ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک قطرہ مین مزہ ہی نہ بو جس سے انقلاب عین پر استدلال کیجیے تو کچھ توقف کرنا چاہیے اور اگر کوزہ بھر شراب سرکہ مین گری اور اسکا مزہ اور بو باقی نہ رہا تو صاف معلوم ہوگیا کہ وہ منقلب بسرکہ ہوگئی کذا فی الحلبی فائدة وجدت فی قمقمة ولم یدر هل مات فیها ام فی جرة ام فی بئر یحمل علی القمقمة مردہ چوہا پایا گیا لوٹے مین اور معلوم نہین کہ وہ لوٹے مین مرا یا گھڑے مین یا کوئین مین تو اسکا مرنا لوٹے مین محمول ہوگا یعنی اسواسطے کہ حادث کی اضافت اسکی اقرب اوقات کیطرف ہوتی ہے کذا فی الحلبی ثلث قرب من سمن وعسل ودبس اخذ من کل حصة وخلط فوجد فیه فأرة تضعها فی الشمس فان خرج منها الدهن فالسمن والا فان بقی جامدا فالعسل او متلطخا فالدبس تین مشکین ہین گھی اور شہد اور شیرہ خرما کی ہر ایک سے حصہ لیا گیا اور باہم مخلوط کیا گیا سو اسمین مردہ چوہا نکلا تو اوسی مخاطب تو اس چوہے کو آفتاب مین رکھ پھر اگر اس چوہے سے چکنائی نکلے تو گھی ناپاک ہے اور اگر چکنائی نہین نکلی تو اگر بحال آب بستہ جما ہوا باقی رہا تو شہد ناپاک ہے یا اسپر چیپ چپا تار ہا تو شیرہ خرما ناپاک ہے یعنے اسلیے کہ دھوپ سے گھی پگھل جاتا ہے اور شہد جمتا ہے اور شیرہ خرما نرم ہوجاتا ہے یعمل بخبر الحرمة فی الذبیحة وبخبر الحل فی ماء وطعام عمل کیا جاوے حرمت کی خبر پر ذبیحہ مین اور حلت کی خبر پر پانی اور کھانے مین هم یعنے ذبیحہ اور پانی اور طعام کی حرمت اور حلت مین دو خبرین متعارض مسموع ہون یعنی ایک متقی کہتا ہے کہ یہ حلال ہے دوسرا کہتا ہے کہ حرام ہے تو ذبیحہ مین اسکو حرام سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ ذبیحہ مین اصل حرمت ہے کیونکہ ذبح حیوان کی تعذیب ہے اور پانی اور طعام مین اصل حلت ہے تو دونون خبرون کو ساقط الاعتبار کرکے اصل پر عمل کرنا چاہیے یتحری فی ثیاب اکثرها طاهر تحری کرے یعنی سوچے اور اٹکل دوڑاوے پاک کے دریافت کرنے مین ان کپڑون مین جو آدھے سے کم پاک ہین اور اکثر ناپاک ہین هم جب سوچنے سے ایک کپڑا پاک ٹھہرا تو اُسی مین نماز پڑھا کرے بنفس تحری جائز نہین مگر قبلہ مین ہان اگر اسمین نجاست ظاہر ہو تو دوسرا کپڑا سوچ کر اختیار کرے کذا فی الطحطاوی واوانی اکثرها طاهر لا اقلها بل یحکم بالاغلب الا لضرورة شرب فیتحری اور سوچ کرے پانی کے ان برتنون مین جنمین اکثر یعنے آدھے سے زیادہ پاک ہین نہ ان برتنون مین جو آدھے سے کم پاک ہین بلکہ غالب پر حکم کرنا چاہیے یعنی سب کو ناپاک جانیے مگر پینے کی ضرورت سے اقل مین بھی سوچ پر عمل کرے یحرم اکل لحم انتن لا نحو سمن ولبن حرام ہے کھانا اس گوشت کا جو سڑ گیا نہ کہ گھی اور دودھ ایسی سڑی چیز کا هم طحطاوی نے کہا اسواسطے کہ وہ کچھ ضرر نہین کرتا یعنی بخلاف سڑے گوشت کے شعیر فی بعر او روث صلب یوکل بعد غسله وفی خثی لا جو نکلے سوکھی مینگنی یا لید مین تو دھونے کے بعد کھائے جاوین اور اگر گوبر مین نکلے تو کھائے جاوین مرارة کل حیوان کبوله وجرته کزبله پتا ہر جانور کا اسکے پیشاب کے مانند ہے اور جگالی ہر جانور کی اسکے سرگین کے مانند ہے یعنی جو بول ماکول اللحم کی طہارت کا قائل ہے وہ اسکے پتے کو بھی طاہر کہتا ہے حکم الحصیر حکم الماء چٹائی اور گھاس کے بان کا حکم پانی کے مانند ہے یعنی جیسے نجاست حقیقی پانی سے دور ہوتی ہے ویسی ہی بان سے اور ویسا ہی اُنمین وقوع نجاست سے ناپاک مین ہوتا ویسا ہی وہ بھی اگر دہ در دہ ہو تو ناپاک نہوگا رطوبة الفرج طاهر خلافا لهما عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے امام کے نزدیک ناپاک ہے صاحبین کے نزدیک العبرة للطاهر من تراب وماء اختلطا به یفتی اعتبار پاک کا ہے مٹی اور پانی سے جو باہم مخلوط ہوگئی اسیکا فتوی ہے یعنی پانی اور

مٹی سے جو گارا بنا کہ اسمین سے ایک بھی پاک ہو تو گارا پاک ہی ہم یہ قول ضعیف ہی بحر الرائق مین ہی کہ جب گارا بنا ناپاک پانی سے یا ناپاک مٹی سے تو صحیح قول یہ ہی کہ گارا ناپاک ہی دونون مین کوئی ناپاک ہو یہی قول مختار ہی قاضیخان او فقیہ ابو اللیث کا اور خلاصہ مین ہی جو طہارت کی یہ توجیہ کی ہی کہ ترکیب سے وہ دوسری چیز بنگئی وہ ظاہر الفہم نہین ہو اسواسطے کہ اس سے لازم آتا ہی کہ جن کھانون کا پانی یا گھی نجس ہو وہ پاک ہون کیونکہ ترکیب سے اور شی ہوگئی وعلیٰ ہذا سب ترکیبات جبکہ انکے بعض مفردات ناپاک ہون حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہی کذافی الحلبی حشی فی حمام دیحوہ لا ینجس مالم یعلم انہ غسالۃ نجس پیادہ یا پا امام اور انکے مانند اور مکان مین جنانچہ غسل خانہ مین تو ناپاک نہو گا جب تک یہ معلوم نہو جاے کہ جو پانی پانون مین لگا وہ نجاست کا دھوون ہم مراد یہ ہی کہ برہنہ پانون چلا تو بدون پانون دھوئے نماز جائز ہی اور احتیاط یہ ہی کہ نماز کا اعادہ کرے کذافی البحر لا ینبغی اخذ الماء من الانبوبۃ لانہ یصب الماء داکذا پانی لینا اس نالی سے جسکا پانی حوض مین گرتا ہی نچاہیے اسواسطے کہ حوض کا پانی بستہ غیر جاری ہوجائیگا ہم شاید کہ ہاتھ مین نجاست ہو تو پانی لینے سے حوض مین نجاست واقع ہوگی یا مستعمل اسمین گریگا تو ناپاک ہوگا آب مستعمل کی نجاست کے قول پر طحطاوی نے کہا یہ قول ظاہر اعلیٰ سبیل الاولویۃ کے ہی یا آب مستعمل کی نجاست پر مبنی ہی التبکیر الی الحمام لیس من المروۃ لان فیہ اظہار مقلوب الکنایۃ علی الصباح حمام مین غسل کے واسطے جانا مروت کے فعال سے نہین ہی یعنی بے شرمی ہی اسواسطے کہ اسمین مقلوب کنایہ کا اظہار ہم مقلوب کنایہ نیک ہی یعنی جماع یعنی لوگون کے سامنے حمام مین جانا صبح کے وقت ظاہر کرنا ہی رات کے جماع کا اور یہ بشری ہی طحطاوی نے کہا بہتر یون تھا کہ نار کی بجائے مقلوب کنایہ مقلوب کا ن کہتا اور وہ مقلوب ناک ہی یعنی جماع ثیاب الفسقۃ داھل الذمۃ طاھرۃ فاسقون اور ذمیون کے کپڑے پاک ہین ہم یعنے انکے مستعمل کپڑون مین نماز درست ہی تاوقتیکہ نجاست کا یقین نہو اور تجنیس مین ہی کہ ذمیون کے پاجامون مین نماز مکروہ ہی حلبی نے کہا شاید اسوجہ سے کہ وہ استبرا اور استنجا نہین کرتے دیباج اھل فارس نجس لجعلھم فیہ البول لبریقہ اہل فارس کا دیبا یعنی ریشمی کپڑا ناپاک ہی اسمین پیشاب ڈالنے کی وجہ سے چمک کے واسطے ہم فارسیون کا پیشاب ڈالنا بالیقین معلوم ہی لہذا اسکو ناپاک کہا اسیطرح جس انگریزی کپڑے مین نجاست کا پڑنا بالیقین معلوم ہو اسکو ترک کرنا چاہیے اور فقط احتمال سے ترک کرنا ضرور نہین اسواسطے کہ کپڑون مین اصل علت ہی رأی فی ثوب غیرہ نجسا مانعا ان غلب علی ظنہ انہ لو اخبرہ ازالہ وجب والا لا فالامر بالمعروف علی ھذا ایک شخص نے دوسرے کے کپڑے مین نجاست دیکھی کہ وہ نماز کی مانع ہی یعنی درم سے زیادہ ہی اگر اسکو اسکا ظن غالب حاصل ہو کہ اگر اسکو خبر کریگا تو وہ نجاست کو دور کریگا تو خبر دینا واجب ہی یعنی فرض ہی اور اگر اسکا ظن غالب نہو تو بتانا فرض نہین تو امر بالمعروف کا فرض ہونا بھی اسی تفصیل پر ہی ہم یعنی اگر ظن غالب ہو اسکا کہ وہ شخص عمل کریگا تو امر بالمعروف فرض ہی ورنہ فرض نہین اور یہ بھی امر بالمعروف مین شرط ہی کہ اپنی ذات پر ضرر کا خوف نہو ورنہ وہ شخص مختار ہی چاہے کرے چاہے نکرے اور نہی عن المنکر مین یہ بھی ہی کہ خود مرتکب ہوتا ہو اس فعل کا جو منہی عنہ سے اعظم ہی اور وجوب فاسق پر بھی ثابت ہی اگرچہ اسکا امر اور نہی فائدہ بخش نہین کذافی الطحطاوی حمل السجادۃ فی زماننا اولی احتیاطا للصلاۃ اذ اول ما یسئل عنہ فی القبر الطہارۃ وفی الموقف الصلوۃ جانماز کا لیے رہنا ہمارے زمانے مین بہتر ہی احتیاط کی راہ سے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ قبر مین پہلے طہارت کا سوال ہوگا اور قیامت مین نماز کی اول پرسش ہوگی ہم شارح رحمۃ اللہ علیہ کے حسن بیان کو غور کرنا چاہیے کہ اختتام کتاب الطہارۃ اور آغاز کتاب الصلوٰۃ مین اس حدیث کو لایا غفر اللہ لہ ولنا بجاہ صاحب ہذا الحدیث صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الصلوٰة

کتاب الصلوٰة

یہ کتاب ہی نماز کے احکام اور مسائل کے بیان مین شروع فی المقصود بعد بیان الوسیلۃ یہ شروع ہی اصل مقصد مین کہ نماز ہی بعد بیان کرنے وسیلہ کے کہ طہارت ہی ولم تخل عنہا شریعۃ مرسل نماز سے خالی نہین رہی کسی رسول کی شریعت یعنی یہ عبادت دائمی قدیمی ہی کبھی منسوخ نہین ہوئی ولما صارت قربۃ بواسطۃ الکعبۃ کانت دون الایمان لا منہ بل من فروعہ اور جبکہ شریعت محمدی مین نماز عبادت ٹھہری بواسطۂ کعبہ معظمہ کے تو کمتر ہوئی ایمان سے نہ ایمان کے اجزا سے بلکہ وہ ایمان کے فروع سے ہی ہم یعنے چونکہ ایمان بلاواسطہ عبادت ہی اور نماز بواسطۂ استقبال قبلہ عبادت ہی بلاواسطہ عبادت نہین لہذا نماز ایمان مین داخل نہین بلکہ اسکی شاخ ہی

باعتبار فعل کے اور باعتبار اُسکے حکم کے یعنی اُسکے فرض ہونے کی راہ سے تو وہ ایمان مین داخل ہی اسواسطے کہ ایمان عبارت ہی جمیع ارشادات قطعیہ نبویہ کی تصدیق
سے کذا فی الطحطاوی وَھِیَ لغۃً الدعاءُ فَنُقِلَتْ شرعًا اِلَی الافعالِ المعلومۃ فھو الظاھرُ لوجودھا بدونِ الدُّعاءِ فی الاُمّی والاخرس
اور نماز لغت عرب مین بمعنی دعا ہی پھر شرع مین منقول ہوئے افعال معلومہ یعنی رکوع اور سجود وغیرہ کی طرف اور یہی منقول ہونا ظاہر الفہم ہی بسبب موجود ہونے نماز کے
بدون دعا کے جاہل اور گونگے کی نماز مین ھم شارح نے اشارہ کیا کہ صلوۃ منقول شرعی ہی منقول شرعی وہ ہی جسمین معنی وضعی باقی نہو اور جمہور کا مذہب یہ ہی
کہ صلوۃ دعا مین حقیقت ہی افعال مخصوصہ کو صلوۃ اسواسطے کہا کہ اُنمین دعا بھی داخل ہی کذا فی الطحطاوی ھِیَ فرضُ عینٍ علٰی کلِّ مکلّفٍ بالاجماع
نماز یعنے پنجگانہ نماز فرض عین ہی ہر مسلمان عاقل بالغ پر باجماع اہل اسلام ھم اجماع نماز پنجگانہ اسی امت کو مخصوص ہی کسی امت کو یہ اجماع حاصل نہوا اور
عشا کی نماز بھی اسی اُمت کو خاص ہی کسی نے نہین پڑھی اور اذان اور اقامت اور شروع نماز مین اللہ اکبر کہنا اور آمین اور رکوع کرنا بھی امت محمدی کو مخصوص ہی
چنانچہ ایک جماعت مفسرین نے اسکو ذکر کیا ہی اور نماز مین اللّٰھم ربنا ولک الحمد کہنا اور نماز مین گفتگو کا حرام ہونا بھی اسی امت کو خاص ہی چنانچہ جلال الدین سیوطی
نے الموضح مین بیان کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ عشا کی نماز اول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جبکہ مدین سے نکلے اور راہ بھول گئے تھے کذا فی الطحطاوی عینی
شرح ہدایہ مین ہی کہ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی جبکہ بہشت سے نکلے اور اندھیرا ہوکر صبح ہوئی اور ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی
جبکہ اُنکو ذبح فرزند کا حکم ہوا زوال آفتاب کے بعد اور عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی جبکہ اُنکو مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل ہوئی اور مغرب
کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور عشا کی نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی ان حضرات نے شکرانہ نماز نفل پڑھی اور ہمپر فرض ہی انتہی مختصرًا اور فرضیت
اجماعی نماز کی سند یہ آیت ہی قرآن مجید کی کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنے اے مسلمانون قائم کرو نماز کو وغیر ذلک من الآیات والاحادیث المشہورہ فُرِضَتْ فی الاسراءِ
لیلۃَ السبتِ سابعَ عشرَ رمضانَ قبلَ الھجرۃِ بسنۃٍ ونصفٍ وکانت قبلہ صلوتَین قبلَ طلوعِ الشمسِ وقبلَ غروبھا شمنی نماز فرض ہوئی معراج
مین شب شنبہ رمضان شریف کی سترھوین تاریخ ڈیڑھ برس ہجرت سے پہلے اور معراج سے پہلے دو نمازین تھین ایک تو آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور دوسری اُسکے
ڈوبنے سے پہلے کذا فی الشمنی ھم یہ جو شارح نے معراج کا ہونا رمضان شریف مین ذکر کیا سو ایک قول ہی اور دوسرا قول یہ ہی کہ معراج رجب مین ہوئی تھی اور
یہی لوگون مین مشہور ہی اور امام نووی نے سیر روضہ مین اسکو ذکر کیا ہی وَاِنْ وَجَبَ ضربُ ابنِ عشرٍ علیھا بیدٍ لا بخشبۃٍ لحدیثِ مُرُوا اولادَکُم
بالصلٰوۃِ وَھُم ابناءُ سبعٍ واضربوھم وَھُم ابناءُ عشرٍ نماز فرض ہی عاقل بالغ مسلمان پر اگرچہ واجب ہی دس برس والے لڑکے کو ترک نماز پر مارنا ہاتھ سے
نہ لکڑی سے اس حدیث کی دلیل سے کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جس حال مین کہ وہ سات برس کے ہون اور اُنکو مارو جبکہ وہ دس برس کے ہون ھم ہر چند حدیث
مین مطلق ضرب مذکور ہی لیکن چونکہ لکڑی کی مار مکلف کی جنایت مین وارد ہی اور صغیر محل جنایت نہین لہٰذا اُسکی ضرب ہاتھ پر محمول ہوئی نہ لکڑی پر اور صغیر کی
ضرب باوجود عدم فرضیت نماز کے اسواسطے مشروع ہوئی تاکہ اُسکو نماز کی اسی عمر سے عادت پڑجاے طحطاوی نے کہا کہ صغیر کو تین بار ضرب متوسط سلیم مارنا چاہیے
قلتُ والصومُ کالصلٰوۃِ علی الصحیحِ کما فی صومِ القہستانی معزیًا للزاھدی وفی حظرِ الاختیارِ انّہ یُؤمَرُ بالصومِ والصلٰوۃِ و
ینھٰی عن شربِ الخمرِ لیألفَ الخیرَ ویترکَ الشرَّ مین کہتا ہون اور روزہ نماز کے مانند ہی حکم کرنے اور مارنے مین بنابر صحیح قول کے چنانچہ قہستانی کی
کتاب الصوم مین زاہدی سے منقول ہی اور اختیار شرح مختار کی کتاب الحظر مین ہی کہ صغیر کو امر کرنا چاہیے روزہ اور نماز کا اور روکنا چاہیے شراب پینے سے
تاکہ اُسکو نیکی کی عادت پڑے اور بدی کو چھوڑے ھم مراد یہ ہی کہ صغیر کو تمام مامورات کا امر کرنا اور جمیع منہیات سے روکنا چاہیے تو صوم اور صلوۃ اور شراب
کی کچھ خصوصیت نہین ویکفر جاحدھا لثبوتھا بدلیلٍ قطعی اور نماز کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہی بسبب ثابت ہونے نماز کے دلیل قطعی سے یعنے قرآن
واحادیث اور اجماع کی یقینی دلیل سے نماز ثابت ہی جسمین کچھ احتمال نہین شرح النقایہ مین ہی کہ منکر نماز کا حکم مرتد کا حکم ہی وتارکُھا عمدًا مجانۃً ای تکاسلًا

فاسق یحبس حتی یصلی لانہ یحبس لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلوۃ واحدۃ
حدًا وقیل کفرًا اور نماز کا قصدًا چھوڑنے والا سستی اور کاہلی کی راہ سے گنہگار ہے قید کیا جاے یہان تک کہ نماز پڑھے اسواسطے کہ مکلف محبوس ہوتا ہے
حق العبد کے سبب سے تو خدا کے حق مین حبس کرنا زیادہ تر سزاوار ہے اور بعض یعنے امام محبوبی نے کہا کہ تارک الصلوۃ مارا جاے یہان تک کہ اسکا خون جاری ہو اور
امام شافعی کے نزدیک تارک الصلوۃ قتل کیا جاتا ہے ایک نماز کے چھوڑنے سے یہ قتل ہے حد کی راہ سے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قتل ہے کفر کی راہ سے ہم اسیطرح رمضان
کا تارک الصوم واجب الحبس ہے اور شافعی کے مانند مالک اور احمد کے نزدیک بھی مقرر تارک الصلوۃ متکاسل لازم القتل ہے مگر کسیکے نزدیک وہ کافر نہین
سواے امام احمد کے کذا فی الطحطاوی ویحکم باسلام فاعلھا بشرط اربعۃ ان یصلی فی الوقت مع جماعۃ مؤتمًا متمًا اور حکم کیا جاتا ہے نماز
پڑھنے والے کے مسلمان ہونے کا چار شرطون کے ساتھ یہ کہ نماز پڑھے عین وقت مین جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز کو پورا کرے ہم اسطرح نماز پڑھنا
امت محمدی مین مخصوص ہے لہذا اسکے فاعل پر اسلام کا حکم ہوا وقت کی قید اسواسطے لگائی کہ وہ دلیل ہے فرضیت نماز کی اعتقاد کے برخلاف قضا کہ اسمین
نفل کا احتمال ہے یا اعتقاد وفرضیت وقت قضا کا اور چونکہ جماعت مقتدی اور امام دونون کو شامل تھی لہذا شارح نے اقتدا کی قید زیادہ کی اسواسطے اقتدا اتباع
سبیل مومنین پر دلالت کرتا ہے برخلاف امام ہونے کے کہ اسمین نیت انفراد کا بھی احتمال ہے تو جماعت ثابت نہو گی اور اتمام صلوۃ سے مراد یہ ہے کہ اسکو فاسد نکرے
کذا فی الطحطاوی وکذا لو اذن فی الوقت او سجد للتلاوۃ وزکی السائمۃ صار مسلمًا اور اسیطرح اگر اسنے وقت نماز مین اذان دی یا تلاوت قرآن کا
سجدہ کیا یا چرندے جانورون کی زکوۃ ادا کی تو وہ مسلمان ٹھہر گا ہم اسواسطے کہ یہ امور خصوصیات اہل اسلام سے ہین لا لو صلی فی غیر الوقت او منفردًا
او اما ما او افسدھا او فعل بقیۃ العبادات لانھا لا تختص بشریعتنا مسلمان نٹھہر گا اگر ایک شخص نے غیر وقت مین نماز پڑھی
یا تنہا یا امام ہوکر نماز پڑھی یا نماز کو فاسد کر ڈالا یا ان مذکورات کے سوا باقی عبادات اسنے کیے اسواسطے کہ امور مذکورہ ہماری شریعت محمدی کے ساتھ مخصوص
نہین ہم باقی عبادات چنانچہ زکوۃ اموال غیر سوائم اور روزہ اور حج غیر کامل اور صدقات امت محمدی مین مخصوص نہین لیکن ہیئت کاملہ پر حج کرنا اور قرآن کا پڑھنا
بھی اس امت کی خصوصیات سے ہے تو انکو بھی مستثنی کرنا چاہیے کذا فی النہر ونظمھا صاحب النہر فقال ٥ وکافر فی الوقت صلی باقتداء
متممًا صلوتہ لا مفسدًا او اذن ایضًا معلنًا او زکی سوائمًا کان سجد تزکی فمسلم لا بالصلوۃ منفردًا ولا الزکوۃ
والصیام والحج زد اور خصوصیات مذکورہ اسلام کو صاحب نہر الفائق نے نظم مین یون کہا ہے اور کافر نے عین وقت مین نماز پڑھی امام کے پیچھے اپنی نماز کو
پورا کرکے نہ فاسد کر کے یا اذان بھی دی آشکارا یا چرندے جانورون کی زکوۃ ادا کی مانند سجدہ تلاوت کرنے کے پاک ہوکر تو وہ کافر ان افعال سے مسلمان ٹھہرگا
نہ تنہا نماز پڑھنے سے اور نہ اور اموال کی زکوۃ دینے سے اور نہ روزہ رکھنے سے اور نہ حج غیر کامل کرنے سے وھی عبادۃ بدنیۃ محضۃ فلا نیابۃ فیھا
اصلًا ای بالنفس کما صحت فی الحج ولا بالمال کما صحت فی الصوم بالفدیۃ للفانی لانا انما نجوز باذن الشارع ولم یوجد ورد
یعنے نماز صرف بدن کی عبادت ہے تو اسمین نیابت نہین کسی طرح یعنی نہ جان کی نیابت جیسے حج مین صحیح ہے نہ مال کی نیابت جیسے کہ روزے مین درست ہے فدیہ
دے کر شیخ فانی کو اسواسطے کہ نیابت یا فدیہ تو فقط شارع کے اذن سے جائز ہوتا ہے سو وہ اذن نماز مین پایا نہین گیا ہم نماز محض عبادت بدنی ہے یعنی مرکب نہین مال
اور بدن سے جیسے کہ حج مرکب ہے اور حج نفل مین دوسرے شخص کو نائب کرنا ہر طرح درست ہے اور حج فرض مین بشرط عجز دائمی صحیح ہے اور صوم کے فدیہ مین بھی عجز
دائمی تا موت شرط ہے منح الغفار مین ہے کہ نماز مین نیابت اسواسطے بھی درست نہین کہ تکالیف شرعیہ سے مقصود ابتلا اور مشقت ہے سو وہ عبادات بدنیہ مین
جان اور اعضا کی محنت کشی ہے افعال مخصوصہ کے کرنے سے حاصل ہے اور نائب کے کرنے سے منیب کے نفس پر مشقت متحقق نہین ہوتی تو نیابت مطلقًا جائز نہین
نہ عجز مین نہ قدرت مین انتھی سببھا ترادف النعم ثم الخطاب ثم الوقت نماز کا سبب پے در پے ہونا ہے احسانات ربانی کا پھر حکم قرآنی پھر وقت نماز کا ہم سبب

اس چھوڑنے کا اقرار کرنے والا ۱۲

عبارت ہو مفضی الی الحکم سے بدون تاثیر کے کذا فی البحر تو نماز کا سبب حقیقی اوقات پنجگانہ مین تو اتر انعامات ہو پھر حکم قرآن مجید کا چنانچہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ و اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا تمام پھر سبب ظاہری وقت ہو اسواسطے کہ وجوب متجدد ہوتا ہو اوقات کے تجدد سے یہی علامت ہو سبب ہونے کی کذا فی الطحطاوی

ای الجزء الاول منہ اِنْ اتصل بہ الاداء والا فما ای جزء من الوقت یتصل بہ الاداء والا یتصل الاداء بجزء فالسبب ھو الجزء الاخیر وقت سبب ہی یعنی اسکا پہلا جز سبب ہو اگر اُسکے ساتھ اداے نماز متصل ہو اور اگر جز اول مین نماز نہ پڑھے تو وقت کے جس جز سے اداے نماز کا اتصال ہوگا وہی جز سبب ٹھہریگا اور اگر وقت کے کسی جز سے ادا متصل نہوئی تو وقت کا پچھلا جز سبب ہوگا ہم خلاصہ مقام یہ ہو کہ وجوب نماز مین وسعت تو جز اول اور ثانی اور ثالث کی تاخیر سے مثلاً گنہگار نہوگا حلبی نے کہا مختصر بیان یہ ہو کہ نماز کا سبب وقت کا وہ جز ہی جس سے ادا متصل ہو والا جملہ وقت سبب ہو کذا فی الطحطاوی ولو ناقصاً حتی تجب

علی المجنون و مغمی علیہ افاقا و حائض و نفساء طہرتا و صبی بلغ و مرتد اسلم و ان صلیا فی اول الوقت وقت کا پچھلا جز سبب ہو اگرچہ ناقص ہو چنانچہ عصر مین دھوپ کا زرد ہو جانا تو واجب ہوگی نماز مجنون اور غشی والے پر کہ دونون ہوش مین آگئے پچھلے جز مین اور حیض والی اور نفاس والی عورت پر کہ دونون پاک ہو گئین اور صغیر پر کہ وہ بالغ ہو گیا اور مرتد پر کہ جز اخیر مین مسلمان ہوا اگرچہ صغیر اور مرتد نے اول وقت مین نماز پڑھی ہو ہم جز اخیر سے مراد وہ جز ہی جو تکبیر تحریمہ کی گنجائش رکھتا ہو نہ وہ آن اور لحظہ جسمین اللہ اکبر کہنا نہو سکے تو اگر بعد افاقہ اور طہارت اور بلوغ اور اسلام کے بقدر تحریمہ وقت باقی ہو تو اسوقت کی نماز اُنپر واجب ہوگی اور نہین تو نہین اور کافر اصلی کا حکم مرتد کا حکم ہو اعادہ نماز مرتد کی صورت یہ ہو کہ وہ مسلمان تھا اول وقت ظہر مین مثلاً اُسنے فرض نماز ادا کی پھر وہ معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر ظہر کے آخر وقت مین اسلام لایا تو وہ ظہر کی نماز کا اعادہ کرے کیونکہ پہلی نماز ارتداد سے باطل ہو گئی کذا فی الطحطاوی ملخصاً و بعد خروجہ

یضاف السبب الی جملتہ لیثبت الواجب بصفۃ الکمال وانہ الاصل حتی یلزمہم القضاء فی کامل ھو الصحیح اور اسکے نکل جانے وقت کے مضاف ہوتا ہو سبب جمیع وقت کیطرف تاکہ واجب ثابت ہو کمال کی صفت پر اور حالانکہ ثبوت وجوب علی صفۃ الکمال بھی اصل ہو تو مجنون وغیرہ کو قضا کرنا لازم ہوگا کامل وقت مین نہ ناقص مین بھی قول صحیح ہو ہم تو اگر آج کی عصر فوت ہوئی اور کل یاد پڑی آخر وقت عصر مین غروب سے پہلے تو اُسوقت قضا نکرے اسواسطے کہ وہ ناقص وقت ہو وقت صلوٰۃ الفجر قدمہ لانہ لا خلاف فی طرفیہ نماز فجر کا وقت شارح نے کہا مصنف نے فجر کے وقت کو مقدم کیا اسواسطے کہ اسکے دونون طرفون مین یعنے اسکے اول اور آخر مین خلاف نہین اتفاق ہو امت کا برخلاف ظہر وغیرہ کے ہم اور یہ جو بعضون نے اول فجر مین اختلاف کیا ہو کہ اول صبح ہم یا انتشار اسکا اور آخر وقت قدر سے آفتاب کی کرن کے طلوع تک ہو یا تیر انداز کو تیر گرنے کے مقام کے نظر آنے تک ہو سو سبب ضعیف ہونے اس قول کے لائق اعتماد کے نہین کذا فی الطحطاوی واول من صلاہا آدم واول الخمس وجوبا اور اسواسطے فجر کو مقدم کیا کہ اول اُسکو آدم علیہ السلام نے ادا کیا اور وہ پنجگانہ نماز کے پہلے ہو واجب ہونے کی راہ سے یعنی پنجگانہ نماز شب معراج مین فرض ہوئی تو اُس رات کے بعد پہلے نماز فجر کی ٹھہری انس بن مالک سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شب معراج مین پچاس نمازین فرض ہوئین پھر کم ہوئین یہانتک کہ پانچ ٹھہر گئین پھر ندا ہوئی یا محمد ہمارے نزدیک بات نہین بدلتی تمکو پانچ وقت کی نماز مین پچاس وقت کا ثواب ملیگا اس حدیث کو نسائی اور احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہی کذا فی العینی شرح الہدایۃ وقدم محمد الظہر لانہ اولیٰ ظہرا و بیانا ثم اور امام محمد بن حسن شیبانی نے جامع صغیر مین ظہر کو اول مذکور کیا ہو اسواسطے کہ وہ نماز پنجگانہ کے پہلے ہی باعتبار ظاہر ہونے اور بیان کرنے جبرئیل علیہ السلام کے ہم یہ قول مبنی ہو اسپر کہ جبرئیل علیہ السلام کی امامت اول ظہر کے وقت ہوئی تھی شب معراج کے بعد اور صبح کی امامت دوسرے دن ہوئی تھی اسمین دو روایتین ہین مشہور تر یہی روایت ہو کہ ابتدا امامت ظہر سے ہوئی کذا فی الطحطاوی ولا یخفی ان توقف وجوب الاداء علی العلم بالکیفیۃ فلذا لم یقض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الفجر صبیحۃ لیلۃ الاسراء اور پوشیدہ نہین موقوف ہونا وجوب ادا کا کیفیت نماز کی دانست پر تو اسیواسطے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی قضا نکی شب معراج کی صبح کو ہم یہ جواب ہو سوال مقدر کا حاصل سوال یہ ہو کہ جب فجر کی نماز پنجگانہ نماز کے اول ٹھہری

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ترک کی شب معراج کی صبح کو باوجودیکہ وہ واجب ہوگئی تھی رات کو خلاصہ جواب یہ ہے کہ طریقہ ادا نماز کا معلوم نہ تھا اور بدون اُسکے ادا کرنا واجب نہیں اور یہ سوال وارد ہوتا ہے مشہور روایت پر نہ غیر مشہور پر اگر کوئی کہے کہ وجوب کیونکر ثابت ہوگا بدون وجوب ادا کے ہم جواب دینگے کہ اسمین کچھ استبعاد نہیں اسواسطے کہ جو شخص دار الحرب مین اسلام لایا اور شرائع کو اُسنے مجملاً معلوم کیا تو اُسپر وجوب ثابت ہوگا اور ادا کرنا بلا علم کیفیت واجب نہوگا کذا فی الطحطاوی

ثُمَّ هَلْ كَانَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعٍ اَحَدٍ الْمُخْتَارُ عِنْدَنَا لَا بَلْ كَانَ يَعْمَلُ بِمَا ظَهَرَ لَهُ مِنَ الْكَشْفِ الصَّادِقِ مِنْ شَرِيْعَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرِهِ پھر اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ ہمارے حضرت نبوت سے پہلے کسی نبی کی شریعت پر عبادت کرتے تھے یا نہیں جواب پسندیدہ ہم حنفیون کے نزدیک یہ ہے کہ کسی شریعت خاص پر عمل نکرتے تھے بلکہ اُسپر عمل کرتے تھے جو کشف صادق سے آپ کو ظاہر ہوتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کی شریعت سے

وَصَحَّ تَعَبُّدُهُ فِي حِرَاءٍ بحر اور صحیح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبادت کرنا غار مین جسکا حرا نام ہے کذا فی البحر ہم ابن اسحق وغیرہ نے ذکر کیا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہر سال ایک مہینے حرا مین تشریف لیجاتے تھے عبادت کرنے کو بعضون نے کہا عبادت آپکی ذکر تھی اور بعضون نے کہا فکر تھی واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی

مِنْ اَوَّلِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِي وَهُوَ الْبَيَاضُ الْمُنْتَشِرُ الْمُسْتَطِيْرُ لَا الْمُسْتَطِيْلُ نماز فجر کا وقت ہے ابتداء طلوع کرنے فجر ثانی سے اور وہ یعنے فجر ثانی سفیدی ہے پھیلی کنارہ آسمان مین عریض اور چوڑی نہ لمبی ہم فجر دو قسم ہے اول اور ثانی فجر اول طویل ہوتی ہے جسکو حدیث مین فرمایا جیسے بھیڑیے کی دُم وہ سفیدی ہے پھر سیاہی وہان ہوجاتی ہے لہذا اُسکو صبح کاذب کہتے ہین اُسوقت تک عشا کی نماز کا وقت ہے اور صائم کو سحر کھانا درست ہے صبح کی نماز اُسوقت جائز نہین اور فجر ثانی افق مین معترض اور منتشر یعنے داہنے اور بائین پھیلی اور چوڑی ہوتی ہے دمبدم اُسکی روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہے اُسکو صبح صادق بولتے ہین وہی وقت ہے ابتداء نماز فجر کا اُسوقت صائم کو سحر کھانا درست نہین اِلٰى قُبَيْلِ طُلُوْعِ ذُكَاءَ بِالضَّمِّ غَيْرَ مُتَصَرِّفٍ اِسْمُ الشَّمْسِ نماز فجر کا وقت شروع فجر ثانی سے ہے آفتاب کے نکلنے تک تھوڑا سا پہلے شارح نے کہا ذکا بضم ذال معجمہ غیر منصرف آفتاب کا نام ہے چونکہ حدیث امامت جبرئیل مواقیت نماز مین اصل ہے اور مشہور لہذا اُسکا ذکر کرنا عینی شرح ہدایہ سے مناسب مقام ہے اور موجب برکت معلوم کرنا چاہیے کہ اُس حدیث کو بہت صحابیون نے روایت کیا ہے از انجملہ ابن عباسؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ اور عمرو بن حزم اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ابن عمر اور بریدہ اور ابو موسی اشعری اور براء بن عازب اور جابر ہین رضی اللہ عنہم سو ابن عباس کی حدیث کو ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا اُنسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک دو بار تو ظہر ادا کی پہلی بار جسوقت کہ سایہ اصلی مثل شراک یعنی بند نعلین کے مانند تھا پھر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اُسکے برابر تھا پھر مغرب پڑھی جبکہ آفتاب ڈوبا اور روزہ کھولنے کا وقت آیا پھر عشا پڑھی جبکہ شفق ڈوبا پھر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر چمکی اور صائم پر کھانا حرام ہوا اور دوسری بار ظہر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اُسی چیز کے برابر ہوگیا کل کے عصر کے وقت پھر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر شی کا اُسکے دوچند تھا پھر مغرب پڑھی پہلے دن کے وقت پر پھر عشا پڑھی جبکہ تہائی رات گئی پھر صبح پڑھی جبکہ زمین روشن ہوگئی پھر جبرئیل علیہ السلام میری طرف ملتفت ہوئے اور کہا اے محمد یہ وقت ہے تجھسے پہلے انبیا کا اور وقت ہے ما بین ان دونون وقتون کے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے کذا فی البنایۃ شرح الہدایۃ للعینی

وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِهِ اَيْ مَيْلِ ذُكَاءَ عَنْ كَبِدِ السَّمَاءِ اِلَى بُلُوْغِ الظِّلِّ مِثْلَيْهِ اور ظہر کا وقت آفتاب کے زوال سے یعنے آفتاب کے ڈھلنے سے وسط آسمان سے ہر شی کے سایہ کے دوچند ہو پہنچنے تک ہے ظہر کے اول وقت مین خلاف نہین آخر وقت مین اختلاف ہے امام اعظم کے نزدیک مثلین تک ہے یعنی دونا سایہ ہونے تک محمد کی روایت مین بدائع مین کہا کہ یہی قول صحیح اور ظاہر الروایہ ہے اور محیط مین ہے کہ امام ہی کا قول صحیح ہے اور محبوبی نے اسی کو مختار کہا اور نسفی نے اسی پر اعتماد کیا اور صدر الشریعہ نے اسکو ترجیح دی اور غیاثیہ مین کہا وہو المختار اور شرح مجمع مین کہا کہ اصحاب متون نے اسیکو

پسند کیا اور شارحین اسی پر راضی ہوئے کذا فی الطحاوی عن البحر وعنہ مثلہ وھو قولھما وزفر والائمۃ الثلثۃ قال الامام الطحاوی وبہ ناخذ وفی غرر الاذکار وھو المأخوذ بہ وفی البرھان وھو الاظھر لبیان جبریل وھو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم وبہ یفتی اور امام سے ایک مثل کی روایت ہے یعنے حسن نے امام سے روایت کی کہ جب سایہ ہر چیز کا برابر اس چیز کے ہوگیا ظہر کا وقت آخر ہوگیا اور یہی صاحبین کا قول ہے اور زفر اور تینون اماموں کا یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کا امام طحاوی نے کہا اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں ہے کہ یہی قول لیا گیا ہے یعنے اسی پر عمل ہے اور برہان میں ہے کہ یہی قول ظاہر تر ہے جبرئیل علیہ السلام کے بیان کر دینے سے اور قول جبرئیل ہی باب موقیت میں نص صریح ہے اور فیض میں ہے کہ اسی پر لوگوں کا آج عمل ہے اور اسی کا فتوی ہے ھم بحر الرائق میں ہے کہ طحاوی کا قول اسپر دلالت نہیں کرتا کہ یہی مذہب صحیح ہے تصحیحات متقدمہ کے مذکور ہونے کے بعد اور سراج وہاج میں ہے کہ شیخ الاسلام نے کہا کہ احتیاط اسمین ہے کہ ظہر کی نماز مثل تک تاخیر نکرے اور عصر کی نماز نہ پڑھے جبتک مثلین تک سایہ نہ پہونچے تاکہ دونون نمازین اپنے وقتون پر بالاتفاق ادا ہوں کذا فی الطحاوی سوی فیئ یکون للاشیاء قبیل الزوال سوا اُس سایہ کے جو سب چیزون کا ہوتا ہے زوال آفتاب سے پہلے تھوڑا سا ھم یعنے ٹھیک دوپہر میں آفتاب ڈھلنے سے پہلے جو ہر چیز کا سایہ باقی رہتا ہے وہ ظہر اور عصر کے وقت سے خارج ہے مثل اور مثلین کے حساب میں داخل نہیں اُسی سایہ کو فی بروزن شی اور سایہ اصلی کہتے ہیں طحطاوی نے کہا فی الزوال کو اسواسطے استثنا کیا کہ گاہے سایہ اصلی برابر ہوتا ہے ہر چیز کے بعضے مواضع میں ایام سرما میں اور گاہے دونا ہوتا ہے تو اگر مثل کو اعتبار کیجیے ذی الظل کے پاس سے تو ظہر کا وقت نہ صاحبین کے نزدیک پایا جاوے نہ امام کے نزدیک یہ حال ہے وہان کے لوگون کا جنکے سرون پر آفتاب سامنے نہیں آتا لیکن جن لوگون کے سرون کے اوپر آفتاب آجاتا ہے وہان مثل کا اعتبار ذی الظل کے پاس سے ہوتا ہے یعنے اسواسطے کہ وہان سایہ اصلی منعدم ہوتا ہے ویختلف باختلاف الزمان والمکان اور فی الزوال اور سایہ اصلی مختلف ہوتا ہے زمان اور مکان کے اختلاف سے ھم یعنے سرما میں سایہ اصلی بڑا ہوتا ہے اور گرما میں چھوٹا اور جو ملک معتدل النہار اور خط استوا سے قریب ہیں وہان سایہ چھوٹا ہے اور جو بعید ہیں وہان بڑا ہے اور جن بلاد کا عرض بلد میل کلی کے مانند ہے وہان سایۂ اصلی ایک دن بالکل منعدم ہوتا ہے یعنے جبکہ آفتاب نقطہ سرطان میں داخل ہو اور سال بھر میں یہی دن بہت بڑا ہوتا ہے اور جن بلاد کا عرض بلد میل کلی سے کم ہوتا ہے وہان کا سایہ اصلی سال میں دو بار بالکل نابود ہو جاتا ہے چنانچہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کذا فی الحلبی ولو لم یجد ما یغرز اعتبر بقامتہ وھی ستۃ اقدام ونصف بقدمہ من طرف ابہامہ اور اگر نمازی سایہ شناسی کے واسطے وہ چیز نپاوے جسکو زمین پر گاڑ کر سایہ دریافت کرے تو اپنے قد کا اعتبار کرے اور قد ہر آدمی کا ساڑھے چھ قدم کا ہوتا ہے اُسی شخص کے قدم سے انگوٹھے کیطرف سے ھم یہ کلام محذوف پر مرتب ہے اور معلوم ہوتا ہے بحر الرائق وغیرہ کی عبارت سے اسمین یون ہے کہ زوال کی شناخت میں چند روایات ہیں اُنمین صحیح تر یہ ہے یعنے ابو شجاع کی روایت کہ سیدھی لکڑی برابر زمین میں چاشت کے وقت گاڑے اور سایہ کے سرے پر نشان کرے پھر اگر سایہ کم ہو جاتا ہو نشان مذکور سے تو آفتاب نہین ڈھلا پھر اگر سایہ ٹھہر گیا یا زیادہ اور نقصان سے تو یہ وقت ہے ٹھیک دوپہر کا اور جسقدر سایہ اسوقت باقی رہا وہ فی الزوال اور سایۂ اصلی ہے اور جبکہ سایہ فی الزوال کے خط سے بڑھا اور لنبا ہوا تو معلوم ہوا کہ آفتاب ڈھل گیا چنانچہ ظہیریہ میں ہے اور مجتبی میں ہے کہ اگر کوئی لکڑی ہی گاڑنے کو نملے فی الزوال اور امثال کی شناخت کو تو اپنے قد سے قیاس کرے ساڑھے چھ قدم طحاوی نے کہا جمہور مشائخ سات قدم کہتے ہیں اور جمع بین القولین یون ہو سکتا ہے کہ آدمی کا قد سات قدم ساق کی سمت سے ہوتا ہے اور ساڑھے چھ قدم انگوٹھے کیطرف سے انتہی اور محمد سے وہ قول منقول ہے جو اس سے بھی زیادہ تر آسان ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قبلہ کے سامنے کھڑا ہو جب آفتاب ابرو راست پر آیا ڈھل گیا کذا فی الطحاوی تصرف علینی میں یون ہے کہ جب آفتاب بائین طرف سے ڈھلا تو بھی زوال کا وقت ہے انتہی ھم یمین اور یسار کا اختلاف باعتبار اختلاف بلاد کے ہوتا ہے کما فی حاشیۃ العینی عن السراج الوہاج ووقت العصر منہ الی قبیل الغروب اور عصر کا وقت سایۂ مثلین سے ہے آفتاب کے ڈوبنے تک

[illegible]

اور زیادہ سے زیادہ فاصلہ اس ... کا استوا سے میل کلی کہلاتا ہے جیسے ہندوستان میں نقطہ سرطان کہ ۲۲ جون ماہ انگریزی کو آفتاب اس نقطہ پر پہونچتا ہے اور وہی دن سب سے بڑا ہے ۱۲

لحظہ بھر پہلے طحطاوی نے کہا یہی قول معتمد ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ آفتاب کے زرد ہونے تک ہی فلو غربت ثم عادت ھل یعود الوقت الظاھر نعم سو اگر آفتاب ڈوبا پھر نکل آیا تو عصر کا وقت دوسری بار عود کریگا یا نہین جواب ظاہر یہ ہی کہ ہان وقت پھر آویگا ھم یہ بحث ہی صاحب نہر کی بدلیل حدیث رد شمس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ رض کی گود مین سو گئے جب آپ جاگے تو معلوم ہوا کہ علی مرتضیٰ رض نے عصر کی نماز نہین پڑھی تو فرمایا کہ آلٰہی علی رض تیری اور تیرے رسول کی طاعت مین تھا تو آفتاب کو پھیر دے سو آفتاب پھر نکل آیا یہان تک اُنھون نے عصر کی نماز پڑھ لی اور یہ واقعہ خیبر مین ہوا تھا اس حدیث کو طحاوی اور قاضی عیاض نے صحیح کہا ہی اور چند محدثین نے اسکو روایت کیا ہی از انجملہ طبرانی نے سند حسن سے اسکو روایت کیا ہی اور جسنے اسکو موضوع کہا چنانچہ ابن جوزی نے اُسنے خطا کی اور ہمارے قواعد بھی اسکے مخالف نہین کذا فی الطحطاوی وھی الوسطی علی المذھب اور یہی عصر کی نماز وسطی ہی بنا بر مذہب صحیح کے کہ قرآن مجید مین فرمایا (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطَىٰ) یعنے محافظت کرو نمازون پر اور نماز وسطی پر یعنی درمیان کی افضل نماز پر سو نماز وسطی کی تعیین پر تیئیس قول ہین جو وہبانیہ اور اُسکی شرح مین مذکور ہین از انجملہ ایک قول یہ ہی جو شارح نے ذکر کیا واللہ اعلم ووقت المغرب منہ الی غروب الشفق وھو الحمرۃ عندھما وبہ وقالت الثلثۃ والیہ رجع الامام کما فی شروح المجمع وغیرھا فکان ھو المذھب اور مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہونے سے ہی شفق کے ڈوبنے تک اور شفق سے وہ سرخی مراد ہی جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف رہتی ہی صاحبین کے نزدیک اور یہی کہا ہی تینون اماموں نے اُس قول کیطرف امام اعظم نے رجوع کیا ہی چنانچہ مجمع وغیرہ کی شرحون مین مذکور ہی تو یہی صاحبین کا قول صحیح مذہب ٹھہریگا ھم امام اعظم کے نزدیک وہ سفیدی ہی جو سرخی کے بعد افق مین ہوتی ہی اور یہی قول ہی صدیق اکبر اور انس اور معاذ اور عائشہ صدیقہ کا اور ایک روایت ہی ابن عباس رض اور ابوہریرہ رض سے اور یہی مذہب عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور زفر اور مزنی اور ابن منذر اور خطابی کا اور یہی مختار ہی مبرد اور تغلب ائمہ لغت کا ابو داود مین حدیث ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے نزول کیا اور فرمایا کہ نماز عشا کا وقت وہ ہی جبکہ افق سیاہ ہو جاوے ابن حبان نے اسکو اپنے صحیح مین روایت کیا ہی اور ابو داود اور نسائی اور احمد نے نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز اُسوقت پڑھتے تھے جبکہ تیسری تاریخ کا چاند ساقط ہوتا تھا کذا فی العینی اور محقق نے فتح القدیر مین امام کے قول کو ترجیح دی ہی اور کہا کہ شفق کو حمرت کہنا نہ امام کی روایت سے ثابت ہی نہ درایت سے اول تو اسواسطے کہ امام کی ظاہر الروایۃ کے مخالف ہی اور ثانی تو بدلیل حدیث ابن فضیل کے کہ آخر وقت مغرب کا یہان تک ہی کہ افق غائب ہو جاوے اور غائب ہونا افق یعنی کنارہ آسمان کا اُس سفیدی کے ساقط ہونے سے ہوتا ہی جو سرخی کے بعد ہوتی ہی اور محقق کے شاگرد شیخ قاسم نے تصحیح قدوری مین کہا تو ثابت ہوا کہ امام ہی کا قول صحیح ہی انتہی تو اس سے ظاہر ہوا کہ فتوی اور عمل نہین مگر امام اعظم رح کے قول پر اور اُسکو چھوڑ کر صاحبین کے قول کو یا کسی اور کے قول کو لینا نہ چاہیے الا بضرورت ضعیف دلیل یا تعامل کے اگرچہ مشائخ نے صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہو چنانچہ اسی مسئلہ مین اور سراج مین ہی کہ صاحبین کا قول اوسع ہی اور امام کا قول احوط کما فی البحر اور یہ جو درر مین ہی کہ یہان صاحبین کے قول پر فتوی ہی نوح افندی نے اسکو یون رد کیا ہی کہ اسپر اعتماد جائز نہین اور امام کے قول پر صاحبین کے قول کو ترجیح دینا درست نہین مگر بموجب ضعیف دلیل کے یا بضرورت یا بسبب تعامل یا اختلاف زمان کے حالانکہ ان چارون امور سے کوئی متحقق نہین تو امام ہی کے قول پر عمل کرنا علی الخصوص جبکہ احتیاط بھی امام ہی کے مذہب مین ہو چنانچہ اس مسئلہ مین لازم ٹھہرا انتہی وفیہ اَنَّ التَّعَامُلَ عَلٰی خِلَافِہٖ اگر کوئی کہے کہ جب امام ایک جانب ہون اور صاحبین دوسری جانب تو مفتی مختار ہی جسپر چاہے عمل کرے اسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ یہ حکم مفتی مجتہد پر محمول ہی اور جو مجتہد نہین تو اصح یہ ہی کہ امام ہی کے قول پر فتوی دے چنانچہ سراجیہ مین مصرح ہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وہ بعض مشائخ کا قول ہی اور بعضون کے نزدیک تو امام کے قول کے ہوتے صاحبین کے قول پر عمل بیجا ہے از انجملہ صاحب ہدایہ ہی اُسنے تجنیس مین کہا کہ میرے نزدیک واجب ہی کہ امام کے قول پر ہر حال مین فتوی دیا جاوے کذا فی الطحطاوی ملخصاً ووقت العشاء والوتر الی الصبح اور نماز عشا اور وتر کا وقت غروب شفق سے صبح تک ولکن لا یصح ان یقدم علیھا الوتر الا ناسیا لوجوب الترتیب لانھا فرض عندہ لاملیکن صحیح نہین عشا پر وتر کا مقدم کرنا مگر بھول کر بسبب

واجب ہونے ترتیب کے واسطے کہ عشا اور وتر دونون فرض ہین امام کے نزدیک ہم لیکن عشا فرض قطعی ہی اور وتر فرض عملی ہی اور صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک وتر
سنت ہی والدلائل فی المبسوطات و فاقد وقتھما کبلغار فان فیہا یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینیۃ الشتاء اور نہ پانے والا عشا اور وتر
کے وقت کا جیسے بلغار کے ساکن اسواسطے کہ بلغار مین فجر طلوع کرتی ہی شفق کے غروب ہونے سے پہلے چلہ سرما مین ہم قاموس مین ہی کہ بلغار ایک شہر ہی بلاد صقالبہ کا
نہایت جانب شمال کی شدید البرد اور یہ جو شارح نے چلہ سرما کو ذکر کیا سہو ہوے اور ٹھیک یہ ہی کہ اقصر لیالی سال مین وہان عشا کا وقت نہین ہوتا چنانچہ سیر الرائق
اور امداد الفتاح مین مذکور ہی یعنے اول صیف مین جبکہ آفتاب حلول کرتا ہی راس سرطان مین تو اسوقت آفتاب زمین پر ۲۳ گھنٹے ٹھہرتا ہی اور ایک ساعت یعنی
گھنٹہ بھر غروب ہوتا ہی عرض بلد کے حساب پر چنانچہ علم ہیئت مین اسکی تفصیل مذکور ہی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی مکلف بہما فیقدر لہما یعنی پانے والا عشا اور
وتر کا مکلف ان دونون کا یعنی اسپر عشا اور وتر کا پڑھنا فرض ہی تو اندازہ کرے ان دونون نمازون کے واسطے یعنی جسقدر مدت کے بعد غروب ہونے سے پہلے عشا اور
وتر ہوتی تھی اسیقدر مدت کے بعد دونون کو پڑھے یا بلاد قریبہ پر قیاس کرے ولا ینوی القضاء لفقد وقت الاداء بہ افتی البرہان الکبیر اور عشا اور وتر
کے قضا کی نیت نکرے وقت ادا نہونے کے سبب سے اسیکا فتوی دیا ہی برہان الدین کبیر نے ہم قضا کی نیت اسواسطے نکرے کہ قضا اسکو کہتے ہین جسکا وقت تو ہو
اور فوت ہو جاے اور یہان وقت ہی نہین تو قضا بھی نہین واختارہ الکمال وتبعہ ابن الشحنۃ فی الغاز فصححہ فرجح المصنف المذہب او فرضیت
عشا اور وتر کو اختیار کیا اسی کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اور ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے انکی پیروی کی یعنی الغاز مین ہم اسکی تصحیح کی ہی تو مصنف نے
اسی قول کو مذہب صحیح گمان کیا یعنی ولہذا اسکو متن مین داخل کیا برخلاف کنز کے اور کنز کے قول کی تضعیف کی چنانچہ اسکو اسکے بعد بصیغہ تمریض ذکر کیا ہم
شارح نے اسمین تضعیف قول مصنف پر اشارہ کیا اور شرنبلالی نے امداد الفتاح مین اسکے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہی کذا فی الطحطاوی وقیل لا یکلف بہما
لعدم سببہما اور بعضون نے کہا کہ عشا اور وتر کے وقت کا نپانے والا مکلف ان دونون نمازون کا نہین انکے سبب کے نہونے کی وجہ سے یعنی وجوب نماز کا
سبب وقت ہی اور انتفاء سبب مستلزم انتفاء مسبب ہی وبہ جزم فی الکنز والدرر والملتقی اور اسی عدم وجوب کا یقین کیا ہی متون ثلثہ یعنی کنز الدقائق اور درر اور
الملتقی الابحرین وبہ افتی البقالی ووافقہ الحلوانی والمرغینانی اور اسی کا فتوی دیا علامہ بقالی نے اور انکی موافقت کی بعد مخالفت کے حلوانی اور
مرغینانی نے ہم مجتبی مین ہی کہ برہان الائمہ کے وقت مین استفتا وارد ہوا کہ ہم لوگ اپنے شہر مین عشا کا وقت نہین پاتے تو ہمپر عشا کی نماز واجب ہی یا نہین
تو جواب یہ لکھا کہ تمپر واجب نہین اور اسیکا ظہیر الدین مرغینانی نے فتوی دیا اور اسیکا استفتا بلغار سے وارد ہوا شمس الائمہ حلوانی پر تو قضا کرنے عشا کا
فتوی دیا پھر خوارزم مین شیخ السنۃ بقالی سے بھی استفتا ہوا تو انھون نے عدم وجوب کا فتوی دیا سو انکا جواب حلوانی کو پہونچا تو ایک شخص کو بھیجا انکے پاس
خوارزم مین کہ مجمع مین انسے سوال کرے کہ کیا کہتے ہو اس شخص کے حق مین جو پانچ فرضون مین سے ایک فرض کا انکار کرتا ہی وہ کافر ہی یا نہین تو شیخ بقالی
مطلب سوال کا سمجھ گئے تو جواب دیا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کی نسبت جسکے دونون ہاتھ کہنیون سمیت یا دونون پانون ٹخنون سمیت کاٹے گئے اسکے وضو
مین کتنے فرض مین سائل نے جواب دیا کہ تین فرض ہین بسبب نہونے محل چوتھے فرض کے بقالی نے کہا کہ اسیطرح پانچوین نماز بھی فرض نہین اسکے وقت کے
نہونے سے پھر جبکہ یہ جواب حلوانی کو پہونچا تو پسند کیا اور اس کلام مین انکے موافق ہو گئے کذا فی المنح ورجحہ الشرنبلالی والحلبی واوسعا المقال
ومنعا ما ذکرہ الکمال اور عدم وجوب عشا کی ترجیح دی شرنبلالی اور ابراہیم حلبی شارح منیہ نے اور اسمین بہت گفتگو کی ہی اور نہین مانا اس قول کو جو کمال الدین
محقق نے فتح القدیر مین ذکر کیا ہی ہم خلاصہ کلام محقق یہ ہی کہ قیاس عدم وجوب عشا سقوط غسل یدین مقطوعین پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ عدم محل فرض
مین اور عدم سبب جعلی مین جو وجوب خفی لنفس الامری کی علامت ہی فرق صریح ہی علاوہ اسکے اخبار متواترہ شب معراج سے فرضیت صلوات خمس جمیع آفاق پر
بلا تفصیل شریعت عامہ ہی اور اسیطرح حدیث صحیح مسلم دلیل معاہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہ نے کہا کہ وہ زمین مین کتنا ٹھہریگا

فرمایا ہو دن ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے دنون کے مانند صحابہ نے کہا یا رسول اللہ سو جو دن
کہ سال کے برابر ہو اُسمین ہمکو ایک دن کی نماز کفایت کریگی فرمایا نہین اُسکے واسطے اندازہ کرلیا کرنا انتہی تو اُسدن مین ۳۰۰ سے زیادہ عصر کی نماز
واجب ہوتی مثل یا مثلین کے سایہ ہوجانے سے پہلے انتہی کلام الکمال خلاصہ جواب حلبی یہ ہی کہ جیسے صلوات خمسہ ٹھہر گئی ہین اُسیطرح وجوب کے واسطے
اسباب اور شروط ٹھہر گئے ہین کہ بدون اُنکے وجوب نہین پایا جاتا ہی تو اگر صلوات خمسہ کا حکم عام اسباب اور شروط کے ساتھ مراد ہی تو مسلم ہی اور ہمکو مفید نہین
اور اگر ہر فرد مکلف کا عموم مطلقاً مراد ہی تو باطل ہی اسلیے کہ حائض اگر بعد طلوع آفتاب کے طاہر ہو مثلاً تو اُسپر اُسدن فقط چار نمازین واجب
ہین نہ پانچ اور حدیث دجال کی مخالف قیاس ہی تو اُسپر غیر کو قیاس نہین کرسکتے وتمامہ فی الطحطاوی وغیرہ من المبسوطات قلت ولا یساعدہ
حدیث الدجال لانہ وان وجب اکثر من ثلثمائۃ ظہر مثلاً قبل الزوال لیس کمسئلتنا لان المقصود فیہ العلامۃ لان الزمان واما
فیہما فقد فقدا الامران مین کہتا ہون اور کمال الدین کو مساعدت نہین کرتی دجال کی حدیث اسواسطے کہ اگرچہ وہان تین سو ظہر سے مثلاً زیادہ تر واجب ہوئے
زوال آفتاب سے پہلے ہمارے اس مسئلہ کے مانند وہ دن نہین اسواسطے کہ یوم دجال مین فقط علامت اوقات مقصود ہی زمانہ مقصود نہین اور بلغار کی عشا
اور وتر مین علامت اوقات اور زمانہ دونون امر مقصود ہین یعنی نہ علامت عشا کی موجود ہی اور نہ اسقدر زمانہ ممتد ہی کہ مغرب اور عشا اور صبح کے اوقات کے برابر ہو
بلکہ مابین غروب اور طلوع آفتاب کے فقط بقدر مغرب اور صبح کے زمانہ ہوتا ہی ہم شارح کا یہ کلام مسلم نہین اسواسطے کہ یوم دجال سال بھر کا ہی تو چوبیس چوبیس ساعت
یعنے ۲۴ گھنٹے مین پانچ نمازین ادا ہونگی اور بلغار کا دن بھی اپنی رات کے ساتھ ۲۴ گھنٹے کا ہی تو اُسمین بھی پانچ نمازین واجب ہونگی تو زمانہ پایا گیا
اور بمنزلہ یوم دجال کے ہوگیا مین کہتا ہون الحاصل وجوب اور عدم وجوب عشا مین دونون قولون کی تصحیح ثابت ہی مگر یہ کہ دلیل التقدیر کی مشرق ہی اور مجکو
بلغار کے رہنے والے نے خبر دی کہ چلہ ایام گرما مین شفق سرخ کے غائب ہونے سے پہلے فجر طلوع کرتی ہی اور وہان کے لوگ صوم مین رات کی مدت مین ایکبار یا دوبار
کھاتے ہین قبل ظاہر ہونے فجر کے اور وہان سے بھی دور کے رہنے والے شخص نے مجھسے حکایت کی کہ وہان مطلق اندھیرا نہین ہوتا اور بعضے اور بلاد مین ہمیشہ
اندھیرا رہتا ہی وہان روشنی نہین مگر چراغ کی فسبحان العلیم بحقائق الاحوال کذا فی الطحطاوی والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم
بہ ہو المختار بحیث یرتل اربعین ایۃ ثم یعیدہ بطہارۃ لو فسد ۱ اور مرد کو مستحب ہی شروع کرنا نماز فجر کا روشنی مین اور ختم کرنا روشنی مین
یہی قول مختار ہی اسطرح پر کہ یہ آیت کو اوائے حروف کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کے دونون رکعتون مین پڑھے پھر نماز کو اعادہ کرے طہارت کے ساتھ اگر فساد نماز کا
ظاہر ہو مثلاً فساد کی صورت ہی کہ بدون طہارت کے سہو سے نماز پڑھے یا نماز مین کوئی فساد واقع ہوا وقیل یؤخر جدا لان الفساد موہوم وقول ضعیف
یہ ہی کہ فجر کی نماز کو بہت تاخیر کرے اسواسطے کہ فاسد ہوجانا نماز کا امر موہوم ہی ہم بحر الرائق مین ہی لیکن اسقدر تاخیر نکرے کہ طلوع آفتاب مین شک واقع ہو الا الحاج
بمزدلفۃ فالتغلیس افضل کمرأۃ مطلقاً مگر حاجی کو مزدلفہ مین روز روشن مین نماز پڑھنا مستحب نہین تو وہان اندھیرے مین نماز افضل ہی جیسے عورت کو
مطلقاً خواہ حج مین یا غیر حج مین اندھیری مین نماز بہتر ہی اسواسطے کہ بنا حال النسوان پردہ داری مین ہی سو وہ اندھیرے مین حاصل ہی وفی غیر الفجر الافضل
لہا انتظار فراغ الجماعۃ اور فجر کے سوا اور نمازون مین عورت کو فراغت جماعت کا انتظار کرنا افضل ہی یعنی جب مردون کی جماعت ہوچکے تب عورت مسجد مین
نماز پڑھے وتاخیر ظہر الصیف بحیث یمشی فی الظل مطلقاً کذا فی المجمع وغیرہ ای بلا اشتراط شدۃ حر وحرارۃ بلد وقصد جماعۃ
اور مستحب ہی دیر کرنا گرمی کی ظہر کا اسطرح کہ دیوارون کے سایہ مین چلے مسجد جانے کے وقت مطلقاً ایسا ہی مجمع وغیرہ مین مطلقاً کی تفسیر یہ ہی کہ تاخیر مذکور مین شرط نہین
شدت موسم گرما کی اور نہ گرمی شہر کی اور نہ قصد جماعت کا ہم صیف کی قید مین اشارہ ہی کہ ربیع اور خریف کے موسم مین تعجیل ظہر کی مستحب ہی اور تاخیر
کی حد یہ ہی کہ قبل از مثل نماز ہو اسواسطے کہ خزانہ مین ہی کہ وقت مکروہ وہ ہی جو اختلاف کی حد مین داخل ہو اور جبکہ سایہ ہر شی کا اُسکے برابر ہوا تو اختلاف مین داخل ہوا

اور یہ قول شارح کے کلام سے بہتر ہی اسواسطے کہ مصر کی دیوارون کا سایہ انکی بلندی کی سبب سے جلد حاصل ہوتا ہی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی وَمَا فی الجوهرة وَغیرِهَا مِن اشتراطِ ذلکَ مُتَطَوِّرٌ فیہ اور جو کہ جوہرہ وغیرہ مین ہی مشروط ہونا تاخیر کے واسطے امور مذکورہ کا یعنی شدت حرارت وغیرہ کا جو مسلّم نہین اسمین خلل ہی وَجمعة کظهرٍ اصلاً واستحباباً فی الزمانین لانها خلفه اور جمعہ ظہر کے مانند ہی اصل اور استحباب کی راہ سے دونون موسم گرمی اور جاڑے مین اسواسطے کہ جمعہ خلیفہ ہی ظہر کا ہم اپنی اصل وقت جو ظہر کا ہی وہی جمعہ کا ہی اور جیسے صیف مین ظہر کی تاخیر مستحب ہی اور تعجیل اور ایام مین ویسا ہی جمعہ مین ہی اور شباہ مین ہی کہ جمعہ کو سرد وقت مین پڑھنا مسنون نہین سو شاید اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور جو یہ کہا کہ جمعہ خلیفہ ہی ظہر کا سو احد القولین ہی اور دوسرا قول مشہور یہ ہی کہ جمعہ فرض مستقل ہی ظہر سے زیادہ تر موکد ہی کذا فی الطحطاوی وَ تاخیرُ عَصرٍ صیفًا وشتاءً توسعةً للنوافل و مستحب ہی تاخیر کرنا عصر کا گرمی اور جاڑے مین نوافل کی گنجایش کے واسطے ہم ابو داود مین حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کو تاخیر کرتے تھے جب تک کہ آفتاب سفید اور صاف رہتا تھا کذا فی البحر مَا لم تتغیّر ذُکاءُ بان لا تحار العَین فیها فی الاصح تاخیر عصر کی مستحب ہی جبتک کہ آفتاب متغیر نہو اسطرح پر کہ آنکھ قرص آفتاب مین حیران نہو صحیح تر قول مین ہم مراد یہ ہی کہ آفتاب کی روشنی کی چمک جاتی رہے تو بصارت کو اس سے حیرت حاصل نہو اور تغیر روشنی کا اعتبار نہین اسلیے کہ وہ تو زوال کے بعد حاصل ہوتا ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ شعاع دیوارون پر بدل جاے اور بعضون نے کہا قرص آفتاب متغیر ہو جاے کذا فی الطحطاوی عن السراج وَ تاخیرُ عشاءٍ الی ثلثِ اللیلِ قیدہ فی الخانیة وغیرها بالشتاءِ اَمّا الصّیفُ فیُندَبُ تعجیلُها اور مستحب ہی دیر کرکے پڑھنا عشا کا تہائی رات تک خانیہ وغیرہا مین اس تاخیر کو مقید کیا ہی جاڑون کے ساتھ اور گرمیون مین تو جلد پڑھنا عشا کا مستحب ہی یعنی اس خوف سے کہ عشا کا وقت خارج نہو جاے غلبہ خواب سے کیونکہ رات بہت کم ہوتی ہی فان اَخَّرَهَا الی مَا زادَ علی النصفِ کُرِهَ لتقلیل الجماعة امّا الیہ فمباحٌ پھر اگر عشا کی تاخیر کی یہان تک کہ آدھی رات سے زیادہ ہو گئی تو یہ تاخیر مکروہ ہی تقلیل جماعت کی وجہ سے اور آدھی رات تک تو تاخیر مباح ہی ہم نصف شب سے زیادہ تر تاخیر مکروہ تحریمی ہی کذا فی الطحطاوی عن المنح والبحر تتمہ عشا کی تاخیر اسواسطے مستحب ہی تا قصہ خوانی مکروہ قطع ہو اور نامہ اعمال نماز پر ختم ہو جیسے شروع ہوا تھا صبح کی نماز سے تا کہ درمیان کی خطائین مٹ جاوین حق تعالی نے فرمایا (اِنّ الحسنات یذهبن السیّئات) نیکیان برائیون کو دفع کرتی ہین اور عشا سے پہلے سونا مکروہ ہی فوت جماعت کے خوف سے اور بعد نماز کے بے حاجت گفتگو مکروہ ہی ورنہ مکروہ نہین جیسا کہ قرآن پڑھنا اور ذکر کرنا اور حکایات صالحین اور مذاکرہ فقہ اور گفتگو کرنا مہمان اور اپنی جورو سے اور مکروہ ہی کلام بعد فجر ہونے کے پھر جب نماز پڑھ چکے تو مکروہ نہین کذا فی الطحطاوی وَ آخرُ العَصرِ الی اصفرارِ ذُکاءَ اور عصر کی تاخیر کی آفتاب کے زرد ہو جانے تک تو مکروہ ہی فلو شرع فیه قبل التغیّر فمدّه الیه لا یکره پھر اگر عصر شروع کی آفتاب کے متغیر ہونے سے پہلے پھر نماز کو بڑھایا زردی آفتاب تک تو مکروہ نہین فَ آخرُ المغربِ الی اشتباکِ النجومِ ای کثرتها کُرِهَ التاخیرُ لا الفعلُ لانه مامورٌ به اور اگر مغرب کی تاخیر کی تارون کے چھٹک جانے تک یعنی انکے بکثرت نمود ہونے تک تو یہ تاخیر کرنا مکروہ ہی نہ نماز پڑھنا اسوقت کا اسواسطے کہ نماز خوانی کا تو حکم ہی وہ کیونکر مکروہ ہو سکے تحریمًا الّا بعذرٍ کسفرٍ وکونٍ علی اکلٍ تاخیر عشا از نصف شب اور تاخیر عصر تا زردی آفتاب اور تاخیر مغرب تا ظہور نجوم مکروہ تحریمی ہی مگر سفر اور کھانا کھانے کے عذر سے تاخیر مکروہ نہین ہم کراہت تحریمی تینون سلوبے متعلق ہی کذا فی الطحطاوی لہذا ترجمہ مین اسکی تصریح کر دی وَ تاخیرُ الوترِ الی آخرِ اللیلِ لواثقٍ بالانتباہ اور تاخیر کرنا وتر کا آخر شب تک مستحب ہی اسکو جو اسوقت کے جاگنے پر بھروسا رکھتا ہی والّا فقبلَ النومِ اور اگر جاگنے پر اعتماد نہو تو سونے سے پہلے وتر کا پڑھنا افضل ہی فان افاقَ فالاخرُ افضلُ پھر اگر اول وقت وتر پڑھ کر سو گئے بعد جاگا تو امر مستحب فوت ہو گیا ہم ظاہرا غیر واثق کے جاگنے سے استحباب فوت نہین ہوتا بدلیل قول قاضیخان کہ جسکو وثوق نہو تو اسکو مطلقًا تعجیل افضل ہی کذا فی الطحطاوی وَ المستحبُّ تعجیلُ ظهرٍ شتاءً اور مستحب ہی جلد پڑھنا ظہر کی نماز کا جاڑے مین ہم شتا وہ زمانہ ہی جسمین سردی شدید ہو اور صیف وہ ہی جسمین گرمی سخت ہو اور بعضون نے کہا کہ شتا وہ ہی جسمین دو چیز کی حاجت ہو تاپنے کی اور روئی بھرے کپڑے کی اور صیف وہ ہی جسمین دونون چیزون کی حاجت نہو اور ربیع اور خریف

وہ ہے جسمین ایک چیز کی حاجت ہو نہ دونون چیزون کی کذا فی الطحطاوی عن الخلاصۃ یلحق بالربیع وبالصیف الخریف موسم سرما کے ساتھ ربیع ملحق ہے اور
موسم گرما کے ساتھ خریف ملحق ہے ہم یہ بحث ہے صاحب بحر کی اور منقول مذہب کے مخالف ہے اسواسطے کہ شرنبلالی نے مجمع الروایات سے نقل کیا کہ ربیع اور خریف مین تعجیل
ظہر کی مستحب ہے حالانکہ نقل کے ہوتے بحث کا کچھ اعتبار نہین کذا فی الطحطاوی وتعجیل عصر وعشاء یوم غیم اور مستحب ہے تعجیل عصر اور عشا کی ابر کے دن مین یعنی

اسواسطے کہ تاخیر عصر مین احتمال ہے مکروہ وقت کے آجانے کا اور عشا کی تاخیر مین تقلیل جماعت کا احتمال ہے پانی برسنے اور کیچڑ کے خوف سے وتعجیل مغرب مطلقا
اور جلد پڑھنا مغرب کا ہر موسم شتا اور صیف مین مستحب ہے ہم اور اطلاق سے یہ مراد نہین کہ ابر ہو یا نہو تعجیل مغرب کی مستحب ہے اسواسطے کہ ابر کے دن تاخیر مغرب کی مستحب ہے
وتاخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیہا اور مغرب کی تاخیر کرنا بقدر دو رکعت کے مکروہ تنزیہی ہے وتاخیر غیرہا فیہ اور عصر اور عشا کے سوا اور نمازون مین ابر کے دن
تاخیر کرنا مستحب ہے یعنی فجر اور ظہر اور مغرب مین تاخیر ابر کے دن مین افضل ہے اسواسطے کہ فجر اور ظہر کے وقت مین کراہت نہین تو تاخیر مضر نہین اور مغرب کی تعجیل مین یہ خوف ہے
کہ قبل از غروب ہے ادا واقع ہو وہذا فی دیار یکثر شتاؤہا ویقل رعایۃ اوقاتہا حکم تعجیل عصر اور عشا کا اور تاخیر انکے سوا کا ابر کے دن ان ملکون مین ہے
جنمین جاڑا بکثرت ہوتا ہے اور رعایت اوقات نماز ابر کے سبب سے کم ہوتی ہے چنانچہ بخارا وغیرہ ماوراء النہر کے ملک مین اما فی دیارنا فیراعی الحکم الاول اور ہمارے
ملک مین یعنی مصر اور شام مین تو پہلا حکم مرعی ہے یعنے تاخیر عصر کی مطلقا اور عشا کی تا ثلث لیل اور تعجیل ظہر سرما اور ابراد ظہر صیف الی آخر التقدیم یہ بحث ہے عینی کی اور
صاحب نہر نے اسکو پسند کیا ہے کذا فی الطحطاوی وحکم الاذان کالصلوۃ تعجیلا وتاخیرا اور اذان کا حکم نماز کے مانند ہے تعجیل اور تاخیر مین تفصیل سابق
کے موافق وکرہ تحریما وکل ما لا یجوز مکروہ صلوۃ مطلقا ولو قضاء او واجبۃ او نافلۃ او علی جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ وسہو لا شکر قنیۃ مع شروق
اور طلوع آفتاب کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے مطلق نماز اگرچہ قضا ہو یا واجب یا نفل یا جنازہ پر کی نماز اور سجدۂ تلاوت اور سجدہ سہو کا شارح نے کہا شکر کا سجدہ اسوقت
مکروہ نہین کذا فی القنیۃ اور جو چیز جائز نہین وہ مکروہ ہے ہم یہ جواب ہے سوال مقدر کا وہ یہ ہے کہ مصنف نے مکروہ مین مطلق نماز کو جو غیر منعقد کو بھی شامل ہے ذکر کیا
اور غیر منعقد باطل ہے نہ مکروہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ مصنف نے کراہت لغوی کا ارادہ کیا اور شارع غیر جائز کو مکروہ رکھتا ہے خواہ غیر جائز حرام ہو یا باطل یا مکروہ باصطلاح
فقہ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ اصل مین یہ مذکور ہے کہ جب تک آفتاب بقدر نیزہ بلند نہو تو وہ درحکم طلوع ہے اور امام فضلی کا یہ قول مختار ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر
قدرت رکھتا ہے وہ طلوع مین داخل ہے اسمین نماز حلال نہین پھر جب عاجز ہوا اسکے نظر کرنے سے تو نماز حلال ہو گئی یہی تفسیر مصحح کی مناسب ہے چنانچہ
سابق مین گذر گیا کذا فی الطحطاوی الا العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء الجائز عند البعض اولی من الترک اصلا
کما فی القنیۃ وغیرہا مگر عوام لوگ روکے نجاوین اسوقت کی نماز سے اسواسطے کہ وہ نماز چھوڑ دینگے اور جو ادا کہ بعضون کے نزدیک جائز ہے وہ بالکل چھوڑ دینے سے
اولی ہے چنانچہ قنیہ وغیرہا مین ہے ہم بعض سے یہان امام شافعیؒ مراد ہین کذا فی الطحطاوی واستواء الا یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد
کذا فی الاشباہ ونقل الحلبی عن الحاوی ان علیہ الفتوی اور نماز مطلق مکروہ تحریمی ہے آفتاب کے متوسط ہونے کے وقت آسمان مین یعنی ٹھیک
دوپہر کو مگر روز جمعہ کے نفل مکروہ نہین ابو یوسفؒ کے قول مصحح معتمد پر چنانچہ اشباہ مین ہے اور حلبی شارح منیہ نے حاوی سے نقل کیا کہ ابو یوسفؒ کے قول
پر فتوی ہے وغروب الا عصر یومہ فلا یکرہ فعلہ لادائہ کما وجب بخلاف الفجر والاحادیث تعارضت فتساقطت کما بسطہ
صدر الشریعۃ اور نماز مکروہ تحریمی ہے آفتاب کے غروب ہونے کے ساتھ مگر روز غروب کی عصر تو اسکا پڑھنا اسوقت مکروہ نہین بسبب اسکے ادا
ہوجانے کے جسطرح کہ وہ ناقص واجب ہوئی تھی برخلاف فجر کے اور احادیث اسمین متعارض ہین تو ساقط الادا ہو گئی چنانچہ شرح وقایہ مین صدر الشریعۃ
نے اسکو مشرح بیان کیا ہے ہم اسی دن کی عصر جائز ہے یعنی کل کی عصر غروب کے وقت جائز نہین وجوب ناقص کی وجہ یہ ہے کہ وجوب عصر کا سبب آخر وقت ہے
یعنی تغیر آفتاب کا وقت اور وہ ناقص ہے یعنے عبادت کفار کا وقت ہے برخلاف فجر کے کہ اسکا تمام وقت کامل ہے تو وجوب بھی کامل ہے تو طلوع ہونے سے

وہ باطل ہوجاویگی وقت اداکے ناقص ہونے سے تعارض احادیث کا یہ بیان ہو کہ جماعۂ محدثین نے حدیث مرفوع ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ جس شخص نے عصر کی ایک رکعت قبل غروب کے پائی اُسنے پوری نماز پائی اور جسنے ایک رکعت صبح کی پائی قبل طلوع آفتاب کے تو اُسنے پوری صبح کی نماز پائی چونکہ اس حدیث مین اور اُس حدیث مین جسمین اوقات ثلثہ مین نماز ممنوع ہو تعارض واقع ہوا تو ہمنے قیاس کیطرف رجوع کیا دفع تعارض کیواسطے چنانچہ تعارض کا یہی حکم ہو تو ہمنے اس حدیث کے حکم کو ترجیح دی عصر کی نماز مین کذا فی الطحطاوی عن البحر وینعقد نفل بشروع فیہا بکراھۃ التحریم کراہت تحریمی کے ساتھ منعقد ہوتی ہو نفل اوقات ثلثہ مین شروع کرنے سے یعنے تو اُسکا قطع کرنا اور اُسکو کامل وقت مین قضا کرنا واجب ہو ہم جسکا نماز نام ہو اگرچہ مجازاً اُسکو نماز بولتے ہین وہ تین قسم ہو فرض و واجب و نفل اول قسم عملی ہو اور قطعی تو فرض عملی وتر ہو اور فرض قطعی کفایہ ہو اور عین سو فرض کفایہ نماز جنازہ ہو اور فرض عین نماز پنجگانہ اور جمعہ اور سجدۂ صلبیہ ہو اور قسم ثانی یا واجب لعینہ ہو یعنے خدا کے واجب کر دینے سے ہو یا واجب لغیرہ ہو یعنے جو بندہ نے اپنا اوپر اپنے فعل سے واجب کرلیا ہو سو واجب لعینہ وتر اور نماز عیدین اور سجدۂ تلاوت ہو اور واجب لغیرہ سجدۂ سہو اور دو رکعتین طواف کی اور اُس نفل کی قضا جسکو اُسنے فاسد کردیا اور نذر کی نماز اور قسم ثالث یعنی نفل یا سنت موکدہ ہو یا غیر موکدہ اور اسکو دریافت کر کہ اوقات مکروہ دو نوع ہین نوع اول طلوع اور استوا اور غروب ہو اور نوع ثانی مابین فجر اور آفتاب کے اور مابین نماز عصر کے آفتاب کے زرد ہونے تک تو اوقات کے نوع اول مین جمیع اقسام مذکورہ نماز کی منعقد نہین ہوتی مگر نفل اور نذر مقید باوقات مذکورہ اور قضا اُس نفل کی جسکو انھین اوقات مین فاسد کیا اور نماز اُس جنازہ کی جو انھین وقتون مین آیا اور سجدۂ تلاوت اُس آیت کا جو انھین مین پڑھی گئی اور عصر اُسی دن کی منعقد ہوتی ہین یہ چھ نمازین کراہت کے ساتھ تو انکو قطع کرنا اور کامل وقت مین قضا کرنا واجب ہو مگر اُسی دن کی عصر کو قطع کرنا جائز نہین اور نوع ثانی مین تمام اقسام مذکورہ نماز کی منعقد ہو جاتی ہین سوا نفل اور واجب لغیرہ کے کہ اُسکا انعقاد کراہت کے ساتھ ہوتا ہو تو اُسکا قطع اور قضا کامل وقت مین واجب ہو کذا فی الحلبی لا ینعقد الفرض وما ھو ملحق بہ کواجب لعینہ کوتر وسجدۃ تلاوۃ وصلوۃ جنازۃ تلیت الآیۃ فی کامل وحضرت الجنازۃ قبل لوجوبہ کاملا ولا یتادی ناقصا اوقات ثلثہ مین منعقد نہین ہوتا ہو فرض اور جو فرض کے ساتھ ملحق ہو چنانچہ واجب لعینہ مانند وتر کے اور سجدہ اُس آیت کا جو کامل وقت مین پڑھی گئی اور نماز اُس جنازہ کی جو حاضر ہوا ان وقتون سے پہلے بسبب اُسکے واجب ہونے کے کامل ہوکر تو ادا اسکا ناقص ہوکر فلو وجبتا فیہا لم یکرہ فعلہما ای تحریماً اور اگر سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ انھین اوقات مین واجب ہوئی تو انکا فعل مکروہ نہین یعنی مکروہ بکراہت تحریمی نہین ہم تحریمی کی قید سے معلوم ہوا کہ کراہت تنزیہی ثابت ہو وفی التحفۃ الافضل ان لا تؤخر الجنازۃ اور تحفہ مین ہو کہ بہتر یہ ہو کہ اوقات ثلثہ مین جنازہ کی نماز کی تاخیر نکرے ہم صاحب بحر اور نہر نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہو کذا فی الطحطاوی وصح مع الکراھۃ تطوع بدأ بہ فیہا ونذر اداہ فیہا وقد نذرہ فیہا وقضاء تطوع بدأ بہ فیہا فافسدہ لوجوبہ ناقصاً اور صحیح ہو کراہت کے ساتھ وہ نفل جسکو شروع کیا انھین اوقات مین اور وہ نذر کی نماز جسکو ادا کیا انھین وقتون مین اور حالانکہ نذر بھی انھین مین کی اور اُس نفل کی قضا جسکو انھین اوقات مین شروع کیا پھر اُسکو فاسد کر دیا وجہ صحت نقصان وجوب ہو تو خو ظاہر الروایۃ وجوب القطع والقضاء فی کامل کما فی البحر پھر معلوم کر کہ ظاہر الروایۃ وجوب قطع اور وجوب قضا ہو کامل وقت مین چنانچہ بحر الرائق مین ہو وفیہ عن البغیۃ الصلوۃ فیہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من قراءۃ القرآن کانہ لانہا من ارکان الصلوۃ والاولی ترک ما کان رکنا لہا اور بحر الرائق مین بغیہ سے منقول ہو کہ اوقات مذکورہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا افضل ہو قرآن کے پڑھنے سے اور شاید کہ وہ اسواسطے ہو کہ قرآن خوانی نماز کے ارکان سے ہو تو جو نماز کا رکن ہو اُسکا ترک اولے ہو ہم بغیہ بالضم وبالکسر بمعنی مطلوب ہو اور یہان کتاب کا نام ہو جو قنیہ کا مختصر کذا فی الحلبی عن البحر وکرہ نفل قصداً ولو تحیۃ مسجد وکل ما کان واجبا لا لعینہ بل لغیرہ وھو ما یتوقف وجوبہ علی فعلہ کنذر

وَ رَکعتی طَوافٍ وَ سَجدَتی سَہوٍ وَالّذی شرعَ فیہ فی وَقتٍ مستحبٍ اَو مَکروہٍ ثُمّ اَفسدَہٗ وَلَو سنۃ الفجر بعد صلوۃ الفجر وصلوۃ عصر اور بعد فجر
اور عصر کی نماز کے قصداً نفل مکروہ ہی اگرچہ تحیۃ المسجد ہو اور جو نماز کہ واجب لعینہ نہین بلکہ واجب لغیرہ ہی واجب لغیرہ وہ ہی جسکا وجوب عبد کے فعل پر موقوف ہو
چنانچہ نذر کی نماز اور طواف کی دو رکعتین اور دو سجدہ سہو کے اور جس نماز کو شروع کیا مستحب یا مکروہ وقت مین پھر اسکو فاسد کردیا اگرچہ فجر کی سنت ہو ھم
یہ رد ہی اس قول کا کہ جب فجر کی اقامت ہو اور فوت ہونے فرض کا خوف ہو تو سنت کو شروع کر کے قطع کرے پھر اسکو قضا کرے طلوع سے پہلے وجہ رد یہ ہی
کہ جس نفل کو فاسد کیا اسکی قضا اسوقت مین مکروہ ہی علاوہ یہ ہی کہ قطع کے واسطے شروع کرنا شرعاً قبیح ہی نفل مین قصد کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر تہجد کی
نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر طالع ہو تو افضل یہ ہی کہ دوسری پڑھ لے کیونکہ نفل کے بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہوئے اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام
نہین ہوسکتی صحیح تر قول مین کذا فی الطحاوی ولو المجموعۃ بعرفۃ نفل وغیرہ عصر کے بعد مکروہ ہی اگرچہ عصر ظہر کے ساتھ ملائی گئی ہو عرفات مین کذا فی النہر عن السراج
والقنیۃ لا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وتراً او سجدۃ تلاوۃ وصلوۃ جنازۃ مکروہ نہین قضا فوت ہوگئی نماز کی اگرچہ فائتہ وتر ہو اور نہ سجدہ تلاوت کا اور نہ
نماز جنازہ بعد نماز فجر اور عصر کے وکذا الحکم من کراہۃ نفلٍ وواجبٍ لغیرہ لا فرضٍ وواجبٍ لعینہ بعد طلوع فجر سوی سنتہ لشغل الوقت بہ تقدیراً
اور اسیطرح حکم ہی مکروہ ہونے نفل اور واجب لغیرہ کا نہ فرض اور واجب لعینہ کا بعد طلوع ہونے فجر کے سوائے سنت فجر کے بسبب مشغول ہونے اسوقت
یعنے فجر کی نماز فجر کے ساتھ تقدیراً یعنے شارع نے اسوقت مین نوافل اور واجب کی گنجائش نہین رکھی سوائے سنت فجر کے ھم کراہت نفل کی دلیل صحیح مسلم
کی وہ حدیث ہی جو ام المومنین حفصہؓ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع کرتی تھی نہین پڑھتے تھے مگر ہلکی دو رکعتین اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ دو رکعت سنت سے زیادہ نہین پڑھتے تھے باوجود شوق کثرت نوافل اور مجتبیٰ مین ہی کہ سنت فجر مین حقیقۃً قرأت چاہیے بدلیل قول ابن عمرؓ کہ مین نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ دونون رکعتون مین قُل یا ایہا الکافرون اور قُل ہو اللہ پڑھتے تھے کذا فی العینی حتی لو نوی تطوعاً کان سنۃ الفجر بلا تعیین
یہان تک کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی نفل کی نیت کی تو وہ سنت فجر کی ہوجاویگی بدون تعیین کرنے کے ھم یہ مبنی ہی اس قول راجح پر کہ تعیین نیت
شرط نہین سنت اور مستحب مین بلکہ اسکو مطلق نیت نماز کی کافی ہی کذا فی الطحاوی وقبل صلوۃ مغرب لکراہۃ تاخیرہ الا یسیراً اور مکروہ ہی نفل اور واجب
لغیرہ نماز مغرب سے پہلے بسبب مکروہ ہونے تاخیر مغرب کے مگر تھوڑی تاخیر مکروہ نہین ھم قضاء فائتہ اور نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت اسوقت بلا کراہت جائز ہی اور
پہلے مغرب کی نماز پڑھے پھر جنازہ کی نماز پھر سنت مغرب کی اور شاید کہ یہ فضلیت کا بیان ہی اور شرح منیہ مین ہی کہ فتوی اسپر ہی کہ جمعہ کی سنت کے بعد نماز جنازہ کی
پڑھے تو بموجب اسکے مغرب کی سنت سے بھی تاخیر جنازہ چاہیے اسواسطے کہ موکد تر ہی کذا فی الطحاوی عن البحر وعند خروج امام من الحجرۃ وقیام
للصعود ان لم یکن لہ حجرۃ للخطبۃ تما و سیجی انہا عشر الیٰ قیام صلوتہ اور مکروہ ہی نفل اور واجب لغیرہ وقت نکلنے امام کے حجرہ سے کوئی خطبہ پڑھنے
کے واسطے یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت منبر پر چڑھنے کے لیے اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز امام تک اور آگے باب العیدین مین آویگا کہ خطبے دس مین یعنی خطبہ
جمعہ اور خطبہ عید الفطر اور خطبہ عید اضحیٰ اور تین خطبہ حج کے اور خطبہ ختم قرآن اور خطبہ نکاح اور خطبہ استسقا اور خطبہ کسوف بخلاف فائتۃ فانہا لا تکرہ
برخلاف نماز فائتہ کہ اسکی قضا وقت خطبہ مکروہ نہین وقیدہ المصنف فی الجمعۃ بواجبۃ الترتیب والا فیکرہ وبہ یحصل التوفیق بین
کلامی النہایۃ والصدر اور مصنف نے فائتہ مین باب الجمعہ مین لازم الترتیب کی قید لگائی اور اگر وہ نماز فائتہ لازم الترتیب نہین تو اسکی قضا
خطبہ کے وقت مکروہ ہی اور اس قید سے موافقت حاصل ہوتی ہی نہایہ اور صدر الشریعۃ کے دونون کلام مین ھم صاحب نہایہ کہتا ہی کہ وقت خطبہ فائتہ
مکروہ نہین اور شرح وقایہ مین صدر الشریعۃ کا یہ قول ہی کہ مکروہ ہی تو صاحب نہایہ کا قول لازم الترتیب پر محمول ہی اور صدر الشریعۃ کا کلام غیر لازم الترتیب پر
وکذا یکرہ تطوع عند اقامۃ صلوۃ مکتوبۃ ای اقامۃ امام مذہبہ لحدیث اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ اور اسیطرح نفل مکروہ ہی

نماز فرض کی اقامت کے وقت بدلیل اس حدیث کے کہ جب اقامت ہو نماز کی تو سوائے فرض کے کوئی نماز نہیں شارح نے کہا اقامت سے مراد اپنے ہم مذہب امام کی اقامت ہے م مفہوم کلام شارح یہ ہے کہ مخالف مذہب کے اقامت میں نفل مکروہ نہیں خواہ معلوم ہو کہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرتا ہے یا معلوم نہو اور بحر الرائق میں یون ہے کہ جب مراعات معلوم ہو تو اقتدا مکروہ نہیں اور یہ مستلزم کراہت نفل ہے کذا فی الطحطاوی الا سنۃ فجر ان لم یخف فوت الجماعۃ ولو بادراک تشہدھا فان خاف ترکہا اصلا م اقامت فرض میں نفل مکروہ ہے مگر سنت فجر کی مکروہ نہیں اگر جماعت کے فوت ہو جانے کا خوف نہو اگرچہ حصول اسکے التحیات کے پا جانے سے ہو پھر اگر ڈرے فوت جماعت سے تو سنتوں کو ترک کرے اصل سے یعنی انکو قضا بھی نکرے قبل طلوع کے اور نہ بعد طلوع کے بلکہ اسی دن قبل از زوال قضا کرے اور یہ جو شارح نے ادراک تشہد کو ذکر کیا سو مصنف اور شرنبلالی و صاحب بحر کے کلام پر اعتبار کیا ہے لیکن صاحب نہر الفائق نے اسکی تضعیف کی اور ظاہر مذہب کو اختیار کیا یعنے بعد اقامت کے سنت فجر نہ پڑھے جبکہ یہ جانے کہ ایک رکعت جماعت کے ساتھ پاویگا کذا فی الطحطاوی وما ذکر من الحیل مردود م اور جو حیلے کہ قضا سنت فجر کے واسطے مذکور کیے ہین سو مردود ہین مقبول نہین م ازانجملہ یہ حیلہ ہے کہ سنت کو شروع کرے پھر قطع کرے تو اب سنت واجب ہو گئی تو اسکو قضا کرے قبل طلوع آفتاب کے یا سنت مین شروع کرے پھر فرض مین شروع کرے بدون قطع کے پھر اسکو قضا کرے قبل طلوع کے وجہ رد یہ ہے کہ شروع کسی امر کا کرنا قطع کے واسطے شرعاً قبیح ہے اور دونون حیلون مین قطع ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اسمین واجب لغیرہ کو فجر کے وقت مین ادا کیا اور حالانکہ وہ مکروہ ہے چنانچہ مذکور ہو چکا وکذا یکرہ غیر المکتوبۃ عند ضیق الوقت اور اسیطرح مکروہ ہے نفل وغیرہ سوائے وقتی فرض کے وقت کی تنگی کے وقت م مکتوبہ سے فرض وقتی مراد ہے تو نفل اور سنت اور واجب اور فائتہ سب مکروہ ٹھہرین اور ضیق وقت سے وقت مستحب مراد ہے کیونکہ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے وقت مستحب کی تنگی سے تو اگر شارح یون کہتا وکذا یکرہ غیر الوقتیۃ عند ضیق الوقت المستحب تو بہتر ہوتا کذا فی الحلبی یعنے غیر وقتیہ مکروہ ہے وقت مستحب کے تنگ ہونے کے وقت وقبل صلوۃ العیدین مطلقا اور مکروہ ہے نفل عیدین کی نماز سے پہلے ہر طرح یعنے مسجد مین بھی اور گھر مین بھی وبعدھا بمسجد لا بیت فی الاصح اور بعد نماز عیدین کے مسجد مین نفل مکروہ ہے نہ گھر مین صحیح تر قول مین م یہ رد ہے اس قول کا کہ گھر مین نفل مکروہ نہین نہ قبل عید کے نہ بعد عید کے اور اس قول کا کہ عید کے بعد نفل مکروہ نہین نہ گھر مین نہ مسجد مین کذا فی الحلبی وبین صلوتی الجمع بعرفۃ ومزدلفۃ اور مکروہ ہے نفل پڑھنا بین دو نمازون کے جو ملائی جاتی ہین عرفہ اور مزدلفہ مین م یعنے عرفات مین ظہر کے وقت ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہین اور مزدلفہ مین مغرب اور عشا پڑھتے ہین عشا کے وقت سو ان دو دو نمازون کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے وکذا بعدھما کما مر اور اسی طرح نفل مکروہ ہے عرفات کی دو نمازون کے بعد چنانچہ مذکور ہو چکا عند قولہ ولو بالمجموعۃ بعرفۃ م ضمیر تثنیہ کی عرفات کی دو نمازون کی طرف راجع ہے فقط نہ مزدلفہ کی نمازون کیطرف بھی اگرچہ کلام شارح اسکا بھی موہم ہے اسواسطے کہ مزدلفہ کی نمازون کے بعد نفل مکروہ نہین کذا فی الحلبی وعند مدافعۃ الاخبثین او احدھما والریح اور مکروہ ہے نماز بول اور براز یا فقط بول یا فقط براز یا ریح کے دبانے کے وقت ووقت حضور طعام تاقت نفسہ الیہ اور نماز مکروہ ہے اس کھانے کے حاضر ہونے کے وقت جسکی طرف آدمی کا دل مشتاق ہے م بطریق مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ اگر طعام کی طرف طبیعت حریص نہو تو نماز مکروہ نہین کذا فی الطحطاوی وکذا کل ما یشغل بالہ عن افعالہا ویخل بخشوعہا کائنا ما کان اور طعام کے مانند ہر ایک وہ چیز ہے جو نمازی آدمی کے دل کو نماز کے افعال سے باز رکھے اور نماز کے خشوع و خضوع مین خلل ڈالے کوئی چیز ہو یعنے ایسی چیز کے ہونے کے وقت جو حضور دل کی مانع ہے نماز مکروہ ہے اور حضور دل اہل دل کے نزدیک فرض ہے حدیث مین وارد ہے کہ انسان کو نماز سے فائدہ نہین مگر بقدر حضور دل تو گاہے نماز کا دسوان حصہ اسکو ملتا ہے یا کم یا زیادہ کذا فی الطحطاوی فھذہ نیف وثلثون وقتا تو یہ چند اوپر تیس وقت ہین جنمین نماز مکروہ ہے یعنے طلوع آفتاب اور استوا اور غروب اور بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر اور قبل نماز فجر اور قبل نماز مغرب کے اور دس خطبون کے وقت اور اقامت فرض کے وقت اور ضیق وقت مین اور عید الفطر کی نماز سے پہلے اور اسکے بعد

مسجد مین او رعید اضحی کی نماز سے پہلے اور اُسکے بعد مسجد مین اور یا بین جمع تقدیم کے عرفات مین اور یا بین جمع تاخیر کے مزدلفہ مین اور مدافعت بول کے وقت اور مدافعت براز کے وقت اور دونون کی مدافعت کے وقت اور مدافعت ریح کے وقت اور اُس طعام کے حضور کے وقت جسکی طرف طبیعت مشتاق ہو اور اُس چیز کے حضور کے وقت جو مانع حضور قلب ہو اور عشا پڑھنا آدھی رات کے بعد اور تاخیر مغرب کی تارون کے چھٹکنے تک اور اگر عرفہ کی نمازون کے بعد کا اور اوقات مستحبہ کے مقابل کا اعتبار کیجیے چنانچہ مقابل اسفار کا صبح مین اور مقابل ابراد کا ظہر صیف مین تو ابنر زیادہ ہو جاوین **فائدہ** طلوع اور استوا اور غروب کی کراہت ان اوقات کے نقصان کے سبب سے ہے یعنے عبادت کفار کے وقت مین اور انکے سوا اور اوقات مین وجہ کراہت نقصان وقت نہین بلکہ اور وجوہ ہین کذا فی الطحطاوی وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ و فی طریق و مزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ ومغتسل وحمام وبطن وادٍ ومعاطن ابلٍ وغنمٍ وبقرٍ اور اسیطرح اوقات مذکورہ کے مانند نماز مکروہ ہی چند مکانون مین چنانچہ کعبہ معظمہ پر اور راہ مین اور سرگین گاہ اور جہان جانور ذبح ہوتے ہین اور قبرستان مین اور غسل خانہ مین اور حمام مین اور نالے کے اندر اور اونٹ اور بھیڑ بکری اور گائے بیل کے گھاٹ پر یعنے جہان پانی پی کر اُسکے پاس چوپائے بیٹھتے ہین زاد فی الکافی ومرابط دوابٍ واصطبل وطاحونٍ وکنیفٍ وسطوحھا ومسیل وادٍ وارض مغصوبۃ او للغیر لو مزدرعۃ او مکروبۃ وصحراء بلا سترۃ لمارٍ کافی مین اتنا زیادہ کہا اور نماز مکروہ ہی چوپایون کے بندھنے کے مقامون مین اور گھوڑون کے اصطبل مین اور اُس چکی کے پاس جسکو بیل یا گدھے گھماتے ہین اور پاخانہ مین اور اُنکی چھتون پر اور نالہ بہنے کے مقام مین یا چھینی ہوئی زمین مین یا بیگانی زمین مین بشرطیکہ بوئی یا جوتی ہو اور جنگل مین بدون سُترہ یعنی جبکہ چلنے والے کے واسطے کوئی چیز اوٹ نہو ویکرہ النوم قبل العشاء اور مکروہ ہی سونا نماز عشا سے پہلے هم یہ اُسکے حق مین محمول ہی جسکو نماز کے واسطے جاگنے کا اعتقاد نہو کذا فی النہر والکلام المباح بعدھا اور مکروہ ہی مباح کلام کرنا عشا کے بعد هم مباح کلام سے مراد وہ کلام ہی جسکی حاجت نہو اور حاجت والے کلام سے کراہت لازم نہین آتی چنانچہ قرآن پڑھنا اور ذکر کرنا اور حکایات صالحین اور مذاکرہ فقہ اور حدیث کا اور گفتگو کرنا مہمان کے ساتھ کذا فی البحر وبعد طلوع الفجر الی ادائہ ثم لا بأس بمشیہ لحاجتہ وقیل یکرہ الی طلوع ذکاء وقیل الی ارتفاعھا فیحل اور مکروہ ہی بات چیت کرنا بعد طلوع ہونے فجر کے نماز فجر کے ادا کرنے تک پھر نماز کے بعد کچھ ڈر نہین چلنے پھرنے مین اپنی حاجت کے لیے اور بعضون نے کہا طلوع فجر سے تا طلوع آفتاب مکروہ ہی یعنی وہی کلام جسکی طرف متکلم کی حاجت نہو اور بعضون نے کہا آفتاب کے بلند ہونے تک کلام مکروہ ہی کذا فی الفیض هم اور سنت فجر کے بعد کلام کرنے سے سنت باطل نہین ہوجاتی بقول معتمد لیکن ثواب کم ہوجاتا ہی چنانچہ آگے معلوم ہوگا ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذرٍ سفرٍ ومطرٍ خلافاً للشافعیؒ اور جمع کرنا دو فرض نمازون کا ایک فرض کے وقت مین جائز نہین سفر اور بارش کے عذر سے برخلاف امام شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک سفر اور مطر کے عذر سے جمع کرنا درست ہی هم بخاری اور مسلم مین ابن مسعودؓ سے مروی ہی کہ اُسکی قسم جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز کبھی نہین پڑھی مگر اُسکے وقت مین لیکن دو نمازون کو جمع کیا ظہر اور عصر کو عرفات مین اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین کذا فی النہر وما رواہ محمول علی الجمع فعلاً لا وقتاً اور جو کہ امام شافعی نے جمع بین الصلوتین کی احادیث کی روایت کی ہی وہ جمع فعلی پر محمول ہی نہ جمع وقتی پر هم جمع فعلی کی صورت یہ ہی کہ پہلی نماز مثلاً ظہر کی تاخیر کی اور دوسری نماز مثلاً عصر کی تعجیل کی تو درحقیقت یہ جمع حقیقی نہین بلکہ صوری اور ظاہری ہی اور جو صریح خروج وقت کی روایت ہی وہ قرب خروج پر محمول ہی چنانچہ فی قولہ تعالیٰ فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن ای قاربن بلوغ الاجل چنانچہ زیلعی مین ہی اور اس حل سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر مغرب کو سفر مین آخر وقت تک تاخیر کرے تو اُسمین کراہت نہین کذا فی الطحطاوی فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقتہ پھر اگر دو فرضون کو جمع کیا ایک وقت مین تو وہ فرض فاسد ہی جسکو اُسکے وقت پر مقدم کیا یعنی اگر ظہر کے وقت عصر پڑھی

تو عصر کی نماز فاسد ہو گئی وحرم لو عکس ای اخرہ عنہ وان صح بطریق القضاء اور حرام ہی تاخیر اگر اسکے بالعکس کیا یعنی فرض کی تاخیر کے وقت سے جیسا کہ مغرب عشا کے ساتھ ملا کر پڑھے اگر تاخیر سے فرض صحیح ہی بطریق قضا کے الا للحاج بعرفۃ ومزدلفۃ کما سیجئ مگر حاجی کو جمع کرنا ظہر اور عصر کا عرفات مین اور مغرب اور عشا کا مزدلفہ مین ثابت ہی چنانچہ کتاب الحج مین آویگا ولا باس بالتقلید عند الضرورۃ اور کچھ مضائقہ نہین اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کرنے مین ضرورت کے وقت یعنی اگر امام شافعی کی سفر کی ضرورت سے جمع بین الصلوتین مین مثلاً تقلید کرے تو جائز ہی علی الخصوص سفر حجاز مین کیونکہ وہان اہل قافلہ نہین ٹھہرتے اور تنہا رہنے مین جان و مال کا خوف ہی طحطاوی نے کہا کہ ظاہراً ضرورت کی قید سے معلوم ہوتا ہی کہ بدون ضرورت کے تقلید غیر امام جائز نہین اور یہ ایک قول ہی مذہب مین اور دوسرا قول مختار یہ ہی کہ تقلید دوسرے امام کی جائز ہی اگرچہ بدون ضرورت کے ہو گو کہ بعد وقوع اور نزول کے ہو چنانچہ خطبہ اس کتاب مین ہم مذکور کر چکے ہین اور البتہ مسئلہ تقلید مین چند رسائل جداگانہ تصنیف ہوئے ہین دونون قولون پر انتہی ما فی الطحطاوی لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبہ ذلک الامام لما قدمنا ان الحکم الملفق باطل بالاجماع لیکن دوسرے امام کی تقلید مین شرط یہ ہی کہ لازم پکڑے سب ان احکام کو جنکو اس عمل کے واسطے اس امام نے واجب ٹھہرایا ہی اسواسطے کہ ہم آگے مذکور کر چکے ہین کہ جو حکم دو مذہب سے مخلوط ہی وہ بالاجماع باطل ہی ہم جمع بین الصلوتین مین امام شافعی کے احکام یہ ہین کہ اگر جمع تقدیم ہی تو اسمین شرط ہی پہلے نماز کی تقدیم اور جمع کی نیت کر لینا پہلی نماز کے فارغ ہونے سے پہلے اور دونون نمازون مین اسقدر جدائی نکرے جسکو عرف مین جدائی جانتے ہون اور جمع تاخیر مین اسکے سواے کوئی شرط نہین کہ نیت کرے جمع بین الصلوتین پہلی نماز کے وقت خارج ہونے سے پہلے اور جمع تقدیم افضل ہی مسافر کو منزل پر اور جمع تاخیر بہتر ہی چلنے کی حالت مین اور مسافر اکثر مبتلا ہوتا ہی ایسے فعل کا خصوصاً حاجی اور تقلید مین کچھ ڈر نہین کذا فی النہر الفائق

باب الاذان

یہ باب ہی اذان کے بیان مین ہم اذان بروزن زمان مصدر ہی اور بعضون نے کہا اسم مصدر ہی اسلیے کہ ماضی اسکی اذن بالتشدید ہی اور مصدر تاذین آتا ہی هو لغۃ الاعلام اذان لغت مین بمعنی اعلام ہی یعنے آگاہ و خبردار کرنا وشرعا اعلام مخصوص لم یقل بدخول الوقت لیعم الفائتۃ وبین یدی الخطیب علی وجہ مخصوص بالفاظ کذلک ای مخصوصۃ اور شریعت مین اذان ایک مخصوص خبردار کرنا ہی یعنی نماز کے لیے بطریق مخصوص چند الفاظ معینہ مرتبہ سے مصنف نے اذان کو اعلام مخصوص بدخول وقت نلکھا تاکہ اذان کی تعریف قضا کی اذان اور خطیب کے سامنے کی اذان کو بھی شامل رہے یعنی قضا کی اذان مین وقت نہین ہوتا اور خطیب والی اذان مین اگرچہ وقت ہی مگر اسکی آگاہی تو اذان سے پہلے ہو چکی ہی ہم جن لوگون نے دخول وقت کی قید لگائی ہی تو انھون نے اصل مشروعیت اذان کا لحاظ کیا ہی اور اس صورت مین اذان فائتہ اور خطیب کے سامنے کی بھی داخل رہیگی اور الفاظ مخصوصہ کی قید سے یہ اشارہ ہوا کہ فارسی مین اذان درست نہین گو لوگ جان لین کہ اذان ہوتی ہی کذا فی الشامی ناقلاً عن السراج سببہ ابتداء اذان جبرئیل لیلۃ الاسراء واقامتہ حین امامتہ علیہ السلام ثم رؤیا عبد اللہ بن زید اذان الملک النازل من السماء فی السنۃ الاولی من الھجرۃ شروع مین اذان کا سبب جبرئیل علیہ السلام کی اذان ہی اور اقامت انکی شب معراج مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہونے کے وقت یعنی جب بیت المقدس مین آپ امام ہوئے تھے حضرت انبیا علیہم السلام کے دو رکعت نفل مین پھر اسکے بعد خواب مین دیکھنا عبد اللہ بن زید انصاری کا اول سال ہجری مین اس فرشتے کی اذان جو آسمان سے اترتا تھا ہم یہان یہ اعتراض ہوتا ہی کہ غیر انبیا کے خواب پر بناء احکام شرعی نہین ہوتی پھر عبد اللہ وغیرہ کے خواب سے اذان کیسے شروع ہوئی تو اسکا جواب یہ ہی کہ ثبوت اذان کا فقط عبد اللہ وغیرہ کے خواب سے نہین ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ہوا بعد وحی کے ہوا اسلیے کہ عبد الرزاق اور ابو داود نے مراسیل مین روایت کی کہ عمر نے جب اذان خواب مین دیکھی اور حضرت کو خبر دینے کو آئے تو معلوم ہوا کہ وحی مین اسکا حکم ہو چکا اور بلال کی اذان کان مین ہو چکی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان مین وحی تجھسے سبقت کر گئی ابن حجر مکی نے شرح بخاری مین ذکر کیا ہی کہ کچھ حدیثین اس بات پر دال ہین

باب الاذان

یہان سے ابتدا ہوئی مترجم ثانی کے ترجمہ کی

کہ اذان مکہ معظمہ مین قبل ہجرت شروع ہوئی چنانچہ طبرانی اور دارقطنی اور بزارنے اس مضمون کی حدیثین روایت کی ہین مگر حق یہ ہو کہ اُن احادیث مین سے کوئی صحیح نہین خبر صحیح یہ ہو کہ شروع اذان کا مدینہ پاک مین ہوا جیساکہ مسلم مین مذکور ہو کذا فی الشامی وھل ھو جبرئیل قیل و قیل سوال اذان کا فرشتہ جبرئیل تھے یا کوئی او جواب بعضون نے کہا جبرئیل تھے او بعضون نے کہا غیر جبرئیل علیہ السلام سببہٗ بقاءً دخولِ الوقت اوراذان کا سبب بقا کی راہ سے نماز کے وقت کا داخل ہونا ہو شامی نے کہا کہ بقا ر تمیز ہے جسکا مضاف الیہ پھیر دیا گیا ہو یعنی سبب اُسکے باقی رہنے کا اس سے یہ مراد ہو کہ جس سبب کے حادث ہونے سے اذان از سر نو کہنی پڑے وہ دخول وقت ہو وھو سنۃ للرجال فی مکانٍ عالٍ مؤکدۃ ھی کالواجب فی الحوق الاثم للفرائض الخمس اور اذان مردون کے واسطے او نچے مکان مین سنت موکدہ ہو فرائض پنجگانہ کے لیے سنت موکدہ واجب کے مانند ہو گنہگار ہونے مین اُسکے چھوڑ دینے سے ہم محمد نے کہا کہ اگر اہل شہر ترک اذان پر اتفاق کرین تو انکا قتال حلال ہو اور ابو یوسف نے کہا کہ وہ لوگ مارنے اور قید کرنے کے لائق ہین اور وہ سنت کفایہ ہو یعنے شہر مین ایک شخص کی اذان کفایت کرتی ہو کذا فی الطحطاوی فی وقتھا ولو قضاءً لانہٗ سنۃ للصلوٰۃ حتّٰی یبرد بہ لا للوقت اذان سنت ہو فرائض کے وقت مین اگرچہ فرض قضا ہوا سواسطے کہ اذان نماز کی سنت ہو نہ وقت کی یہان تک کہ گرمیون کے ظہر کی ٹھنڈے وقت اذان دیجاتی ہو یعنی تقدیم وتاخیر مین اذان نماز کی تابع ہو کذا فی الطحطاوی لا یُسنّ لغیرھا کعیدٍ اذان مسنون نہین سوا فرض نمازون کے لیے مانند عید کے ہم عید کے مانند نماز جنازہ اور نماز کسوف اور نماز استسقا اور تراویح اور سنن رواتب ہین اور وتر ہر چند امام اعظم کے نزدیک واجب ہو مگر چونکہ وقت عشا مین ادا کیا جاتا ہو تو عشا ہی کی اذان پر اکتفا کیا گیا کذا فی الشامی فیعاد اذان وقع بعضہٗ قبلہٗ کالاقامۃ خلافاً للثانی فی الفجر تو دوسری بار اذان کہی جاے اگر بعضے کلمات اذان کے فرض کے وقت سے پہلے واقع ہوئے ہین اقامت کے مانند برخلاف ابو یوسف کے فجر مین یعنی اُنکے نزدیک آدھی رات کے بعد فجر کی اذان درست ہو ہم اقامت اگر قبل وقت ہو تو اُسکا اعادہ بالاتفاق ہو اور اگر امام حاضر ہوا اقامت کے بعد ساعت بھر پیچھے اور اُسنے فجر کی سنت پڑھی تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہین تو صریحاً معلوم ہو گیا کہ اگر اقامت کے بعد فی الفور نماز نہ پڑھے تو اقامت باطل نہین ہوتی کذا فی الطحطاوی عن المنح بترتیبہ تکبیرہٗ فی ابتدائہٖ وعن الثانی ثنتین اذان سنت ہو چار بار تکبیر یعنے اللہ اکبر کہنے کے ساتھ شروع اذان مین اور ابو یوسف سے ایک روایت مین دو بار تکبیر ہو ہم پہلے اذان مین چار بار اللہ اکبر کہے اس طرح کہ ایک آواز مین دو بار اور دوسری آواز مین بھی دو بار اللہ اکبر کہے یعنے چار آوازون سے چارون تکبیر کو علیحدہ علیحدہ نکہے کذا فی الطحطاوی ویفتح راء اکبر والعوام یضمونھا ہو فتحہ اکبر کی رے کو زبر کے ساتھ کہے اور عوام لوگ اُسکو پیش دیتے ہین کذا فی روضہ ہم مضمرات مین ہو کہ موذن کو اختیار ہو چاہے اللہ اکبر کی رے کو ضمہ یعنی پیش دے چاہے جزم اور اگر آنسر ردگی مین اللہ اکبر چند بار مکرر کہے تو اسم ذات مرفوع ہو ہر بار اور اکبر کا لفظ پچھلی بار کے سوا چاہے پیش کے ساتھ کہے چاہے جزم کے ساتھ کذا فی الطحطاوی عن ابی المسعود لکن فی الطلبۃ معنی قولہ علیہ السلام الاذان جزم ای مقطوع المد فلا یقول آللّٰہ لانہٗ استفھام وانہ لحن شرعی لیکن طلبہ مین ہو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول الاذان جزم کا یہ مطلب ہو کہ اذان مقطوع المد ہو یعنے اللہ کے لفظ مین الف کو کشش نہین تو اُسکے الف کو بڑھا کر نبولے کہ وہ پوچھنا ہو کہ کیا اللہ بڑا ہی اور یون کہنا شرعاً غلط ہو ہم جبکہ یہ شرعاً غلط ہوا تو اذان مکروہ ہو اگر استفہام کا ارادہ کریگا تو کافر ہوگا کذا فی الطحطاوی اور شامی مین ہو کہ سیوطی سے اس حدیث کا حال پوچھا گیا تو کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین بلکہ ابراہیم نخعی کا قول ہو ومقطوع حرکتہ الاخر للوقف فلا یقف بالرفع فانہ لحن لغوی فتاوی الصیرفیہ من الباب السادس والثلثین یا حدیث مذکور کا یہ مطلب ہو آخر کی حرکت مقطوع ہو تو وقف نکرے پیش پر کہ وہ لغت عرب مین غلط ہو چنانچہ فتاوے صیرفیہ کے چھتیسوین باب مین ہو یعنے اذان مین جتنے جملے ہین سبکے آخر حرف پر وقف کرے حرکت ندے لیکن چھ اللہ اکبر جو اذان مین ہین اُنمین سے اول اور تیسرے اور پانچوین مین اکبر کی رے کو چاہے ساکن ادا کرے چاہے فتحہ کے ساتھ آگے ملاوے اور اگر پیش سے ملا دیگا تو خلاف سنت ہوگا کذا فی الطحطاوی والشامی ملخصاً ولا ترجیع فانہ مکروہ ملتقی اور اذان مین ترجیع نہین اسلیے کہ ترجیع

کذافی الطحطاوی ۱۲

مکروہ ہی کذافی الملتقی ھم ترجیع یہ ہی کہ شہادتین یعنی اَشْہَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کو پہلے آہستہ کہے
پھر چارون کلمات کو زور سے کہے یہ شافعی مذہب مین سنت ہی اور ہمارے نزدیک مکروہ تنزیہی ہی کذافی الحلبی اور ابی محذورہ کی اذان مین جو ترجیع حدیث مین مذکور ہی
وہ اس بات پر محمول ہی کہ بطریق تعلیم کے تھی کیونکہ جمیع روایات متفق ہین اسپر کہ بلال اذان مین ترجیع نکرتے تھے اسکے سوا الطبرانی مین ابی محذورہ کی اذان مین
بھی ترجیع نہین تو عدم ترجیع ہی ثابت ہوا اور وجہ کراہت یہ ہی کہ اذان اعلام کے لیے مشروع ہی اور آہستہ کہنے سے اعلام نہین ہوتا کذافی الشامی ولا لحن فیہ ای تغنی
بغیر کلماتہ فانہ یحل فعلہ وسماعہ کالتغنی بالقرآن اور اذان مین لحن نہین یعنی وہ راگنی جو اذان کے کلمات متغیر کردے کہ اسکا کرنا اور سننا حلال نہین جیسے
قرآن کے تغنی کا فعل اور سماع حلال نہین ھم لحن یہ ہی کہ حروف کے ادا مین اور انکی حرکات اور سکنات مین کمی بیشی واقع ہو چنانچہ گانے مین ایسا ہوتا ہی اور خطاء
اعرابی کو بھی لحن بولتے ہین وبلا تغییر حسن اور خوش آوازی بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات و سکنات کے خوب ہی اذان اور قرآن مین ھم تغنی بلا تغیر خوب ہی
اسواسطے کہ تحسین صوت مطلوب ہی اور تحسین صوت کو تغییر لازم نہین کذافی البحر وقیل لا بأس بہ فی الحیعلتین اور قول ضعیف یہ ہی کہ کچھ ڈر نہین حی علی الصلوۃ
اور حی علی الفلاح کی لحن مین ھم قائل اس قول کا حلوانی ہی اور وجہ یہ بیان کی ہی کہ یہ دونون کلمات ذکر نہین اور لفظ لا بأس بہ سے اشارہ ہی اسطرف کہ اولی یہ ہی
کہ انمین بھی لحن نکرے کذافی الشامی ویترسل فیہ بسکتۃ بین کل کلمتین ویکرہ ترکہ وندب اعادتہ اور موذن اذان کو ٹھہر ٹھہر کہے اندک سکوت
کرکے دو دو کلمے کے درمیان مین اور ترسل یعنی سکتہ کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اسکے ترک سے اذان کو پھر کہنا مستحب ہی کذافی الطحاوی عن الظہیریۃ ویلتفت
فیہ وکذا فیہا مطلقا وقیل ان المحل متسعا یمینا وشمالا فقط لئلا یستدبر القبلۃ بصلوۃ وفلاح اور اذان مین منھ پھیرے داہنے اور باہین
حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور اسیطرح اقامت مین التفات کرے ہر حال مین یعنی جگہ مین وسعت ہو یا نہو اور بعضون نے کہا کہ اگر جماعت کا
مکان کشادہ ہو تو التفات کرے فقط داہنے اور باہین ہی تاکہ پشت واقع نہو قبلہ کی طرف ولو وحدہ او لمولود لانہ سنۃ الاذان مطلقا التفات
مذکور ترک نکرے اگرچہ موذن تنہا ہو یا بچہ ہونے کے وقت اذان کہتا ہو اسواسطے کہ التفات اذان کی سنت ہی ہر طرح ویستدیر فی المنارۃ لو متسعۃ ویخرج
رأسہ منہا اور موذن گردش کرے اذان کے منارے مین اگر وہ کشادہ ہو اور اپنا سر اسکے طاقچے سے نکالے لوگون کے خبردار کرنے کو ھم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت منارہ اذان کے لیے نہ تھا حضرت بلالؓ مسجد کی چھت پر اذان کہا کرتے تھے بعد کو امیر معاویہؓ کے حکم سے منارہ بنایا گیا ویقول ندبا بعد
فلاح اذان الفجر الصلوۃ خیر من النوم مرتین لانہ وقت نوم اور استحباب کے طریق سے دوبار کہے اذان فجر کی حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر
من النوم یعنی نماز بہتر ہی نیند سے اسواسطے کہ یہ نیند کا وقت ہی ویجعل ندبا اصبعیہ فی صماخ اذنیہ فاذانہ بدونہ حسن وبہ احسن اور بطریق استحباب کے
کرے اپنی دونون انگلیاں اپنے دونون کانون کے سوراخ مین کہ اذان بغیر انگلی رکھنے کے خوب ہی اور انگلی رکھکر بہت خوب ہی ھم کان مین انگلی رکھنے کا فائدہ یہ ہی
کہ اس فعل سے آواز بلند ہوتی ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو فرمایا کہ دونون کانون مین انگلیاں کرلو کہ اس سے تمہاری آواز
زیادہ بلند ہوگی اور دوسرا فائدہ یہ ہی کہ بہرا اور دور کا آدمی آواز نہین سنتا اس فعل کو دیکھکر آگاہ ہو جاتا ہی کہ اذان ہی والاقامۃ کالاذان فیما مر اور اقامت
جسکو عوام تکبیر بولتے ہین اذان کے مانند ہی احکام مذکورہ مین ھم اذان کے احکام جو متن مین مذکور کیے دس ہین یعنے مسنون ہونا فرائض کے واسطے اور اعادہ
اسکا اگر وقت سے پہلے ہوئی ہو اور شروع کرنا چار تکبیر سے اور ترجیع نکرنا اور لحن نکرنا اور ٹھہر ٹھہر کے کہنا اور التفات اور گردش اور فجر مین الصلوۃ خیر
من النوم کا زیادہ کرنا اور کانون مین انگلیاں رکھنا لیکن مصنف نے تین احکام کو ان احکام عشرہ سے نکالا قال لا تو ٹھہر ٹھہر کہنے کے بدلے جلد جلد کہنا اور الصلوۃ
خیر من النوم کے عوض قد قامت الصلوۃ کہنا اور کان مین انگلی نرکھنا مذکور کیا تو سات حکم مشترک باقی رہے حلبی نے کہا تو مصنف کو گردش کا نفی کرنا بھی لازم تھا
لکن ھی ای الاقامۃ وکذا الامامۃ افضل منہ فتح لیکن اقامت اور اسیطرح امامت افضل ہی اذان سے کذافی الفتح ولا یضع المقیم اصبعیہ فی اذنیہ لانہا اخفض اور اقامت

صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہین ... ۱۲

کہنے والا اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں نہ رکھے اسواسطے کہ اقامت کی آواز پست تر ہوتی ہے اذان کی آواز سے ویحدر بضم الدال ای یسرع فیھا اور اقامت کہنے میں جلدی کرے یعنی بین الکلمتین سکتہ نہ کرے شارح نے کہا کہ یحدر بضم دال بمعنی یسرع یعنی سرعت کرے فلو ترسل لم یعدھا فی الاصح تو اگر اقامت ٹھہر ٹھہر کے اذان کے مانند تو اسکا اعادہ نہ کرے صحیح تر قول میں ہے لیکن اگر اذان کو جلد جلد تکبیر کیطرح کہیگا تو اُسکا دوبارہ کہنا مستحب ہے کیونکہ اذان میں تکرار مشروع ہے چنانچہ جمعہ کے روز اور تکبیر میں تکرار شریعت میں ثابت نہیں ویزید قد قامت الصلوۃ بعد فلاحھا مرتین اور اقامت کے حی علی الفلاح کے بعد دوبار کہے قد قامت الصلوۃ (نماز قائم ہوتی) وعند الثلثۃ ھی فرادی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد تینوں کے نزدیک اقامت ایک ایک کلمہ ہے ویستقبل غیر الراکب القبلۃ بھما اور سوار کے سوا اور شخص اذان اور اقامت میں قبلہ رخ ہو جاے ہم جماعت کے واسطے سوار ہو کر اذان کہے سفر کے حال میں سوار کو اپنے واسطے اذان اور اقامت درست ہے اور استقبال قبلہ شرط نہیں ویکرہ ترکہ تنزیہا اور ترک استقبال قبلہ مکروہ تنزیہی ہے ہم صاحب بحر نے استقبال قبلہ کو حسن کہا ہے صاحب بحر نے اس سے نکالا کہ اسکا ترک مکروہ تنزیہی ہے کذا فی الطحطاوی ولو قدم فیھما مؤخرا اعاد ما قدم فقط اور اگر اذان اور اقامت میں موخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط مقدم لفظ کو پھر کہے یعنی اُسی لفظ کا اُسکے محل میں اعادہ کرے مثلاً حی علی الفلاح کو حی علی الصلوۃ سے پہلے کہدیا تو اعادہ صرف انھیں دونوں کلموں کا صحیح طور پر کر دے تمام اذان کا اعادہ ضرور نہیں ولا یتکلم فیھما اصلا ولو رد سلام اور اذان اور اقامت میں اصلا کلام نہ کرے اگرچہ ہووہ کلام جواب سلام کا ہم یعنے سلام کا جواب ندے نہ اپنے دل میں اور نہ اذان اور اقامت کے بعد یہی قول صحیح ہے اور کھنکھارنا بھی کلام میں داخل ہے مگر تحسین صوت کے واسطے جائز ہے کذا فی البحر فان تکلم استانفہ سوا اگر اذان اور اقامت میں بولا تو پھر سرے سے شروع کرے ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ اور موذن اذان اور اقامت میں بلاوے سب نمازیوں کو بدون تخصیص امیر وغیرہ کے سب نمازوں میں جسطرح کہ اُنکے بلانے کی عادت ہو ہم تثویب یعنے اعلام بعد الاذان کا طریقہ یہ ہے کہ بعد اذان بقدر بیس آیت پڑھنے کے ٹھہر جاے پھر بلاوے اسطرح کہ الصلوۃ الصلوۃ یا کہے کہ چلو نماز تیار ہے یا جسطرح کا رواج ہو پھر اسکے بعد بقدر بیس آیت کے توقف کرے پھر اقامت کہے کذا فی البحر اگر مغرب میں تثویب نہیں چنانچہ نقایہ کی شرح میں مصرح ہے اور ماتن کے اگلے کلام سے بھی نکلتا ہے ویجلس بینھما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیا لوقت الندب اور موذن بیٹھ جاے اذان اور اقامت میں بقدر آنے ہمیشہ آنے والوں کے وقت مستحب کی رعایت کر کے ہم جیسے صبح میں اسفار (روشنی ہونا) کا اور ظہر صیف میں ابراد (سرد کرنا) کا ملاحظہ موذن کو لازم ہے الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلث آیات قصار مگر مغرب میں تثویب اور جلوس نچاہیے تو موذن چپکا کھڑا رہے چھوٹی تین آیتوں کی مقدار ویکرہ الوصل اجماعا اور بلا توقف ملا دینا اذان اور اقامت کا بالاتفاق مکروہ ہے ہم بدلیل اس حدیث کے کہ تو اپنی اذان اور اقامت میں توقف کر اسقدر کہ کھانے والا اپنے کھانے سے فراغت حاصل کرے **فائدۃ** فائدہ ملخصہ شارح کا التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین احدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنا نیا پیدا ہوا ربیع الآخر ۷۸۱ سال ہجری میں عشا کی نماز میں دوشنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن پھر دس برس کے بعد پیدا ہوا سب نمازوں میں سواے مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبار سلام کہنا رائج ہو گیا اور یہ امر بدعت حسنہ ہے ہم یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی رح کے حسن المحاضرہ سے نقل کیا اور سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اسکی ابتدا احداث سلطان صلاح الدین بن المظفر بن ایوب کے حکم سے ہوئی ۷۹۱ سنہ ہجری میں طحطاوی نے کہا کہ مغرب کا سلام ہمارے وقت میں رائج نہیں اور نہ سیوطی کی اس عبارت میں ہے جو نہر الفائق میں منقول ہے انتہی بدعت حسنہ وہ ہے جو قواعد شریعت کے مخالف نہو ویسن ان یؤذن ویقیم لفائتۃ رافعا صوتہ لو بجماعۃ او صحراء لا بیتہ منفردا اور مسنون ہے اذان دینا اور اقامت کہنا قضا کی نماز کے واسطے آواز بلند کر کے اگر جماعت سے قضا کرتا ہو یا جنگل میں نہ اپنے گھر میں اکیلے اگر گھر میں بھی جماعت کے ساتھ قضا کرے تو بلند آواز سے اذان کہے وکذا یسنان لاولی الفوائت لا لفاسدۃ اور اسیطرح اذان اور اقامت مسنون ہے چند قضا نمازوں میں سے پہلی نماز کے واسطے نہ ناقص نماز کے واسطے یعنی جسکا اعادہ کیا

وقت مین ويخير فيه للباقي لو في مجلس وفعله اولى ويقيم للكل اور آدمی کو اذان اور اقامت مین مختار ہے قضا کی باقی نمازون کے واسطے اگر ایک مجلس مین
اور اگر چند مجالس مین قضاؤن کو ادا کرے تو ہر مجلس مین اذان و اقامت کہے کذا فی الشامی اور باقی مین اذان کہنا بہتر ہے اور اقامت کہے سب نمازون قضا مین اسواسطے
کہ جنگ خندق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نمازون کی قضا مین اذان اور اقامت کا حکم کیا کذا فی الطحطاوی ولا يسن ذلك فيما تصليه النساء
اداء وقضاء ولو جماعة كجماعة صبيان وعبيد اور یہ یعنے اذان اور اقامت مسنون نہین اُس نماز مین جسکو عورتین پڑھتی ہین ادا اور قضا اگرچہ جماعت سے
پڑھتی ہون جیسے لڑکے اور غلامون کی جماعت مین اذان اور اقامت مسنون نہین ہے اگر شارح بجاے ولو جماعة کے ولو منفردة کہتا تو بہتر تھا اسلیے کہ عورتون
کی جماعت مشروع نہین ہے کذا فی الشامی ولا يسنان ايضا لظهر يوم الجمعة في مصر اور یہی اذان اور اقامت سنت نہین جمعہ کے دن ظہر کی نماز کے واسطے شہر مین
ہے اسواسطے کہ اسمین شبہہ پڑتا ہے مخالفت جمعہ کا اور شہر کی قید سے معلوم ہوا کہ گانون مین اذان جمعہ کے روز مکروہ نہین ولا فيما يقضى من الفوائت في مسجد لان فيه
تشويشا وتغليطا اور نہین مسنون اذان اور اقامت اُس نماز مین فوائت سے جسکو قضا کرتے ہون مسجد مین اسواسطے کہ اسمین لوگون کی پریشان خاطری اور غلط
اندازی ہے یعنے وہ وقت کی اذان سمجھینگے ويكره قضاؤها فيه لان التاخير معصية فلا يظهرها بزازية اور نماز فائتہ کا قضا کرنا مسجد مین مکروہ ہے
اسواسطے کہ وقت سے نماز کا تاخیر کرنا گناہ ہے تو گناہ کو ظاہر نکرے کذا فی البزازیة ہم یہ وجہ جماعت مین ظاہر ہے نہ منفرد مین اسلیے کہ منفرد اذان آہستہ کہتا ہے مگر
تعلیل مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قضا کو جتا کر ادا کرنا مکروہ ہے خواہ جماعت مین ہو خواہ اکیلے ويجوز بلا كراهة اذان صبي مراهق وعبد اور بلا کراہت جائز ہے اذان
صغیر مراہق یعنے عاقل اور غلام کی ہم کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے ورنہ کراہت تنزیہی تو ثابت ہے جیسا کہ بحر الرائق مین خلاصہ سے منقول ہے کہ سوا انکے اور شخص
اولی ہے تو انکی اذان مین ترک اولی ہوا کذا فی الشامی ولا يحل الا باذن كاجير خاص اور غلام کو اذان جماعت کی حلال نہین مگر مولی کے اذن سے جیسے خاص مزدور
کے مانند کہ اسکو بھی اذان حلال نہین بلا اذن مستاجر کیونکہ مراعات اوقات سے نقصان مولی اور مستاجر کا لازم آویگا اور اسیوجہ سے مزدور خاص کو نوافل کا پڑھنا درست نہین
واعمى وولد زنا واعرابي اور جائز ہے اذان اندھے اور ولد الزنا اور دہقانی کی وانما يستحق ثواب المؤذنين اذا كان عالما بالسنة والاوقات ولو غير
محتسب بحر اور اذان کہنے والا موذنون کے ثواب کا مستحق نہین ہوتا مگر جبکہ وہ اذان کے طریقہ مسنونہ کو جانتا ہو اور نماز کے اوقات کو پہچانتا ہو اگرچہ غیر
محتسب ہو کذا فی البحر یعنے اگرچہ صرف بہ نیت ثواب نہ کہتا ہو بلکہ اجرت لیکر اذان کہتا ہو طحطاوی نے کہا ولو غیر محتسب یقین کرنے کے لائق نہین اسواسطے کہ صاحب
بحر نے اسکو بطریق احتمال کے بیان کیا ہے ويكره اذان جنب واقامته واقامة محدث لا اذانه على المذهب اور مکروہ ہے اذان نہانے کی حاجت والے کی اور اسکی
اقامت اور بے وضو آدمی کی اقامت نہ اذان محدث کی مذہب درست پر ہم مکروہ سے مراد ظاہراً مکروہ تحریمی ہے اور وجہ کراہت جنب کی اذان کی یہ ہے کہ وہ لوگون کو
نماز کے لیے بلاتا ہے اور خود اسکی اجابت نہین کرتا کذا فی الشامی واذان امراة وخنثى وفاسق ولو عالما لكنه اولى بامامة واذان من جاهل تقي اور مکروہ ہے
اذان عورت اور خنثی اور فاسق کی اگرچہ فاسق عالم ہو لیکن امامت اور اذان مین فاسق عالم اولی ہے جاہل پرہیزگار سے یعنے جہان سوا اُس فاسق کے
دوسرا عالم نہو کذا فی حاشیة الحلبی وسكران ولو بمباح اور اذان مکروہ ہے متوالے کی اگرچہ مباح چیز سے مست ہو گیا ہو جیسا کہ خراسانی اجوائن سے كمعتوه
وصبي لا يعقل جیسے معتوہ اور صغیر غیر عاقل کی اذان مکروہ ہے وقاعد الا اذا اذن لنفسه اور مرد نشستہ کی اذان مکروہ ہے مگر جبکہ وہ اپنے واسطے اذان
کہے تو مکروہ نہین ہے وراكب الا لمسافر اور سوار کی اذان مکروہ ہے مگر مسافر سوار کی اذان مکروہ نہین ويعاد اذان جنب ندبا وقيل وجوبا اور پھر کہی جاے
اذان جنب کی استحباب کی راہ سے اور بعضون نے کہا کہ وجوب کی راہ سے لا اقامته لمشروعية تكراره في الجمعة دون تكرارها اور دوبارہ نہ کہی جاے اقامت
جنب کی بسبب مشروع ہونے تکرار اذان کے جمعہ مین اور نہ مشروع ہونے اقامت کی تکرار کے یعنی جمعہ کی اذان مکرر ہونے سے معلوم ہوا کہ عذر سے تکرار
اذان درست ہے وكذا يعاد اذان امراة ومجنون ومعتوه وسكران وصبي لا يعقل لا اقامتهم لما مر اور اسیطرح اعادہ کیا جاے عورت

[illegible]

۱۱/

اور دیوانہ اور مدہوش اور مست اور صغیر غیر عاقل کی اذان کا نہ انکی اقامت کا بدلیل گذشتہ یعنے تکرار اذان شرعاً ثابت ہی نہ تکرار اقامت ویجب استقبالہما
لموت مؤذن وغشیتہ وجنونہ وخرسہ وحصرہ ولا ملقن وذہابہ للوضوء لسبق حدث خلاصہ اور واجب ہی شروع سے کہنا اذان اور اقامت کا بسبب
مرجانے مؤذن کے اذان کہنے میں اور مرجانے مقیم کے اقامت کہنے مین اور بسبب انکے غش مین آجانے اور گونگا ہوجانے اور رک جانے اور بند ہوجانے کے اور حالانکہ
وہان کوئی بتانے والا نہین اور بسبب انکے جانے کے وضو کے واسطے وضو کے ٹوٹ جانے سے کذا فی الخلاصہ ہم مؤذن اور مقیم کا پانچون صورتون مین یکسان حکم ہی شارح نے
فقط مؤذن پر اسواسطے اکتفا کیا کہ اقامت کہنا مؤذن ہی کا حق ہی شامی مین کہا کہ پچھلی صورت مین یعنے اثناء اذان و اقامت مین بے وضو ہوجانے مین مؤذن اور
مقیم کو چاہیے کہ بعد اذان اور اقامت کے وضو کو جاے کیونکہ جب ابتداءً بے وضو پوری اذان کہہ سکتا ہی تو ناقص کو بطریق اولی تمام کرسکتا ہی لکن عبّر فی السراج
بیندب لیکن سراج وہاج مین بلفظ یندب بیان کیا ہی یعنے کہا کہ پانچون صورتون مین شروع سے اذان اور اقامت کو کہنا مستحب اور مندوب ہی واجب نہین
وجزم المصنف بعدم صحۃ اذان مجنون ومعتوہ وصبی لا یعقل اور یقین کیا ہی مصنف نے نہ صحیح ہونے اذان مجنون اور مدہوش اور صغیر غیر عاقل کا قلت
وکافر وفاسق لعدم قبول قولہ فی الدیانات مین کہتا ہون اور کافر اور فاسق کی بھی اذان صحیح نہین بسبب مقبول نہونے انکے قول کے دین کے کامون مین شامی مین
کہا کہ اور یہ گذریگا کہ فاسق کی اذان مکروہ ہی اور یہان شارح نے عدم صحت کو بیان کیا تو یہ برابری فاسق کی کافر کے ساتھ شارح کی طرف سے مناسب نہوئی
کرہ ترکہما لمسافر ولو منفرداً اور مکروہ ہی مسافر کو اذان اور اقامت کا یکبارگی چھوڑ دینا اگرچہ مسافر اکیلا ہو ہم یہان چار صورتین ہین سو دو صورتین مکروہ
ہین ایک یہ کہ اذان اور اقامت دونون کو چھوڑنا دوسرے یہ کہ فقط اقامت کو چھوڑنا اور دو صورتین مکروہ نہین ایک یہ کہ اذان اور اقامت دونون کہنا دوسری
یہ کہ فقط اقامت کہنا مسافر کو اذان اور اقامت مین دو فائدے ہین ایک تو ثواب دوسرے حاضر ہونا نماز مین اُن بندگان خدا کا جو نظر نہین آتے وکذا ترکہا
لاحدہما بحضرۃ رفقتہ اور اسیطرح مسافر کو مکروہ ہی چھوڑنا اقامت کا نہ اذان کا بسبب موجود ہونے سب رفیقون کے یعنے اذان تو اعلام کے واسطے شروع ہی جب
سفر کے رفیق ساتھ ہوئے تو اعلام کی چندان ضرورت نہین بخلاف مصل ولو بجماعۃ فی بیتہ بمصر او قریۃ لہا مسجد فلا یکرہ ترکہما اذ اذان الحی یکفیہ
برخلاف اُس نمازی کے جو اپنے گھر مین شہر کے اندر نماز پڑھتا ہو اگرچہ بجماعت نماز ہو یا اُس گانون مین نماز پڑھتا ہی جسمین مسجد ہو تو وہان اذان یا اقامت کا ترک کرنا
مکروہ نہین اسواسطے کہ اذان محلہ اسکو کفایت کرتی ہی ہم اور اگر گانون مین مسجد نہو یا ہو مگر اسمین اذان و اقامت نہوتی ہو تو وہان کا نمازی اذان اور اقامت ترک
نکرے بلکہ اسکا حکم مسافر کا سا ہی او مصل فی مسجد بعد صلوٰۃ جماعۃ فیہ بل یکرہ فعلہما وتکرار الجماعۃ الا فی مسجد علی طریق فلا بأس بذلک جوہرۃ
یا برخلاف اُس نمازی کے جو مسجد مین نماز پڑھتا ہی اسمین جماعت ہوجانے کے بعد بلکہ مسجد مذکور مین اذان اور اقامت کہنا اور دوسری جماعت کرنا مکروہ ہی
مگر راہ کی مسجد مین اسکا کچھ مضایقہ نہین کذا فی الجوہرۃ یعنے راہ کی مسجد مین تکرار جماعت اذان اور اقامت کے ساتھ درست ہی لاباس کے لفظ سے یہ نکلا کہ
اسکا نکرنا اولی ہی کذا فی الطحطاوی اقام غیر من اذن بغیبتہ ای المؤذن لا یکرہ مطلقاً اقامت کہی اور شخص نے سواے اذان کہنے والے کے مؤذن کی
غیبت مین تو مطلقاً مکروہ نہین یعنی خواہ مؤذن خوش ہو یا ناخوش وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ اور اگر غیر شخص نے اقامت کہی مؤذن کے سامنے تو مکروہ ہی اگر اسکو
وحشت اور ناخوشی ہو ہم اقامت کہنا مؤذن کا حق ہی بدلیل حدیث من اذن فہو یقیم یعنے جو اذان کہے وہی اقامت کہیگا کما کرہ مشیہ فی اقامتہ جیسے مکروہ ہی
اقامت کہنے مین چلنا ویجیب وجوباً وقال الحلوانی ندباً والواجب الاجابۃ بالقدم من سمع الاذان ولو جنباً اور واجب ہی جواب دینا زبان سے اسکو
جسنے اذان کو سنا اگرچہ وہ جنب ہو اور حلوانی نے کہا کہ زبان سے جواب دینا مستحب ہی اور قدم سے اجابت واجب ہی یعنے اذان سنتے ہی مسجد مین جماعت کے لیے
حاضر ہوجانا چاہیے لا حائضاً ونفساء وسامع خطبۃ وفی صلوٰۃ وجنازۃ وجماع ومستراح واکل وتعلیم علم وتعلمہ بخلاف قرآن نہ جواب دے
اذان کا اگر سامع ہو حائض اور زچا اور سامع کسی خطبہ کا اور نہ جواب دے نماز مین اور جنازہ مین اور صحبت کرنے مین اور پاخانہ مین اور کھانے اور علم سکھانے

اورعلم کے سیکھنے مین برخلاف قرآن کے یعنی اگر قرآن پڑھتا ہو تو موقوف کرکے اذان کا جواب دے بان یقول بلسانہ کمقالتہ ان سمع المسنون منہ وھو
ماکان عربیا لالحن فیہ جواب دے اسطرح کہ کہے اپنی زبان سے موذن کے کلام کے مانند بشرطیکہ موذن سے مسنون اذان سنے مسنون اذان وہ ہی جو بطور عرب کے ہو
اسمین لحن ہو یعنی تغیر کلمات نہو ھم اذان عربی بلحاظ ہو یعنے مفسر الالفاظ ہو حروف کے حق ادا ہوئے ہون سواب جو اذان بعض لوگ کہتے ہین حروف اور حرکات کو بڑھا
گھٹا کر وہ حرام ہی اُس اذان کا جواب دینا سچا ہیے کذا فی الطحاوی ملخصا ولو تکرر اجاب الاول اور اگر اذان مکرر ہو تو پہلی اذان کا جواب دے خواہ وہ مسجد کی
اذان ہو یا اور مقام کی کذا فی الحلبی الا فی الحیعلتین فیحوقل جو موذن کہے وہی جواب دینے والا کہے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح مین کہ لاحول ولا قوۃ الا
باللہ کہے و فی الصلوۃ خیر من النوم فیقول صدقت و بررت اور الصلوۃ خیر من النوم مین یون کہے صدقت و بررت یعنی تو صادق اور نیکو کار ہی اس
کہنے مین کہ نماز نیند سے بہتر ہو و یندب القیام عند سماع الاذان بزازیۃ اور مستحب ہی کھڑا ہو جانا اذان کے سننے کے وقت کذا فی البزازیۃ ولم یذکر ھل یستمر
الی فراغہ او یجلس اور بزازی نے یہ ذکر نہین کیا کہ کھڑا رہے اذان کی فراغت ہونے تک یا بیٹھ جاے ولو لم یجبہ حتی فرغ لم ارہ و ینبغی تدارکہ ان
قصر الفصل اور اگر سامع نے موذن کا جواب نہ دیا یہان تک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا اسکا حکم مین نے نہین دیکھا کتاب مین اور مناسب یہ ہی کہ اسکا تدارک کرے
اگر فصل تھوڑا ہو یعنے اگر بہت عرصہ گذر گیا ہو ھم یہ بحث صاحب بحر کی ہی اور اس سے یہ نکلتا ہی کہ جواب دینے والا موذن سے پیشتر کلمات جواب کے نکہے بلکہ ہر کلمے
تمام ہونے پر اسکا جواب کہے کہ حدیث عمر بن ابی امامہ مین اسکی تصریح موجود ہی اور اس سے ظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ ساتھ ساتھ جواب دینا بھی کافی نہین کذا فی الشامی
ویدعو عند فراغہ بالوسیلۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اذان کی فراغت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وسیلہ مانگے ھم دعاء وسیلہ
مستحب ہی اسواسطے کہ صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم موذن کو سنو تو کہو مثل اس قول کے جو وہ کہتا ہی پھر مجھ پر
درود پڑھو اسواسطے کہ جو مجھ پر درود پڑھیگا حق تعالی اُسکے بدلے اُس پر دس بار رحمت کریگا پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو اسواسطے کہ وسیلہ ایک مرتبہ ہی بہشت
مین کہ وہ لائق نہین مگر ایک بندے کیواسطے خدا کے بندون سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہون سو جو شخص میرے لیے وسیلہ مانگیگا تو میری شفاعت
اُسکے لیے ضرور ہوگی انتہی یعنی اُسکی شفاعت واجب ہوگی امت سے زیادہ ترلیب اس مناسبت کے کذا فی الطحاوی من المواہب و شرحہا اور دعاء وسیلہ کا طریقہ صحیح مسلم
وغیرہ مین جابر سے یون مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے اذان کو سنکر اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ
وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ تو اسکے واسطے میری شفاعت حلول کریگی یعنے واجب ہوگی کذا فی تیسیر الوصول الی الجامع الاصول اور بیہقی نے وعدتہ کے
بعد اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اس دعا مین زیادہ روایت کیا ہی ابن حجر نے شرح منہاج مین کہا کہ الفضیلۃ کے بعد جو درجۃ الرفیعۃ کہتے ہین اور تمامی یہ یا ارحم الراحمین تو
ان دونون کی کچھ اصل نہین اور اسیطرح وعدتہ کے بعد وارزقنا شفاعتہ کی زیادتی کا حال ہی کذا فی الشامی ولو کان فی المسجد حین سمعہ لیس علیہ الاجابۃ
ولو کان خارجہ اجاب بالمشی الیہ بالقدم اور اگر اذان کا سننے والا مسجد مین ہو جبکہ اُسنے اذان سنی تو اُسپر جواب دینا لازم نہین اور اگر مسجد کے باہر
ہو تو جواب دے اسکی طرف قدم سے چل کر ولو اجاب باللسان لا بہ لا یکون مجیبا وھذا بناء علی ان الاجابۃ المطلوبۃ بقدمہ لا بلسانہ کما ھو قول الحلوانی
اور اگر اذان کا جواب دیا زبان سے نہ قدم سے چل کر تو وہ شخص مجیب نہوگا اور اس قول کی بنا اسپر کہ اجابت مطلوبہ شرع مین قدم سے ہی نہ زبان سے چنانچہ یہی
قول ہی حلوانی کا فیقطع قراءۃ القران لو کان یقرأ بمنزلہ و یجیب لو اذان مسجدہ کما یأتی ولو بمسجد لا لانہ اجاب بالحضور اور بموجب اسی
قول کے قطع کرے قرآن کا پڑھنا اگر پڑھتا ہو اپنے گھر مین اور جواب دے قدم سے چلکر اگر اُسکی مسجد محلہ کی اذان ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا تاتارخانیہ سے اور اگر مسجد مین
قرآن پڑھتا ہو تو پڑھنا قطع نکرے اسواسطے کہ وہ مجیب ہوگا مسجد کے حاضر ہونے سے وھذا متفرع علی قول الحلوانی والظاھر وجوبھا بلسانہ لظاھر
الامر فی حدیث اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول کما بسط فی البحر واقرہ المصنف وقواہ فی النھر ناقلا عن المحیط وغیرہ بانہ علی الاول

اے اللہ مالک اس دعاء کامل اور نماز قائم کے عنایت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

لا يرد السلام ولا يسلم ولا يقرأ بل يقطعها او يجيب ولا يشتغل بغير الاجابة اور یہ جو ماتن نے اجابت بالقدم کو ذکر کیا متفرع اور مستخرج ہی حلوانی کے قول پر اور ظاہر قول واجب ہوتا ہی اجابت کا زبان سے بدلیل ظاہر امر کے جو اس حدیث مین ہی کہ جب تم موذن کی اذان سنو تو کہو مثل اُس قول کے جو موذن کہتا ہی چنانچہ اسکو بحر بیان کیا ہی بحر الرائق مین اور ثابت رکھا اسکو مصنف نے اپنی شرح مین اور زبان سے جواب دینے کو قوی کہا ہی نہر الفائق مین محیط وغیرہ سے نقل کرکے اسطرح کہا کہ اول قول یعنی وجوب اجابت زبانی پر اذان کا سامع سلام کا جواب نہ دے اور نہ کسی کو سلام کرے اور نہ قرآن پڑھے بلکہ قرأت کو قطع کرے اور اذان کا جواب دے اور مشغول نہو کسی فعل مین بجز اجابت کے قال وينبغي ان لا يجيب بلسانه اتفاقا في الاذان بين يدي الخطيب وان يجيب بقدمه اتفاقا في الاذان الاول يوم الجمعة لوجوب السعي بالنص صاحب نہر نے کہا اور یہ چاہیے کہ زبان سے جواب نہ دے باتفاق قولین خطیب کے سامنے کی اذان مین جمعہ کے دن اور یہ کہ اجابت بالقدم کرے باتفاق قولین روز جمعہ کی پہلی اذان مین بسبب واجب ہونے سعی کے نص قرآنی سے م عدم اجابت لسانی کی یہ وجہ ہی کہ جب خطیب منبر پر چڑھے تو امام کے نزدیک مطلقاً کلام مکروہ ہی لیکن باب الجمعہ مین آویگا کہ صحیح تر قول یہ ہی کہ امام کے نزدیک اذکار جائز ہین خطبہ شروع ہونے سے پہلے تو اب کون مانع ہی اجابت کا کذا في الطحطاوي وفي التتارخانية انما يجيب اذان مسجده اور تاتارخانیہ مین ہی کہ جواب نہ دے مگر اپنی مسجد کی اذان کا م یعنے جواب قدم سے چل کر اپنی مسجد کو مخصوص ہی یہ متفرع ہی حلوانی کے قول پر چنانچہ شارح نے اسپر پہلے اشارہ کر دیا کمایاتی کہ کر کذا في الطحطاوي وسئل ظهير الدين عمن سمع في وقت من جهات ماذا يجب عليه قال اجابة اذان مسجده بالفعل اور ظہیر الدین سے سوال ہوا کہ جس شخص نے ایک آن مین اذان سنی کئی طرف سے اُسپر کیا واجب ہی کہا کہ اُسپر اپنی مسجد کی اذان کی اجابت فعلی یعنے قدم سے چل کر واجب ہی ويجيب الاقامة ندبا اجماعا كالاذان ويقول عند قد قامت الصلوة اقامها الله وادامها اور جواب لسانی دے اقامت کا استحباب کی راہ سے بالاتفاق اذان کے مانند اور کہے قد قامت الصلوة کے وقت اقامها الله وادامها ان الفاظ کو ابوداؤد نے روایت کیا ہی اسقدر زیادتی کے ساتھ مادامت السموات والارض وجعلني من صالحي اهلها یعنی اللہ تعالی نماز کو قائم و دائم رکھے جب تک آسمان و زمین ہین اور مجکو زمین کے نیکبخت باشندون مین کرے وقيل لا يجيبها وبه جزم الشمني اور بعضون نے کہا کہ اقامت کا جواب نہ دے اور اسی قول کا یقین کیا ہی شمنی شارح نقایہ نے م یہ نفی اجماع سابق کی مخل نہین کیونکہ یہ نفی نفی وجوب پر محمول ہی اور انعقاد اجماع استحباب پر ہی

فروع مسائل ملحقہ شارح صلى السنة بعد الاقامة وحضر الامام بعدها لا يعيدها بزازية مقیم نے سنت نماز پڑھی اقامت کے بعد یا امام آیا اقامت کے بعد تو اقامت کا اعادہ نکرے کذا في البزازية وينبغي ان طال الفصل او وجد ما يعد قاطعا كاكل ان تعاد اور لائق یعنی مستحب ہی کہ اگر اقامت اور نماز مین مدت زیادہ ہوجاے یا پایا جاوے وہ عمل جو قاطع اور فاصل گنا جاوے درمیان اقامت اور نماز کے چنانچہ کھانا تو اقامت پھر سے کہی جاوے دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد الى قيام الامام في مصلاه ایک شخص مسجد مین داخل ہوا اس حال مین کہ موذن اقامت کہتا ہی تو بیٹھ جاے امام کے کھڑے ہونے تک اپنی جاے نماز پر رئيس المحلة لا ينتظر ما لم يكن شريرا والوقت متسع رئیس محلہ کا انتظار نہ کیا جاوے جب تک کہ وہ شریر نہو اور نماز کا وقت فراخ یعنے اگر وقت وسیع اور رئیس شریر ہی تو اسکی انتظاری جائز ہی اور اگر وقت تنگ ہی تو انتظار نچاہیے اگرچہ رئیس بدذات ہو ويكره له ان يؤذن في مسجدين موذن کو مکروہ ہی اذان کہنا دو مسجدون مین م یہ کراہت اُسوقت ہی جبکہ موذن پہلے مسجد مین نماز پڑھ چکا ہو کذا في البحر ولاية الاذان والاقامة لباني المسجد مطلقا اذان اور اقامت کا اختیار مسجد کے بنانے والے کے واسطے ہی ہر طرح یعنی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اگرچہ لوگون کو پسند نہو کذا في البحر وكذا الامامة لو عدلا اور اسیطرح مسجد کے بنانے والے کو امامت کا اختیار ہی اگر عادل ہو یعنے فاسق نہو والافضل كون الامام هو المؤذن امام ہی کا موذن ہونا بہتر ہی م امام ابوحنیفہ رض یہی کیا کرتے تھے کذا في الطحطاوي وفي الضياء انه عليه الصلوة والسلام اذن في سفر بنفسه واقام وصلى الظهر وقد حققناه في الخزائن اور ضیاء مقدسی مین ہی کہ رسول علیہ الصلوة والسلام نے سفر مین بذات مقدس اذان اور اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھی اور البتہ ہمنے اسکو محقق بیان کیا ہی خزائن الاسرار مین م سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی جبکہ آپ سوار تھے کذا في الطحطاوي عن فتاوى الرملي اور آپکا اذان کہنا سفر مین ترمذی کی حدیث مین مروی ہی اور نووی نے اُسپر یقین کیا ہی مگر مسند احمد مین اُسی طریق سے جو حدیث ترمذی کی تخریج کی ہی اُسمین

یون ہی کہ بلال رضؓ کو حکم اذان کا دیا تو معلوم ہوا کہ اذان کہنا آپ کا صرف حکم دینا تھا ہان عطا وغیرہ تابعین نے ایسا کیا ہی کذا فی الشامی

باب شروط الصلوۃ

یہ باب ہی نماز کی شرطون کے بیان مین ہم شرط تین قسم ہی شرط عقلی جیسے بسوا طرھنے کے واسطے اور شرط شرعی جیسے طہارت نماز کے واسطے اور شرط جعلی جیسے گھر مین جانا زوجہ کا جسکے ساتھ طلاق مشروط ہو کذا فی العینی تو یہان شروط شرعیہ مراد ہین نہ عقلیہ اور جعلیہ اور شروط شرعیہ سے وہ شروط مقصود ہین جو صحت نماز کی شرطین ہین نہ نماز کے واجب ہونے کی منجملہ شرائط وجوب ایک تکلیف ہی یعنی مسلمان ہونا اور عاقل و بالغ ہونا و ازانجملہ عاجز نہونا نماز سے و ازانجملہ وقت ہی ھی ثلثۃ انواع شرطین تین قسم ہین شرط انعقاد ایک قسم شرط ہی انعقاد نماز کی ہم شرط انعقاد وہ ہی جسکا وجود ضرور ہی ابتداء نماز مین بیشتر سے موجود ہو کر آخر نماز تک موجود رہے یا نرہے کذا فی الحلبی کنیتہ وتحریمۃ ووقت وخطبۃ جیسے نیت اور تکبیر تحریمہ اور وقت نماز کا اور خطبہ جمعہ کے واسطے تو جب تک امور مذکورہ اول نہونگے نماز کا وجود نہوگا انمین نیت تو آخر نماز تک موجود رہ سکتی ہی اور تحریمہ اور خطبہ ایسا نہین وشرط دوام کطہارۃ وستر عورۃ واستقبال قبلۃ اور دوسری قسم شرط ہی دوام نماز کی جیسے طہارت اور ستر عورت اور استقبال قبلہ ہم شرط دوام وہ ہی جسکا وجود مشروط ہی اول نماز سے آخر تک وشرط بقاء فلا یشترط فیہ تقدم ولا مقارنۃ بابتداء وھو القراءۃ اور تیسری قسم شرط ہی باقی رہنے نماز کے بعد موجود ہو جانے نماز کے تو اسمین آگے ہونا اس شرط کا مشروط نہین اور نہ ابتداء نماز سے اسکا متصل رہنا اور وہ یعنی بقاء نماز کی شرط قرأت ہی ہم شرط بقاء نماز وہ ہی جو اثناء نماز مین پائی جاوے بطریق استمرار کے اور قرأت اسیطرح کی ہی کہ اثناء نماز مین اسکا وجود ہوتا ہی استمرار کے طور پر اور یہ تینون شرطین ایک دوسری مین متداخل ہین کیونکہ انمین عموم وخصوص مطلق ہی شرط دوام خاص ہی اور شرط انعقاد اور بقاء عام مثلاً طہارت جو شرط دوام ہی اگر ابتداء نماز مین اسکے وجود کا لحاظ کرین تو شرط انعقاد ہو جائیگی اور اگر حالت بقاء مین اسکے وجود کو شروط سمجھین تو شرط بقا ہو گی اور سواے وقت صبح کے اور وقت نماز کے لیے صرف شرط انعقاد ہی کہ نہ اسکا دوام شرط ہی اور نہ بقا اور صرف شرط بقا کی مثال قرأت ہی کہ اثناء نماز مین حادث ہو کر انتہا تک رہتی ہی گو وجود حکمی ہو جیسے مقتدی کی قرأت کہ امام کی قرأت گویا اسکی قرأت ہی کذا فی الشامی بتصرف فانہ رکن فی نفسہ شرط فی غیرہ لوجودہ فی کل الارکان تقدیرا اسواسطے کہ قرأت بذات خود تو رکن ہی اور اپنے غیر کے حق مین شرط ہی بسبب پائے جانے قرأت کے تمام ارکان مین تقدیرا یعنی اگرچہ سب ارکان مین قرأت حقیقی موجود نہین لیکن گویا کہ موجود ہی ہم رکن اسکو کہتے ہین جو ماہیت مین داخل ہو اور شرط وہ ہی جو ماہیت سے خارج ہو اور یہ دونون ایک دوسرے کے مخالف ہین مگر چونکہ رکن دو طرح کا ہوتا ہی ایک اصلی جو کبھی ساقط نہین ہوتا دوسرا زائد جو کبھی ساقط بھی ہو جاتا ہی جیسے قرأت کہ مقتدی سے ساقط ہو جاتی ہی تو اس لحاظ سے ایک حالت مین اسکو رکن کہا اور دوسری مین شرط سے تعبیر کیا کذا فی الشامی بتصرف وکذا البحر استخلاف الامی اور اسواسطے کہ وجود قرأت کا سب ارکان مین ضروری ہی امی شخص کا خلیفہ کرنا نماز مین اگرچہ تشہد اخیر ہو جائز نہین ثم الشرط لغۃ العلامۃ اللازمۃ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ شرط بفتح اول وسکون ثانی لغت مین علامت لازمہ کو کہتے ہین یعنی جو نشانی کہ ایک ہی چیز مین پائی جاوے دوسری چیز مین نہو وشرعا ما یتوقف علیہ الشیء ولا یدخل فیہ اور اصطلاح شرع مین شرط وہ ہی جسپر کوئی چیز موقوف ہو اور وہ اس چیز مین داخل نہو یعنی اسکا جز نہو خارج ہو اس سے ہم کسی چیز کا متعلق اگر اسکی ماہیت مین داخل ہوتا ہی تو رکن کہلاتا ہی جیسے رکوع نماز کے اندر اور اگر خارج ہو دو حال سے خالی نہین یا چیز مین موثر ہو گا یا نہو گا اگر موثر ہی تو اسکو علت کہتے ہین جیسے عقد نکاح حلت کے لیے اور اگر موثر نہین تو پھر چیز کیطرف فی الجملہ موصل ہی یا نہین اگر ہی تو اسکو سبب کہتے ہین جیسے وقت ہی اور اگر موصل نہین تو چیز اسپر موقوف ہو گی یا نہو گی اگر موقوف ہو گی تو اسکو شرط کہتے ہین جیسے وضو نماز کے حق مین اور اگر چیز اسپر موقوف بھی نہین تو اسکو علامت بولتے ہین تو شارح کی تعریف سے رکن اور علامت نکل گئی مگر سبب اور علت شرط مین داخل رہے اسلیے چاہیے تھا کہ شرط کی تعریف مین اتنا اور زیادہ کہتا کہ ولا موثر فیہ ولا یوصل الیہ فی الجملہ یعنے نہ چیز مین موثر ہو اور نہ اسکی طرف

باب شروط الصلوۃ

کسیقدر موصل ہو کذا فی الشامی عینی نے کہا اور بعضون نے شرط کی یون تعریف کی ہر کہ شرط وہ ہر جسکے نہونے سے مشروط کا نہونا لازم ہووے اور شرط کے وجود سے
مشروط کا وجود لازم نہو وھی ستۃ طہارۃ بدنہ ای جسدہ لدخول الاطراف فی الجسد دون البدن فلیحفظ شرطین نماز کی چھ ہین پہلی شرط
پاک ہونا ہر نمازی کے بدن کا بدن سے مراد جسد ہر بسبب داخل ہونے ہاتھ پاؤن کے جسد مین نہ بدن مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ھم چونکہ لغت عرب کی راہ سے
ہاتھ پاؤن بدن مین داخل نہ تھے اسلئے شارح نے بدن کی تفسیر جسد کی تاکہ ہاتھ پاؤن کی بھی طہارت ثابت ہو اگرچہ اردو زبان مین بدن سارے جسم کو کہتے ہین
من حدث وخبث طہارت بدن کی شرط ہر دونون قسم کے حدث یعنی حکمی ناپاکی سے ھم دونون قسم سے مراد حدث اصغر اور حدث اکبر ہین اول مقتضی وضو کا ہر
اور دوم موجب غسل کا وقدمہ لانہ اغلظ اور مصنف نے مقدم کیا حدث یعنی نجاست حکمی کو نجاست حقیقی پر اسواسطے کہ وہ غلیظ تر اور سخت تر ہر نجاست حقیقی سے
ھم یعنی اسواسطے کہ نجاست حکمی تھوڑی بھی معاف نہین برخلاف نجاست حقیقی کے کہ وہ قلیل معاف ہر وخبث مانع کما لات اور طہارت شرط ہر اسیطرح
دونون قسم کی نجاست حقیقی سے جو نماز کی مانع ہر ھم دونون قسم کی نجاست یعنی مغلظہ اور مخففہ سو مغلظہ زائد از درھم مانع نماز ہر اور مخففہ زائد از ربع ثوب
وثوبہ وکذا ما یتحرک بحرکتہ دوسری شرط نماز کی پاک ہونا نمازی کے کپڑے کا ہر اور اسیطرح پاک ہونا اُس چیز کا جو ہلے نمازی کے ہلنے سے ھم یعنی ایسی
چیز جو نمازی کے بدن سے متصل ہو مثلاً ایک چادر کا آنچل اُسکے بدن پر ہر اور دوسرے آنچل پر ایسی نجاست ہر جو مانع نماز ہو تو اگر نمازی کی حرکت سے
ناپاک آنچل بھی حرکت کرے تو نماز کا مانع ہر اور نہین تو نہین اور اگر وہ چیز اُسکے بدن سے متصل نہین مثلاً چٹائی کا ایک کنارہ ناپاک ہر اور یہ دوسرے کنارہ پر
نماز پڑھتا ہر تو یہ نجاست نماز کی مانع نہین خواہ چٹائی بڑی ہو یا چھوٹی کذا فی الشامی او یعد حاملا لہ کصبی علیہ نجاسۃ ان لم یستمسک بنفسہ
منع والا لا یا نمازی اُس چیز کا اُٹھانے والا گنا جاوے جیسے وہ لڑکا جسپر نجاست ہر بشرطیکہ وہ آپ نہ تھم سکے بدون تھامنے نمازی کے تو نماز کا مانع ہر اور اگر
لڑکا نمازی کے تھامنے کا محتاج نہو خود اُسکو چمٹا ہو تو نمازی اُسکا حامل نہ ٹھہریگا تو نماز کا بھی مانع نہوگا ھم اور یہی حکم ناپاک چھت اور چھپر اور خیمہ نجس کا ہر
جبکہ نمازی کا سر کھڑے ہونے سے ان چیزون مین لگتا ہو کذا فی الطحطاوی کجنب وکلب ان شد فمہ فی الاصح جسطرح مانع نماز نہین اگر نمازی پر جنب آدمی
اور کتا ہو اگر اُسکا منہ باندھا ہو صحیح تر قول مین ھم اگر شارح یون کہتا اگر ان بشرطیکہ اُس سے لعاب وغیرہ مانع نماز نہ بہے تو بہتر ہوتا کذا فی الشامی بحر الرائق مین ہر
کہ اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہر جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہر کیونکہ وہ اپنے معدن مین ہر برخلاف اُس شیشے کے جسمین پیشاب ہر یعنے وہ مانع
نماز ہر ومکانہ ای موضع قدمیہ او احدھما ان رفع الاخری وموضع سجودہ اتفاقا فی الاصح اور تیسری شرط پاک ہونا مصلے کے مکان کا ہر یعنی
اسکے دونون قدمون کی جگہ کا یا ایک قدم کی جگہ کا اگر نمازی نے دوسرا قدم اُٹھالیا اور سجدہ کی جگہ کا بالاتفاق صحیح تر قول مین ھم موضع قدمین کی طہارت
امام اور صاحبین کے نزدیک شرط ہر بالاتفاق بلا نقل خلاف اور موضع سجود مین خلاف ہر مگر صحیح تر یہی قول ہر کہ امام کے نزدیک اُسکی طہارت بھی شرط ہر اگر
نمازی کے کپڑون کی اطراف نجاست پر پڑی اور نماز پڑھی تو کچھ ضرر نہین کذا فی الطحطاوی لا موضع یدیہ ورکبتیہ علی الظاہر الا اذا سجد علی
کفہ کما سیجیئ شرط نہین پاک ہونا دونون ہاتھون اور دونون گھٹنون کے مکان کا ظاہر الروایۃ مین مگر جبکہ سجدہ کیا مصلی نے اپنی ہتھیلی پر چنانچہ آگے آویگا
یعنی اُسوقت ہاتھ کے مکان کی طہارت شرط ہوگی کیونکہ یہ سجود کا مکان ٹھہرا ھم فقیہ ابو اللیث کے نزدیک ہاتھون کے مکان کی عدم طہارت سے نماز فاسد
ہوتی ہر اور اسکی تصحیح کی ہر عیون مین اور اطلاق متون بھی اسی پر دلالت کرتا ہر اور شیخ الاسلام ابو سعود مفتی روم نے کہا کہ جس عضو کا رکھنا واجب ہر
اگرچہ دونون ہاتھ ہون تو اُسکے مکان کی طہارت شرط ہر کذا فی الطحطاوی من الثانی ای الخبث لقولہ تعالی وثیابک فطہر فبدنہ ومکانہ
بالاولی لانھما الزم کپڑے اور مکان کی طہارت شرط ہر ثانی یعنے نجاست حقیقی سے بدلیل قول حق تعالی وثیابک فطہر اور اپنے کپڑون کو پاک کر تو جب کپڑے
پاک کرنے لازم ہوئے تو مصلی کے بدن اور مکان کا پاک ہونا بطریق اولی لازم ہوا اسواسطے کہ بدن اور مکان بہ نسبت کپڑون کے زیادہ لازم ہین یعنے اسواسطے کہ

کپڑون کا جدا ہوجانا متصور ہی برخلاف بدن اور مکان کے ہم اظہر یہ ہی کہ آیت کریمہ مین نماز کے ثیاب ملبوسہ مراد ہین اور نجاست سے اُنکا پاک کرنا قول ہی
جمیع فقہا کا اور ارجح تفاسیر کذا فی الطحطاوی والرابع ستر عورتہ ووجوبہ عام ولو فی الخلوۃ علی الصحیح الا لغرض صحیح اور نماز کی چوتھی شرط
ڈھکنا اور اوڑھنا ہی اپنی عورت یعنی شرمگاہ کا اور ستر عورت کا واجب ہونا علی العموم ہی اگرچہ آدمی خالی مکان مین ہو بنا بر قول صحیح کے مگر غرض صحیح کے واسطے
شرمگاہ کھولنا جائز ہی چنانچہ دفع بول وبراز یا ختنہ یا علاج یہ اجماع حلال ہم ستر عورت غیر سے واجب ہی نہ اپنی ذات سے جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہی کذا
فی الزیلعی لیکن ادب نہین تو تصحیح مین اختلاف واقع ہوا اور ڈھکنا برہنگی کا چارطرف سے ہی نہ اسفل سے تو اگر کوئی انسان نیچے سے برہنگی دوسرے کی دیکھے تو
نماز فاسد نہوگی کذا فی الطحطاوی وله لبس ثوب نجس فی غیر صلوۃ اور مسلمان کو ناپاک کپڑا پہننا جائز ہی اور حال مین سواے نماز کے وهی للرجل
ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتیہ اور عورت یعنی مرد کی شرمگاہ ناف کے نیچے سے ہی دونون گھٹنون کے نیچے تک ہم عورۃ کا لفظ نکلا ہی عور سے جو بمعنی
نقصان اور عیب کے ہی تو شرمگاہ کو عورت کہا اسواسطے کہ اُسکا کھولنا اور ظاہر کرنا عار اور قبیح اور عیب اور بیحیائی ہی کذا فی الطحطاوی اردو مین عورت
مرد کے مقابل کو کہتے ہین فارسی مین زن اور ہندی مین لگائی اور جورو بولتے ہین وشرط احمد ستر احد منکبیہ ایضا اور امام احمد بن حنبل نے
ڈھکنا ایک کندھے کا بھی نماز مین شرط کیا ہی وعن مالک هی القبل والدبر فقط اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہی کہ عورت یعنے شرمگاہ فقط فرج
اور مقعد ہی ہم امام اعظم کے مذہب مین شرمگاہ کی جو یہ حد ہی کہ زیر ناف سے زیر زانو تک یہ جوان کے حق مین ہی نہ صغیر کے حق مین کہ اسکا چھونا اور دیکھنا جائز ہی
اور جوانین حکم زانو کا خفیف تر ہی ران سے تو جو شخص اپنا زانو کھولے ہوا اسپر انکار نرمی سے کرنا چاہیے اور اگر اصرار کرتا ہو تو اس سے نزاع کرنا لائق نہین اور
جو اپنی ران کھولے ہوا اسپر انکار درشتی اور سختی کے ساتھ کرنا چاہیے بدون ضرب کے اگر اصرار کرتا ہو کذا فی الطحطاوی وما هو عورة منه عورة من
الامة ولو خنثی او مدبرۃ او مکاتبۃ او ام ولد مع ظهرها وبطنها اور جسقدر کہ مرد کا بدن شرمگاہ ہی اُتنا لونڈی کا بھی شرمگاہ ہی اُسکی پیٹھ
اور پیٹ کے ساتھ اگرچہ لونڈی خنثی یا مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد ہو مدبرہ وہ لونڈی ہی جسکو آقا نے کہدیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور مکاتبہ وہ جسکو
یہ کہا ہو کہ اگر تو اتنا مال دے تو تو آزاد ہی اور ام ولد وہ لونڈی جسکے آقا سے اولاد ہوئی ہو واما جنبها فتبع لهما اور لونڈی کا پہلو اُسکی پیٹھ اور پیٹ کا
تابع ہی یعنے جسقدر پہلو پیٹ سے متصل ہی وہ پیٹ کا تابع ہی اور جسقدر پیٹھ سے ملا ہی وہ پیٹھ کا تابع ہی یعنے اُسکے پہلو بھی شرمگاہ ہین ولو اعتقها مصلية
ان استترت کما قدرت صحت والا لا علمت بعتقه اولا علی المذهب اور اگر مولی نے لونڈی کو آزاد کیا نماز کی حالت مین اگر اُسنے اپنا بدن
ڈھک لیا فوراً جبکہ وہ قادر ہوئی تو نماز صحیح ہی اور اگر فوراً باوجود قدرت بدن نہ چھپایا تو نماز درست نہوئی مولی کے آزاد کرنے کو اُسنے جانا ہو یا نجانا ہو بنا بر
مذہب درست کے ہم پردہ سازی سے اُسقدر مراد ہی جسقدر حرہ یعنی بی بی کو پردہ چاہیے اور استتار مین یہ شرط ہی کہ بعمل قلیل ہوا اور قبل ادا ے رکن ہوا اور اگر استتار
سے عاجز ہوگی تو نماز باطل نہوگی قال ان صلیت صلوۃ صحیحۃ فانت حرۃ قبلها فصلت بلا قناع ینبغی الغاء القبلية ووقوع العتق کمحو قبا لطلاق
مولی نے کہا اپنی لونڈی سے کہ اگر تو صحیح نماز پڑھیگی تو تو آزاد ہی نماز سے پہلے پس اُسنے بدون اوڑھنے کے نماز پڑھی تو قبلیت کا لغو کر دینا اور طلاق کا واقع ہونا
اللائق ہی چنانچہ فقہا نے قبلیت کو لغو کر کے طلاق دوری مین ترجیح دی ہم یہ مسئلہ روایت مذہب نہین بلکہ صاحب البحر الرائق کی تجویز ہی طلاق دوری پر قیاس کر کے
طلاق دوری کی یہ صورت ہی کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجکو طلاق دون تو تجکو تین طلاق ہین قبل از طلاق پھر اُسنے بلا شرط طلاق دی تو شرط پائی گئی تو تین طلاقین
اس طلاق سے پہلے واقع ہونگی اور انکا واقع ہونا یہ چاہتا ہی کہ پچھلی طلاق واقع نہو کیونکہ تین طلاق کے بعد عورت محل طلاق نہین رہتی تو جب ہمنے قبلیت کو لغو کر دیا
تو ایسا ہو گیا کہ گویا اُسنے یون کہا کہ اگر مین تجکو طلاق دون تو تجکو تین بار طلاق ہی تو ایک طلاق اُسکے واقع کرنے سے واقع ہوگی اور دو طلاقین تعلیق سے واقع ہونگی
اور تیسری طلاق باطل ہو جائیگی عدم محل کے سبب سے وللحرۃ ولو خنثی جمیع بدنها حتی شعرها النازل فی الاصح اور حرہ یعنی بی بی کا تمام بدن شرمگاہ ہی

جسکا چھپانا واجب ہی یہان تک کہ اُسکے لٹکے بال بھی عورت ہین صحیح تر قول مین اگرچہ حرہ خنثی ہو ہم لٹکے بالون کی قید اسواسطے لگائی کہ جو بال سر پر ہین وہ بالاتفاق
عورت ہین خلا الوجہ والکفین فظہر الکف عورۃ علی المذہب والقدمین علی المعتمد بی بی کا تمام بدن عورت ہی مگر اُسکا چہرہ اور دونون
ہتھیلیان اور دونون قدم عورت نہین قول معتمد پر تو پشت کفدست کا چھپانا واجب ہی مذہب درست پر ہم اور اقوال نامعتمد یہ ہین کہ پشت کفدست نماز مین عورت
نہین اور بعضون نے کہا کہ وہ مطلقاً عورت نہین اور بعضون نے کہا کہ دونون قدم عورت ہین اور کسی نے اسکو صحیح بھی کہا ہی کذا فی الطحطاوی وصوتہا علی الراجح
اور حرہ کی آواز عورت نہین راجح قول پر ہم اور آواز کا بلند کرنا جو حرام ہی تو بخوف فتنہ حرام ہی اور بعضون نے کہا کہ اُسکو آواز کا بھی پوشیدہ کرنا واجب ہی کذا
فی الطحطاوی وذراعیہا علی المرجوح اور حرہ کی دونون کلائیان عورت نہین مرجوح یعنے ضعیف قول پر ہم یہ ابو یوسف کا قول ہی اور اختیار شرح مختار مین
اسکو راجح کہا ہی لیکن مذہب راجح اور قوی یہ ہی کہ کلائیان عورت ہین کذا فی الطحطاوی وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لا لانہ عورۃ
بل لخوف الفتنۃ اور جوان عورت منع کیجاوے چہرہ کھولنے سے درمیان مردون کے نہ اسوجہ سے کہ چہرہ اُسکا عورت ہی بلکہ بخوف فتنہ منع کا حکم ہی کمسہ وان
امن الشہوۃ لانہ اغلظ ولذا ثبت بہ حرمۃ المصاہرۃ کما یاتی فی باب الحظر جیسے مرد کو عورت کا چہرہ چھونا ممنوع ہی اگرچہ شہوت کا خوف نہ ہو
اسواسطے کہ چھونا سخت تر ہی نظر کرنے سے اور اسیواسطے شہوت سے چھونے سے حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہی چنانچہ باب الحظر مین آویگا ولا یجوز النظر
الیہ بشہوۃ کوجہ امرد فانہ یحرم النظر الی وجہہا ووجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ اما بدونہا فیباح ولو جمیلا کما اعتمدہ الکمال اور
جائز نہین نظر کرنا عورت کے چہرہ کیطرف شہوت سے مانند چہرہ امرد کے یعنی بے ریش لڑکے کے اسواسطے کہ حرام ہی نظر کرنا عورت کے چہرہ کا اور امرد کے چہرہ کا جبکہ
شہوت کا شک اور تردد ہوا اور بدون شہوت کے تو نظر کرنا مباح ہی اگرچہ امرد خوبصورت ہو چنانچہ اسی قول پر کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اعتماد کیا ہی قال فحل
النظر منوط بعدم خشیۃ الشہوۃ مع عدم العورۃ کما کمال الدین نے تو حلت نظر وابستہ بعدم خوف شہوت ہی ساتھ اس امر کے کہ وہ محل واجب الاستتار نہو یعنی جبکہ
محل نظر وہ مقام نہو جسکا چھپانا چاہیے اور شہوت کا خوف نہو تو نظر کرنا حلال ہی والا حلال نہین وفی السراج لا عورۃ للصغیر جدا ثم مادام لم یشتہ فقبل ودبر
ثم تغلظ الی عشر سنین ثم کبالغ اور سراج وہاج ہی کہ نہایت صغیر کا بدن عورت نہین یعنے ڈھکنے کے لائق نہین پھر جبتک کہ وہ قابل خواہش کے نہین تو بول و براز
کی راہ چھپانے کے لائق ہی پھر عورت غلیظہ ہوتی ہی دس برس تک یعنی بول و براز کا مقام مع گرد لواح کے قابل چھپانے کے ہو جاتا ہی پھر دس برس کے بعد جوان کے مانند ہی
برہنگی کے چھپانے مین ہم نہایت صغیر سے مراد چار برس کا بچہ ہی لڑکا ہو یا لڑکی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی عن شیخہ وفی الاشباہ یدخل علی النساء الی خمسۃ عشر
سنۃ حسب اور اشباہ مین ہی کہ اندر جاوے لڑکا عورتون مین فقط پندرہ برس کی عمر تک ہم یہ اس صورت مین ہی کہ اُسکا بلوغ بحر عمر کے ثابت نہو اور اگر احتلام وغیرہ سے
اُسکا بلوغ ثابت ہوا ہو تو پندرہ برس سے پہلے بھی اُسکا عورتون مین جانا منع ہوگا اور جو عضو کہ عورت ہی بدن مین ملا ہوا اُسکا دیکھنا بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی
درست نہین کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ شارح کو خمس عشرۃ کہنا مناسب تھا اسلیے کہ لفظ سنۃ مونث ہی وتمنع حتی انعقادہا کشف ربع عضو
قدر اداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ علی المعتمد اور منع کرتا ہی نماز کو یہان تک کہ انعقاد نماز کو کھل جانا چوتھائی عضو کا بقدر ادا کرنے رکن کے
بدون فعل مصلی کے عورت غلیظہ یا خفیفہ سے معتمد قول پر ہم کشف ربع عورت مانع انعقاد نماز اُسوقت ہوگا جبکہ تکبیر تحریمہ کی حالت مین ہو اگرچہ اداے رکن سے کم مدت ہو
اور اداے رکن کی مقدار تین بار سبحان اللہ کہنا ہی اور اگر کشف عورت بفعل مصلی ہوگا تو فی الحال نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ کمتر ہو اداے رکن کی مقدار سے والغلیظۃ
قبل ودبر وما حولہما والخفیفۃ ما عدا ذلک من الرجل والمرأۃ اور عورت غلیظہ مراد عورت مین بول و براز کا محل ہی اور جو مکان کہ اُن دونون کے
اس پاس ہی اور عورت خفیفہ وہ ہی جو اُسکے سوا ہی وتجمع بالاجزاء لو فی عضو واحد اور چند جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جمع کیجائیگی اجزا سے اگر ایک عضو مین ہو
ہم اجزاے مراد کسور حسابیہ ہین مثلاً پانچوان اور چھٹا اور آٹھوان حصہ تو اگر مثلاً ران ایک جگہ سے آٹھوان حصہ اور دوسری جگہ سے بھی اسیقدر کھلی ہی تو دونون کو

جمع کرینگے تو چہارم حصہ ٹھہریگا اور نماز کا مانع ہوگا اور اگر جمع کرنے سے اس عضو کا چہارم نہو گا تو مانع نماز کا نہو گا والا فبالقدر اور اگر عورت مکشوفہ متفرق ایک عضو
میں نہیں بلکہ چند اعضا میں ہے تو وہ پیمائش سے جمع کیجائیگی نہ اجزا سے فان بلغ ربع ادناها كاذن منع سو اگر کھلے اعضا میں سے کمتر عضو کی چہارم کو پیمائش
پہونچ جائیگی چنانچہ کان تو یہ کھل جانا نماز کا مانع ہوگا مثلاً سولہواں حصہ ران کا اور کچھ کان عورت کا کھل گیا تو اسکی نماز جائز نہوگی اسواسطے کہ دونوں کا مجموعہ
کان کی چہارم سے زیادہ تر ہے اور یہی قول حق ہے برخلاف بحر الرائق کے کہ اسمیں مجموع اعضاء منکشفہ کی چہارم کو معتبر رکھا ہے کذا فی الطحطاوی والشرط سترها
عن غيره ولو حكما كمكان مظلم اور شرط ہے ڈھکنا برہنگی کا غیر شخص سے اگرچہ ستر حکمی ہو چنانچہ نمازی ہو اندھیرے مکان میں یعنی اگرچہ وہ مستور ہے باعتبار حس کے
بایں معنی کہ وہ نظر نہیں آتا لیکن وہ حکم شرع میں مستور نہیں تو اسپر چھپانا کپڑے وغیرہ سے واجب ہے کذا فی الحلبی لا سترها عن نفسه وبه يفتى شرط نہیں چھپانا
برہنگی کا اپنی ذات سے اسیکا فتوی دیا ہے فلو رآها من زيقه لم تفسد وان كره پھر اگر نمازی نے شرمگاہ کو دیکھا اپنے گریبان کی راہ سے تو نماز فاسد نہوگی اگرچہ یہ نظر کرنا
مکروہ تحریمی ہے کذا فی الطحطاوی وعادم ساتر لا يصف ما تحته اور نہ پانے والا اس چھپانے والی چیز کا جو اپنے اندر کی چیز کو ظاہر نکرے یعنے جسمیں بدن نظر نہ آوے
ہم عادم مبتدا ہے اسکی خبر آگے آتی ہے یعنی یصلی قاعدا ساتر میں یہ قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا کپڑا ہے جس سے نیچے کا بدن معلوم ہوتا ہے چنانچہ باریک ململ یا جالی
تو وہ بمنزلہ معدوم کے ہے ولا يضر التصاقه وتشكله اور ضرر نہیں کرتا ساتر کے بدن میں چپٹنا اور عضو کی شکل پکڑنا یعنی نماز ایسے کپڑے سے درست ہوجائیگی
ولو حريرا او طينا يبقى الى تمام صلوته او ماء كدرا اگرچہ ساتر شرمگاہ کا ریشمی کپڑا یا گیلی مٹی ہو جو پوری نماز تک بدن پر باقی رہے یا گدلا پانی ہو ہم اگرچہ ریشمی کپڑا
مرد کو حرام ہے اور اسکے ساتھ نماز مکروہ لیکن اگر کوئی چیز ساتر نپاوے تو ریشمی سے بدن چھپا کر نماز پڑھے اسکے ہوتے نماز برہنہ جائز نہیں لا صافيا ان وجد غيره
نہ صاف پانی اگر اسکے سوا کوئی چیز ساتر پاوے یعنے صاف پانی میں بیٹھ کر برہنہ آدمی نماز نہ پڑھے اگر دوسری چیز مل سکتی ہو اور اگر نملی تو اسمیں نماز واجب ہے
بوجہ تھوڑا کھلنے کے کذا فی الطحطاوی وهل تكفيه الظلمة في مجمع الانهر بحثا نعم في الاضطرار لا الاختيار سوال اور کیا برہنہ شخص کو اندھیرے میں نماز کفایت
کرتی ہے مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں بحث کر کے یوں جواب دیا ہے کہ ہاں اضطرار میں کافی ہے نہ اختیار میں ہم اس کلام کا ثمرہ کچھ معلوم نہیں ہوتا اسواسطے کہ جب ساتر
مفقود ہوا تو ہر حال میں نماز پڑھے خواہ اندھیرا ہو یا روشنی اور شاید کہ اسمیں اشارہ ہے بعضے مشائخ کے اس قول کا کہ برہنہ دن کو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رات کو
کھڑے نماز پڑھے اسواسطے کہ رات کا اندھیرا اسکی شرمگاہ کا ساتر ہے کذا فی الطحطاوی يصلي قاعدا كما في الصلوة نہ پانے والا کسی چیز ساتر کا نماز پڑھے بیٹھ کر جیسے
نماز میں بیٹھتے ہیں یعنے مرد بائیں پاؤں پر بیٹھے داہنا پاؤں کھڑا کرے اور عورت سرین پر بیٹھے وقيل مادا رجليه اور بعضوں نے کہا دونوں پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہم اور
عورت غليظه پر ہاتھ رکھے اور راجح پہلا قول ہے کہ اسمیں کثرت استتار ہے باوجود خالی ہونے کے قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے سے جو بہتر نہیں کذا فی البحر
مومیا بركوع وسجود بیٹھ کے نماز پڑھے رکوع اور سجود کا اشارہ کرکے تاکہ برہنگی نہ کھلے وهو افضل من صلوته قائما بركوع وسجود وقائما بايماء
او بركوع وسجود لان الستر اهم من اداء الاركان اور وہ یعنے برہنہ شخص کو بیٹھ کے رکوع سجود کا اشارہ کرکے نماز پڑھنا افضل ہے اسکی
نماز سے بیٹھ کر اور رکوع اور سجود کرے اور کھڑے ہو کر اشارہ سے یا رکوع سجود کرے اسواسطے کہ شرمگاہ کا چھپانا زیادہ تر مقصود ہے ارکان کے ادا کرنے سے
ہم اسواسطے کہ ستر عورت مطلقاً فرض ہے نماز اور غیر نماز میں اور ارکان یعنے قیام اور رکوع اور سجود نماز میں فرض ہیں ولو ابيح له ثوب ولو باعارة ثبتت
قدرته فلا يصلي الا فيه اور اگر برہنہ کو مباح کیا جاوے کپڑا اگرچہ اباحت بطور عاریت کے ہو تو اسکا قادر ہونا ساتر پر ثابت ہو گیا یہی قول صحیح تر ہے یعنے
اگر اس صورت میں برہنہ نماز پڑھیگا تو نماز جائز نہوگی ولو وعد به ينتظر ما لم يخف فوت الوقت هو الاظهر كراجي ماء وثوب وطهارة مكان
اور اگر اباحت یا عاریت کا کوئی شخص اس سے وعدہ کرے تو اسکا انتظار کرے جبتک فوت وقت کا خوف نہو یہی قول ظاہر تر ہے جیسے انتظار کرے پانی اور کپڑے
اور طہارت مکان کا امیدوار ہم یعنی اگر کوئی نجس مکان میں مثلاً قید ہو اور توقع قوی وہاں سے نکلنے کی ہو تو نماز میں تاخیر کرے جبتک کہ فوت وقت کا خوف ہو وهل

یلزمہ الشراء بثمن مثلہ ینبغی ذلک سوال اور کیا برہنہ شخص کو لازم اور ضروری ہی خرید کرنا کپڑے کا اُسکی برابر قیمت سے جواب لائق یہ ہو کہ خریدنا
ضرور ہو ھم یہ بحث ہی صاحب بحر الرائق کی مذہب کی روایت نہیں ولو وجد ما ای ساترا کلہ نجس لیس یاصل کجلد میتۃ لم یدبغ فانہ لایستر
فیھما اتفاقا بل خارجھا ذکرہ الواقی او اقل من ربعہ طاہر ندب صلوتہ فیہ وجاز لایماء کما مر اور جو پایا برہنہ نے وہ ساتر کہ اُسکا کل نجاست کے لگنے
سے ناپاک ہو اصلی ناپاک نہیں اصلی ناپاک جیسے مردار کی کھال جسکی دباغت نہیں ہوئی تو یہ شخص ستر عورت نکرے اس اصلی ناپاک سے نماز مین بالاتفاق بلکہ خارج
نماز کے اُس سے ستر نگاہ چھپاوے ایسا ذکر کیا ہی علامہ وانی محشی درر نے یا ایسا ساتر پایا جو چوتھائی سے کمتر پاک ہی تو اُسکو اُسمین نماز پڑھنا مستحب ہو اور جائز ہی برہنہ نماز
پڑھنا اشارہ سے چنانچہ نماز کا پڑھنا اشارے سے گذر گیا وحتم محمد لبسہ واستحسنہ فی الاسرار وبہ قالت الثلثۃ اور محمد بن حسن نے اس ساتر کا جو تمام ناپاک
یا چہارم سے کمتر طاہر ہی پہننا لازم کیا ہی نہ مستحب اور اسرار مین اس قول کو اچھا سمجھا ہی اور یہی قول ہی ائمہ ثلثہ کا ولو کان ربعہ طاہرا صلی فیہ حتما اذ الربع کالکل
اور اگر ساتر کا چوتھائی حصہ پاک ہو تو اُسی ساتر مین بالضرور نماز پڑھے اسواسطے کہ چہارم کل کے برابر ہی ھم یعنے چوتھائی کا حکم کل کا سا ہی مثلا محرم کو چوتھائی سر کا منڈانا
کل کے برابر ہی اور چوتھائی برہنگی کا کھلنا نماز کا مانع ہی کذا فی الشامی وھذا اذا لم یجد ما یزیل بہ النجاسۃ او یقللھا اور یہ حکم مذکور سو وقت ہی جبکہ نپاوے اس چیز کو
جو نجاست کو دور کردے یا اُسکو کم کر ڈالے یعنے اگر مزیل نجاست پاوے تو ازالہ واجب ہی کذا فی البحر فتحتم لبس اقل ثوبیہ نجاسۃ جب تقلیل نجاست کا حکم ہوا
تو لازم ہی نماز مین پہننا اپنے دونون ناپاک کپڑون سے اُس کپڑے کا جسکی نجاست کمتر ہی دوسرے سے والضابط ان من ابتلی ببلیتین وھما متساویتان یاخذ بایھما شاء وان اختلفا
اختار الاخف اور قاعدہ کلیہ اس مسئلہ کا یہ ہی کہ جو شخص مبتلا ہو دو بلاؤن مین مثلا دو ناپاک کپڑون مین ہو اگر دونون برابر ہون مثل نماز مین تو اسکو اختیار ہی جا ہی جسکو
چاہے اُسکو اور اگر دونون مختلف ہین یعنی ایک بلا کم ہی اور دوسری زیادہ تو وہ ہلکی کو اختیار کرے ھم مثلا زخمی اگر سجدہ کرتا ہی تو زخم سیلان کرتا ہی اور نہین تو نہین وہ بیٹھ کر
اشارہ سے نماز پڑھے اسواسطے کہ ترک سجدہ ہلکا ہی بہ نسبت بے وضو ہونے کے ساتھ نماز سے اور ترک سجدہ حالت اختیار مین بھی کر سکتا ہی مثلا سواری پر نماز نفل اشارہ سے درست ہی
تو حالت عذر مین ترک سجدہ کا مضائقہ نہین کذا فی البحر ولو وجدت الحرۃ البالغۃ ساترا یستر بدنہا مع ربع راسہا یجب سترھا فلو ترکت ستر راسہا
اعادت بخلاف المراھقۃ لانہ لما سقط بعلۃ الرق فبعذر الصبی اولی اور اگر آزاد جوان عورت نے پایا ایسا ساتر جو ڈھکتا ہی اُسکے بدن کو اُسکے چوتھائی
سر کے ساتھ تو بدن اور چہارم سر کا ڈھکنا واجب ہی یعنی فرض ہی دونون کا ڈھکنا تو اگر اپنے سر کا ڈھکنا چھوڑیگی تو نماز کا اعادہ کرے برخلاف قریب البلوغ عورت کے
یعنے اگر وہ بدون سر ڈھکنے کے نماز پڑھیگی تو اعادہ نماز کا ضرور نہین اسواسطے کہ سر کا ڈھکنا جبکہ ساقط ہو گیا لونڈی ہونے کے عذر سے تو لڑکپن کے عذر سے
ساقط ہونا اولی ہی ھم شارح کو علت بیان کرنا اس حدیث سے مناسب تھا کہ کوئی بالغ عورت نماز بدون سر ڈھانکنے کے نہ پڑھے کیونکہ شارح کے قول سے مفہوم ہوتا ہی
کہ جن اعضا کا ڈھکنا لونڈی ہونے کی جہت سے ساقط ہی اُنکا ڈھکنا لڑکپن سے ساقط ہو حالانکہ یہ کلیہ نہین کذا فی الشامی ولو کان یستر اقل من ربع الراس لا یجب
بل یندب اور اگر ساتر ڈھکتا ہو کمتر چوتھائی سر سے تو اُسکو ڈھکنا واجب نہین بلکہ مستحب ہی لکن قیلہ ولو وجد المکلف ما یستر بہ بعض
العورۃ وجب استعمالہ ذکرہ الکمال زاد الحلبی وان قل یقتضی وجوبہ مطلقا فتامل لیکن مصنف کا یہ قول اور اگر پاوے مکلف وہ چیز جس سے بعض
برہنگی کو چھپاوے تو اُسکا استعمال واجب ہی ذکر کیا ہی اُسکو کمال الدین نے فتح القدیر مین حلبی شارح منیہ نے اتنا زیادہ کیا ہی وان قل یعنی اگرچہ وہ ساتر قلیل ہو
چاہتا ہی ساتر کے استعمال کو مطلقا خواہ چوتھائی کا ساتر ہو یا کمتر کا سو تامل کر اے مخاطب ھم یعنے مصنف کے دونون قولون مین تناقض ہی پہلا قول یہ ہی کہ چہارم
سر سے کمتر کا ڈھکنا واجب نہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ بعض عورت کا ڈھکنا واجب ہی خواہ چہارم ہو یا کمتر حلبی محشی در المنتار نے کہا کہ اگر کمال الدین کے
کلام کو سر کے سوا محمول کیجیے اسواسطے کہ سر کا عورت ہونا خفیف تر ہی باقی عورت سے اس دلیل سے کہ صلوۃ مراہقہ سر کھلی کی صحیح ہی تو اب تناقض
باقی نرہیگا ویستر القبل والدبر اولا اور ڈھکے پیشاب کی راہ کو اور پاخانہ کی راہ کو پہلے فان وجد ما یستر احدھما قیل یستر الدبر

لانه افحش فی الرکوع والسجود وقیل القبل حکاهما فی البحر بلا ترجیح پھر اگر پاوے وہ چیز جو ایک شرمگاہ کو چھپاوے بعضون نے کہا دبر کو چھپاوے اسواسطے کہ اسکا کھلنا رکوع اور سجدہ مین فاحش تر اور قبیح تر ہے اور بعضون نے کہا قبل کو چھپاوے یعنی اسلیے کہ وہ قبلہ رخ ہے اور کوئی عضو اسکی آڑ نہین جیسے سرین مقعد کا حجاب ہین کذا فی الشامی نقل کیا ہے دونون قولون کو بحر الرائق مین بدون ترجیح کے وفی النہر الظاہر ان الخلاف فی الاولویة والتعلیل یفید انه لو صلی بالایماء تعین ستر القبل ثم فخذه ثم بطن المرأة وظهرها ثم الرکبة ثم الباقی علی السواء اور نہر الفائق مین ہے کہ ظاہرا دونون قولون کا خلاف اولی ہونے مین ہے اور تعلیل یعنے کشف دبر کا قبیح ہونا رکوع اور سجود مین اسکا مفید ہے کہ اگر بدون رکوع اور سجود کے اشارہ سے نماز پڑھے تو قبل کا چھپانا متعین ہوگا پھر اسکے بعد ران کا پھر عورت کے پیٹ اور پیٹھ کا پھر زانو کا پھر باقی بدن برابر ہے ہم ران وغیرہ کا ذکر حلبی کے کلام سے ہے نہر الفائق میں یعنے اگر زیادہ ہووے کپڑا تو قبل کے بعد ران کو پھر عورت اپنے پیٹ اور پیٹھ کو پھر زانو کو چھپاوے کذا فی الطحطاوی ولو وادا لم یجد المکلف المسافر مزیلا به نجاسة او قللها لبعده میلا او لعطش صلی معها او عاریا ولا اعادة علیه اور اگر عاقل بالغ مسافر نہ پاوے اس چیز کو جس سے نجاست کو دور کرے یا اسکو کم کرے اسلیے سبب دور ہونے مزیل کے کوس بھر یا پیاس کے سبب سے تو نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہوکر اور اسپر اعادہ نماز کا نہین وینبغی لزومها لو العجز عن مزیل وساتر بفعل العباد کما مر فی التیمم اور لزوم اعادہ نماز لائق ہے اگر عاجز ہونا مزیل نجاست اور ساتر سے بندون کے فعل سے ہو چنانچہ تیمم مین گذر گیا ہم یہ بحث ہے صاحب بحر الرائق کی اور مصنف نے اپنی شرح مین اسکو ثابت رکھا ہے ثم هذا للمسافر لان للمقیم یشترط طهارة الساتر وان لم یملکه قهستانی پھر معلوم کر کہ یہ نماز کا برہنہ جائز ہونا مسافر کے حق مین ہے اسلیے کہ مقیم کے واسطے طہارت ساتر کی شرط ہے اگرچہ ساتر کا وہ مالک نہو چنانچہ قہستانی مین ہے ہم طحطاوی نے کہا کہ اس حکم کی تخصیص مقیم کے ساتھ بلا وجہ ہے والخامس النیة بالاجماع اور پانچوین شرط نماز کی نیت یعنے پختہ ارادہ ہے بدلیل اجماع و اتفاق ہم یعنے اشتراط نیت کی دلیل اجماع ہے یہ آیت ہے وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین ۔ اسواسطے کہ عبادت سے یہان توحید مراد ہے تو یہ اخلاص یعنے خلوص ارادہ و نیت اس آیت سے توحید مین پایا گیا نہ عبادت مین اور یہ حدیث بھی دلیل نہین ہے کہ انما الاعمال بالنیات اسواسطے کہ اسمین تو نیت کا ثواب مراد ہے اور صحت سے تعرض نہین کذا فی الطحطاوی وهی الارادة المرجحة لاحد المتساویین اور نیت ارادہ ہے ترجیح دینے والا ایک چیز کا دو برابر چیزون سے ہم دو چیزین برابر جیسا کہ کرنا اور نکرنا افعال اختیاریہ کا مثلا نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونون برابر ہین کہ بذات خود نہ فعل اسکا لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا پھر جبکہ ارادہ متعلق ہوا فعل سے تو نماز واقع ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف ارادہ سے ہوئی اسی ارادہ مرجحہ کو نیت کہتے ہین طحطاوی نے کہا کہ نیت مطلق ارادہ کا نام نہین بلکہ عبارت ہے اس ارادہ فعل سے جو فعل کے ساتھ ہو اور علم مین اس سے پہلے ہو ای ارادة الصلوة لله تعالی علی الخلوص یعنے نماز کا ارادہ خالص اللہ تعالی کے واسطے ہم شارح نے اشارہ کیا کہ الارادة کا الف لام عہد کا ہے یعنے نیت ہر ارادہ کا نام نہین بلکہ یہان ارادہ نماز کا مراد ہے خلوص کے ساتھ یعنے اللہ تعالی کے ساتھ کسیکو شریک نکرے عبادت مین نہ شرک جلی مشرکون کے مانند نہ شرک خفی ریاکارون کی طور پر لا مطلق العلم فی الاصح الا تری ان من علم الکفر لا یکفر ولو نواه یکفر نیت عبارت ہے ارادہ مذکور سے نہ مطلق دانست سے صحیح تر قول مین کیا تو نہین دیکھتا کہ جسنے کفر کو جانا وہ کافر نہین ہوتا اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جاتا ہے ہم غیر اصح عبدالواحد کا یہ قول ہے کہ نیت دانست کا نام ہے حالانکہ دونون کے مفہوم متباین ہین ارادہ کو علم یعنے دانست لازم ہے اور دانست کو ارادہ لازم نہین کذا فی الطحطاوی والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة فلا عبرة للذکر باللسان وان خالف القلب لانه کلام لا نیة اور نیت مین معتبر دل کا عمل ہے جسکو ارادہ لازم ہے تو کچھ اعتبار نہین زبان کے ذکر کا اگرچہ وہ دل سے مخالف ہو اسواسطے کہ زبانی ذکر کلام ہے نیت نہین ہے ہم جب عمل دل معتبر ہوا نہ عمل زبان تو اگر زبان نے خطا کی تو کچھ ضرر نہین مثلا دل مین ارادہ ہو ظہر کا اور زبان سے عصر نکلا تو نیت صحیح ہے اور عدد رکعات مین خطاء قلبی بھی مضرت نہین کرتی اسواسطے کہ تعیین عدد شرط نہین تو اسکی خطا بھی مضر نہین

كذافی الاشباه الا اذا عجز عن احضاره لهموم اصابته فيكفيه اللسان مجتبى مگر جبکہ آدمی عاجز ہوا دل کے حاضر کرنے سے افکار اور تشویشات
کے لاحق ہونے سے تو اب اسکو زبان کا عمل بجائے عمل دل کے کفایت کرتا ہے کذا فی المجتبی وھو ای عمل القلب ان یعلم عند الارادۃ بداھۃ
بلا تامل ای صلوۃ یصلی فلو لم یعلم الا بتامل لم یجز اور وہ یعنی دل کا عمل یہ ہے کہ جانے آدمی نماز کے وقت فوراً بدون غور اور تامل کے
کہ کون سی نماز پڑھتا ہے سو اگر نہ جانے مگر تامل کرنے سے تو نماز جائز نہیں ہم یہ استحضار فقط نیت کے وقت شرط ہے تمام نماز میں شرط نہیں یعنے اگر اثنار
نماز میں نہوگا تو کچھ حرج نہیں اور اسمین کسیکو اختلاف نہیں کذا فی الطحطاوی مختصراً والتلفظ عند الارادۃ بھا مستحب ھو المختار اور ارادہ
نماز کے وقت زبان سے نیت کرنا مستحب ہے یہی قول مختار ہے وتکون بلفظ الماضی ولو فارسیا لانہ الاغلب فی الانشاءات
وتصح بالحال قہستانی اور ہووے زبان سے کہنا ماضی کے لفظ کے ساتھ جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اگرچہ فارسی بولی میں ہو اسواسطے
کہ ماضی کا لفظ اکثر مستعمل ہے انشاءات میں یعنی ان الفاظ میں جو ایجاد اشیا میں بولے جاتے ہیں چنانچہ معاملات میں اور صحیح ہے نیت کرنا حال کے لفظ
ساتھ جو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہے کذا فی القہستانی شرح النقایہ لفظ حال سے صیغہ مضارع کا مراد ہے جس سے فقط حال مقصود ہو نہ استقبال اسواسطے کہ ارادہ
استقبال سے وعدہ ٹھہریگا نہ وقوع تو عربی میں نیت بہ لفظ ماضی اسطرح ہے کہ نویت ان اصلی الفجر اور فارسی میں یوں کہ نیت کردم کہ نماز فجر گذارم اور
ہندی میں یوں کہ نماز فجر کی میں نے نیت کی اور بلفظ حال اسطرح کہ ارید ان اصلی الفجر اور فارسی میں یوں کہ نماز فجر را نیت میکنم اور ہندی میں یوں کہ
نماز فجر کی نیت کرتا ہوں وقیل سنۃ ای احبہ السلف او سنۃ علمائنا اذ لم ینقل عن المصطفی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بدعۃ
اور بعضوں نے کہا کہ زبان سے نیت کرنا سنت موکدہ دائم العمل ہے یعنے یہاں سنت سے مراد یہ ہے کہ پسند کیا ہے اسکو یا اسکو طریقہ قرار دیا ہے ہمارے
عالموں نے سنت شرعی یہاں مراد نہیں اسلیے کہ زبان سے نیت کرنا جناب مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام سے اور اصحاب اور تابعین رضی اللہ عنہم سے
منقول نہیں بلکہ بعضے عالموں نے اسکو بدعت کہا ہے ہم بدعت سے یہاں بدعت حسنہ مراد بقول معتمد ہے نہ بدعت سیئہ بحر الرائق میں کہا کہ زبان سے نیت کرنا
مستحسن ہے اطمینان کے سبب سے نہ اور وجہ سے یعنی انسان کبھی پریشان خاطر ہوتا ہے اور زبان کے کہنے سے ارادہ دلی کو جمعیت ہو جاتی ہے اسلیے زبان
سے کہنا مستحسن ہوا کذا فی الطحطاوی وفی المحیط انہ یقول اللھم انی ارید ان اصلی صلوۃ کذا فیسرھا لی وتقبلھا منی وسیجیء فی الحج
اور محیط میں ہے کہ نماز کا پڑھنے والا یوں کہے کہ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں فلانی نماز کے پڑھنے کا سو اسکو میرے لیے آسان کر دے اور میری
طرف سے اسکو قبول کر اور عنقریب اسکا بیان کتاب الحج میں آویگا ہم یہ مثال ہے نیت کی بلفظ حال نہر الفائق میں کہا کہ اکثر علمانے کہا ہے کہ یہ نیت
حج کے واسطے مخصوص ہے اسواسطے کہ حج زمانہ دراز میں پورا ہوتا ہے اور اسمیں مشقتیں بہت ہوتی ہیں برخلاف نماز کے کذا فی الطحطاوی وجاز تقدیمھا علی
التکبیرۃ ولو قبل الوقت اور جائز ہے مقدم کرنا نیت کا تکبیر تحریمہ پر اگرچہ تقدم نیت کی نماز کے وقت سے پہلے ہو ہم اور نماز کے مانند جمیع
عبادات پر تقدیم نیت کی جائز ہے صحیح قول میں وفی البدائع خرج من منزلہ یرید الجماعۃ فلما انتھی الی الامام کبر ولم تحضرہ النیۃ جاز
ومفادہ جواز تقدیم نیۃ الاقتداء ایضاً فلیحفظ اور بدائع میں ہے کہ ایک شخص نکلا اپنے گھر سے جماعت کی نماز کے قصد سے پھر جب امام تک پہونچا
تو اسنے تکبیر تحریمہ کی اور نیت اقتدا کی اسکو اسوقت حاضر نہوئی تو جائز ہے اور بدائع کے اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ نیت اقتدا کی بھی تقدیم جائز ہے
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے لیکن قہستانی میں ہے کہ نیت اقتدا کی تقدیم امام کی تحریمہ پر صحیح نہیں ما لم یوجد بینھما فاصل من عمل غیر لائق
بصلوۃ ای لا تقدیم نیت کی جائز ہے جب تک کہ نیت اور نماز کے درمیان کوئی عمل قطع کرنے والا نیت کا جو نماز کے مناسب نہیں ہے پایا نجاوے ہم عمل قاطع
چنانچہ کھانا اور پینا اور لکڑی خرید کرنا کذا فی البحر وھو کل ما یمنع البناء اور وہ یعنی عمل غیر مناسب نماز وہ عمل ہے جو بنا و نماز کا مانع ہے ہم اگر اثنا و نماز میں

نمازی کا وضو جاتا رہے تو وہ چپ چاپ جاوے اور دوسرا وضو کرکے بقیہ نماز پڑھے اس بقیہ کے پڑھنے کو بنا کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ چلنا اور
وضو کرنا قاطع نیت نہوگا کیونکہ یہ دونون کام نماز کے اندر قاطع نیت نہین ہوتے تو نماز کے خارج بطریق اولی قاطع نہونگے وشرط الشافعی قرانها
فیندب عندنا اور امام شافعی نے نیت کا متصل کرنا تحریمہ کے ساتھ شرط کیا ہی تو نیت کا ملانا تحریمہ کے ساتھ ہمارے نزدیک مستحب
ہوگا ھم اسواسطے کہ محل اختلاف سے بچنا مستحب ہی اگرچہ ہمارے نزدیک قرآن شرط نہین ولا عبرة بنیة متأخرة عنها علی المذهب
وجوزه الکرخی الی الرکوع اور اُس نیت کا اعتبار نہین جو تحریمہ کے بعد ہو بنا بر صحیح مذہب کے اور کرخی نے رکوع تک تاخیر نیت کو جائز کہا ہی
ھم شامی سے لکھا کہ رکوع وغیرہ کی تصحیح کرخی نے نہین کی بلکہ علمانے اُنکے مذہب کے بموجب تاخیر کا جواز نکالا ہی کسی نے ثنا تک کسی نے رکوع تک کسی نے قعدہ تک
دیکھو ویکفی مطلق نیة الصلوة وان لم یقل لله تعالی لنفل وسنة راتبة وتراویح علی المعتمد اذ تعیینها بوقوعها وقت الشروع اور کفایت کرتی ہی
مطلق نیت نماز کی نفل اور سنت موکدہ اور تراویح کے واسطے معتمد قول پر اگرچہ اسنے نکہا ہو کہ اللہ تعالی کے واسطے نیت کرتا ہون اسلیے کہ نفل اور سنت
اور تراویح کا متعین ہونا ثابت ہوجاتا ہی اُنکے واقع ہونے سے شروع کرنے کے وقت ھم یعنے یون کہنا یا ارادہ کرنا کہ نیت کرتا ہون نفل کی یا سنت فجر کی مثلاً
یا تراویح کی ضرور نہین بلکہ بلاقید نیت کرنا کافی ہی پھر جبکہ فجر کے وقت مطلق نیت سے نماز پڑھیگا تو سنت کا تعین حاصل ہوگا وقوله وان لم یقل لله بیان ہی
اطلاق نیت کا والتعیین احوط اور نفل یا سنت کا متعین کرلینا احوط ہی یعنی تعیین مین زیادہ تر احتیاط ہی اسواسطے کہ اطلاق اور تعیین کی تصحیح
مین اختلاف ہی کذا فی البحر ولا بد من التعیین عند النیة فلو جهل الفرضیة لم یجز اور فرض نماز مین متعین کرلینا نیت کیوقت ضرور ہی تو اگر نماز کے
فرض ہونے سے ناواقف ہوگا تو نماز اُسکی جائز نہوگی ھم ایک شخص پانچ وقت کی فرض نماز پڑھتا ہی لیکن اُنکا فرض ہونا نہین جانتا ہی تو اسکی نماز جائز نہین
اُسپر قضا کرنا واجب ہی کیونکہ اُسنے فرض معین کی نیت نہین کی کذا فی الطحطاوی ولو علمه ولم یمیز الفرض من غیره ان نوی الفرض فی الکل جاز
اور اگر اُسنے بعضی نمازون کو فرض اور بعض کو نفل جانا اور جدا نکیا فرض کو غیر فرض سے تو اگر سب نمازون مین فرض کی نیت کی تو جائز ہی یعنے بقدر فرض کے
فرض ہوگی اور باقی نفل وکذا لو ام غیره فیما لا سنة قبلها اور اسیطرح نماز جائز ہی اگر غیر ممیز نے غیر شخص کی امامت کی فرض کی نیت سے اُس نماز
مین جسکے پہلے نہین ہی ھم یعنے جو شخص فرض اور نفل کو ممتاز نہین کرتا وہ غیر کی امامت کرے فرض کی نیت سے مغرب اور عصر اور عشا مین جنکے پہلے سنت
موکدہ نہین تو مقتدیون اور امام کی نماز صحیح ہی اشباہ مین قنیہ سے منقول ہی کہ نمازی چھ قسم ہین پہلی قسم وہ نمازی ہی جو فرض اور نفل نماز کو جانتا ہی یعنے جانتا ہی
کہ فرض وہ ہی جسکے کرنے مین ثواب اور نکرنے مین عذاب ہی اور سنت وہ ہی جسکے کرنے مین ثواب ہی اور نکرنے مین عذاب نہین سو اُسنے ظہر یا فجر کی نیت کی تو کافی ہی
۲ وہ نمازی ہی جو فرض اور نفل کو جانتا ہی اور فرض کی نیت سے نماز پڑھتا ہی مگر یہ نہین جانتا کہ فرض کسقدر ہی اور سنت کتنی اُسکی بھی نماز درست ہی ۳ وہ نمازی
ہی جو فرض کی نیت سے نماز پڑھتا ہی مگر فرض کے معنی نہین جانتا تو اسکی نماز کفایت نہین کرتی ۴ وہ نمازی ہی جو یہ جانتا ہی کہ آدمی جو نماز پڑھتے ہین اُنمین
بعض نماز فرض ہی اور بعض نفل اور امتیاز نہین کرتا فرض اور نفل مین تو اسکی نماز جائز نہین اسواسطے کہ فرض مین نیت کا معین کرنا شرط ہی اور بعضون نے
کہا کہ اُسنے جو نماز کہ جماعت سے پڑھی اور امام کی نماز کی نیت کی تو درست ہی ۵ وہ نمازی ہی جسنے یہ اعتقاد کیا کہ ہر نماز فرض ہی تو اُسکی نماز جائز ہی ۶ وہ
نمازی ہی جو یہ نہین جانتا ہی کہ خدا کی نماز بندون پر فرض ہی ولیکن وہ پنجگانہ نماز پڑھتا ہی اُسکی نماز جائز نہین ہی انتہی ملخصاً الفرض انه ظهر او
عصر قرنه بالیوم او الوقت او لا هو الاصح یعنے ضرور ہی نیت کی تعیین فرض کیواسطے اسطرح پر کہ وہ نماز ظہر کی ہی یا عصر کی خواہ ظہر یا عصر کے ساتھ
دن اور وقت کو ملاوے یا نملاوے یہی قول صحیح تر ہی ھم یعنے یون کہنا یا نیت کرنا کہ اصلی ظہر الیوم یا ظہر الوقت یعنی آج کی ظہر یا اُسوقت کی ظہر ادا کرتا ہون
کچھ ضرور نہین فقط ظہر یا عصر کی نیت کرنا بلا اضافت کافی ہی اصح قول مین اسواسطے کہ وہ وقت تو اُسکے واسطے متعین ہوگیا ہی ولو الفرض قضاء نیت فرض کی

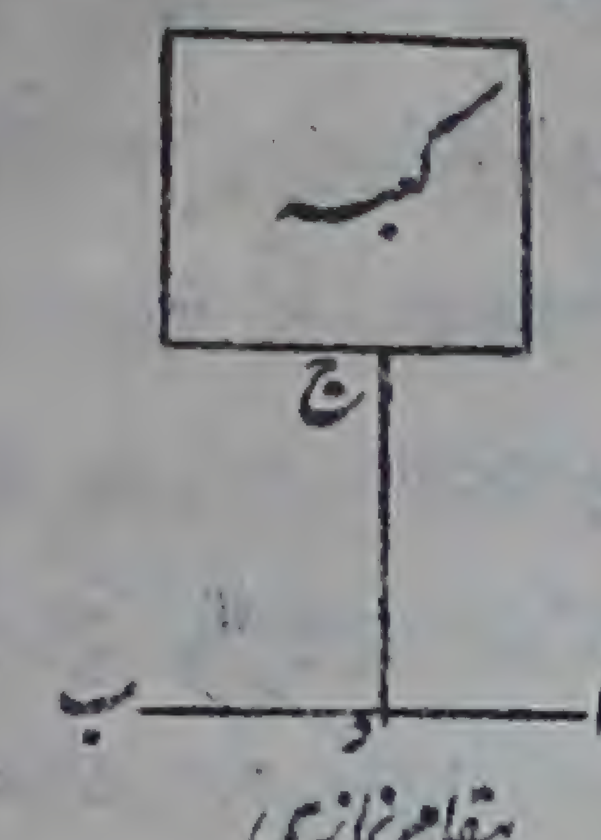
تعیین کی ضرور ہی اگرچہ فرض قضا ہو لکنہ یعین ظہر یوم کذا علی المعتمد لیکن قضا کا پڑھنے والا معین کرے فلانے دن کی ظہر یا عصر کو بنا بر قول
مفتی بہ کے یعنی قضا میں فقط ظہر یا عصر کا کہنا کفایت نہیں کرتا بلکہ معتمد قول یہ ہی کہ کہے فلانے دن کی ظہر پڑھتا ہوں خواہ کثرت فوائت سے ترتیب ساقط ہو گئی ہو
یا نہو ئی ہو اور غیر معتمد قول یہ ہی کہ نیت تعیین کی کثرت فوائت سے ساقط ہی کذا فی الطحطاوی والا سہل نیۃ اول ظہر علیہ او آخر ظہر اور تعیین نیت میں
او صورت بہت سی قضا نمازوں کے آسان تر طریقہ یہ ہی کہ کہے کہ میں نیت کرتا ہوں پہلی ظہر کی جو مجھپر واجب ہی یا پچھلی ظہر کی جو مجھپر واجب ہی ہم آسانی کی وجہ
اس نیت میں یہ ہی کہ شاید تاریخ اور دن قضا کے یاد نہوں و فی القہستانی عن المنیۃ لا یشترط ذلک فی الاصح وسیجئ اٰخر الکتاب و قہستانی
میں منیۃ المصلی سے منقول ہی کہ قضا میں معین کرنا نیت کا شرط نہیں صحیح تر قول میں اور اس مسئلہ کا ذکر آخر کتاب میں یعنی مسائل شتے میں آویگا واوجبا نذرا
او نذرا او سہوا دا ستلاوۃ اور ضرور ہی نیت کا معین کرنا واجب نماز کیواسطے اسطرح کہ وہ وتر کی نماز ہی یا نذر کی یا سجدہ ہی تلاوت کا ہم وتر کی تعیین ضرور ہی
لیکن یاشکر واجب یا سنت کہنا لازم نہیں کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور نذر نماز میں یون کہے کہ وہ نماز پڑھتا ہون جو شفا کیواسطے یا فلانی حاجت کیواسطے
مین نے نذر مانی تھی اسواسطے کہ تعیین نذر کی نہیں ہی بدون ذکر کرنے اسکے اسباب کے کذا فی الطحطاوی ولا اشکر بخلاف سہو اور اسیطرح ضرور ہی معین کرنا
سجدہ شکر کی نیت کا بخلاف سجدہ سہو کے کہ اسمین تعیین ضرور نہیں ہم سجدہ شکر اور سجدہ سہو میں شارح سے سہو واقع ہوا یون کہنا ٹھیک تھا و کذا سہو
شکر یعنے اسیطرح ضرور ہی معین کرنا سجدہ سہو کا نہ سجدہ شکر کا اسواسطے کہ سجدہ سہو کا واجب ہی اور سجدہ شکر کا نفل ہی حالانکہ نفل میں تعیین نیت ضرور نہیں یہ بحث ہی
صاحب نہر الفائق کی کہ تعیین نیت سہو میں واجب ہی نہ شکر میں کذا فی الطحطاوی مختصرا دون تعیین عدد رکعاتہ لحصولہا ضمنا فلا یضر الخطاء فی عددہا
ضرور نہیں معین کرنا شمار رکعات کا فرض اور واجب میں کیونکہ رکعات تو ضمنا حاصل ہیں یعنی تعیین رکعات تو حق تعالی کیطرف سے حاصل ہو چکی اسمین تو
احتمال کمی بیشی کا نہیں تو عدد رکعات میں چوک جانا کچھ ضرر نہیں کرتا یعنی جسکی تعیین ضرور نہیں تو اسمین خطا واقع ہونے سے کچھ ضرر نہیں تو اگر ظہر میں مثلا تین رکعت
کی اور فجر میں چار رکعت کی نیت کی تو نماز جائز ہی و ینوی المقتدی المتابعۃ اور نیت کرے امام کے پیچھے پڑھنے والا امام کے پیچھے ہونے کی یعنی یون ارادہ کرے
کہ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہون لم یقل ایضا لانہ لو نوی الاقتداء بالامام او الشروع فی صلوۃ الامام ولم یعین الصلوۃ صح فی الاصح وان لم یعلم
بہا لجعلہ نفسہ تبعا لصلوۃ الامام مصنف نے لفظ ایضا نہ کہا یعنی کنز وغیرہ کی طرح یون نہ کہا کہ علاوہ نیت سابقہ کے مقتدی نیت متابعت کی بھی کرے
اسلیے کہ اگر نمازی امام کی اقتدا کی نیت کرے یا امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کرے اور نماز کو معین نکرے تو صحیح تر قول میں اقتدا درست ہو جائیگا گو مقتدی
امام کی نماز کو نجانتا ہو کیونکہ اسنے تو اپنے آپکو امام کا تابع کر دیا ہو تو اسکے لیے نماز کے معین کرنے وغیرہ کی حاجت نہیں ہم شامی نے کہا کہ تبعا لصلوۃ الامام کی جگہ
اگر شارح تبعا للامام کہتا ہوتا تو بہتر تھا جیسے بحر نے کہا ہی اسلیے مترجم نے زیری لفظ کا ترجمہ کیا بخلاف ما لو نوی صلوۃ الامام وان انتظر تکبیرہ فی
الاصح لعدم نیۃ الاقتداء بخلاف اس صورت کے کہ نیت کرے امام کی نماز کی اگرچہ اسکے اللہ اکبر کہنے کا منتظر رہے صحیح تر قول میں اور یہ صورت حکم سابق کے
خلاف ہی بسبب نہونے اقتدا کی نیت کے ہم یعنے اس صورت میں اقتدا درست نہوگا کیونکہ نیت اقتدا مفقود ہی اسلیے کہ جب امام کی نیت کی تو اس سے یہ لازم نہیں
آتا کہ اقتدا کی نیت بھی کی ہم اسیطرح جب امام کی تکبیر کا انتظار کیا تو انتظار بھی کبھی اقتدا کے لیے ہوتا ہی اور کبھی عادت کی وجہ سے تو دونون صورتون میں شک
کی وجہ سے مقتدی نہوگا کذا فی الشامی الا فی جمعۃ و جنازۃ و عید علی المختار لاختصاصہا بالجماعۃ مگر جمعہ اور جنازہ اور عید کی نماز میں
مذہب مختار پر نیت اقتدا ضرور نہیں اسلیے کہ یہ نمازیں جماعت کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی تنہا نہیں پڑھی جاتیں تو جسوقت آدمی انکی نیت کریگا تو نیت اقتدا
ضمنا ثابت ہوگی ولو نوی فرض الوقت مع بقائہ جاز اور اگر نمازی نے فرض وقت کی نیت کی وقت کے باقی ہوتے ہوئے تو یہ نیت کرنا جائز ہی
یعنی اگر نماز میں صرف یہ نیت کرے کہ فرض وقت پڑھتا ہون تو اس نیت سے نماز درست ہوگی الا فی الجمعۃ فانہا بدل مگر جمعہ کی نماز میں فرض وقت کی

جائز نہیں اسلیے کہ جمعہ کی نماز عوض ہر اس روز کے ظہر کا یعنی فرض وقت ظہر ہر نہ جمعہ الا ان یکون عندہ فی اعتقادہ انہا فرض الوقت کما هو رأی البعض فتصح
مگر یہ کہ نمازی کے عندیہ اور اعتقاد مین ہو کہ جمعہ فرض وقت ہی ظہر کا بدل نہین چنانچہ بعض فقہا کی تجویز یہی ہر تو اس صورت مین جمعہ فرض وقت کی نیت سے
درست ہوگا ولو نوی ظہر الوقت فلو مع بقائہ ای الوقت جاز ولو فی الجمعۃ اور اگر وقت کے ظہر مثلاً نیت تو اگر وقت کے باقی رہنے کے ساتھ ہوگی
تو جائز ہر اگرچہ جمعہ مین ہو ہم فیض الغفار شرح المختار مین ہر کہ اگر نیت وقت کے ظہر کی جمعہ کے سوا مین کریگا تو اگر وقت کے اندر ہوگی تو درست ہر اسلیے
شارح نے شرنبلالیہ کی تبعیت سے ولو فی الجمعہ کی قید لگائی تا کہ معلوم ہو کہ اس حکم مین جمعہ اور غیر جمعہ برابر ہین کذا فی الشامی ملتقطا ولو مع عدمہ بان کان
قد خرج وهو لا یعلمہ لا یصح فی الاصح اور اگر ظہر الوقت کی نیت وقت کے نہونے کے ساتھ ہو اسطرح کہ وقت نکل چکا ہو اور نمازی اسکے نکلنے کو
نجانتا ہو تو صحیح تر قول مین درست نہوگی ہم وقت کے نکلنے کو نہ جاننے کی قید اسلیے لگائی کہ اگر وقت کے نکلنے کو جان کر ایسی نیت کریگا تو درست ہوگی کذا
فی الشامی ومثلہ فرض الوقت اور ظہر الوقت کی مثل ہر حکم فرض الوقت کا یعنی اگر وقت کے نکلنے پر نیت وقت کے فرض کی کریگا اور وقت کے گذر جانے کو نجانتا ہوگا
تو یہ بھی اول مسئلہ کی طرح صحیح تر قول مین درست نہوگی اور اشباہ مین جو درستی کا قول منقول ہر وہ اصح کے خلاف ہر کذا فی الشامی فلو نوی نیۃ ظہر الیوم لجواز
مطلقا لصحۃ القضاء بنیۃ الاداء کعکسہ هو المختار پس بہتر یہ ہر کہ نیت آج ظہر کی کرے واسطے اسکے جائز ہونے کے ہر طرح سے یعنے
اگرچہ عین وقت مین پڑھے یا وقت نکل گیا ہو بسبب درست ہونے قضا کے ادا کی نیت سے مثل اسکے عکس کے یعنے صحیح ہونے ادا کے قضا کی نیت سے یہی قول
مختار ہر ہم یعنی اگر آج کے ظہر کی نیت ہوگی تو ہر چند وقت گذر بھی گیا ہو گا تب بھی وہ نماز اس روز کے ظہر کی ہوگی اور وقت کے ظہر کی نیت سے وقت نکلنے پر
اسوقت کا ظہر نہ ٹھہریگا اور شارح نے جو یہ کہا کہ بہ سبب درست ہونے قضا بہ نیت ادا اسکا مطلب یہ ہر کہ وقت کے گذرنے پر اگر بے علمی مین ظہر الیوم کی نیت کریگا
تو گویا قضا کو بہ نیت ادا پڑھیگا حالانکہ یہ جائز ہر جیسے کوئی قیدی اٹکل سے رمضان کے روزے رکھے اور بعد کو معلوم ہو کہ رمضان ہو چکا تھا تو اسکے روزے
درست ہونگے مگر اس تعلیل مین یہ خلل ہر کہ یہ اسوقت بنتی ہر کہ نمازی ادا کی نیت سے پڑھے اور اگر اسکی نیت کچھ نہو نہ ادا کی نہ قضا کی تو اسوقت یہ تعلیل نہ بنیگی
کذا فی الطحطاوی وتمامہ فی الشامی ومصلی الجنازۃ ینوی الصلوۃ للہ تعالی وینوی ایضا الدعاء للمیت اور جنازہ کی نماز پڑھنے والا نیت کرے نماز کی
خاص اللہ تعالی کے لیے اور نیز دعا کی نیت کرے مردہ کے لیے لانہ الواجب علیہ اسلیے کہ نیت نماز اور دعا نمازی پر واجب ہر ہم طحطاوی نے کہا کہ اگر مرجع ضمیر لانہ
کا نماز و دعا دونون کی نیت ہو تو یہ خلل رہیگا کہ دعا جنازہ مسنون ہر نہ واجب اسلیے حلبی نے مرجع ضمیر صرف نیت صلوۃ قرار دیا ہر جو ینوی الصلوۃ سے سمجھا جاتا ہر
اور شامی نے کہا کہ مرجع ضمیر نیت دعا اس اعتبار سے ہر کہ نماز جنازہ خود دعا ہر کیونکہ اسمین قرات اور رکوع اور سجدہ اور تشہد نہین اور اسکا موید وہ قول ہر جو
منیۃ مین مذکور ہر کہ نماز جنازہ امام اعظم اور انکے اصحاب کے قول مین درحقیقت دعا ہر نہ نماز فیقول اصلی للہ داعیا للمیت تو جنازہ کی نماز پڑھنے والا
یون کہے کہ مین نماز پڑھتا ہون اللہ تعالی کے لیے دعا مانگنے والا مردہ کے واسطے وان اشتبہ علیہ المیت ذکر ام انثی یقول نویت اصلی مع الامام علی
من یصلی علیہ الامام اور اگر میت نمازی پر مشتبہ ہو جاوے معلوم نہو کہ مرد ہر یا عورت تو وہ یون کہے کہ مین نیت کرتا ہون کہ نماز پڑھون امام کے ساتھ
جس شخص پر کہ امام نماز پڑھتا ہر وافاد فی الاشباہ بحثا انہ لو نوی المیت الذکر فبان انہ انثی او عکسہ لم یجز اور اشباہ مین بحث کر کے یہ افادہ کیا ہر کہ اگر
نیت کی مذکر مردہ کی پھر معلوم ہوا کہ وہ عورت ہر یا اسکا عکس یا مردہ عورت کی نیت کی پھر ظاہر ہوا کہ مرد ہر تو نماز درست نہوگی ہم وجہ عدم جائز کی یہ ہر کہ میت مثل
امام کے ہر اسکی تعیین مین چوک جانا ایسا ہی ہر جیسا امام کی تعیین مین چوکنا تو جیسے امام کی تعیین مین چوکنے سے نماز درست نہین ہوتی ویسے ہی میت کی تعیین مین
خطا ہونے سے درست نہوگی مثلاً اگر نیت کی کہ زید پر نماز پڑھتا ہون پھر معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہر تو نماز درست نہوگی ہان اگر اشارہ کر کے کہے کہ اس مرد پر پڑھتا ہون
جو زید ہر پھر ظاہر ہو کہ وہ عمرو ہر تو نماز درست ہوگی کیونکہ اشارہ کرنے سے نام مین خطا کرنا لغو ہو جاتا ہر کذا فی الشامی وانہ لا یضر تعیین عدد للموتی الا اذا بان

انتھی اکثر لعدم نیۃ الزائد اور اشباہ مین یہ بھی مذکور ہے مردون کے عدد کی تعیین کرنا ضرور نہین مگر جس صورت مین کہ ظاہر ہو کہ شمار انکا نمازی کی تعیین سے زیادہ ہی بسبب پائے جانے نیت زائد از شمار کے یعنے اگر نمازی نے نیت دس جنازون کی کی اور وہ درحقیقت دس ہین یا کمتر تو نماز درست ہوگی اور اگر گیارہ یا زیادہ ہونگے تو درست نہو گی کیونکہ جسقدر زیادہ ہین انکی نیت نہین پائی گئی طحطاوی نے کہا کہ اس صورت مین دس کی جو نیت کی ہی انکی بھی درست نہووے گی کیونکہ دس غیر معین کی نیت کی ہی تو ہر جنازہ زائد ہو سکتا ہی اور زاید نیت مین داخل نہین اسلیے سبکی نماز کی باطل ہوگی والامام ینوی صلوٰتہ فقط اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے ھم یعنی کسی کے امام ہونے کی نیت نکرے اسلیے کہ وہ خاص اپنے حق مین تنہا پڑھنے والے کی طرح ہی اب یہان ایک وہم ہوتا ہی کہ امام کا حال مثل مقتدی کے ہونا چاہیے یعنے جیسے مقتدی کو نیت اقتدا شرط ہی ویسی امام کو امامت کی نیت شرط ہونی چاہیے اس وہم کو مصنف اور شارح نے آیندہ قول مین دفع کیا ولا یشترط للصحۃ الاقتداء نیۃ امامۃ المقتدی بل لنیل الثواب عند اقتداء احد بہ لا قبلہ کما بحثہ فی الاشباہ لو ام رجالا اور شرط نہین اقتدا کی درستی کے لیے امام کو مقتدی کی امامت کی نیت کرنی جس صورت مین کہ مردون کا امام ہو بلکہ ثواب جماعت کا حاصل کرنے کے لیے امامت مقتدی کی نیت شرط ہی جبکہ کوئی امام کا اقتدا کرے نہ پیشتر اقتدا کے چنانچہ اسکو اشباہ مین بیان کیا ہی ھم یعنے اقتدا کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضرور نہین کہ امام نیت امامت کی کرے بلکہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے کو امامت کی نیت چاہیے اور یہ نیت اسوقت ہی جب کوئی امام کا اقتدا کرے پہلے سے یہ بھی ضرور نہین اگرچہ پہلے سے نیت کر لینی بھی جائز ہی فلو حلف لا یحنث فلا یؤم احدا مالم ینو لہا ھ تو آدمی قسم مین جھوٹا نہوگا اس قسم مین کہ کسی کا امام نہونگا جبتک کہ امامت کی نیت نکریگا ھم شارح نے یہ مسئلہ اپنے اس قول پر متفرع کیا کہ صحت اقتدا کے لیے امام کو نیت امامت کی ضروری نہین اور صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین کسی کی امامت نکرونگا پھر جب وہ نماز کو بدون نیت امامت کے کھڑا ہوا تو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھنے لگے پس اس صورت مین اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اسلیے کہ قسم ٹوٹنے کی شرط یہ تھی کہ امامت کا قصد کرتا اور یہ شرط بدون نیت امامت کے موجود نہین ہوئی اسلیے قسم نہ ٹوٹی کذا فی الشامی بتصرف وان ام نساء فان اقتدت بہ المرأۃ محاذیۃ لرجل فی غیر صلوٰۃ جنازۃ فلا بد لصحۃ صلوتھا من نیۃ امامتھا لئلا یلزم الفساد بالمحاذاۃ بلا التزام اور اگر نمازی عورتون کا امام ہو تو اگر کوئی عورت اسکا اقتدا کسی مرد کے برابر کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز کے سوا مین کریگی تو اس عورت کی نماز درست ہونے کے لیے اسکی امامت کی نیت ضروری ہی تاکہ عورت کی برابری سے نماز کی خرابی بدون لازم پکڑنے کے لازم نہ آوے ھم صلوٰۃ جنازہ کو اسلیے مستثنا کیا کہ اسکے اندر نیت عورت کی امامت کی بالاتفاق شرط نہین اور محاذاۃ سے وہ برابری مراد ہی جو ان شروط کے ساتھ ہو جو آگے باب الامامۃ مین مذکور ہونگی اور التزام سے غرض نیت امامت ہی اور حاصل شارح کی تعلیل کا یہ ہی کہ اگر عورت کا اقتدا بدون نیت کے درست ہو جاوے تو امام پر خراب کرنا مرد کی نماز کا بدون لازم پکڑنے کے لازم آویگا یعنے اگر بالفرض عورت مرد کے برابر کھڑی ہو گئی اور بدون نیت امامت کے اسکا اقتدا صحیح ہو گیا تو چاہیے کہ امام کی جہت سے اس مرد کی نماز فاسد ہو جاوے حالانکہ لازم آنا کسی چیز کا امام پر بدون اسکے لازم پکڑنے کے جائز نہین اسلیے عورت کی اقتدا کے لیے نیت اسکی امامت کی شرط ہوئی وان لم تقتد محاذیۃ اختلف فیہ فقیل یشترط وقیل لا کجنازۃ اجماعا وکجمعۃ وعید علی الاصح خلاصۃ واشباہ اور اگر عورت نے محاذی مرد کے ہو کر اقتدا نکیا تو اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ صحت اقتدا کے لیے نیت امامت کی شرط ہی اور بعضون نے کہا کہ شرط نہین جیسے جنازہ مین بالاتفاق شرط نہین اور جیسے جمعہ اور عید مین اصح قول پر شرط نہین ھم جمعہ اور عید مین اصح کی قید اسلیے لگائی کہ جمہور کے نزدیک ان دونون مین نیت امامت عورت کی شرط ہی کذا فی الطحطاوی وعلی الاول ان لم تحاذ احدا تمت صلوتھا والا لا اور اس قول پر کہ عورت کی اقتدا کے لیے اسکی امامت کی نیت شرط نہین یہ ہی کہ عورت کسیکی محاذی یعنے برابر یا آگے بڑھی ہوئی نہو گی تب تو اسکی نماز پوری ہوگی اور آگے بڑھ جائیگی یا برابر ہوگی تو اسکا اقتدا باقی نرہیگا اور نماز تمام نہوگی ونیۃ استقبال القبلۃ لیست بشرط مطلقا علی الراجح اور نیت قبلہ کیطرف منھ کرنے کی شرط نہین ہر حال مین یعنی خواہ نمازی کعبہ کے قریب ہو یا دور جنگل مین ہو یا مسجد مین بنا بر قول قوی کے ھم مقابل قول قوی کا یہ قول

ضعیف یہ ہی کہ چونکہ قریب شخص کے لیے کعبہ کا سامنے ہونا فرض ہی بالاتفاق اور دور والے کو یہ امر ممکن نہین بجز اسکے کہ دل مین نیت کرے اسلیے دور والے کو نیت
قبلہ کیطرف منھ کرنے کی شرط کی گئی فما قیل لو نوی بناء الکعبۃ او المقام او محراب مسجدہ لم یجز مفرع علی المرجوح تو یہ جو کسی نے کہا ہی کہ اگر نمازی عمارت
کعبہ کی نیت کریگا یا مقام ابراہیم کی یا اپنی مسجد کی محراب کی تو درست نہوگی یہ مسئلہ قول ضعیف پر متفرع ہی یعنے جو لوگ نیت قبلہ رخ ہونے کی شرط کہتے ہین انکے
نزدیک اگر کعبہ کے سوا اور طرف منھ کرنے کی نیت ہوگی تو درست نہوگی مثلاً نیت کعبہ کی عمارت کی جائز نہوگی اسلیے کہ کعبہ میدان خاص وہوا کا نام ہی نہ عمارت کا
اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہی جسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنانے کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور محراب مسجد علامت سمت کعبہ کی ہی غرضکہ ان صورتون مین
عین کعبہ کیطرف منھ کرنے کی نیت نہین پائی جاتی اسلیے انکے نزدیک نماز بھی درست نہوگی اور یہ قول ضعیف ہی اور قول قوی کے بموجب نماز درست ہوگی اسلیے
کہ جب نیت کعبہ شرط نہین تو غیر کعبہ کی نیت سے کچھ نقصان نہوگا کذا فی الشامی ملتقطاً کنیۃ تعیین الامام فی صحۃ الاقتداء فانہا لیست بشرط جیسے نیت
امام کی تعیین کی اقتدا کی درستی مین کہ وہ بھی شرط نہین فلو ائتم بہ یظنہ زیداً فاذا ھو بکر صح مثلاً اگر امام کا اقتدا کیا اسکو زید سمجھ کر پس وہ بکر نکلا تو اقتدا
درست ہوگا اسلیے کہ اسنے امام موجود کے اقتدا کی نیت کی تھی تو اب اگر اسکا نام کچھ اور سمجھ لیا تو کیا نقصان ہی کیونکہ اعتبار نیت کا ہی نہ سمجھ کا کذا فی الحلبیۃ الا اذا
عیّنہ باسمہ فبان غیرہ مگر اس صورت مین اقتدا درست نہین کہ امام کو اسکے نام سے معین کیا پھر کوئی غیر نکلا یعنے اقتدا مین امام موجود کی نیت نہ کی
بلکہ اقتدا زید کی نیت کی خواہ اسکا نام زبان سے کہا یا نہ کہا تو اب اگر وہ عمرو ہوگا تو اقتدا درست نہوگا کیونکہ نیت کا اعتبار ہی اور اسنے امام حاضر کے غیر کے اقتدا کی نیت کی
اسلیے صحیح نہوئی الا اذا عرفہ کان کالقائم فی المحراب واشارۃ کھذا الامام الذی ھو زید مگر نام کے ساتھ تعیین مین اسوقت اقتدا درست ہوگا
کہ امام کا پتا درست بتا دے مثلاً یون کہے کہ زید جو محراب مین کھڑا ہی یا اشارہ سے اسکو بتا دے کہ یہ امام جو زید ہی تو اب اگر کوئی اور امام نکلیگا تو کچھ مضائقہ نہین اسلیے
کہ اشارہ کر دینے سے نام لینے کا اعتبار جاتا رہا کذا فی الشامی ولا اذا اشار بصفۃ مخصّصۃ کھذا الشاب فاذا ھو شیخ فلا یصح ہان اگر کسی صفت حاضر سے
اشارہ کریگا اور وہ صفت امام مین نپائی جائیگی تو اقتدا صحیح نہوگا مثلاً یون کہا کہ اس جوان کے پیچھے اور وہ بوڑھا ہی تو اقتدا صحیح نہین وبعکسہ یصح لان الشاب
یدعی شیخا لعلمہ اور اسکے عکس مین اقتدا درست ہی یعنے اگر نیت کی کہ اس بوڑھے کے پیچھے اور وہ جوان نکلا تو اقتدا صحیح ہی کیونکہ جوان کو اسکے علم کی جہت سے
بوڑھا کہا کرتے ہین وفی المجتبی نوی ان لا یصلی الا خلف من ھو علی مذھبہ فاذا ھو غیرہ لم یجز اور مجتبی مین ہی کہ مقتدی نے نیت کی کہ اسکے پیچھے نماز پڑھتا ہون
جو میرے طریق پر ہی اور پھر وہ اس طریق کا نہ تھا تو اقتدا درست نہوگا ھم وجہ عدم جواز کی یہ ہی کہ جب اسنے اپنے مذہب کے امام کی نیت کی اور امام غیر مذہب کا نکلا تو گویا اسنے
امام معدوم کی اقتدا کی نیت کی کذا فی الشامی عن المنیہ **فائدہ** یہ ایک کام کی بات ہی انما کان لا عتبار بالتسمیۃ عندنا لم یختص تضاعف الصلوٰۃ فی مسجدہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام بما کان فی زمنہ فلیحفظ چونکہ ہم حنفیون کے نزدیک اعتبار نام لینے کا ہی (یعنی اس صورت مین کہ اشارہ نہو) اسلیے ثواب نماز کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف مین مخصوص اس مقدار پر نہوگا جو آپ کے عہد مبارک مین تھی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ھم یعنی یہ جو بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے
روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد مین بہتر ہی ہزار نمازون سے اسکے سوا دوسری مسجد مین سوائے مسجد حرام کے
تو یہ ہزار گنا ہونا نماز کا صرف اسقدر مسجد پر مخصوص نہین جو حضرتؐ کے وقت مبارک مین تھی بلکہ مسجد شریف مین جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور ولید اور مہدی نے
اضافہ کیا ہی اس زیادہ کی ہوئی مین بھی ایک نماز ہزار کے برابر ہوگی اسلیے کہ حدیث مین میری مسجد ارشاد فرمایا ہی اور ظاہر ہی کہ جو مسجد اب موجود ہی وہ سب مسجد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہی تو بڑھی ہوئی مقدار مین بھی ثواب ہزار گنا ہوگا اور امام نووی نے اس ثواب کو خاص اسی مقدار کے ساتھ کیا ہی جو آپکے عہد مبارک مین
تھی وہ یہ فرماتے ہین کہ حدیث مین سوائے نام لینے کے اشارہ بھی ہی کہ فی مسجدی ہذا فرمایا ہی یعنی میری اس مسجد مین جس سے جگہ خاص جو اس روز موجود تھی مراد ہی پس
بڑھی ہوئی مقدار اسمین داخل نہوگی اسکے داخل ہونے کو کوئی دلیل چاہیے اور حنفیہ جواب دیتے ہین کہ یہ اشارہ جگہ کے خاص کرنے کے لیے نہین بلکہ اسلیے ہی کہ مسجد مدینہ مطہرہ

کے سوا اور مساجد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہین وہ اس فضیلت مین داخل نہین کذا فی الشامی تبصرف وَالسَّادِسُ اِستقبالُ القبلةِ حقیقةً اوحکماً کالعاجز اور چھٹی شرط نماز کی کعبہ کیطرف منھ کرنا ہی خواہ حقیقت مین ہو یا حکما ہو جیسے عاجز یعنے وہ شخص کہ مرض یا دشمن کے ڈر سے یا قبلے کے نہ معلوم ہونے کی جہت سے قبلہ رخ نہین ہوسکتا تو جسطرف کہ مریض و خائف اپنا منھ کرسکتے ہین یا قبلہ کا نجاننے والا اٹکل سے کسیطرف کو قبلہ ٹھہراتا ہو وہ انکا قبلہ حکمی ہی والشرط حصولہ لاطلبہ اور شرط قبلہ رخ ہونا ہی نہ اسکا طلب کرنا ھم یعنے شرط صرف اسقدر ہی کہ مقابلہ کعبہ کا پایا جاے اس مقابلہ کا طلب کرنا شرط نہین یعنے سین اور رے استقبال مین بمعنی طلب نہین ہان جس صورت مین کہ حصول قبلہ طلب پر موقوف ہو تو ہو قت طلب شرط ہو گی کذا فی الشامی عن الحلیة وھو شرط زائد للابتلاء یسقط للعجز اور کعبہ کیطرف منھ کا ہونا ایک زاید شرط ہی بندون کے امتحان کے لیے ساقط ہوجاتی ہی عاجزی کے سبب سے ھم زاید شرط ہی یعنی عبادت مین مقصود نہین اور امتحان سے یہ مراد ہی کہ عاقل بالغ شخص جو خدا تعالے پر جہت کو محال جانتا ہی اسکی اصل پیدائش اسکی مقتضی ہی کہ نماز مین کسی خاص طرف کو منھ نہ کرے اسلیے اللہ تعالے نے مکلف بندون کو ایسی بات کا حکم کیا جو انکی مقتضاے اصل پیدائش کے خلاف ہو تاکہ امتحان کرے کہ کہنا مانتے ہین یا نہین کذا فی الحلبی حتے لو سجد للکعبة نفسہا کفر یہان تک کہ اگر خود کعبہ کو سجدہ کریگا تو کافر ہو جائیگا ھم یعنے جب کعبہ کیطرف منھ کرنا شرط زائد ٹھہرا اور مقصود سجدہ کا اللہ تعالی ہی تو عین کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہو گا کذا فی الشامی فللمکی وکذا المدنی لثبوت قبلتھا بالوحی اصابة عینھا یعم المعاین وغیرہ لکن فی البحر انہ ضعیف والاصح ان من بینہ وبینھا حائل کالغائب واقرہ المصنف قائلا فالمراد بقولی فللمکی یعاین الکعبة تو مکہ کے رہنے والے کا قبلہ اور اسیطرح مدینہ کے باشندہ کا کیونکہ مدینہ کا قبلہ وحی سے ثابت ہوا ہی عین کعبہ کی سیدھ ہی یہ قول ماتن کا عام ہی کعبہ کے دیکھنے والے کو یعنی سب اہل مکہ اور مدینہ کو نماز مین عین کعبہ کی سیدھ پر نماز پڑھنی چاہیے شامی نے کہا کہ لام للمکی کا بمعنی علی ہی یعنے مکی پر واجب ہی سیدھ باندھنی کعبہ کی مگر بحر الرائق مین ہی کہ یہ قول ضعیف ہی اور صحیح تر قول یہ ہی کہ جس شخص کے اور کعبہ کے درمیان مین آڑ ہو مثل دیوار یا پہاڑ کے تو اسکا حال مثل غائب کے ہی یعنے اسکا قبلہ جہت کعبہ ہی نہ عین کعبہ اور ثابت رکھا ہی اس قول کو مصنف نے یہ کہکر کہ مراد میرے قول فللمکی سے وہ مکہ کا رہنے والا ہی جو کعبہ کو دیکھتا ہو ولغیرہ ای غیر معاینھا اصابة جھتھا اور مکی کے سوا کا قبلہ یعنے اس شخص کا جو کعبہ کو دیکھتا نہو سیدھ ہی کعبہ کی جہت کی بان یبقی شیء من سطح الوجہ مسامتا للکعبة اولھوائھا بان یفرض من تلقاء وجہ مستقبلھا حقیقة فی بعض البلاد خط علی زاویة قائمة الی الافق مارا علی الکعبة وخط اخر یقطعہ علی زاویتین قائمتین یمنة ویسرة منیة یعنے کچھ چہرہ کی سطح مقابل کعبہ کے یا ہوا ر کعبہ کے باقی رہے اسطرح کہ جو شخص بعض شہرون مین حقیقت مین کعبہ کیطرف کو منھ کیے ہی اسکے چہرہ کی سیدھ سے ایک خط زاویہ قائمہ پر افق تک کعبہ پر گذرتا ہوا فرض کیا جاے اور ایک دوسرا خط اس خط کو دو زاویہ قائمہ پر اس شخص کے داہنے بائین قطع کرے تو یہ خط دوسرا جو کعبہ کے مقابل ہو گا جہت کعبہ کی ہو گی کذا فی المنح ھم جہت کے معنون مین شارح نے اختصار کو کام فرمایا جس سے مراد کا سمجھنا دشوار ہو گیا اسلیے تعریف جہت کی ایسی طرح پر کرنی جس سے مقصود معلوم ہو جاے ضروری ہی معراج مین جہت کی تعریف یہ لکھی ہی کہ جہت کعبہ وہ طرف ہی کہ جب آدمی اسکی طرف منھ کرے تو کعبہ کا یا اسکی ہوا کا مقابل تحقیقا ہو جاے یا تقریبا اور مقابلہ تحقیقی سے یہ غرض ہی کہ اگر ایک خط اسکے چہرہ کی سیدھ سے افق پر عمود کھینچا جاے تو وہ کعبہ پر یا اسکی ہوا پر گذرے اور تقریبی مقابلہ یہ ہی کہ خط مذکور کعبہ یا اسکی ہوا سے منحرف ہو مگر نہ اسقدر کہ اس سے بالکل مقابلہ جاتا رہے بلکہ کسیقدر چہرہ کی سطح کعبہ کے یا اسکی ہوا کے مقابل باقی رہے اب جہت کے معلوم کرنے کے دو طریق ہین ایک وہ کہ شارح نے مختصر طور پر ذکر کیا جسکو ہم تشریح سے لکھتے ہین فرض کرو کہ نقطہ د پر ایک نمازی ہی جسکی پیشانی سے اگر عمود افق پر نکالا جاتا ہی تو وہ کعبہ کی دیوار خواہ اسکی ہوا پر نقطہ ج مین ملاقی ہوتا ہی اس خط د ج پر اگر ایک عمود نمازی کے داہنے بائین نکالو مثلا اب تو خط اب جہت کعبہ کی ہو گی یعنی جو شخص اس خط پر سواے نقطہ د کے کسی جگہ داہنے یا بائین ہو جائیگا تو وہ تقریبا مقابل کعبہ کا یا اسکی ہوا کا ہو گا اسلیے کہ تھوڑے فاصلہ مین تو ذرا سا داہنے بائین سرکنے سے مقابلہ جاتا رہتا ہی اور جب فاصلہ زیادہ ہوتا ہی تو اسیکے بناسب سرکنے سے مقابلہ جاتا ہی تھوڑا سا داہنے بائین ہونے سے نہین جاتا مثلاً چاند جو لوگون سے



بہت دور ہی تمام شہر کے آدمیون کو یکسان معلوم ہو گا یعنے اگر ایک کے سر پر ایک جگہ ہو گا تو اُسوقت سب شہر کے لوگون کو ہر جگہ سے سر پر ہی معلوم ہو گا اسیطرح کعبہ کا فاصلہ جب بہت دور ہوتا ہی تو مقابلہ تحقیقی کے مقام سے ادھر اُدھر ٹل جانے سے مقابلہ زائل نہین ہوتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ ہندوستان کے اکثر شہرون کی مسجدین ایک سمت کو ہین ✤

دوسرا طریق جہت معلوم ہونے کا یہ ہی کہ نمازی کی آنکھون کے بیچ کے نقطہ سے دو خط ایسے کھینچے جائین کہ وہ ایک دوسرے سے مل کر زاویہ قائمہ سے کم بنائین تو اگر کعبہ ان دونون خطون کے درمیان مین واقع ہو گا تو مقابلہ زائل نہو گا ورنہ زائل ہو جائیگا اسکی صورت یہ ہی کذا فی الشامی بتصرف ✤



قلت فمعنی التیامن والتیاسر فی عبارة الدرر فتبصر مین کہتا ہون کہ یہی معنی ہین دہنے بائین ہٹنے کے درر کی عبارت مین تو اسکو خوب دیکھ بھال لے کہ مطلب دقیق ہی ہم یعنے درر کا یہ مطلب نہین کہ کعبہ کو دہنی طرف کرلے یا بائین طرف کہ اس صورت مین قطعًا مقابلہ جاتا رہیگا بلکہ مراد یہ ہی کہ خط جہت پر داہنے بائین ہونے سے مقابلہ بنا رہتا ہی جیسا ہمنے اوپر بیان کیا جہت کے طریق اول مین

وتعرف بالدلیل اور قبلہ پہچانا جاتا ہی اُس علامت سے جو قبلہ کو بتائے وھو فی القری والامصار محاریب الصحابة والتابعین وفی المفاوز والبحار النجوم کالقطب اور علامت قبلہ شہرون اور گانون مین مسجدین صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ہین اور جنگلون اور سمندرون مین ستارے ہین جیسے قطب یعنی جس جگہ مسجدین قدیم موجود ہون وہان سمت قبلہ کی اُنسے معلوم ہو سکتی ہی ورنہ قطب وغیرہ ستارون سے مثلاً ہندوستان کے اکثر شہرون مین قطب نمازی کے دہنے شانہ پر رہتا ہی تو رات کو ہر جگہ اُس سے سمت قبلہ معلوم ہو سکتی ہی وَالّا فمن الاھل العالم بھا ممن لو صاح بہ سمعہ اور نہین تو اُس جگہ باشندہ قبلہ کے جاننے والے سے پوچھا جاے اور باشندہ اُنہین سے ہو کہ اگر نمازی اُسکو زور سے پکارے تو وہ اُسکی پکار سن لے ہم یعنے اگر نہ مسجدین ہون نہ قطب سے حال کھُلے نہ کوئی آلہ مثل قبلہ نما کے پاس ہو تو سمت قبلہ کو اُس جگہ کے باشندہ سے پوچھنا چاہیے اُس سے پوچھنے مین دو شرطین ہین ایک یہ کہ قبلہ کا جاننے والا ہو نہر الفائق مین کہا کہ اسکے ساتھ یہ بھی چاہیے کہ مقبول الشہادة ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ ذمی اور جاہل کا کہنا اس باب مین مفید نہین دوسرے یہ کہ نمازی کی پکار سنے طحطاوی نے کہا کہ ممن لو صاح بدل ہی اہل سے والمعتبر فی القبلة العرصة لا البناء فھی من الارض السابعة الی العرش اور قبلہ کے باب مین معتبر کشادگی اور میدان کعبہ ہی نہ اُسکی عمارت تو وہ کشادگی ساتوین زمین سے لیکر عرش تک ہی طحطاوی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص زمین کے اندر گہرے کنوؤن مین یا اونچے پہاڑون پر نماز پڑھیگا تو اُسکی نماز درست ہو گی جیسے کعبہ کی چھت پر نماز جائز ہی پس اگر قبلہ عمارت ہوتی تو نماز صحیح نہوتی وقبلة العاجز عنھا لمرض وان وجد موجھا عند الامام او خوف مال وکذا کل من سقط عنہ الارکان جھة قدرتہ ولو مضطجعا بایماء لخوف رؤیة عدو اور قبلہ اُس شخص کا جو کسی مرض کے سبب سے قبلہ رخ ہونے سے عاجز ہو گو کسی قبلہ رخ کر دینے والے کو پاوے امام کے نزدیک یا مال کے چوری جانے وغیرہ کے خوف سے قبلہ کیطرف ہونے سے عاجز ہو اسیطرح ہر شخص جس سے ارکان نماز ساقط ہو گئے ہون ہر ایک کا قبلہ اُسکی قدرت کی جہت ہی یعنے جدھر کو پڑھ سکتا ہو پڑھے قبلہ رخ ہونا لازم نہین اسلیے کہ خود کعبہ تو مقصود ہی نہین اور امتحان ایسی صورت مین بھی حاصل ہی اگرچہ دشمن کے دیکھنے کے خوف سے نماز لیٹکر اشارہ سے پڑھے ہم امام کے نزدیک اسلیے کہا کہ صاحبین کے نزدیک اگر دوسرے کی مدد سے قبلہ رخ ہو سکتا ہو اور دوسرا اُسکے پاس موجود ہو تو اُسکو جہت قدرت کیطرف نماز درست نہو گی اور جس سے ارکان نماز کے ساقط ہو گئے ہون اُسکی مثال بوڑھا آدمی ہی جو پیری کے ضعف سے قیام وقعود نہین کر سکتا

تو اُس سے قبلہ رخ ہونا بھی ساقط ہی اور ایک مثال شارح نے سقوط ارکان کی دشمن کے دیکھ پانے کے خوف سے بیان کی ہی یعنے اگر آدمی کو خوف ہو کہ کھڑا ہونے یا بیٹھنے سے دشمن دیکھ لیگا تو اُسپر سے ارکان ساقط ہو جائینگے لیٹ کر اشارہ سے نماز درست ہوگی تو ایسے شخص سے استقبال قبلہ بھی ایسی صورت مین ساقط ہی کذا فی البحر ولم یعد لان الطاعة بحسب الطاقة اور اس نماز کا اعادہ نکرے اسلیے کہ طاعت موافق طاقت کے ہوتی ہی یعنی یہ عذر آسمانی ہین کسی مخلوق کی جہت سے نہین یعنی مرض اور پیری وغیرہ کسیکے کرنے سے نہین ہوتی یہان تک کہ خوف بھی کسیکے کرنے سے پیدا نہین ہوتا اسلیے ان عذرون مین نماز کا دوبارہ پڑھنا نہین کذا فی الشامی ویتحری هو بذل المجهود لنیل المقصود عاجز عن معرفة القبلة بما مرّ اور تحری کرے وہ شخص جو عاجز ہو قبلہ معلوم کرنے سے بذریعہ اُن امور کے جو بیشتر گذرے یعنی نہ مسجد ہو نہ ستارہ نہ کوئی بتانے والا شارح نے کہا کہ تحری کے معنی ہین کوشش کا کرنا مقصود حاصل کرنیکے لیے اور مراد تحری سے یہان اٹکل کرنا اور قیاس دوڑانا ہی یعنے اگر مسجد وغیرہ سے قبلہ کا پتا نہ معلوم ہو تو نمازی اٹکل سے کوئی سمت قبلہ ٹھہرالے فان ظهر خطاؤه لم یعد لما مرّ پس اگر نماز کے بعد اٹکل مین خطا ظاہر ہو تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اُسوجہ سے کہ بیشتر گذری یعنے طاعت بحسب طاقت ہوتی ہی اُسنے نماز پڑھنے مین وہ امر کر لیا تھا جو اُسکی طاقت مین تھا وان علم به فی صلوته او تحول رأیه ولو فی سجود سهو استدار وبنی اور اگر اپنی خطا کو نماز کے اندر جانا یا اُسکی راے بدل گئی اگرچہ سہو کے سجدون مین بدلی ہو تو اُسیوقت پھر جاوے اور بنا کرے یعنے اگر نماز کے اندر راے بدل گئی کہ قبلہ اسطرف نہین دوسری طرف ہی تو دوسری طرف فوراً پھر جاوے اگر ایک رکن کے موافق توقف کریگا تو نماز فاسد ہو جائیگی کذا فی الشامی اور بنا کرے اسکا مطلب یہ ہی کہ بقیہ رکعات کو پورا کرے از سر نو نماز نہ پڑھے یعنے راے کی غلطی سے پہلے کی نماز جاتی نہین رہی وہ بھی قائم ہی باقی کو اُسی بنا پر کرے حتی لو صلی کل رکعة لجهة جاز ولو بمکة او مسجد مظلم حتے کہ اگر ہر رکعت کو جداگانہ جہت کو پڑھے گا تو نماز درست ہوگی اگرچہ نمازی مکہ مین ہو یا کسی مسجد تاریک مین ہم صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ ایک شخص کو قبلہ معلوم نہ تھا اُسنے ایک طرف اٹکل سے ایک رکعت پڑھی دوسری رکعت مین اسکی اٹکل دوسری طرف ہو گئی تو دوسری رکعت اُسطرف کو ادا کی اسی طرح نماز کے آخر تک تو یہ نماز جائز ہی اور مکہ مین ہونیکی یہ صورت ہی کہ مکہ مین مقید ہو اور ایسا شخص پاس نہ ہو جس سے قبلہ دریافت کرے پھر اٹکل سے نماز پڑھے اور اسمین خطا ظاہر ہو کذا فی الشامی فلا یلزمه قرع ابواب ومس جدران اور لازم نہین نمازی کو لوگون کے دروازونکا ٹھوکنا کہ کوئی قبلہ بتاوے اور دیوارون کو ٹٹولنا کہ محراب قبلہ معلوم ہو جاوے یعنی اندھیری رات مین اگر مسجد مین جاوے اور قبلہ نہ سوجھے تو اٹکل کر لے لوگون کے پاس قبلہ پوچھتا نہ پھرے اور نہ دیوارون کو ٹٹولے صاحب مفتاح نے کہا کہ یہ حکم بعض مسجدون مین ہو سکتا ہی مگر اکثر مین تو محراب قبلہ اندھیری مین بھی معلوم ہو جاتی ہی تو ایسی مسجدون مین اٹکل نکرے کذا فی الشامی ولو اعمی فسواه رجل بنی ولم یقتد الرجل به اور اگر نمازی اندھا ہی اور اسکو کسی شخص نے سیدھا قبلہ کی طرف کر دیا تو وہ اندھا نماز کو پہلی ہی نماز پر بنا کرے اور سیدھا کرنے والا شخص اندھے کا اقتدا نکرے اسلیے کہ اُسکو معلوم ہو گیا کہ شروع کی نماز اندھے کی قبلہ رخ نہین تھی ولا بمن تحول له اور نہ اُس اٹکل کرنے والے کا اقتدا کرے جو ایک طرف کو ترک کرکے نماز کے اندر ہی دوسری طرف پھر گیا ہو شامی نے کہا کہ اسمین یہ قید ہی کہ مقتدی امام کا پہلا حال جانتا ہو اور اگر پہلا حال اُسکو معلوم نہو تو اقتدا مین کچھ خرابی نہین ولو ائتم بمتحر بلا تحر لم یجز ان اخطأ الامام اور اگر کسی تحری کرنے والے کا اقتدا کیا بدون تحری کے تو اگر امام نے تحری مین غلطی کی ہوگی تو اقتدا درست نہوگا اسلیے کہ اشتباہ کی صورت مین بدون تحری کے نماز جب ہی درست ہوتی ہی کہ ٹھیک قبلہ کی طرف ہو مگر امام کی نماز درست ہی کہ اسنے تحری کے بعد پڑھی ولو سلم فتحول رأی مسبوق ولاحق استدار المسبوق واستانف اللاحق اور اگر امام نے سلام پھیرا پھر راے مسبوق اور لاحق کی بدل گئی یعنے اُنکی راے مین قبلہ اور طرف ٹھہرا تو مسبوق اپنی راے کی سمت کی طرف پھرے اور نماز پوری کرے اور لاحق نماز از سر نو پڑھے م مسبوق وہ مقتدی ہی کہ ایک یا زیادہ رکعت اُسکو نہ ملی ہو اُسکو پھرنے کا حکم اسلیے ہوا کہ وہ باقی نماز کے پڑھنے مین مثل منفرد کے ہی تو جیسے منفرد کو نماز کے اندر راے بدل جانے سے پھرنا پڑتا ہی ویسے ہی مسبوق کو پھرنا ہوگا اور لاحق وہ ہی جو شروع نماز سے امام کا شریک تھا بیچ مین مثلاً وضو کے جاتے یا اور کسی عذر سے کچھ نماز امام کے ساتھ نہ ملی آخر مین پھر شریک ہو گیا تو اسکا حکم یہ ہی کہ نماز از سر نو پڑھے اسلیے کہ باقی نماز مین یہ حکماً امام کے پیچھے ہی تو جیسے مقتدی امام کے پیچھے ہو اور اسکو معلوم ہو کہ قبلہ امام کے منھ کی طرف نہین دوسری طرف کو ہی تو وہ اپنی نماز کی اصلاح نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر دوسری طرف کو منھ پھیرتا ہی تو امام کی مخالفت

لازم آتی ہی جو نماز کی مفسد ہی اور اگر نہین پھیرتا تو جان بوجھ کر قبلہ کے سوا اور طرف کو نماز پڑھتا ہی یہ بھی مفسد نماز ہی تو یہی حال لاحق کا بھی ہی جب نماز کی اصلاح کو
نہین ہو سکتی اسلیے از سر نو پڑھے کذا فی الشامی ملخصا ومن لم یقع تحریہ علی شیء صلی لکل جہۃ مرۃ احتیاطا اور جسکی اٹکل کسی طرف کو نہو بلکہ سب طرفین
قبلہ ہونے مین اسکے نزدیک برابر ہون تو وہ ہر طرف کو ایکبار نماز پڑھے بلحاظ احتیاط کے ہم جب نمازی قبلہ کے لیے چارون طرف اٹکل دوڑاوے اور کسی طرف نجمے تو تین
تین قول ہین ایک یہ کہ نماز مین تاخیر کرے جب تک کہ ایک طرف قبلہ اسکے عندیہ مین ظاہر ہو دوسرے یہ کہ چارون طرف کو ایک ایک نماز پڑھے تیسرے یہ کہ اسکو اختیار ہی
چاہے تاخیر کرے چاہے چار نمازین پڑھے مگر فتاوے عالمگیری مین مضمرات سے نقل کیا ہی کہ زیادہ درست دوسرا قول ہی اسلیے شارح نے اسکو اختیار کیا اور شرح منیہ
مین بھی اسیکو احوط کہا ہی کذا فی الشامی ملخصا ومن تحول رأیہ لجہۃ الاولی استدار اور جس شخص کی رائے پہلی طرف کو پھر جاوے وہ اسی طرف کو پھر جاوے یعنے کچھ نماز
ایک طرف کو تحری کے بعد پڑھی پھر نماز مین دوسری جانب قبلہ کی معلوم ہوئی اور اسطرف کو پھر گیا اسکے بعد پھر اول ہی جانب پر رائے آگئی تو اسی طرف کو پھر جاوے عاد
خلاصہ مین ایک قول یہ ہی کہ از سر نو پڑھے مگر تاتارخانیہ اور قہستانی نے اول قول کو مقدم کہا ہی اور طحطاوی اور شامی نے بھی اسکو اوجہ ذکر کیا ہی ومن تذکر ترک
سجدۃ من الاولی استانف اور جس شخص کو پہلی رکعت کا سجدہ چھوٹ جانا یاد آیا وہ از سر نو نماز پڑھے صورت اسکی یہ ہی کہ ایک شخص نے تحری کے بعد ایک رکعت ایک
جانب کو پڑھی پھر رائے بدل گئی دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھنے لگا اسوقت یاد آیا کہ پہلی رکعت کا سجدہ نہین کیا تو نماز کو پھر سے پڑھے اسلیے کہ اگر سجدۂ مذکور
اس جانب کو کرتا ہی جدھر دوسری رکعت پڑھتا ہی تو سجدہ قبلہ کی طرف نہوگا اسلیے کہ پہلی رکعت کا قبلہ یہ طرف نہ تھی اور یہ سجدہ رکعت مذکور کا جزو ہی اور اگر پہلی رکعت کے
قبلہ کی طرف کو کرتا ہی تو جو طرف اب اسکے نزدیک قبلہ ہی اس سے پھرنا لازم آتا ہی اسلیے نماز از سر نو پڑھے کذا فی الشامی وان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب
لترکہ فرض التحری اور جو شخص کہ قبلہ معلوم کرنے سے عاجز ہی اگر وہ نماز کو بدون تحری کے شروع کریگا تو شروع درست نہوگا اگرچہ ٹھیک قبلہ کو پڑھتا ہو
اسلیے کہ اسنے فرض تحری کو چھوڑ دیا یعنے درصورت اشتباہ قبلہ کے تحری فرض تھی اسکو اسنے چھوڑ دیا الا اذا علم اصابتہ بعد فراغہ فلا یعید اتفاقا
مگر جب اپنے فارغ ہونے کے بعد ٹھیک قبلہ کو ہونا جانے تو دوبارہ نماز نہ پڑھے بالاتفاق بخلاف مخالف جہۃ تحریہ فانہ یستانف مطلقا
بخلاف جہت تحری کے سوا اور طرف پڑھنے والے کے کہ وہ از سر نو پڑھے ہر حال مین یعنی اگر تحری ایک طرف پر ہوئی اور اسنے دوسری طرف نماز پڑھی تو نماز
کو پھر سے پڑھے ہر حال مین یعنے خواہ نماز مین جانے کہ ٹھیک قبلہ کی طرف پڑھی یا خطا کی یا بعد نماز کے جانے یا کچھ بھی معلوم نہو اور امام اعظم سے مروی ہی کہ
اس شخص پر خوف کفر ہی کذا فی الشامی کمصل علی انہ محدث او ثوبہ نجس او الوقت لم یدخل فبان بخلافہ لم یجز جیسے نمازی پڑھنے والا
اس گمان سے کہ وہ بے وضو ہی یا اسکا کپڑا ناپاک ہی یا وقت نہین آیا پھر اسکا خلاف معلوم ہوا تو اسکی نماز درست نہوگی وہ بھی نماز از سر نو پڑھے وجہ نا جائز
ہونے کی یہ ہی کہ اسکے عندیہ مین نماز فاسد ہو چکی ہی تو اب خلاف ظاہر ہونے سے جائز نہوگی کذا فی الطحطاوی صلی جماعۃ عند اشتباہ القبلۃ فلو لم
تشتبہ ان اصاب جاز بالتحری مع امام وتبین انہم صلوا الی جہات مختلفۃ ومن تیقن منہم مخالفۃ امامہ فی الجہۃ
او تقدمہ علیہ حالۃ الاداء لا بعدہ فلا یضر لم یجز صلوتہ ایک جماعت نے نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کے وقت تحری سے ایک امام کے ساتھ اور
ظاہر ہوا کہ انھون نے مختلف سمتون کی طرف نماز پڑھی تو جس شخص کو انمین سے یقین ہوا حالت ادا مین یعنے غلبہ ظن ہوا کذا فی الفیض کہ اسنے امام کے مخالف جانب نماز پڑھی
یا امام سے آگے بڑھنے کا یقین ہوا تو اسکی نماز درست نہوگی اور بعد ادا کے مخالفت کا حال معلوم ہونا اسکو مضر نہین شارح نے کہا کہ اگر قبلہ مشتبہ نہ تھا تو اگر نمازی ٹھیک
طرف کو پڑھیگا تو درست ہوگی یعنی اگر کوئی ایسا شخص موجود تھا جس سے قبلہ پوچھ لینا ممکن تھا مگر بدون دریافت کیے تحری سے نماز پڑھی تو اگر ٹھیک قبلہ کی طرف کو پڑھی
ہوگی تو درست ہوگی ورنہ درست نہوگی شامی نے کہا کہ حالۃ الاداء ظرف ہی تیقن مخالفت کا اور تقدم کو اس سے کچھ علاقہ نہین اسلیے کہ آگے بڑھنے سے تو نماز ہر صورت
سے درست نہین خواہ حالت ادا مین آگے بڑھنا معلوم ہو خواہ ادا کے بعد لاعتقادہ خطاء امامہ لترکہ فرض المقام حالت ادا مین امام کی مخالفت معلوم

کرنے والے کی نماز اسلیے نہوگی کہ اُسکو اپنے امام کے چوکنے کا اعتقاد ہی یعنے اپنے عندیہ مین امام کو خطا پر سمجھتا ہی پھر اُسکا اقتدا کیسے ہوگا اور آگے بڑھنے کو معلوم کرنے والے کی
نماز اسوجہ سے نہوگی کہ اُسنے مقام کے فرض کو ترک کیا یعنے اسکو امام کے پیچھے کھڑا ہونا فرض تھا آگے بڑھنے سے یہ فرض چھوٹ گیا شامی اور طحطاوی نے کہا کہ لاعتقادہ
الخ نشر مرتب ہی ومن لم یعلم ذلک فصلوتہ صحیحۃ اور جس شخص کو حال مخالفت امام اور آگے بڑھنے کا معلوم نہوا تو اُسکی نماز درست ہی کما لو لم یعین الامام
بان رأی رجلین یصلیان فائتم بواحد لا بعینہ جیسے امام کو متعین نکرنے سے نماز درست نہین اسطرح کہ دو شخصون کو نماز پڑھتے دیکھا اور ایک غیر معین کا اقتدا
کرلیا تو صحیح نہوگا ھم ظاہر عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تشبیہ صحت نماز کی ہو حالانکہ تشبیہ عدم جواز کی ہی تو شارح کو مناسب تھا کہ اُسکو لم تجز صلوتہ کے بعد ذکر کرتا
کذا فی الطحطاوی **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے شامی نے کہا کہ اگر شارح ان مسائل کو متصل نیت کے بیان کرتا یعنے بشتر استقبال قبلہ سے تو بہتر ہوتا النیۃ
عندنا شرط مطلقا نیت ہمارے نزدیک شرط ہی سب عبادتون مین یعنی کسی عبادت مین نیت رکن نہین بلکہ سب مین شرط ہی البتہ تکبیر تحریمہ مین اختلاف ہی کہ اُسکو بعض نے
رکن بھی کہا ہی مگر معتمد یہی ہی کہ وہ شرط ہی ولو عقبہا بمشیئۃ فان هما یتعلق بالاقوال کطلاق وعتاق بطل والا لا اور اگر الفاظ نیت کہکر انشاء اللہ کہا تو
اگر نیت کی ہوئی چیز ان کامون سے ہوگی جو زبانی قولون سے متعلق ہین چنانچہ طلاق اور آزادی تو انشاء اللہ کہنے سے وہ باطل ہوجاینگے اور اگر ایسے نہین جو
قول سے متعلق ہون جیسے روزہ ہی تو اُنکی نیت کے بعد انشاء اللہ کہنے سے وہ باطل نہونگے لیس لنا من ینوی خلاف مایودی الا علی قول محمد فی الجمعۃ
وھو ضعیف فاسم حنفیون کے نزدیک ایسا کوئی نہین جو نیت کچھ کرے اور ادا کچھ کرے مگر امام محمد کے قول پر جمعہ مین ایسی صورت ممکن ہی اور وہ قول ضعیف ہی
صورت جمعہ کے مسئلہ کی اسطرح ہی کہ اُنکے نزدیک جمعہ نہین ہوتا جبتک کہ نمازی کو ایک رکعت نہ ملے تو اگر کسی شخص نے دوسری رکعت کے رکوع کے بعد جمعہ مین امام کا
اقتدا کیا تو وہ یہ فرماتے ہین کہ مقتدی جمعہ کی نیت کرے اور بعد امام کے فارغ ہونے کے ظہر کی نماز پوری کرے پس اس صورت مین نیت تو کچھ اور تھی یعنے
جمعہ کی اور ادا دوسری چیز کی یعنے نماز ظہر اس صورت کے سوا دوسری ایسی نہین کہ نیت اور کچھ ہو اور ادا اور کچھ کذا فی الشامی المعتمد ان العبادۃ ذات
الافعال تنسحب نیتہا علی کلہا قول معتمد یہ ہی کہ عبادت بہت سے فعلون والی کی نیت اُن سب افعال پر کھنچ جاتی ہی یعنے اسکے ہر فعل و رکن کے لیے
جدا جدا نیت ضرور نہین ایک نیت شروع مین کافی ہی جیسے اُس عبادت مین کہ ایک ہی فعل ہو چنانچہ روزہ کہ بلاخلاف اسکے اول مین نیت کرلینا کافی ہی
افتتح خالصا ثم خالطہ الریاء اعتبر السابق شروع کیا عمل کو اخلاص کے ساتھ پھر اس عمل مین ریا کا یعنی نمود کا خلط ہوگیا تو اعتبار سابق کا ہوگا
یعنی عمل اخلاص کے ساتھ ہی رہیگا ھم شامی نے کہا کہ اسکی وجہ شاید یہ ہی کہ نماز قابل قسمت نہین تو ایسا نہین ہوسکتا کہ بعض خالص خداتعالے کے لیے ہو اور
بعض غیر کے لیے ہان اگر بعض کو دکھانے کے لیے بنا سنوار کر پڑھے گا تو اس بنانے سنوارنے کا کچھ ثواب نپاویگا والریاء انہ لو خلا عن الناس لایصلی
اور ریا کامل یہ ہی کہ اگر نمازی لوگون سے علحدہ ہوتا تو نماز نہ پڑھتا فلو معہم یحسنہا و وحدہ لافلہ ثواب اصل الصلوۃ پس اگر لوگون کے ساتھ
ہوکر نماز کو اچھی طرح پڑھے اور تنہا اچھی طرح نہ ادا کرے تو اُسکو اصل نماز کا ثواب ملیگا اچھی طرح پڑھنے کا ثواب نہ ملیگا بظاہر یہ حکم فرض اور نفل دونون کو
شامل ہی کذا فی الطحطاوی ولا یترک لخوف دخول الریاء لانہ امر موہوم نماز یا دوسرے نیک کام کو نہ چھوڑے ریا کے داخل ہونیکے خوف سے
اسلیے کہ ریا کا داخل ہونا ایک وہمی بات ہی تو وہمی بات کے لیے نیک کام کیون چھوڑا جاے ولاریاء فی الفرائض فی حق سقوط الواجب اور نمود نہین ہی
فرضون مین واجب کے ساقط ہونیکے باب مین یعنی ریا فرض کو باطل نہین کرتا اور فقیہ ابو اللیث نے نوازل مین اپنے بعض اساتذہ کا قول نقل کیا ہی کہ مذہب
مستقیم یہ ہی کہ ریا اصل ثواب کو نہین کھوتا بلکہ زیادتی ثواب کو فوت کرتا ہی تو اگر کوئی شخص ریا کے ساتھ نماز پڑھ لیگا تو اسکے ذمہ سے واجب ساقط ہوجائیگا
بسبب پائے جانے شرائط اور ارکان نماز کے کذا فی الشامی قیل لشخص صل الظہر ولک دینار فصلی بہذہ النیۃ ینبغی ان تجزیہ ولا یستحق الدینار
ایک شخص سے کہا گیا کہ ظہر کی نماز پڑھلے تجکو ایک دینار ملیگا سو اُسنے اسی ارادہ سے نماز پڑھی تو چاہیے کہ یہ نماز اسکو کافی ہو اور وہ مستحق دینار کا نہو

نماز کا کافی ہونا تو اسوجہ سے ہو کہ فرض مین ریا کو دخل نہین اور دینار کا استحقاق اسوجہ سے نرہا کہ نماز اسکے ذمہ واجب تھی واجب خیر پر اجرت کا استحقاق نہین ہوتا مثلا باپ نے بیٹے کو اپنی خدمت کے لیے نوکر رکھے تو بیٹا کچھ نوکری کا مستحق نہوگا اسلیے کہ باپ کی خدمت اُسپر واجب ہو کذا فی الشامی الصلٰوۃ لارضاء الخصوم لا یفید بل یصلی للّٰہ تعالٰی فان لم یعف خصمہ اخذ من حسناتہ نماز کا پڑھنا دشمنون کے راضی کرنیکے لیے مفید نہین بلکہ نماز اللہ تعالی کیواسطے پڑھے پھر اگر اسکا دشمن اپنا حق معاف نکریگا تو آخرت مین اُسکی نیکیون مین سے لیکر حقدار کو حوالہ کیا جائیگا م شارح نے اس نماز کے جواز اور عدم جواز کو ذکر نکیا بلکہ یہ کہا کہ مفید نہین لیکن مختارات النوازل مین کہا کہ ایسی نماز درست نہین یعنی اگر نماز اس نیت سے پڑھے کہ خدا کے واسطے پڑھتا ہون تاکہ وہ حقدارون کو مجھسے راضی کردے تو درست نہوگی اسلیے کہ بدعت ہو کذا فی الشامی جاء انہ یوخذ لدانق ثواب سبعمائۃ صلوۃ بالجماعۃ بعض کتب آسمانی مین آیا ہو کہ ایک دانگ کے لیے ثواب سات سو نماز باجماعت کا لیا جائیگا م دانگ درم کے چھٹے حصے کو کہتے ہین اور نماز باجماعت سے غرض فرائض ہین کہ جماعت انھین مین ہوتی ہو یعنے اگر کسیکا حق ایک دانگ دوسرے کے ذمہ ہوگا جو حال کے سکہ کے اعتبار سے پون آنے کے قریب ہوتا ہو تو اسکے عوض آخرت مین سات سو فرضون کا ثواب ظالم سے حقدار کو دلایا جائیگا ولو اذرک القوم فی الصلٰوۃ ولم یدر افرض ام تراویح ینوی الفرض فان ھم فیہ صح والا تقع نفلا اور اگر نمازی نے لوگون کو نماز مین پایا اور یہ نجانا کہ نماز فرض پڑھتے ہین یا تراویح تو یہ شخص فرض کی نیت سے انکا شریک ہو جائے پھر اگر وہ فرض ہی مین ہونگے تو اُسکا فرض بھی درست ہوگا ورنہ نماز نفل ہو جائیگی یعنے تراویح نہوگی کیونکہ تراویح بعد فرض عشا کے ہوتی ہو کذا فی الشامی ولو نوی فرضین کمکتوبۃ وجنازۃ فللمکتوبۃ اور اگر نمازی نے نیت کی دو فرضون کی یعنے فرض عین اور فرض کفایہ کی ایک ساتھ نیت کی جیسے فرض وقت اور جنازہ کی نیت تو یہ نیت صرف فرض وقت کی ہوگی اسلیے کہ فرض وقت قوی ہو اور حقیقت مین نماز اسیکا نام ہو کہ اسمین رکوع اور سجدہ سب ارکان ہین بخلاف جنازہ کے م قاعدہ کلیہ اسطرح کی نیت کا یہ ہو کہ جب دو عبادتون کو ایک نیت کے ساتھ جمع کریگا تو اگر ان دونون مین سے ایک قوی ہوگی تو نیت اسیکی ہو جائیگی اور اگر دونون برابر ہونگی تو نیت لغو ہوگی اور کسی مین شروع کرنے والا نہو گا کذا فی الطحطاوی ولو مکتوبتان فللوقتیۃ اور اگر وہ فرض کی نیت کی یعنے ایک جسکا وقت موجود ہو اور ایک جسکا وقت ابھی نہین ہوا مثلا ظہر کے وقت مین اور عصر کی ساتھ نیت کی تو نیت اُسکی ہوگی جسکا وقت ہو اسلیے کہ عصر کی نیت ظہر کے وقت مین درست نہین اگرچہ نمازی عرفات مین ہو کیونکہ ظہر کا مقدم کرنا عصر پر واجب ہو بسبب ترتیب کے کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولو فائتتین فللاولی لو من اھل الترتیب اور اگر دو قضا نمازون کی نیت کی تو اُسمین سے پہلی کی نیت ہوگی بشرطیکہ نمازی اہل ترتیب سے ہو م اہل ترتیب اُسکو کہتے ہین جسکے ذمہ شروع فرضیت نماز سے پانچ نمازین متصل باقی نہون تو ایسا شخص اگر دو قضا نمازون کی ایک ساتھ نیت کریگا تو نیت پہلی کی ہوگی اسلیے کہ ترتیب والے کی دوسری نماز نہین ہوتی جبتک پہلی کو ادا نکرے کذا فی الشامی والا لغا فلیحفظ اور اگر صاحب ترتیب نہو اور دو قضا نمازون کی ایک ساتھ نیت کرے تو یہ نیت لغو ہوگی کوئی سی نماز صحیح نہوگی تو اسکو یاد کرنا چاہیے م وجہ لغو ہونے کی یہ ہو کہ ایک ساتھ تو دونون کا ادا ممکن نہین کیونکہ ہر ایک کو ایک فعل علیحدہ چاہیے اور خاص ایک کا ادا ہونا ترجیح بلا مرجح ہو اور صاحب ترتیب نہونے سے اولویت ترتیب معتبر نہین رہی کہ اول کی نیت ہو جاتی ہو اسلیے نیت لغو ہو گئی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولو فائتۃ ووقتیۃ فللفائتۃ لو الوقت متسعا اور اگر ایک قضا نماز اور ایک وقت کی نماز کی نیت اکھٹی کی تو نیت قضا کی ہوگی بشرطیکہ وقت مین گنجایش ہو یعنی بعد قضا پڑھنے کے وقتی کو ادا کر سکے طحطاوی نے کہا کہ وقت مین گنجایش ہونے کے سوا یہ بھی شرط ہو کہ نمازی صاحب ترتیب ہو اگر صاحب ترتیب نہوگا تو نیت لغو ہو جائیگی اور اگر وقت تنگ ہوگا تو نیت وقتی ہی کے لیے ہوگی خواہ صاحب ترتیب ہو یا نہو ولو فرضا ونفلا فللفرض اور اگر فرض اور نفل کی ایک ساتھ نیت کریگا تو نیت فرض کی ہوگی بسبب قوی ہونے فرض کے ولو نافلتین کسنۃ فجر وتحیۃ مسجد فعنھما اور اگر دو نفل نمازون کی نیت کریگا جیسے سنت فجر اور تحیۃ المسجد کی تو نیت دونون کی طرف سے کافی ہوگی یعنی دونون کا ثواب پاویگا ولو نافلۃ وجنازۃ فنافلۃ اور اگر نفل اور جنازہ کی نیت کریگا تو نفل ہوگی اسلیے کہ نفل حقیقت مین